1000 سچے واقعات کا ایمان افروز مجموعہ

مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد کے سچے واقعات

تحقیق و ترتیب
محمد انور بن اختر

شعبہ تحقیق و تصنیف
مکتبہ ارسلان
اردو بازار کراچی موبائل: 0333-2103655

13

مجاہدین کے ساتھ

اللہ

کی مدد کے سچے واقعات

مولف: انور بن اختر

ناشر: مکتبۂ اسلان

Marfat.com

۲۹۷٫۵۱۱
م ۳۸ م

جملہ حقوق طباعت بحق "مکتبہ ارسلان" محفوظ ہیں

نام کتاب: مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد کے واقعات

مؤلف: انور بن اختر

۱۱۹۴۵۸

سن اشاعت: جولائی ۲۰۰۱ء

باہتمام: ارسلان بن اختر

ناشر: مکتبہ ارسلان اسٹوڈنٹ بازار فرسٹ فلور نزد اردو بازار کراچی 0333-2103686

قیمت: 190

ملنے کا پتہ

کراچی
☆ دارالاشاعت اردو بازار کراچی
☆ ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی
☆ مکتبہ قاسمیہ نزد بنوری ٹاؤن
☆ صدیقی ٹرسٹ نزد لسبیلہ چوک
☆ علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی
☆ مکتبہ زکریا نزد بنوریہ ٹاؤن
☆ قدیمی کتب خانہ نزد آرام باغ
☆ اسلامی کتب خانہ نزد بنوری ٹاؤن
☆ اقبال بک ڈپو (اقبال نعمانی صدر)
☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال ۲
☆ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
☆ ضیاء القرآن اردو بازار کراچی

حیدر آباد
☆ بیت القرآن نزد چھوٹی گٹی حیدرآباد
☆ حاجی امداد اللہ اکیڈمی مارکیٹ ٹاور

ملتان
☆ ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ
☆ مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس

لاہور
☆ مکتبہ رحمانیہ غزنی اسٹریٹ اردو بازار
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار
☆ ادارہ اسلامیات [illegible]

فیصل آباد
☆ کشمیر بک ڈپو [illegible]

گوجرانوالہ
☆ مدینہ کتاب گھر

اسلام آباد
☆ [illegible]

راولپنڈی
مکتبہ [illegible]

پشاور
☆ یونیورسٹی بک ایجنسی [illegible]
مکتبہ [illegible]
☆ [illegible]

پیش لفظ

محترم قارئین کرام اللہ کے فضل و کرم سے امت مسلمہ میں جذبہ جہاد بڑھتا جا رہا ہے ہزاروں افراد اب تک کشمیر، افغانستان، فلسطین اور بوسنیا میں جام شہادت نوش کر چکے ہیں اور لاکھوں افراد دعوت و جہاد کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ جہاد دین اسلام کی چوٹی ہے اس میں شرکت ہر مسلمان پر لازم ہے یہ اپنے عمومی معنی کے اعتبار سے ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔

محترم قارئین اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اصول ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوا کرتے ہیں اور زمانوں کی مناسبت سے تبدیل نہیں ہوتے۔ اگر قرون اولیٰ کے مجاہدین کی مدد فرشتوں کے ذریعہ ہوتی تھی تو آج بھی اگر کسی جگہ مجاہدین اللہ کی مقرر کردہ شرائط پوری کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد کے لئے بھی یقیناً اپنے فرشتے بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الانفال میں فرماتے ہیں۔ اگر تم میں سے بیس آدمی بھی ثابت قدم ہوں گے تو وہ دو سو کافروں پر غالب رہیں گے۔ اور جب افغان مجاہدین نے روس کے ہوائی جہازوں، ٹینکوں اور جدید ترین اسلحہ سے لیس فوج کے سامنے ثابت قدمی دکھادی تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں روسی کافروں پر غالب کر دیا۔ یہاں تک کہ روس کے انتہائی تربیت یافتہ وحشی اور خونی فوجی دستے ''سپٹناز'' جس کا نام سن کر ہی یورپ میں لوگوں پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے وہ بھی افغانستان میں عبرتناک شکست سے دوچار ہو گئے یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ افغان ہر حالت میں ثابت قدم رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر نہ آنے والے راستوں سے مدد کی۔ سورہ توبہ میں جنگ حنین کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مسلمانو! اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کی.........اور مدد کو ایسے لشکر اتارے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے۔

سرزمین افغانستان اور کشمیر میں بھی اللہ تعالیٰ نے نظر نہ آنے والے لشکروں [illegible] کی مدد کی اور وہاں ایسی ایسی کرامات دیکھنے میں آئیں کہ عقل حیران [illegible] [illegible] کی شکست بھی ایک معجزہ ہے اور [illegible]

Marfat.com

تک بہت سوں کے لئے ایک نا قابل یقین حقیقت بھی۔ سابق صدر ضیاء الحق اکثر کہا کرتے تھے کہ افغانستان سے روسی فوج کی واپسی بیسویں صدی کا معجزہ ہوگی انہیں اس معجزہ کے رونما ہونے کا بھی پورا یقین تھا اس لئے وہ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کرتے تھے کہ معجزہ انشاء اللہ بہت جلد ہونے والا ہے۔ افغانستان میں جہاں افغان مجاہدین نے نا قابل یقین بہادری اور استقامت کی مثالیں قائم کی ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی ایسے مدد کی جس طرح بدر و حنین میں مجاہدین کی کی تھی۔ اللہ پاک قرآن میں مجاہدین کی حفاظت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اللہ کی اجازت کے بغیر کسی شخص کو موت نہیں آسکتی ہر ایک کا ایک وقت مقرر ہے۔"

اور ایک آیت میں ارشاد فرمایا:

"کہ اللہ پاک ہی بہترین حفاظت کرنے والے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں۔"

مجاہدین کی حفاظت اللہ نے صحابہ کرامؓ کے دور میں بھی کی اور اس دور میں بھی کی۔ اللہ جل شانہ نے کشمیر اور افغانستان میں اپنی مدد کے سینکڑوں واقعات دکھائے جن کے گواہ روسی اور بھارتی فوجی ہیں اور ان کرامات کو دیکھ کر اب تک سینکڑوں روسی اور بھارتی فوجی مسلمان ہو چکے ہیں۔

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے۔"

فرمایا:

"ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذالذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ﴿پ ٤ آیت ١٦﴾

"اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تم

Marfat.com

سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اس کے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دے (اور غالب کردے) اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیے۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"یا ایھا الذی امنوا ان تنصرو اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم والذین کفروا فتعسا لھم واضل اعمالھم ﴿پ ٢٦ سورۃ محمد آیت ٦﴾

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لیئے تباہی ہے اور ان کے اعمال کو خدا تعالیٰ کالعدم کردے گا۔"

اس وقت دنیا کے تقریباً ۲۵ ممالک میں مسلمانوں پر دلخراش مظالم کا سلسلہ جاری ہے اور ان ممالک میں کفر سے پنجہ آزمائی کے لئے مجاہدین کی تنظیمیں بھی اسلام کے دفاع کے لئے بن چکی ہیں اور ہر ملک میں مجاہدین کی تھوڑی سے تعداد کفار کو گھنگی کا ناچ نچا رہے ہیں۔

جناب رحمت اللہ مجاہد بیان کرتے ہیں ہم نے ایک روسی کردوران جنگ گرفتار کیا جس کا نام فیج تھا اس نے کہا ہمیں تمہاری مشین گنوں اور دیگر اسلحہ کا ذرہ بھر بھی رعب اور خوف نہیں لیکن تمہارے "اللہ اکبر" سے ہمارے دل لرز جاتے ہیں یہ کس قسم کا جنگی ہتھیار ہے جو تم ہمارے خلاف استعمال کرتے ہو۔

روسی فوجی کہتے ہیں کہ مجاہدین انسان نہیں بلکہ جن ہیں اس طرح محاذ کشمیر میں بھی بھارتی فوجیوں پر مجاہدین کا رعب و دبدبہ بیٹھ چکا ہے۔

نئی دہلی بھارتی اخبار انڈین ایکسپریس نے انکشاف کیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں مجاہد تنظیموں کے لڑنے والی بھارتی فوج اور سکیورٹی فورسز کے اہلکار نفسیاتی مریض ہو کر رہ گئے ہیں، آپس میں چھوٹی چھوٹی بات پر ناراض ہو کر اپنے افسروں پر حملہ شروع کر دیتے ہیں خاص کر مجاہدین کے فدائی حملوں کی وجہ سے ان

کی کمر ٹوٹ گئی ہے ایک اور رپورٹ کے مطابق فدائیوں کے خوف سے کیمپ کے سنتری نے اپنے ہی اہلکار کو فدائی سمجھ کر ہلاک کر دیا ایک اور رپورٹ کے مطابق بھارتی فوجی اہلکار کا ٹرک جس میں کئی فوجی موجود تھے مقبوضہ کشمیر میں سفر کے دوران اچانک ڈرائیور کی مجاہدین پر نظر پڑی اور ٹرک بے قابو ہو کر الٹ گیا اس وجہ سے ۱۹ بھارتی فوجی ہلاک اور ۲۸ زخمی ہوئے ایک اور رپورٹ کے مطابق بھارتی فوج ملازمت سے بھاگ جاتی ہے بھارتی فوج میں میجر اور کیپٹن کی متعدد آسامیاں خالی ہیں کشمیر میں مجاہدین کے حملوں کے خوف سے فوج میں بے چینی پائی جاتی ہے سینکڑوں بھارتی فوجی اب تک خودکشی کر چکے ہیں۔

محترم قارئین زیر نظر کتاب ''مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد'' میں افغانستان اور کشمیر میں مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد کے ۱۰۰۰ سے زیادہ واقعات موجود ہیں اس کی تیاری کیلئے بندے نے کئی مجاہدین کی تنظیموں سے رابطے کیے ہیں اور منتشر واقعات جمع کیے اور کتابی شکل میں قارئین کے سامنے پیش کیا۔

اور الحمدللہ جہاد کے موضوع پر بندہ مزید تحقیقی کام کر رہا ہے جن میں دنیائے کفر پر مجاہدین کی یلغار کے واقعات، جیلوں میں مجاہدین پر تشدد کے واقعات اور مظلوم مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کے واقعات ہیں۔

اور بندے کی آپ حضرات سے گذارش ہے کہ اس کتاب کے تحقیقی کام کے وقت جن مجاہدین نے بندے کے ساتھ تعاون کیا اور جن احباب کی تحریروں کو کتابی شکل میں پیش کیا ان کو خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

آخر میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ میرے اس عمل کو وہ خالصتاً اپنی رضاء کیلئے قبول فرمائے اسے میرے لئے میرے والدین اور عزیز و اقارب اور مجاہدین کیلئے دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے اسمیں ایسی تاثیر پیدا کرے کہ امت مسلمہ خصوصاً نوجوان طبقہ میں جذبہ جہاد پیدا ہو اور وہ دنیا کفر کو شکست و ذلیل و رسوا کرنے کا ذریعہ بن جائیں۔ اللھم آمین

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

- عرض مرتب ---------- ۳

باب نمبر ۱: جہاد فی سبیل اللہ اور نصرت الٰہی کے تقاضے ۳۱

- مقصد جہاد ...... اللہ کے کلمے کی سر بلندی ---------- ۳۲
- بھر پور استعداد و تیاری کا حکم ---------- ۳۳
- رجوع الی اللہ کا اہتمام ---------- ۳۴
- استقامت و پامردی ---------- ۳۵
- باہمی تفرقہ سے اجتناب ---------- ۳۶
- غرور سے اجتناب ---------- ۳۷
- سرنڈر کرنے سے اجتناب ---------- ۳۸
- ڈسپلن کی پابندی ---------- ۳۸

باب نمبر ۲: میدان جنگ میں صحابہؓ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے واقعات ۴۰

- صحابہ کرامؓ کی نظروں میں دشمنوں کی قلت دکھانا ---------- ۴۰
- ہوا سے امداد کرنا ---------- ۴۰
- دشمنوں کا دھنسنا اور انکا ہلاک ہونا ---------- ۴۱
- صحابہ کرام کی بددعا سے بینائی کا چلا جانا ---------- ۴۲
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے بینائی کا لوٹ آنا ---------- ۴۲
- تکبیر و تہلیل سے دشمنوں کے بالاخانوں کا گرنا ---------- ۴۳
- مسلمانوں کی تکبیر کی گونج سے میدان جنگ میں زلزلہ آ گیا ---------- ۴۹

- حضرت عمرؓ کی گونج ______ ۴۹
- صحابہ کرامؓ کا غیبی آوازیں سننا ______ ۵۱
- صحابہؓ پر زہر کا اثر نہ ہونا ______ ۵۲
- ٹہنی کا تلوار ہو جانا ______ ۵۳
- دعا کے ذریعے شراب کا سرکہ بن جانا ______ ۵۳
- امراض و درد سے شفایابی ______ ۵۴
- مردہ زندہ ہو گیا ______ ۵۵
- انفلاق بحر اور عبور دریا ______ ۵۵
- قوم موسیٰ کے عذابات اور دخان مکہ ______ ۵۵
- من وسلویٰ اور حل غنائم اور تکثیر طعام ______ ۵۶
- احد میں دشمن سامنے اور صحابہ کو بے خوفی سے نیند آ رہی تھی ______ ۵۶
- ساحران فرعون کی شکست اور ابو جہل کی مرعوبی ______ ۵۷
- حضرت عاصم کی لاش کو پانی بہا لے گیا ______ ۵۸

باب نمبر ۳: صحابہ کرامؓ کی فرشتوں کے ذریعہ مدد کے واقعات ۶۱

- ملائکہ کے ذریعہ مدد ______ ۶۱
- زمین اور آسمان کے درمیان سفید رنگ کے کپڑوں میں گھوڑے پر سوار ۶۱
- حنین کی لڑائی میں خوبصورت لوگ کون تھے؟ ______ ۶۴
- چیونٹیاں ملائکہ تھیں ______ ۶۵
- فرشتہ حضرت مصعبؓ کی صورت میں ______ ۶۵
- جبرائیلؑ کا گھوڑا ______ ۶۵
- فرشتوں کا مشرکین سے لڑنا اور ان کو گرفتار کرنا
- مشرک کی حضرت جبرائیلؑ کے کوڑے سے
- ہم میں سے کوئی ایک بھی مشرک کے سر کی

Marfat.com

- میدان بدر میں فرشتوں کے ذریعے نصرت الٰہی کے نظارے ------- ۶۸
- مجاہد کے لئے تیسرے آسمان سے مدد کے فرشتے نازل ہوتے ہیں---- ۷۰
- جبرائیل اور میکائیل علیہ السلام جانبازی سے رسول اللہ کا دفاع کرتے ہوئے ۷۰
- خاک آلود حالت میں جبرئیل علیہ السلام نے یہود پر چڑھائی کا پیغام دیا ۷۱
- مشرکین کے نامعلوم قاتل ------------------- ۷۲
- حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مار سے زخم کی بدبو ------------- ۷۲
- جبرئیل علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا ------------ ۷۳
- صحابہ کرامؓ کے جنازوں کو ملائکہ کا خود غسل دینا ------------ ۷۴
- فرشتوں کا غسل ------------------------ ۷۴
- صحابہ کرامؓ کے جنازوں کو ملائکہ کا گھیر لینا ------------ ۷۵
- سعد بن معاذؓ کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتے --------------- ۷۶
- فرشتے اور جنازے کی چار پائی-------------------- ۷۶
- صحابہ کرامؓ کا رعب دشمنوں کے دلوں پر --------------- ۷۶
- دشمنوں کی پکڑ ------------------------ ۷۷
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن پر آسمانی بجلی کا حملہ -------- ۷۸
- تلوار کی زد پڑنے سے قبل ہی کافر کا سر اڑ جاتا تھا ---------- ۸۰
- کنکریوں اور مٹی کے پھینکنے سے دشمنوں کو شکست ---------- ۸۱
- پھر تم انکے مقابلے میں کامیاب کیوں نہیں ہوتے؟ ---------- ۸۲
- صحابہؓ کا جہاد اور مسلمانوں اور کافروں کی تعداد کا فرق -------- ۸۲

باب نمبر۴......میدان جہاد میں صحابہ کے ساتھ کھانے پینے کی چیزوں میں برکات کے واقعات ۸۴

- آسمان کے ڈول سے سیراب کیا جانا------------- ۸۴
- ------------- ۸۴

- چھوٹے پیالے کا پانی پندرہ سو افراد کیلئے کافی ہو گیا ——
- سفر جہاد کی برکات —— ۸۵
- غزوات میں کھانے میں برکت —— ۸۶
- کھجور کا چھوٹا سا ڈھیر پندرہ سو افراد کیلئے کافی ہو گیا —— ۸۷
- جنگ تبوک کے وقت صحابہ کرامؓ کے کھانوں میں برکات —— ۸۹
- گھی کا مشکیزہ —— ۹۰
- صحابہ کرامؓ بے موسم انگور کھا رہے تھے —— ۹۱
- خواب میں پینے سے بیداری میں سیرابی —— ۹۱
- مال کا بے گمان جگہ سے آنا —— ۹۲
- کسریٰ کے محل میں تصویر نے خزانے کی نشاندہی کرائی —— ۹۲
- پتھر کے بنے ہوئے ہرن نے خزانے کی نشاندہی کرائی —— ۹۳
- بھوکے مجاہدین اور ساحل سمندر پر عنبر مچھلی کی آمد —— ۹۳
- جزیرے میں پتے سے ہم سیراب ہوئے —— ۹۵
- کنکریوں کی شکل میں گندم —— ۹۵
- آسمانی شربت —— ۹۶
- حضرت جابرؓ کی دعوت کا ایمان افروز واقعہ —— ۷
- غیب سے بکری آئی اور چار سو صحابہ کرامؓ کو دودھ پلا گئی —— ۹۹
- عمر فاروق کی چند سیر کھجوریں چار سو صحابہ کرامؓ بھی نہ کھا سکے —— ۱۰۰

باب نمبر ۵...... میدان جہاد میں صحابہ کے لئے مخلوق کے مسخر ہو جانے کے واقعات

- مقتولین صحابہ کرامؓ کا آسمان پر اٹھالیا جانا ——
- صحابہ کرامؓ کی میتوں کی حفاظت فرمانا ——
- حضرت خبیب کی لاش کو زمین نگل گئی ——

- ابن حضرمیؓ کی میت قبر میں نہ تھی اور لحد نور سے چمک رہی تھی ——— ۱۰۲
- شہد کی مکھیوں نے حضرت عاصمؓ کی لاش کی حفاظت کی ——— ۱۰۳
- صحابہ کرامؓ کیلئے درندوں کا عاجزی کرنا اور ان صحابہ کرامؓ سے کلام کرنا — ۱۰۴
- شیر نے میری رہنمائی کی ——— ۱۰۴
- حضرت ابن عمرؓ نے شیر کے کان پکڑے ——— ۱۰۵
- شیر کا پیغام ——— ۱۰۵
- صحابہ کرامؓ کیلئے سمندروں کا مسخر ہونا ——— ۱۰۶
- سمندر پر گھوڑے ——— ۱۰۷
- ابر اور پانی کی برسات ——— ۱۰۸
- گھوڑے سمندر پر ایسے چل رہے تھے جیسے نرم ریت پر ——— ۱۰۹
- صحابہؓ کیلئے روشنی کا چمکنا ——— ۱۱۲
- دہشور میں مجاہدین کے ساتھ پرندے ——— ۱۱۳
- پرندے کی شکل میں خوشخبری ——— ۱۱۵
- غزوہ خندق میں تیز ہوا نصرت الٰہی بن کر لشکر کفار کو تباہ کر گئی ——— ۱۱۵
- چشمے دست رسول کی برکت ——— ۱۱۷
- بادل سے گھوڑوں کی آوازیں آ رہی تھیں ——— ۱۱۸

باب نمبر ۶ مجاہدین کے دنیا میں جنت کے دیدار کے واقعات

- صحابہؓ کا شہادت کے وقت جنت کو دیکھنے کے واقعات ——— ۱۱۹
- عمرو بن جموحؓ کی جنت میں چہل قدمی ——— ۱۲۰
- حضرت خیثمہؓ نے اپنے بیٹے کو خواب میں جنت کی سیر کرتے ہوئے دیکھا ۱۲۲
- وہ صحابیؓ جنہوں نے ایک بار بھی نماز نہیں پڑھی اور جنت میں پہنچ گئے — ۱۲۳
- سعد بن ربیعؓ نے جنت کی خوشبو سونگھی ——— ۱۲۳
- جنت کی مٹھاس ——— ۱۲۴
- مجاہدین نے شہادت سے پہلے جنت دیکھی ——— ۱۲۷

- اے محروم! شہادت سے کس نے محروم کیا؟ ــــــ ۱۲۸
- حور کی پانچ انگلیوں کی جگہ روشن ہوگئی ــــــ ۱۲۹
- شہادت سے محرومی پر ملال ــــــ ۱۳۱
- عیناء مرضیہ ــــــ ۱۳۱

باب نمبر ۷ صحابہؓ اور مجاہدین کی قبروں میں تروتازہ نعشیں

- شہداء کی شان نرالی ہے ــــــ ۱۳۵
- میرا ساتھی اٹھ کھڑا ہوا اور رومی کی گردن پکڑلی ــــــ ۱۳۵
- شہداء کے جسموں میں زندگی کے آثار ــــــ ۱۳۶
- حضرت حمزہؓ کی قبر کشائی ــــــ ۱۳۶
- حضرت ابوایوب انصاریؓ کی قبر سے اٹھتا ہوا نور ــــــ ۱۳۷
- صحابہؓ کے جسم مبارک قبروں میں تروتازہ ــــــ ۱۳۸
- حضرت عبداللہ کی قبر میں خون رستا ہوا ــــــ ۱۳۹
- صحابہ کرام کی قبروں سے مشک کی خوشبو کا آنا ــــــ ۱۴۰
- شہید کی تروتازہ لاش ــــــ ۱۴۰
- عبدالرحمنؓ کی شہادت کے بعد بھی آنکھیں کھولے رہے ــــــ ۱۴۲
- حضرت زبیرؓ بن العوام کی تروتازہ لاش کا مشاہدہ ــــــ ۱۴۲

باب نمبر ۸ جہاد اور معجزات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

- جہاد اور معجزات ــــــ ۱۴۵
- خندق کے دوران معجزات کا ظہور ــــــ
- جہاد کی لذت ــــــ

باب نمبر ۹ عرب مجاہدین کے ...

- مجاہد کو جنت کی حور کی زیارت ١٥٢
- اللہ تیرے ساتھ ہے ١٥٣
- مجاہد کی موت کے وقت کی دعا ١٥٣
- یحی المسیو کی خوشبو ١٥٤
- عبدالوہاب کا نور ١٥٥
- سعود البحر نے منزل مراد پالی ١٥٦
- موت کی وادی سے ١٥٧
- عبداللہ عامدی ١٥٩
- ابوالحسن کی نجات ١٥٩
- عبداللہ الکعبی کا زخم ١٦٠
- حمزہ کا جن ١٦٠
- ابوالحسن کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی لگی مگر زخم نہ ہوا ١٦٣
- عبدالعزیز کا خون پھر بہنے لگا ١٦٣
- ایسا بن کر دکھاؤ ١٦٤

باب نمبر ١٠...... پاکستان اور بھارت کی جنگ میں اللہ کی مدد و نصرت کے واقعات

- نوحہ خوانی کرتے ہوئے پھرنے لگے ١٧٠
- نعرہ جہاد اور غیبی نصرت ١٧٣
- تائید غیبی ١٧٣
- سیاہ بادل کا سائبان ١٧٤
- بہادری کا بے مثال کارنامہ ١٧٥
- قلت کی کثرت پر فتح ١٧٥
- [illegible] تھا یا آدمی؟ ١٧٦

Marfat.com

- مسلمان فوجی کی لاش سے عجیب خوشبو ———— ۱۷۷
- دشمن فریب کھاتا رہا ———— ۱۷۷
- ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ایک شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ———— ۱۷۸
- شہادت کے بعد شہید گھر میں ———— ۱۷۹
- گولیوں کے بجائے نیزوں کے نشان ———— ۱۸۰
- میجر سرور شہید ———— ۱۸۱
- پیش قدمی روکنے کا غیبی اشارہ ———— ۱۸۱
- شہداء بھی مدد کیلئے پہنچ گئے ———— ۱۸۲
- غیبی امداد کا اعتراف ———— ۱۸۳
- حی علی الجہاد حی علی الجہاد ———— ۱۸۴
- دشمن کے بم بے اثر ہو گئے ———— ۱۸۴
- پل کے بغیر گاڑیاں دریا پار ہو گئیں ———— ۱۸۵
- مولانا قاسم نانوتوی پولیس سے صاف بچ نکلے ———— ۱۸۵

باب نمبر ۱۱: افغانستان میں مجاہدین کی یلغار کے عجیب واقعات

- مجاہدین کا شوق جہاد ———— ۱۹۰
- خوفناک اور عجیب ———— ۱۹۱
- عجیب وغریب ———— ۱۹۲
- نصر اللہ اور چھ ہیلی کاپٹر ———— ۱۹۳
- نصر اللہ چاروں اوصاف کا پیکر نظر آیا ————
- عجائب نصرت ————
- سرنگ کا عجیب واقعہ ————
- کرامتوں کا ظہور ————

- ہندو کا قصائی کے ہاتھوں ذبح ---------------- ۲۰۷
- مجاہدین بھوکے پیاسے لڑتے رہے ---------------- ۲۱۱
- ایک افغان خاتون کا جذبہ ایمانی ---------------- ۲۱۵
- ۵۰۰ مجاہدین کا سینکڑوں روسیوں سے ۳۰ دن مقابلہ ---------------- ۲۱۵
- سلطان ایوبی کی غیرت ایمانی ---------------- ۲۱۶
- معتصم کا عموریہ کی اینٹ سے اینٹ بجادینا ---------------- ۲۱۷
- طارق بن زیاد کا عیسائی لڑکی کی پکار پر لبیک کہنا ---------------- ۲۱۷
- جب روسی ماں کو اپنے مردہ بیٹے کا خط ملا ---------------- ۲۱۸
- انشاء اللہ روس دس گنا طاقت بھی لے آئے تو مقابلہ کریں گے ---------------- ۲۲۰
- مقبوضہ کشمیر میں آج تک جیش محمد ﷺ کے کسی مجاہد کو پیٹھ پر گولی نہیں لگی ۲۲۰

باب نمبر ۱۲: بھارتی اور روسی فوجیوں پر مجاہدین کا رعب اور دبدبہ

- برق لباس میں لڑنے والے کہاں گئے؟ ---------------- ۲۲۲
- روسی بھی کرامت کے قائل ہیں ---------------- ۲۲۲
- نعرۂ تکبیر سے ہمارے دل لرز جاتے ہیں ---------------- ۲۲۳
- روسیوں کا کہنا کہ تمہارے "اللہ اکبر" کا ہمارے پاس کوئی توڑ نہیں ہے- ۲۲۴
- یہ لوگ انسان نہیں ہیں ---------------- ۲۲۳
- روسیوں پر طاری رعب ---------------- ۲۲۴
- تھکے ہوئے مجاہد کو قیدی اٹھا کر چلتا بنا ---------------- ۲۲۵
- اگلے روز ۱۲ اپریل ۱۹۸۶ء ---------------- ۲۲۵
- مجاہد کا رعب ---------------- ۲۲۶
- مجاہدین کی دعا ---------------- ۲۲۶
- ... جنگ میں ایک بھی گولی نہیں چلائی ---------------- ۲۲۷
- ... کی لاش کو لوٹ کیا ---------------- ۲۲۷
- ---------------- ۲۲۹

Marfat.com

بھارتی فوجی افسر کا شہید کی لاش کو سیلوٹ ــــــ ۲۳۰
مجاہد کا انڈین آرمی پر خوف ــــــ ۲۳۱
فوجی افسر بھیگی بلی کی طرح چارپائی کے نیچے دبکا نظر آیا ــــــ ۲۳۲
آٹومیٹک ہتھیاروں والے خنجر سے زیر ہو گئے ــــــ ۲۳۳
روسیوں کا اعتراف ــــــ ۲۳۳
روسیوں کی بوکھلاہٹیں ــــــ ۲۳۴
مجاہدین کا دباؤ بھارتی فوج میں خودکشی کے واقعات میں اضافہ ــــــ ۲۳۵
۷۰۰ بھارتی فوجی اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں قتل ــــــ ۲۳۸
کشمیر میں بھارت کا دو جنگوں سے بھی زیادہ کا نقصان ــــــ ۲۳۸
بھارتی فوج جنگ کے قابل نہیں رہی ــــــ ۲۳۹
خوف زدہ بھارتی فوجی اور انڈین ایکسپریس کی رپورٹ ــــــ ۲۴۰

باب نمبر ۱۳:......افغانستان میں مجاہدین کی غیبی امداد

صحرا میں پلنگ ــــــ ۲۴۲
بادل طیاروں کے سامنے حائل ہو گیا ــــــ ۲۴۳
نور مجھے راستہ دکھا رہا تھا ــــــ ۲۴۳
مجھے نہیں معلوم وہاں کیسے پہنچا ــــــ ۲۴۴
اور سردی نے ہمیں بچا لیا ــــــ ۲۴۵
دھند نے مجاہدین کی مدد کی ــــــ ۲۴۶
بادل چھا گئے ــــــ ۲۴۶
مایوس مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد ــــــ
بارش نے مدد کی ــــــ
کنوئیں میں بیس دن ــــــ
ٹینک اور بلڈوزر قبرستان کو توڑنے گئے اور ... ٹکڑے ہو گئے

Marfat.com

- بادل کے ذریعہ اللہ کی مدد ---------- ۲۵۱
- روسیوں کے ذریعے مجاہدین کی مدد ---------- ۲۵۲
- مجاہدین کے ساتھ نصرت خداوندی کے عجیب واقعات ---------- ۲۵۴
- اللہ کی مدد کا ایک واقعہ ---------- ۲۵۴
- آندھی کے ذریعے مجاہدین کی مدد ---------- ۲۵۵
- گولہ بارود میں غیبی دھماکہ ---------- ۲۵۷
- بند دروازے خدا کی نصرت سے کھلتے گئے ---------- ۲۵۷
- خواب میں فتح کی خوشخبری ---------- ۲۵۸
- دشمن پر آگ کا گولہ ---------- ۲۵۹
- غیب سے آواز آئی اور نہتے مجاہد کا اسلحہ مل گیا ---------- ۲۶۰
- بادل نے ہماری پیاس بجھائی ---------- ۲۶۱
- دشمن پر غیب کی طرف سے مار ---------- ۲۶۲
- بادلوں کے ذریعے مدد ---------- ۲۶۳
- زندہ مجاہد ---------- ۲۶۳
- اللہ کی غیبی مدد ونصرت ---------- ۲۶۴
- مجاہدین نے سلیمانی ٹوپی پہن لی ---------- ۲۶۶
- نصرت غیبی ---------- ۲۶۶
- ایک فرانسیسی صحافی کی رپورٹ ---------- ۲۶۷

باب نمبر ۱۴...... افغانستان اور کشمیر میں مجاہدین کی ملائکہ کے ذریعے مدد اور نصرت

- افغانستان میں فرشتوں کے گھوڑے ---------- ۲۶۹
- وہ سفید کپڑوں والے ---------- ۲۷۱
- [illegible] کس نے جلائی ---------- ۲۷۱

Marfat.com

- غیب سے حفاظت ---------- ۲۷۲
- وہ کیا تھا ---------- ۲۷۴
- روسی ہم سے غیبی نصرت کے بارے میں پوچھتے رہے ---------- ۲۷۴
- سفید کپڑوں میں ملبوس ایک شخص کا واقعہ ---------- ۲۷۵
- فرشتوں کا نعرۂ تکبیر ---------- ۲۷۵
- وہ بجلی کے لباس والے کہاں ہیں؟ ---------- ۲۷۶
- مدد کے گھوڑے ---------- ۲۷۶
- وہ پورے میدان میں پھیلے ہوئے تھے ---------- ۲۷۷
- سفید لباس والے نماز جنازہ میں کون لوگ ہیں؟ ---------- ۲۷۷
- ان کے ساتھ مل کر فرشتے لڑتے ہیں ---------- ۲۷۸
- مدد کو آنے والے دو سو مجاہدین کون تھے؟ ---------- ۲۷۹
- مافوق الفطرت مخلوق کے ذریعے مدد ---------- ۲۷۹
- روسیوں پر گولے کون پھینک رہا تھا ---------- ۲۸۱

باب نمبر ۱۵:......افغانستان میں مجاہدین کی تعداد میں کمی اور دشمن پر غلبے کے واقعات

- میری خالی کلاشنکوف کے سامنے ۱۸ فوجی بھیک مانگ رہے تھے ---------- ۲۸۳
- مجاہد نے کنکریاں پھینکیں وہ دشمن پر ٹینک شکن گولی بن کر گئیں ---------- ۲۸۵
- صرف ایک گولے سے تباہی ---------- ۲۸۶
- مٹھی بھر مٹی سے ٹینک جل کر راکھ ہو گیا ---------- ۲۸۶
- سامان غرور تباہ ---------- ۲۸۸
- امام مہدی علیہ السلام کے زمانے کی علامات ---------- ۲۸۸
- اینٹی ٹینک گن کے بغیر ٹینک تباہ کر دیا ----------
- روسی گرفتار نہ کر سکیں گے ----------

Marfat.com

ایمونیشن ختم ہونے کے بعد اللہ پاک کی طرف سے نصرت وامداد ----- ۲۸۹
جانے کیسے؟ ---------- ۲۹۰
ناقص لوگوں کی کارکردگی ---------- ۲۹۰
اللہ کی مدد ---------- ۲۹۱
۱۵مجاہد دو ہزار پر بھاری ---------- ۲۹۱
دو ٹینکوں اور ۲۲ روسی فوجیوں کو ۵ مجاہدین نے گرفتار کیا ---------- ۲۹۲
مجاہدین کی قلیل تعداد دشمن پر بھاری ہوگئی ---------- ۲۹۲
پہلی ہی بوچھاڑ میں ---------- ۲۹۳
بندوقیں ان کے پہلو میں بھری پڑی تھیں ---------- ۲۹۳
شاندار کامیابی ---------- ۲۹۳
۹ سال کا ٹینک شکن بچہ ---------- ۲۹۴
۱۲۰ مجاہد ۱۰ ہزار روسیوں کے مقابلے میں ---------- ۲۹۴
روسیوں کی لاش کی بدبو ---------- ۲۹۵

باب نمبر ۱۶:......افغانستان میں مجاہدین کی کھانے پینے کی چیزوں کے ذریعے غیبی امداد

محض اللہ اکبر کے نعرہ سے دشمن کو شکست اور آسمانی ڈول سے ٹھنڈا پانی پینا ۲۹۶
پانی سے چائے بن جانا ---------- ۲۹۸
اچانک ویرانے میں خیمہ نمودار ہونا ---------- ۲۹۹
نہ ختم ہونے والا آٹا ---------- ۲۹۹
صحرا میں انگور ---------- ۳۰۰
نصر اللہ بمقابلہ ہیلی کاپٹر ---------- ۳۰۰
دسترخوان اور لالٹین ---------- ۳۰۱
کاش میرے پاس ایک روٹی کے پیسے ہوتے! ---------- ۳۰۱

Marfat.com

- پتھروں کی بارش ---------- ۳۰۲
- غازیوں کی کرامتیں ---------- ۳۰۲
- بھوکے مجاہدین کی غیبی امداد ---------- ۳۰۳
- پیاس لگے تو بے موسم کے برف برسنے لگی ---------- ۳۰۴
- برکتی سیب ---------- ۳۰۵

باب نمبر ۱۷:...... افغانستان اور کشمیر میں مجاہدین پر گولیوں اور بموں کے اثرات نہ ہونے کے واقعات

- دشمن کے تین بم ناکارہ ہوگئے ---------- ۳۰۶
- میں گولیوں کی بارش میں نکل گیا ---------- ۳۰۷
- میزائل کی مجاہدین سے دوستی ---------- ۳۰۷
- ایک مجاہد نے خالی گن سے چار مسلح فوجیوں کو گرفتار کیا ---------- ۳۰۷
- مجاہد کی پگڑی پر راکٹ سے سوراخ ---------- ۳۰۹
- بے مثال شجاعت ---------- ۳۰۹
- گولہ نہیں پھٹا ---------- ۳۱۰
- ٹرالی میں بڑے گولوں کا دشمن پر حملہ ---------- ۳۱۰
- زہریلی گیس کا اثر زائل ہوگیا ---------- ۳۱۱
- ۳۰ گولیاں پسلیوں کو زخمی کرتی ہوئی نکل گئیں ---------- ۳۱۲
- گولیوں سے چھلنی زندہ مجاہد ---------- ۳۱۲
- گولیاں قریب آکر جست لگا کر آگے نکل گئیں ---------- ۳۱۳
- وہ مجاہد جس کا جسم بم سے دو ٹکڑے ہوا پھر بھی وہ ۲ گھنٹے زندہ رہا ---------- ۳۱۴
- مائن پر لیٹے رہے لیکن وہ نہیں پھٹی ----------
- اللہ نے ساتھیوں کو بچالیا راکٹ نہیں پھٹا ----------
- [illegible]

Marfat.com

- بارودی سرنگوں کا راستہ مل گیا ---------- ۳۱۶
- قرآن والوں کی دلیری اور غیب سے حفاظت ---------- ۳۱۷
- تاکہ وہ اسے جھوٹ نہ سمجھیں ---------- ۳۱۸
- تم مجھے پتھر کیوں مار رہے ہو؟ ---------- ۳۱۸
- دھماکہ ہوا مگر ---------- ۳۱۹
- آخری شخص کے نکلتے ہی مکان گر گیا ---------- ۳۱۹
- لباس جل گیا لیکن جسم سلامت رہا ---------- ۳۲۰
- ایک مرغی کے علاوہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا ---------- ۳۲۰
- لیکن ہمیں کچھ نہیں ہوا ---------- ۳۲۰
- شکر ہے گولی پھٹی نہیں ---------- ۳۲۱
- میزائل کہاں گئے؟ ---------- ۳۲۱
- گولی دل کے قریب آ کر رک گئی ---------- ۳۲۱
- بم بچ نکلے ---------- ۳۲۲
- مجھے ذرا بھی تکلیف محسوس نہ ہوئی ---------- ۳۲۲
- میزائلوں کی تاریخ کا عجوبہ ---------- ۳۲۳
- مجاہد نصر اللہ کو دو گولیاں لگتی ہیں لیکن جیب میں جا گرتی ہیں ---------- ۳۲۳
- سنگینوں کے ۶۷ وار اور زندہ شہید ---------- ۳۲۴
- گولی پشت سے ٹکرا گئی ---------- ۳۲۴
- بم پیٹ پر آ کر لگا ---------- ۳۲۴
- دھماکے نے اسے درخت پر ٹانگ دیا ---------- ۳۲۵
- بم نہیں پھٹے ---------- ۳۲۵
- مجاہد ۰۰ افٹ بلندی سے گرنے کے بعد بھی کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑا ہو گیا ---------- ۳۲۶
- ٹینک بے اثر ---------- ۳۲۷
- گولہ نہیں پھٹا ---------- ۳۲۷
- تھو ڈ کا احساس نہیں ہوا ---------- ۳۲۸

Marfat.com

بھارتی آگ اور گولیاں گلزار بن گئیں ---------- ۳۲۹

باب نمبر ۱۸:..... افغانستان میں مجاہدین کی شہادت کے بعد تر وتازہ لاشیں

جہاد افغانستان میں ظہور کرامات ---------- ۳۳۱
شہیدوں کے آنکھوں دیکھے مشاہدات ---------- ۳۳۲
عبد الجباری نیازی ---------- ۳۳۳
۳ شہادت کے بعد مجاہد نے خواب میں اپنی لاش کی نشاندہی کرائی ---------- ۳۳۴
شادی کی دن شہادت ---------- ۳۳۴
میں تمہارے پہلو میں دفن ہونگا ---------- ۳۳۶
شہادت کے بعد مجاہد کی زبان پر اللہ کا ذکر ---------- ۳۳۶
شہید سے خوشبو کی مہک ---------- ۳۳۷
پیارے بھائی ہم سے بات کرو ---------- ۳۳۸
مجھے بندوق دو میں ان سب کو ختم کردوں گا ---------- ۳۳۹
شہید کے جسم سے نورانی شعائیں ---------- ۳۴۱
شہید عمر یعقوب اور اس کی بندوق کی گولیاں ---------- ۳۴۲
شہدا کی کرامات ---------- ۳۴۲
شہدا کا تبسم ---------- ۳۴۳
سر کا سفر ---------- ۳۴۴
خواب میں مجاہد نے اپنی قبر کی نشاندہی کرادی ---------- ۳۴۵
شہید کے خوان سے لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ بنتا چلا گیا ---------- ۳۴۵
سبحان تیری قدرت ---------- ۳۴۶
شہید کی خواب میں مدد، ذخیرہ وہاں ہے ---------- ۳۴۶
شہید کی بندوق پر گرفت ----------
شہادت سے بعد وہ ہنس رہا تھا ----------
قبروں سے نور بلند ہوتا رہا ---------- ۳۴۸

Marfat.com

- تین سال پرانی تر و تازہ لاشیں ---------- ۳۴۹
- اگر تم شہید ہو تو مسکرا کر دکھاؤ ---------- ۳۵۰
- لاشوں سے نور ---------- ۳۵۰
- لاش سے خوشبو ---------- ۳۵۱
- قبر سے نور ---------- ۳۵۱
- یہ ہم میں سے نہیں یہ تم میں سے ہیں ---------- ۳۵۱
- یہاں آؤ! کمیونسٹ میری لاش لے جانا چاہتے ہیں ---------- ۳۵۲
- ٹھنڈی برف میں گرم شہدا ---------- ۳۵۲
- ۱۸ ماہ پرانی خون بہتی لاش ---------- ۳۵۳
- ۵ ماہ پرانی تر و تازہ لاش ---------- ۳۵۴
- نوجوان کی شہادت کے بعد ماں سے پانچ روز تک ملاقات ---------- ۳۵۴
- شہادت مبارک ہو! لیٹے رہو ---------- ۳۵۶
- شہید رو پڑا ---------- ۳۵۷
- شہید مجاہد کا نعرہ تکبیر ---------- ۳۵۷
- شہادت کے بعد رحمت اللہ کا پسینہ بہتا رہا ---------- ۳۵۸
- شہید سید شاہ اور ریشمی شال ---------- ۳۵۸
- اسے اس باغ میں ڈھونڈو ---------- ۳۵۹
- شہید کی پیشانی کے پسینے سے مشک کی خوشبو ---------- ۳۵۹
- اپنا ہاتھ ڈالو ---------- ۳۶۰
- شہید کے جسم کے دو ٹکڑے ---------- ۳۶۰
- شہید کی گرم قمیص ---------- ۳۶۰
- ایک ماہ پرانی تازہ دم لاش ---------- ۳۶۱
- وہ چاول اور گوشت کھا رہے تھے ---------- ۳۶۱
- شہادت خواب میں ---------- ۳۶۲
- [illegible] سے خوشبو ---------- ۳۶۲

- جنگل میں لاش سے خوشبو ---------- ۳۶۳

باب نمبر ۱۹:...... افغانستان میں مجاہدین کی چرند اور

پرند کے ذریعہ نصرت خداوندی

- جہاد افغانستان میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی نمونے ---------- ۳۶۵
- بمبار طیارے اور قدرت کے طیور (پرندے) ---------- ۳۶۶
- پرندوں کا ایک بمبار پر حملہ ---------- ۳۶۹
- بچھو مجاہدین کو نہیں ڈستے ---------- ۳۶۹
- نصرت خداوندی ---------- ۳۶۹
- مجاہدین کے ساتھ پرندوں کی امداد ---------- ۳۷۰
- چوہے اور پانی نے بارودی سرنگوں کا صفایا کر دیا ---------- ۳۷۱
- غیبی مدد ---------- ۳۷۲
- زہریلے بچھوؤں کی یلغار ۶۰ روسی مردار ہو گئے ---------- ۳۷۳
- کتے کی وفاداری ---------- ۳۷۳
- جنگ جاجی میں مجاہدین کی انوکھی حفاظت ---------- ۳۷۳
- سانپ، بچھو، جہاد کی ایک اور کرامت ---------- ۳۷۵

باب نمبر ۲۰:...... افغانستان میں مجاہدین کے ساتھ

اللہ کی مدد کے واقعات

- اللہ پاک کی طرف سے مجاہدین کی حفاظت ---------- ۳۷۸
- کارل کو پانی نہیں ملے گا ---------- [illegible]
- ملبے کے نیچے سے ---------- [illegible]
- مجاہدین کا رجوع الی اللہ ---------- [illegible]
- [illegible]

Marfat.com

- دشمن میں پھوٹ پڑ گئی ---------- ۳۸۱
- دشمن پر خوف ---------- ۳۸۱
- مجاہدین کی حوصلے ---------- ۳۸۱
- مولانا ارسلان رحمانی کا دشمن کو خوف ---------- ۳۸۲
- خواب میں طیارہ شکن گن کی ٹریننگ ---------- ۳۸۳
- غیر بھی حق کہنے پر مجبور ہو گئے ---------- ۳۸۴
- خواب میں گمشدہ مجاہد کی زیارت ---------- ۳۸۵
- برکت ہی برکت ---------- ۳۸۶

باب نمبر ۲۱:...... افغان اور کشمیری مجاہدین کے دشمن کو نظر نہ آنے والے واقعات

- میں روسیوں کے سامنے تھا مگر وہ مجھے نہ دیکھ سکے ---------- ۳۸۷
- روسیوں کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ---------- ۳۸۷
- میں نے قرآنی آیت پڑھی اور دشمن کی نظر سے غائب ہو گیا ---------- ۳۸۸
- مجاہد نے سلیمانی ٹوپی اوڑھ لی ---------- ۳۸۸
- دشمن اندھا ہو گیا ---------- ۳۸۹
- اللہ نے بھارتی فوجیوں کی آنکھیں اندھی اور کان بہرے کر دیئے ---------- ۳۸۹
- مخبر کی آنکھوں میں دھول ---------- ۳۹۰
- قرآنی آیات کی تاثیر ---------- ۳۹۰
- اللہ نے بھارتی فوجیوں کو اندھا کر دیا ---------- ۳۹۱
- ہم فوجیوں کے سامنے تھے لیکن وہ ہمیں نہ دیکھ سکے تھے ---------- ۳۹۱
- دشمن کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے اندھی کر دیں ---------- ۳۹۲
- فوجی اندھے ہو گئے ---------- ۳۹۳
- [illegible] آپس میں لڑ پڑا ---------- ۳۹۳

- دیکھتی آنکھیں اندھی ہوگئیں ۳۹۴
- سورۃ یٰسین کی برکات کے دوواقعات ۳۹۵
- دشمن اندھا ہوگیا ۳۹۶
- جہاد کشمیر میں غیبی امداد: کلام الٰہی کی برکت سے بھارتی فوجی اندھے ہوگئے ۳۹۷
- اللہ نے بھارتی فوجیوں کو اندھا کردیا ۳۹۸
- کلمہ تمجید پڑھتے ہوئے بھارتیوں سے بچ نکلے ۳۹۸
- قرآنی آیات کی برکات بھارتی فوجی اندھے ہوگئے ۳۹۹

باب نمبر۲۲:...... کشمیر میں مجاہدین کی یلغار کے واقعات

- حرکۃ المجاہدین کی کشمیر میں کاروائیاں اور قدم قدم پر اللہ کی مدد ونصرت
- کے واقعات ۴۰۱
- اہل وادی کا مجاہدین سے محبت کا ثبوت ۴۰۷
- غیبی آواز کا آنا ۴۰۸
- بارودی میزائل کی پہلی کاروائی ۴۰۸
- جنگل کے بادشاہ کا پہرہ دینا ۴۰۹
- غلام محمد عرف ''غلہ شہید'' ۴۱۱
- شہید کی تدفین ۴۱۴
- قدم قدم پر اللہ کی مدد کے نظارے ۴۱۵
- بھارت کے بے بس فوجی ۴۲۰
- دوشہیدوں نے اکٹھے مرنے کا عہد نبھایا ۴۲۱
- جسے اللہ رکھے ۴۲۲
- موت کا رقص [illegible]

باب نمبر۲۳:...... کشمیر کے [illegible]

- [illegible]

- مجاہد کو شہادت کا پہلے سے یقین ہو جاتا ہے ---------- ۴۳۱
- چھ مجاہدوں کی دعا کی قبولیت ---------- ۴۳۲
- بارش اور آندھی کے ذریعے مجاہدین کی مدد ---------- ۴۳۴
- ۱۶ سالہ مجاہد کے خون کی خوشبو ---------- ۴۳۵
- شہادت کے بعد لاش غائب ہو گئی ---------- ۴۳۸
- خوشبو کے جھونکے ---------- ۴۳۹
- تر و تازہ لاش ---------- ۴۴۰
- جب شہید کی قبر کھولی ---------- ۴۴۰
- جیش محمد ﷺ کے ایک شہید کی کرامت ---------- ۴۴۱
- شہید سے ملاقات ---------- ۴۴۳
- شہادت کے بعد شہید نے پوچھا ---------- ۴۴۴
- شہید جب آنکھیں کھولیں ---------- ۴۴۴
- شہادت کی خوشبو ---------- ۴۴۴
- سنگاپور کے شہید ساتھی کے خون کی خوشبو پہچان بن گئی ---------- ۴۴۵
- عجیب خوشبو ---------- ۴۴۵
- شہید کی میت ۲۷ گھنٹے بعد جب اوکاڑہ لائی گئی تو جسم بالکل تر و تازہ اور
- خون سے خوشبو آ رہی تھی ---------- ۴۴۶
- ماں کے کہنے پر شہید نے آنکھیں کھول دیں ---------- ۴۴۹
- ڈاکٹر نے پوسٹ مارٹم کرنے سے انکار کر دیا ---------- ۴۴۹
- شہید کی خوشبو ---------- ۴۵۰
- خوشبودار تر و تازہ نعش ---------- ۴۵۱
- شہید کی لاش تر و تازہ تھی ---------- ۴۵۳
- حیدر علی شہید قبر میں بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے ---------- ۴۵۷
- [illegible] کے بعد بیٹے کی ماں سے ملاقات ---------- ۴۵۸

Marfat.com

باب نمبر ۲۴:...... کشمیری مجاہدین کے ساتھ چرند اور پرند کی امداد

- شیر کے بوسے ---------- ۴۶۰
- جب ریچھ مجاہد سے دست شفقت پھروانے آیا ---------- ۴۶۱
- شیر نے میری رہنمائی کی ---------- ۴۶۲
- ریچھوں نے راستہ دے دیا ---------- ۴۶۴
- شیر کے پاؤں نے ہمیں راستہ دکھلایا ---------- ۴۶۴
- مرغ مکڑی اور کتا ---------- ۴۶۵
- جنگلی جانور گائیڈ بن گیا ---------- ۴۶۶
- ایک عجیب پرندہ نے میری رہنمائی کی ---------- ۴۶۶
- دو ببر شیر مجاہدین کے پہریدار ---------- ۴۶۸
- ہمایوں شہید نے شیر کو کہا جہاں سے آئے ہو واپس چلے جاؤ ---------- ۴۶۹
- بندروں نے محصور مجاہدین کو بچالیا ---------- ۴۷۰
- غیبی امداد: شیر نے مجاہدین کشمیر کی رہنمائی کی ---------- ۴۷۱
- عجیب پرندے نے ہمیں ڈھانپ لیا ---------- ۴۷۲
- شہد کی مکھیاں شہید کی محافظ بن گئیں ---------- ۴۷۳

باب نمبر ۲۵:...... کشمیری مجاہدین کی کھانے پینے کی غیبی امداد

- ۴۲ گھنٹے پانی نہیں ملا ---------- ۴۷۵
- جنگل میں روٹیاں مل گئیں ---------- ۴۷۶
- جب اللہ پاک نے ہمارے لیئے جنگل میں بکرا بھیجا ---------- ۴۷۷

باب نمبر ۲۶:...... کشمیر کے مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد کے واقعات

- فرشتہ صفت بزرگ کی مدد ----------
- اللہ کے لطف وکرم کا ایک ایمان افروز واقعہ ----------
- [illegible]

Marfat.com

- مجاہد کے کپڑوں سے گولیاں گزرتی ہیں لیکن اسے خراش نہیں آتی ----- ۴۸۲
- سوپور میں کرشمہ قدرت ---------- ۴۸۳
- بادل کے ٹکڑا ہمارے ساتھ چلنے لگا ---------- ۴۸۴
- اللہ کی مدد کے رنگ ---------- ۴۸۵
- گولیاں ہمارے قریب آ کر لگ رہی تھیں ---------- ۴۸۷
- اللہ کی مدد کی چار واقعات ---------- ۴۸۸
- تشدد کا احساس نہیں ہوا ---------- ۴۸۹
- فرشتوں کے ذریعہ مدد ---------- ۴۹۰
- جہاد کشمیر میں نصرت خداوندی کے ۹ واقعات ---------- ۴۹۱
- ماں کو بیٹے کی شہادت کے بعد خواب ---------- ۵۰۹
- تربیت یافتہ کتے ہماری بُو نہ سونگھ سکے ---------- ۵۱۳
- شہید کا عجیب خواب ---------- ۵۱۵
- خواب میں شہادت کی بشارت ---------- ۵۱۶
- ماں نے شہید کو خواب میں گلابوں سے لدا ہوا دیکھا ---------- ۵۱۶
- بزرگ ہستی نے خطرے سے آگاہ کر دیا ---------- ۵۱۸
- منفرد اور مترنم آواز نے رہنما کی سازش سے بچا لیا ---------- ۵۱۹
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان کو شہادت کی بشارت دی ---------- ۵۲۰
- بارش مجاہدین کے لئے رحمت ثابت ہوئی ---------- ۵۲۱
- کمانڈر فیاض خاں شہید کے ساتھ اللہ کی مدد ---------- ۵۲۱
- یہ اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ---------- ۵۲۷

باب نمبر ۲۷: ...... اولیاء اللہ کی قبروں میں تر و تازہ نعشیں

- مجاہدین کا قبروں میں زندہ ہونے کا ثبوت ---------- ۵۳۱
- [illegible]مبارک کے پاؤں چھنگلیوں سے تازہ خون ---------- ۵۳۲

Marfat.com

- غزوۂ احد کے شہیدوں کا تازہ خون ---------- ۵۳۳
- ۵ شہید کی لاش ---------- ۵۳۳
- قبر میں پڑے پھول کی خوشبو ---------- ۵۳۵
- نماز جنازہ میں شہید کی شرکت ---------- ۵۳۶
- شہید کا خون ---------- ۵۳۶

باب نمبر ۲۸...... جہاد فلپائن میں اللہ کی مدد و نصرت

- دشمن اندھے ہوگئے ---------- ۵۳۸
- تیز بارش اور دشمنوں کی ناکامی ---------- ۵۳۸
- خوفناک کالا گھوڑا ---------- ۵۳۹
- صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں ---------- ۵۴۰
- بیونٹیوں نے دشمن پر ہلہ بول دیا ---------- ۵۴۰
- دشمن پسپا ہونے پر مجبور ہوگیا ---------- ۵۴۰
- یا اللہ فرشتے کہاں ہیں؟ ---------- ۵۴۱
- مگرمچھوں نے دشمن پر حملہ کردیا ---------- ۵۴۱
- کھلے سمندر میں ۱۸ دن ---------- ۵۴۲
- ارکانی جہاد کا ایک سچا واقعہ ---------- ۵۴۳

جہاد فی سبیل اللہ اور نصرت الٰہی کے تقاضے

جہاد کی حقیقت اور تقاضوں کے بارے میں معمولی سی واقفیت رکھنے والا شخص بھی اس بات کو جانتا ہے کہ جہاد اور عام جنگ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ عام جنگ میں فتح و شکست کا تمام تر دارومدار بالعموم فوجوں کی تعداد، فنون حرب میں مہارت، جدید ترین اسلحہ کی فراہمی اور جنگی منصوبہ بندی پر ہوتا ہے، بلاشبہ جہاد میں بھی یہ چیزیں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں لیکن یہاں فتح کا انحصار اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت پر ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

''اللہ تعالیٰ کے رحم سے بارہا چھوٹی فوجوں کو اپنے سے بڑی فوجوں پر فتح و کامرانی حاصل ہوئی ہے۔''

جب ہم جہاد کی تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں اس کی بے شمار زندہ و جاوید مثالیں ملتی ہیں، ایک مثال غزوۂ بدر کی ہے، جہاں ۳۱۳ نفوس پر مشتمل اسلامی لشکر محض اللہ تعالیٰ کی نصرت سے اپنے سے تین گنا بڑے لشکر کفار پر فتح مبین حاصل کرتا ہے، قرآن مجید میں غزوۂ بدر کو یوم الفرقان (حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن معرکہ کا دن) قرار دیا گیا۔ آنے والے برسوں میں ایمانی جذبے اور اللہ تعالیٰ کی تائید سے بے سروسامانی کی حالت میں مجاہدین اسلام نے اپنے دور کی دو عالمی طاقتوں روم اور ایران کے خلاف تاریخی کامیابیاں حاصل کیں، ان معرکوں میں اسلامی فوج کا رومی اور ایرانی فوجوں کے ساتھ تعداد و وسائل اور جنگی علوم و فنون میں کوئی توازن نہیں تھا لیکن اس میں فتح حق کی ہوئی اور دونوں عالمی قوتوں کا نام و نشان بھی مٹ گیا۔ بلاشبہ یہ بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خصوصی تائید و حمایت کا نتیجہ تھا، ماضی قریب میں جہاد افغانستان اس حقیقت کا زندہ ثبوت ہے کہ افغان

Marfat.com

مجاہدین نے اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کو زمین بوس کیا، اب گزشتہ بارہ سال سے ہم جہاد کشمیر میں بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بے شمار واقعات کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ مجاہدین کشمیر عزم و استقامت سے ساتھ ایک بڑی فوجی قوت کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں اور یہ بھی نصرت الٰہی کا کرشمہ ہے۔

جہاد میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کا حاصل ہونا جہاں جہاد کی کامیابی کی ضمانت ہے، وہاں جہاد کی سچائی کی علامت بھی ہے، علامہ اقبالؒ نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

یہ ''فضائے بدر'' کیا ہے؟ اور کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ جہاد میں اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت کے حصول کے تقاضے کیا ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ کی کامیابی کی شرائط کیا ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جو جہاد سے دلچسپی رکھنے والے کسی بھی فرد کے لئے بالخصوص غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں اسی لئے ہم اختصار کے ساتھ ان موضوعات پر گفتگو کر رہے ہیں اور ان تقاضوں اور شرائط کو بیان کر رہے ہیں جو جہاد فی سبیل اللہ کی کامیابی کے لئے ناگزیر ہیں۔

مقصد جہاد.........اللہ کے کلمے کی سربلندی:

جہاد کی کامیابی کے لئے اولین شرط یہ ہے کہ وہ صحیح معنوں میں جہاد فی سبیل اللہ ہو، اور ان تقاضوں اور شرائط کے مطابق ہو جو اس سلسلے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں، ان میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ اس کا مقصد صرف اللہ کے کلمے کی سربلندی اور اس کی رضا کا حصول ہو۔ اعلان جہاد کرنے کے والی اسلامی حکومت یا جہادی قیادت کے لئے بھی ہے۔ قرآن مجید میں جہاد کی اس بنیادی شرط کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

''اہل ایمان سا اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور [illegible]

Marfat.com

کی راہ میں لڑتے ہیں، لہٰذا شیطان کے ساتھیوں سے لڑو اور یقیناً
شیطان کی چالیں نہایت کمزور ہیں۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اہمیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

"حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص بہادری کے لئے لڑنا چاہتا ہے یا قومی حمیت کے لیئے یا ریاکاری کے لئے، ان میں سے کوئی لڑائی راہ خدا میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صرف اس شخص کی جو صرف اللہ کے دین کی سربلندی اور اللہ کی رضا کے لئے لڑتا ہے۔"

بھرپور استعداد و تیاری کا حکم:

جہاد کی کامیابی کے لئے دوسری اہم شرط اس کے لئے بھرپور تیاری کا اہتمام کرنا ہے، جس کا حکم قرآن کریم میں یوں آیا ہے:

"اور تم لوگ جہاں تک تم سے ہو سکے، دشمنوں کے مقابلے میں زیادہ قوت و استعداد اور جنگی ہتھیاروں کی فراہمی کا اہتمام کرو، تاکہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو خوفزدہ کر سکو۔"

اس آیت کریمہ میں جہاد سے پہلے بھرپور تیاری اور وسائل جنگ کی فراہمی کا اہتمام کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے دشمنان اسلام پر مسلمانوں کی عسکری قوت کا رعب اور دبدبہ قائم ہو اور وہ ان کے خلاف کسی جارحیت کی جسارت نہ کر سکیں۔

یہاں یہ ملحوظ خاطر رہے کہ اس آیت کریمہ میں جہاد کے لئے جس استعداد اور تیاری کا حکم دیا گیا ہے اس میں عسکری کے ساتھ ساتھ اخلاقی و معنوی استعداد بھی شامل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے معلوم

ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقی و معنوی استعداد اور تیاری کو عسکری استعداد اور تیاری سے بھی زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو میدان جہاد میں اتارنے سے پہلے برسوں ان کی دینی و اخلاقی اور معنوی تربیت کا اہتمام کیا، اس کے نتیجے میں انہوں نے عزیمت و استقامت اور جرأت و بہادری کی ایک بے بدل تاریخ رقم کی۔

عسکری استعداد اور تیاری کے اہتمام کا جہاں تک تعلق ہے، اس میں ایک طرف عسکری تقاضوں کے مطابق فنون جنگ میں بھرپور مہارت کا حصول شامل ہے، دوسری طرف اسلحہ اور وسائل جنگ کی بھرپور فراہمی کا بھی حکم ہے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ آیت کریمہ میں جہاد کی استعداد اور تیاری کے حوالے سے "ما استطعتم" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ جہاں تک تم سے ہو سکے وہاں تک بھرپور فوجی تیاری کرو۔

رجوع الی اللہ کا اہتمام:

بھرپور تیاری کے بعد جہاد کی کامیابی کی تیسری شرط یہ ہے کہ جب لشکر اسلام کے لشکر کفار کے ساتھ باقاعدہ معرکے کا مرحلہ آئے تو اپنی عسکری استعداد اور تیاری پر انحصار کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے، اس کے حضور گڑگڑاتے ہوئے اس کی حمایت و نصرت کے لئے دعا کی جائے، اس سلسلے میں جو راہنمائی ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے ملتی ہے اس کی سب سے روشن مثال غزوہ بدر کی ہے۔ معرکے کی ساری رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے رہے۔ اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے یہ راہنمائی بھی ملتی ہے کہ معرکے کے آغاز سے پہلے یوں تو ہر مجاہد کو اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے [illegible] کی دعا مانگنی چاہیئے لیکن خصوصیت کے ساتھ جہادی قیادت [illegible] وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے [illegible]

Marfat.com

نصرت کے حصول کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیئے۔خلفائے راشدینؓ کے دور میں تو یہ چیز اسلامی لشکر کی پہچان بن گئی تھی۔اس دور کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک موقع پر جب رومی فوجوں کا سالار اسلامی لشکر کے ہاتھوں شکست کے بعد رومی بادشاہ کے پاس حاضر ہوا و بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تمہاری شکست کی وجہ کیا بنی؟ سالار نے جواب دیا کہ وہ لوگ دن کو میدان جنگ میں داد شجاعت دیتے ہیں اور رات کو اللہ کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں۔

استقامت و پامردی:

جہاد کی کامیابی کی ایک اور اہم اور بنیادی شرط میدان جہاد میں پوری استقامت کے ساتھ ثابت قدم رہنا ہے،اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے ایمان والوں! جب تمہارا کسی دشمن گروہ سے معرکہ ہو تو اس وقت ثابت قدمی سے کام لو اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو تا کہ تم کامیابی سے ہمکنار ہو۔''

جب حق و باطل کے درمیان معرکہ برپا ہو تو اس وقت بھی مجاہدین کو ذکر الٰہی کا باقاعدگی سے اہتمام کرنا چاہیئے، یہ اس لئے ضروری ہے کہ قلب وزبان پر ذکر الٰہی ہوگا تو اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کریں گے،اور ان کا یقین،حق الیقین میں بدل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے اور اس کے نتیجے میں ان کے اندر ایک نیا عزم وحوصلہ پیدا ہوگا۔یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کے نتیجے میں انہیں عملاً بھی اللہ تعالیٰ کی حمایت ونصرت حاصل ہوگی اور وہ کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

جہاد کی کامیابی کے لئے ایک اور اہم شرط قیادت کی طرف مشاورت اور عام مجاہدین کی طرف سے سمع و اطاعت ہے۔مثالی نظم وضبط کے لئے یہ دونوں چیزیں انتہائی ضروری ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے۔اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا پابند کیا گیا تو دوسرا کون اس سے بری الذمہ ہو سکتا ہے،اس طرح

Marfat.com

جہاں ایک طرف قیادت کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنے رفقاء سے مشاورت کا اہتمام کریں وہاں مجاہدین کے لئے اپنی قیادت کے احکام کی پابندی کو لازمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اللہ اور اس کے رسول اور اپنے امیر کی اطاعت کرو''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے گویا میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔''

امر واقعہ یہ ہے کہ قیادت کی طرف سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشاورت اور عام مجاہدین کی طرف سے اپنی قیادت کی سمع و اطاعت سے مجاہدین اسلام ایک ناقابل تسخیر قوت میں ڈھل جاتے ہیں اور اللہ کو یہ بات اس قدر مرغوب ہے کہ وہ ایسے مجاہدین کو اپنے محبوب بندے قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔''

باہمی تفرقہ سے اجتناب:

جہاد کے دوران میں جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے اور انہیں دشمن کے مقابلے میں شکست کے بنیادی اسباب قرار دیا ہے ان میں اولین چیز باہمی تفرقہ ہے، یہ ایک ایسا عمل ہے جو کفار کے دل سے مسلمانوں کا رعب ختم کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا [illegible]

''اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو، ورنہ تمہیں [illegible] دوچار ہونا پڑے گا اور تمہاری ہوا اکھڑ [illegible]

Marfat.com

غرور سے اجتناب:

اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے حصول کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ اپنی تعداد، وسائل یا فنون حرب میں مہارت پر اترانے سے سختی کے ساتھ اجتناب کیا جائے، کامیابی کے لئے مادی وسائل پر نظر رکھنے کے بجائے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت پر انحصار کیا جائے، اس سلسلے میں غزوۂ حنین کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جب مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی اور انہیں یہ گمان ہونے لگا تھا کہ وہ کثرت تعداد کی بناء پر کفار کے مقابلے میں کامیابی حاصل کرلیں گے لیکن جوں ہی معرکہ شروع ہوا ان کے پاؤں اکھڑنے لگے اگر موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیر معمولی استقامت و پامردی سے کام نہ لیتے اور اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت نہ آتی تو مسلمانوں کی شکست یقینی تھی۔ قرآن مجید نے اس بات کو یوں ذکر کیا ہے:

> ''بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد کی ہے۔ جس کی ایک مثال غزوہ حنین ہے، جب تمہیں اپنی تعداد کی کثرت کا گھمنڈ تھا مگر وہ تمہارے لئے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی، اور تم پیٹھ پھر کر بھاگنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان پر اپنی سکینت نازل فرمائی (اور انہیں استقامت عطا فرمائی) اور ان کی مدد کے لئے لشکر اتار دیئے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے اور کافروں کو سزا دی، بلاشبہ کافروں کو یہی بدلہ ہے۔''

جہاد میں اللہ کی تائید ونصرت کے لئے یہ بات بھی ناگزیر ہے کہ اسلامی لشکر کفار کی فوجوں کے رنگ ڈھنگ اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ اجتناب کرے اور وہ رنگ اور روپ اختیار کرے جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے، سورہ انفال

Marfat.com

میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور ان لوگوں کے سے رنگ ڈھنگ اختیار نہ کرو جو اپنے گھروں سے اتراتے اور اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلے۔''

سرنڈر کرنے سے اجتناب:

ایک اور بات جو جہادی تقاضوں کے منافی ہے اور جس سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے وہ دشمن کے سامنے سرنڈر ہے، قطع نظر اس بات کے کہ یہ سرنڈر انفرادی سطح پر ہو یا اجتماعی سطح، یہ ایک ایسا فعل ہے جو ایک بڑے جرم سے کم نہیں اور اس کی سزا جہنم ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! جب تمہارا کفار سے مقابلہ ہو تو ان کے مقابلے میں پیٹھ نہ پھیرو، جس نے ایسے موقع پر پیٹھ پھیری، علاوہ یہ کہ وہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرے۔ یا کسی دوسری فوج سے جاملنے کے لئے تو وہ اللہ کے غضب میں گھر جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ جو بہت برا ٹھکانہ ہے''۔

ڈسپلن کی پابندی:

جہاد کی کامیابی کے لئے یہ بات بھی انتہائی ضروری ہے کہ نظم وضبط پر شدت سے عمل کیا جائے، مجاہدین کے جس دستے کے ذمے جو کام بھی تفویض کیا گیا ہے، اسے اپنی تمام تر توجہ اسی پر مرکوز رکھنی چاہیئے اور اسے بطریق احسن انجام دینے کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہیئے اس کی بہترین مثال غزوہ احد میں [illegible] جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت [illegible] دینے کے لئے مامور کیا اور انہیں تاکید کی کہ [illegible]

Marfat.com

لیکن صحابہ کرامؓ کی یہ جماعت کفار کو اہل ایمان کے مقابلے میں مغلوب ہوتا دیکھ کر اس گھاٹی کو چھوڑ کر کفار کے تعاقب میں نکل گئی، اپنے کمانڈر کے احکامات اور ہدایت پر عمل نہ کیا، جس سے مسلمان ایک بڑی فتح سے محروم ہو گئے۔

یہ جہاد کے وہ تقاضے ہیں جن کے پورا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت حاصل ہوتی ہے، جس کا اہل ایمان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

(تحریر پروفیسر ایف الدین ترابی)

Marfat.com

میدان جنگ میں صحابہؓ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے واقعات

صحابہ کرام کی نظروں میں دشمنوں کی قلت دکھانا

حضرت ابن مسعودؓ نے بیان کیا ہے کہ کفار یوم بدر میں ہماری نظر میں تھوڑے معلوم ہوتے تھے یہاں تک کہ میں نے اپنے اس ساتھی سے جو میری برابر میں تھا کہا کیا تو انہیں ستر کے قریب دیکھتا ہے؟۔ اس نے کہا میرا خیال ہے سو کے قریب ہیں یہاں تک کہ ہم نے کافروں میں سے ایک آدمی کو پکڑا اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ہم ایک ہزار تھے۔

ہوا سے امداد کرنا

سعید بن جبیرؓ نے بیان کیا ہے کہ غزوہ خندق جب مدینہ میں واقع ہوا تو ابو سفیان بن حرب جو انکے ساتھ قریش میں سے تھے اور کنانہ اور عینیہ بن حصن میں سے اور جو انکے تابع بنی غطفان اور طلیحہ سے جو انکے تابع بنی اسد اور ابی الاعور اور جو انکے تابع بنی سلیم اور بنی قریظہ میں سے تھے جن کا حضورؐ سے معاہدہ تھا انہوں نے آپ کا معاہدہ توڑا تھا اور مشرکین کی مدد کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انکے بارے میں یہ آیت نازل کی:

و انزل الذین ظاھروا ھم من اھل الکتاب من صیاصیھم

﴿سورہ نمبر ۳۳ ع ۳﴾

" اور جن اہل کتاب نے انکی مدد کی تھی اور انکو انکے قلعوں سے نیچے اتار دیا"

یہ سب آئے تو حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور

تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا سنو۔

بشارت حاصل کرو، تو اللہ تعالی نے کفار پر ہوا بھیجی جس نے خیمے پھاڑ ڈالے اور ہانڈیاں الٹ دیں۔ اور لوگوں کو ریت میں داب دیا۔ اور خیموں کی چوبیں توڑ دیں۔ تو کفار اس طرح بھاگے کہ کوئی کسی کی طرف توجہ نہیں کر رہا تھا۔ تو اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری:

اذ جاء تكم جنود فارسلنا عليهم ريحاً و جنوداً لم تروها .

﴿سورۃ نمبر ۳۳ آیت ۳﴾

"جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی۔"

اسکے بعد حضورؐ واپس تشریف لے آئے۔

حمید بن بلال نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو قریظہ کے درمیان ایک عہد تھا تو جس وقت لشکر جمع ہو کر آیا تھا مع ان تمام لشکروں کے جس کو وہ لے کر آئے بنو قریظہ نے عہد توڑ دیا اور مشرکین کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مدد کی۔ اللہ پاک نے ایک لشکر بھیجا اور ہوا بھیجی تو کفار بھاگ گئے اور باقی لوگوں نے بنی قریظہ کے قلعہ میں پناہ پکڑی پھر غزوہ بن قریظہ کی پوری حدیث ذکر کی۔

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا ہے کہ پروا ہوا اور شمالی ہوا جنگ احزاب کی رات میں چلیں پروا ہوا نے کہا چل، یہاں تک کہ حضور کی مدد کر۔ شمال کی ہوا نے کہا گرمی رات میں اثر نہیں کرتی ہے۔ لہذا وہ ہوا جس سے آپ کی مدد کی گئی وہ پروا تھی۔

دشمنوں کا دھنسنا اور انکا ہلاک ہونا

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جنگ اُحد میں کہا اے میرے اللہ! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہوں تو مجھے دھنسا دے، راوی کہتے ہیں

Marfat.com

چنانچہ اس آدمی کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔

نافع بن عاصم نے بیان کیا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو زخمی کیا تھا وہ عبداللہ بن قمہ بن ہذیل کا ایک آدمی تھا

سو اللہ پاک نے اس پر ایک بکرے کو مسلط کر دیا، اس بکرے نے اسے یہاں تک سینگ مارا کہ اسے مار ڈالا۔

صحابہ کرام کی بد دعا سے بینائی کا چلا جانا

عبداللہ بن مغفل مزنی نے بیان کیا ہے کہ ہم حضورؐ کے ساتھ مقام حدیبیہ میں تھے۔ اسکے بعد راوی نے صلح حدیبیہ کی حدیث بیان کی ہے۔ اور اس حدیث میں ہے کہ ہم اس طرح تھے کہ ہمارے اوپر تیس جوان جن پر ہتھیار تھے نکل آئے، اور ہمارے مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انکی بینائی لے لی ہم انکی طرف کھڑے ہوئے اور ہم نے انہیں پکڑ لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم عہد میں کسی کو لائے ہو یا تمہارے لیے کسی نے امن دیا ہے؟۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے انہیں چھوڑ دیا پھر انکی بینائی واپس آ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

و هو الذى كف ايديهم عنكم ــــ بما تعملون بصير

﴿سورة نمبر ۴۸ ع ۳﴾

"اور وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے انکے ہاتھ تم سے (یعنی تمہارے قتل سے) اور تمہارے ہاتھ انکے قتل سے عین مکہ (کے قرب) میں روک دیئے بعد اسکے کہ تم کو ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے [illegible]

قتادہ بن نعمانؓ سے روایت ہے کہ [illegible]

Marfat.com

پتلی انکے رخسار پر لٹک گئی، کچھ لوگوں نے ارادہ کیا کہ اس کو کاٹ دیں، باقی حضرات نے کہا نہیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لے لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو، اسکے بعد آپ نے حضرت قتادہؓ کو بلالیا اور اپنی ہتھیلی مبارک انکی آنکھ کے ڈیلے پر رکھی پھر اسکو دبایا تو وہ پہلے سے بہتر ہوگئی اور پھر یہ نہیں محسوس کیا جا سکتا تھا کہ انکی کون سی آنکھ جاتی رہی تھی۔

حضرت عبیدہؓ نے بیان کیا ہے کہ جنگ احد میں حضرت ابوذرؓ کی آنکھ زخمی ہوگئی اور اس آنکھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن مبارک کا لعاب لگا دیا تو وہ آنکھ انکی دونوں آنکھوں سے زیادہ اچھی ہوگئی۔

رفاعہ بن رافع نے بیان کیا ہے کہ جنگ بدر میں مجھے تیر لگا، اور اس نے میری آنکھ پھوڑ ڈالی اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک لعاب لگایا اور میرے لیے دعا فرمائی تو میری آنکھ میں کچھ تکلیف باقی نہ رہی۔

تکبیر و تہلیل سے دشمنوں کے بالاخانوں کا گرنا

ہشام بن عاص اموی نے فرمایا کہ میں اور ایک صاحب اور، ہرقل شاہ روم کی طرف بھیجے گئے کہ ہم اسکو اسلام کی دعوت دیں یہاں تک دمشق کے مقام غوطہ تک جا پہنچے تو جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس ہم ٹھہرے۔ جب ہم اسکے پاس گئے تو وہ اپنے تخت پر تھا۔ اس نے ہمارے پاس اپنا قاصد بھیجا کہ ہم اس سے کلام کریں ہم نے کہا کہ خدا کی قسم۔ ہم قاصد سے بات نہ کریں گے۔ قاصد اسکی طرف واپس گیا اور اسکو اس بات کی خبر دی۔ جبلہ نے کہا ہمارے پاس آنے کی اجازت دے دو۔ چنانچہ ہم گئے اور میں نے اس سے کہا کہو کیا کہتے ہو۔ تو ہشام بن عاصؓ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور جبلہ پر کالے کپڑے تھے۔ ہشام نے پوچھا کہ تم نے یہ کالے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں؟ اس نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اسکو نہ اتاروں گا یہاں تک کہ تم لوگوں کو ملک

نہ نکال دوں۔ ہم نے کہا تیری یہ مجلس۔ خدا کی قسم تم سے ہم لے لیں گے اور انشاء اللہ تیرے بڑے بادشاہ کا ملک بھی لے لیں گے۔ اس بات کی ہم کو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔

جبلہ نے کہا تم وہ لوگ نہیں ہو بلکہ وہ ایک ایسی قوم ہے جو دنوں کو روزہ رکھتی ہے۔ اور راتوں میں عبادت کرتی ہے۔ تو بتاؤ کہ تمہارا روزہ کس طرح ہے؟

ہم نے اسے بتایا تو سن کر اسکا رنگ کالا ہو گیا۔ اس نے کہا تم چلو اور ہمارے ساتھ ایک قاصد شاہ روم کی طرف بھیجا۔ جب ہم چلے اور اسکے شہر کے قریب آئے تو اس قاصد نے جو ہمارے ساتھ تھا کہا، تمہاری یہ سواریاں بادشاہ کے شہر میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ اگر تم چاہو تو ہم تم کو ترکی گھوڑوں اور خچروں پر سوار کر لیں۔ ہم نے کہا خدا کی قسم۔ ہم اپنی سواری پر سوار ہو کر چلیں گے۔

اس قاصد نے بادشاہ کے پاس کہلا کر بھیجا کہ وہ آپ کے ہاں کی سواری سے انکار کرتے ہیں۔ بادشاہ نے انہیں حکم دیا کہ ہم اپنی ہی اونٹنیوں پر ہی چلیں۔ ہم اس شہر میں داخل ہوئے اور اپنی تلواریں لٹکائے تھے۔ یہاں تک کہ ہم اسکے بالا خانے کے پاس جا پہنچے۔ ہم نے اسکے نیچے اپنے اونٹ بٹھائے اور وہ ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔ ہم نے کہا۔ "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" ۔ تو اللہ جانتا ہے کہ اس کے ساتھ ہی اسکے بالا خانے کا کچھ حصہ گر پڑا جیسا کہ وہ درخت کا گدا ہو۔ جیسے ہوا ادھر ادھر کرتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس نے ہمارے پاس کہلا بھیجا کہ تمہارے لیے یہ مناسب نہیں کہ تم ہم پر اپنے دین کا اس طرح کھلم کھلا اظہار کرو۔ اور یوں بھی کہلا بھیجا کہ ہم اندر آ جائیں۔ چنانچہ ہم اسکے پاس گئے تو وہ اپنی مسند پر تھا۔ اور اسکے پاس روم کے فضلاء تھے۔ اور اسکی مجلس میں ہر چیز سرخ تھی۔ اسکے چاروں طرف بھی سرخی تھی۔ اور اس پر بھی سرخ کپڑے تھے۔ ہم اسکے قریب بیٹھ گئے ہنسا اور کہا اس میں تمہارے لئے کوئی حرج نہیں تھا۔ اگر تم مجھے وہ ... آپس میں کرتے ہو اور اسکے پاس ایک شخص ... والا تھا۔ ہم نے کہا تمہارے آپس کا ...

جسکے ساتھ تو سلام کیا جاتا ہے ہمارے لیے حلال نہیں کہ ہم اسکے ساتھ تجھے سلام کریں، اس نے پوچھا تمہارا آپس کا سلام کس طرح پر ہے؟

ہم نے کہا السلام علیکم۔

اس نے پوچھا تم اپنے بادشاہ کو کس طرح سلام کرتے ہو؟

ہم نے کہا اسی سلام کے ساتھ۔

اس نے پوچھا تم کو سلام کا جواب کس طرح دیا جاتا ہے؟ ہم نے کہا۔ اسی سلام کے ساتھ۔

اس نے پوچھا تمہارا سب سے بڑا کلام کونسا ہے؟

ہم نے کہا" لا الہ الا اللہ واللہ اکبر " ۔ جب ہم نے اس کلمہ کو کہا اور اللہ خوب جانتا ہے تو اسکے بالا خانے کا کچھ حصہ گر پڑا۔ یہاں تک اس نے اپنا سر اسکی طرف اٹھایا۔ اور اس نے کہا کہ یہ کلمہ جو تم نے کہا جس سے بالا خانے کا کچھ حصہ گر پڑا ہے، جب کبھی تم اس کلمہ کو اپنے گھر میں کہتے ہو تو کیا تم پر تمہارے بالا خانے گر پڑتے ہیں؟

ہم نے کہا نہیں، ہم نے کہا ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ کہ ایسا ہوا ہو۔ مگر تیرے پاس۔

اس نے کہا میں دوست رکھتا ہوں کہ جب کبھی تم یہ کلمہ کہو تو ہر شے تمہارے اوپر گر پڑے اور میں اپنے ملک کا آدھا حصہ خراج میں ادا کردوں گا۔ ہم نے پوچھا یہ کس لیے؟

اس نے کہا اس میں ملک کے لیے آسانی ہے ۔ اور اس بات کو بھی مناسب ہے کہ یہ کام نبوت کا نہ ہو۔ اور بہت ممکن ہے کہ لوگوں کا حیلہ ہو۔ پھر تم نے ہم سے جو کچھ اسکا ارادہ تھا پوچھا اور ہم نے اسے بتایا۔ اسکے بعد اس نے پوچھا تمہاری نماز کس طرح ہے؟ اور تمہارا روزہ کس طرح ہے؟ تو ہم نے اسے بتایا اس نے کہا کھڑے رہو اور ہمارے ٹھہرنے کے لیے اچھا مکان دیا اور ضیافت کی بہت خوب کی۔ سو ہم تین دن ٹھہرے رہے۔ اسکے بعد ہمارے پاس رات کو قاصد

Marfat.com

بھیجا۔ ہم اسکے پاس گئے اور پھر ہماری بات کا اعادہ کرایا۔ ہم نے دوبارہ وہی باتیں بیان کر دیں۔ پھر ہم نے ایک چیز منگائی جو چوکور تھی۔ اور بہت بڑی تھی۔ ان پر سنہری کام بنا ہوا تھا اور اس میں چھوٹے چھوٹے خانے تھے

اور ان خانوں پر ڈھکن تھے۔ اس نے ایک خانہ اور اسکا قفل کھولا اور اس میں سے کالے رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا۔ ہم نے اسے پھیلایا اور اس میں ایک سرخ رنگ کی ایک صورت بنی ہوئی تھی۔ جس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ سرین موٹے موٹے تھے اور ایسی لمبی گردن ہم نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اور اسکے لیے ڈاڑھی نہ تھی۔ اسکے سر پر بالوں کی دو چٹیاں تھیں نہایت خوبصورت جسے اللہ نے اچھے سے اچھا پیدا کیا ہو۔ اس نے کہا کیا تم پہچانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں۔ انکے بال بہت تھے۔ اسکے بعد اس نے دوسرا خانہ کھولا اور اس میں سے کالے رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا۔ اس میں ایک سفید صورت تھی۔ اسکے گھنگھریالے بال تھے۔ اسکی دونوں آنکھیں سرخ تھیں

سر بڑا تھا۔ ڈاڑھی اچھی تھی۔ پھر ہرقل نے کہا کیا تم اسے پہچانتے ہو؟۔ ہم نے کہا نہیں۔ کہا یہ نوح علیہ السلام ہیں۔

پھر ایک اور خانہ کھولا اور کالے رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا۔ اس میں ایک ایسے آدمی کی تصویر تھی جو بہت سفید تھا۔ دونوں آنکھیں نہایت خوبصورت تھیں، کشادہ پیشانی تھی، رخسار لمبے تھے، ڈاڑھی سفید تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ مسکرا رہا ہے۔ ہرقل نے کہا کیا تم اسے جانتے ہو یہ کون ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ کہا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک اور خانہ کھولا جس میں ایک سفید رنگ کی صورت تھی اور اچانک خدا کی قسم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تھی اس نے کہا کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟۔ ہم نے کہا ہاں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ ہم روئے بھی اور راوی کہتا ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ ہرقل تھوڑی دیر کھڑا ہوا اور پھر بیٹھ گیا اور کہا اللہ کی قسم کیا یہ وہی ہیں؟

ہم نے کہا بے شک یہ وہی ہیں۔

ہے۔ پس وہ بہت دیر تک اسی صورت کی طرف دیکھتا رہا۔ اور اسکے بعد کہا سن لو۔ کہ اس خانے کو مجھے آخر میں کھولنا چاہیے تھا۔ لیکن میں نے اس کی تمہارے لیے جلدی کی کہ تاکہ میں جانچ لوں کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ پھر ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے کالے رنگ کا حریر نکالا اس میں ایک صورت نہایت سرخ سیاہی مائل تھی۔ اسکے بال بہت گھنگھریالے تھے دونوں آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ تیز نظر والا، رعب دار چہرے والا دانت ایک دوسرے سے ملے ہوئے، اوپر کا ہونٹ اوپر کو چڑھا ہوا جیسا کہ غصے والے کے ہوتے ہیں۔ ہرقل نے کہا کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟

ہم نے کہا نہیں۔ کہا۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور اسی صورت کے برابر ایک اور صورت انکے مشابہ تھی۔ مگر اسکے سر کے بال ایسے تھے کہ جیسے تیل لگا ہوا ہو۔ کشادہ پیشانی۔ آنکھ کی سیاہی کسی قدر ناک کی طرف مائل تھی۔ ہرقل نے کہا کیا اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں

کہا کہ یہ ہارون بن عمران علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے ایک سفید رنگ کا حریر نکالا۔ اور اس میں ایک آدمی کی صورت تھی۔ جس کی سفیدی سرخی مائل تھی، ناک لمبی تھی، رخسار ہلکے تھے۔ اچھے چہرے والا تھا۔ ہرقل نے پوچھا کیا اسے پہچانتے ہو؟

ہم نے کہا نہیں۔ کہا یہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے سفید حریر نکالا جس میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے مشابہ تصویر تھی لیکن اسکے لب پر تل تھا۔ ہرقل نے کہا کی اسے پہنچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں۔ کہا کہ یہ یعقوب علیہ السلام ہیں۔

پھر ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے کالے رنگ کا حریر نکالا۔ اس میں ایک آدمی کی صورت تھی جو سفید رنگ کا اچھے چہرے والا پتلی اور لمبی ناک تھی اچھے قد کا جس کے چہرے سے نور بلند ہو رہا تھا۔ اور اسکے چہرے سے خشوع ... کسی قدر سرخی مائل تھا۔ کہا کہ کیا اسے پہنچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ کہا

کہ یہ اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ جو تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ہیں۔

پھر ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے سفید حریر نکالا۔ اس کپڑے میں حضرت آدم علیہ السلام جیسی تصویر تھی۔ گویا کہ اسکا چہرہ سورج ہے۔ اور کہا کیا اسے پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں کہا یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے سفید رنگ کا حریر نکالا۔ اس کپڑے میں ایک آدمی کی صورت تھی جو سرخ رنگ کا تھا۔ پنڈلیاں پتلی تھیں۔ دونوں آنکھیں چندھیائی ہوئی تھیں۔ پیٹ موٹا تھا درمیانی قد تھا۔ تلوار لٹکائے ہوئے تھا۔ پوچھا کیا اسے پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں کہا یہ داؤد علیہ السلام ہیں۔

پھر ایک اور خانہ کھولا اور سفید حریر نکالا۔ اس میں ایک انسان کی صورت تھی انکے سرین موٹے تھے۔ دونوں پیر لمبے تھے۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ پوچھا کیا اس کو پہچانتے ہو؟۔ ہم نے کہا نہیں کہا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے کالے رنگ کا حریر نکالا۔ اس میں سفید رنگ کی صورت تھی۔ اچانک ایک جوان تھا۔ ڈاڑھی نہایت سیاہ۔ بال بہت، آنکھیں اچھی، چہرہ خوبصورت اور پوچھا کیا اسے پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ ہم نے پوچھا۔ تمہیں یہ صورتیں کہاں سے ملی ہیں؟ اس لیے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ صورتیں انہیں صورتوں کے مطابق ہیں جو انبیاء علیہ السلام کی ہونگی۔ اس لیے کہ ہم نے اپنے نبی کریم کی صورت حضور جیسی دیکھی۔ اس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا تھا کہ انکی اولاد میں جتنے نبی ہونگے ان سب کو دکھا دو۔ تو اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام پر ان سب کی صورتیں اتار دیں۔ یہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے خزانے میں تھیں۔ اس جگہ جدھر سورج غروب ہوتا ہے۔ اس کو ذوالقرنین اس جگہ سے [illegible] دانیال کو دے دیا۔ اسکے بعد ہرقل نے کہا سن لو۔ خدا کی قسم میرے جی میں اپنے ملک سے نکل [illegible]

بات کا کہ تم سے زیادہ بداخلاق کا مر[illegible]

Marfat.com

دیا اور بہت ہی اچھا دیا۔ اور ہم کو رخصت کیا۔ پس جب ہم حضرت ابو بکر صدیق کے پاس آئے اور ہم نے آپ سے وہ سب باتیں بیان کیں جو ہم کو اس نے دکھلائی تھیں، اور جو اس نے کہا اور جو اس نے ہمیں دیا، تو حضرت ابو بکر صدیق رو دیئے۔ اور فرمایا وہ مسکین ہے۔ اگر اللہ پاک اسکے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے، تو پورا کر دے گا۔ اسکے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا ہم کو رسول اللہؐ نے خبر دی ہے کہ بے شک یہ عیسائی اور یہودی حضور کی پوری نعت (یعنی حلیہ واوصاف و اخلاق وغیرہ) اپنے پاس کتابوں میں پاتے ہیں۔

مسلمانوں کی تکبیر کی گونج سے میدان جنگ میں زلزلہ آ گیا

غسان و بلقان کے مشائخ بیان کرتے ہیں کہ حمص کی لڑائی میں اللہ پاک نے مسلمانوں کے صبر کرنے پر یہ انعام دیا کہ اہل حمص میں زلزلہ آ گیا۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ مسلمان انکے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اتنی زور سے تکبیر پڑھی کہ اس تکبیر کی وجہ سے روم کے تمام شہروں میں زلزلہ آ گیا۔ فصلیں پھٹ گئیں۔ رومی گھبرا کر اپنے ان سرداروں اور رائے دہندہ لوگوں کے پاس پہنچے۔ جن کو صلح کے وقت بلاتے تھے۔ انہوں نے رومیوں کو کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اس گھبرانے پر انہیں ذلیل بتایا۔ مسلمانوں نے دوبارہ نعرہ تکبیر بلند کیا جس کی وجہ سے بہت سے مکانات اور دیواریں گر گئیں۔ رومی گھبرا کر اپنے سرداروں اور اپنے اصحاب رائے کے پاس بھاگے اور کہا کہ تم لوگ اللہ کے عذاب کو نہیں دیکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ باقی تاریخ میں ابن جریر میں جیسا ذکر کیا گیا ہے۔

اے ساریہ پہاڑ کے پیچھے ہو جاؤ حضرت عمرؓ کی میدان جنگ میں گونج:

حضرت ابن عمرؓ اپنے والد حضرت عمر کا تذکرہ کرتے ہیں کہ حضرت عمر جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ اپنے خطبے کے درمیان میں کہا کہ "یا ساریة الجبل" اسکے بعد پھر خطبہ دینے لگے۔ اور کہا جس نے بھیڑیے کو چرایا اس نے ستم

Marfat.com

کیا۔ یعنی جس نے دشمن کو کھلایا پلایا اس نے ظلم کیا۔ تو بعض لوگوں نے بعض کی طرف التفات کیا۔ یعنی یہ بات کیا ہوئی۔ حضرت علیؓ نے لوگوں سے کہا کہ وہ خود ہی اس کہنے کے متعلق بیان کریں گے۔

جب لوگ نماز سے فارغ ہو گئے، حضرت عمرؓ سے پوچھا تو فرمایا کہ میرے جی میں یہ بات واقع ہوئی کہ مشرکین نے ہمارے بھائیوں کو شکست دے دی اور مشرکین پہاڑ کی طرف بھاگیں گے اگر یہ مسلمان پہاڑ کی طرف ہٹ آئیں تو انہیں ایک ہی جانب لڑنا پڑے گا۔ اور اگر آگے بڑھتے رہیں تو ہلاک ہو جائیں گے۔ تو میرے منہ سے وہ کلمہ نکل گیا جس کے متعلق تم کیا۔ کہتے ہو کہ تم نے اس کلمہ کو سنا، ایک ماہ کے بعد خوشخبری دینے والا آیا اس نے بیان کیا کہ لشکر والوں نے اس دن حضرت عمرؓ کی آواز سنی تھی۔ ہم سب پہاڑ کی طرف چلے گئے اور اللہ پاک نے ہماری فتح کر دی۔

ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ کیا آپ نے حضرت عمرؓ کو نہیں سنا کہ وہ خطبہ دینے کی حالت میں منبر پر کہہ رہے تھے یا ساریۃ الجبل۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ تمہارے لیے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم حضرت عمرؓ کو چھوڑ دو۔ جب وہ کسی شے میں داخل ہوئے ہیں تو اس سے ضرور بری ہوئے ہیں۔ نضر بن ظریف بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے جی میں یہ بات آئی کہ دشمن نے ساریہ کو پہاڑ کی طرف پشت پناہی پر مجبور کر دیا ہے۔ اور فرمایا پس شاید کہ کسی بندے کو اللہ کے بندوں میں سے میری یہ آواز پہنچ جاوے گی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ آئے تھے اور حضرت عمرؓ کو ان پر بڑا اطمینان تھا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ مجھ [illegible] گراں گزرتی ہے کہ میں تمہارے بارے میں لوگوں کو ملامت کروں۔ تم [illegible] پر کچھ ایسی باتیں کر لیتے ہو کہ لوگوں کو کھلم کھلا بات کہنے کا موقع [illegible] دے رہے تھے اور تم نے بلند آواز سے کہا۔ یا ساریۃ الجبل [illegible]

حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک [illegible]

Marfat.com

گیا تھا، میں نے لشکر کو دیکھا کہ پہاڑ کے پاس لڑ رہا ہے اور اس پر دشمن سامنے بھی آ رہا ہے۔ اور اس کے پیچھے بھی آ رہا ہے۔ پس مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ میں نے کہہ دیا۔ یا ساریۃ الجبل۔ تاکہ مسلمانوں کا لشکر پہاڑ سے مل جائے، کچھ دن لوگ ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ ساریہ کا قاصد ان کا خط لایا کہ کفار کی ہم سے جمعہ کے دن لڑائی ہوئی تھی، ہم ان سے صبح کی نماز کے بعد لڑنے لگے یہاں تک کہ جمعہ کا وقت آ گیا، اور آفتاب کا کنارہ زوال پذیر ہو گیا۔ کہ ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو پکار رہا تھا۔ ''یا ساریۃ الجبل'' یہ آواز دو مرتبہ سنی۔ تو ہم پہاڑ سے مل گئے۔ اسکے بعد ہم برابر دشمنوں پر غالب آتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے انکو شکست دے دی۔ اور انکو قتل کر دیا، تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا۔ یہ لوگ حضرت عمرؓ پر اس بات کا طعنہ دیتے ہیں؟ اس شخص کو چھوڑ و اس کے لیے یہ جائز ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ سے دریافت کیا گیا کہ یہ کلام کیسا تھا؟ فرمایا خدا کی قسم۔ میں نے ساریہ کے لیے وہی بات کہی تھی جو میری زبان پر جاری کی گئی۔

غزہ بنت عاص بن ابی قمر صافہ نے بیان کیا ہے کہ رومیوں نے ابو قمر صافہ کے ایک بیٹے کو گرفتار کر لیا تھا تو ابو قمر صافہ جب نماز کا وقت آتا تو عسقلان شہر کی چہار دیواری پر چڑھتے اور پکار کر کہتے۔ اے فلاں نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ انکا بیٹا اس آواز کو سن لیا کرتا تھا حالانکہ وہ روم میں گرفتار تھا۔

صحابہ کرامؓ کا غیبی آوازیں سننا

حضرت سعید بن جبیرؓ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ کی طائف میں وفات ہو گئی اور میں انکے جنازہ پر حاضر ہوا، ایک چڑیا آئی کہ اس جیسی چڑیا نہیں دیکھی گئی اور انکی لاش میں داخل ہو گئی۔ تو ہم نے غور کیا اور تامل کیا کہ کب نکلے گی تو یہ نہیں دیکھا کہ انکی لاش سے وہ چڑیا نکلی ہو، جب حضرت ابن عباسؓ دفن کر دیئے گئے یہ آیت انکی قبر کے کنارے پر پڑھی گئی۔ اور یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کس نے اسکی

تلاوت کی۔ یا یتھا النفس المطمئنۃ سے وادخلی جنتی سورت نمبر ۸۹ کی آخری آیتیں۔

"اے اطمینان والی روح اپنے پروردگار کے جوار رحمت کی طرف چل اس طرح سے کہ وہ تجھ سے خوش اور تو اس سے خوش پھر ادھر چل کر تو میرے خالص بندوں میں شامل ہو جا کہ یہ بھی نعمت روحانی ہے اور میری جنت میں داخل ہو جا۔"

ایک روایت ہے کہ وہ سفید رنگ کی چڑیا تھی جسکو غرنوق کہا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ان پر مٹی برابر کردی گئی تو ہم نے انکی آواز سنی، وہ آواز تو ہم سن رہے تھے اور بولنے والے کو نہیں دیکھ رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس طرح کہ ابن عباسؓ جب وفات پا گئے اور کفنوں میں داخل کر دیئے گئے ایک سفید رنگ کا پرندہ اترا اور انکے کفنوں میں داخل ہو گیا اور تلاش کیا گیا اور نہ پایا گیا۔ تو عکرمہؓ نے جو حضرت ابن عباسؓ کے خادم تھے کہا کیا تم سب احمق ہو گئے ہو؟ یہ انکی وہ بینائی ہے جسکا آپؐ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان پر انکی وفات کے دن لوٹا دی جائے گی، پھر وہ جب انکو قبر پر لائے اور انکو لحد میں انکو رکھا تو ایک کلمہ بولا گیا جس کو ہر اس شخص نے سنا جو انکی قبر کے کنارے تھا اور اسکے بعد یہی آیت ذکر کی۔

صحابہؓ پر زہر کا اثر نہ ہونا

ذی الجوشن ضبابی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ابن بقیلہ کے ساتھ اسکا خادم تھا اپنی پیٹی میں ایک تھیلہ لٹکائے ہوئے تھا

حضرت خالدؓ نے اس سے وہ تھیلہ لیا اور جو کچھ اس میں تھا اپنی ہتھیلی پر ڈالا۔ حضرت خالدؓ نے پوچھا۔ اے عمرو یہ کیا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم۔ یہ زہر قاتل ہے۔ حضرت خالدؓ نے پوچھا کہ یہ زہر تو اس تھیلی میں کیوں لٹکائے ہوئے تھا؟ اس نے کہا کہ میں نے یہ خطرہ محسوس کیا ہے کہ اگر میں

لوگ ہوئے (کہ تمہاری فتح ہو) اور میں موت کے قریب ہو جاؤں تو (زہر کے ذریعہ) موت اس سے زیادہ محبوب ہے ۔اس (مکروہ شکست سے) جسکو میں اپنی قوم اور اپنے رشتہ داروں میں داخل کروں گا۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا ہرگز کوئی نفس نہیں مریگا۔ یہاں تک کہ اس کا وقت آ جائے اور کہا۔ بسم اللہ خیر الاسماء رب الارض ورب السماء الذی لیس یضر مع اسمہ داء الرحمٰن الرحیم ۔لوگ حضرت خالدؓ کی طرف مائل ہوئے تا کہ انکو اس زہر کو کھانے سے روکیں ۔حضرت خالدؓ نے لوگوں سے جلدی کی اور اسے نگل گئے تو عمرو نے کہا اللہ کی قسم اے عرب کی جماعت ۔تو اس چیز کے ضرور مالک ہو کر رہو گے جسکا تم نے ارادہ لیا ہے ۔اے جماعت جب تک کہ تم میں سے کوئی ایک رہے گا اسکے بعد وہ اہل حیرہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے کہا میں نے آج کے دن جیسا کوئی امر نہیں دیکھا جو زیادہ واضح اور توجہ کے قابل ہو۔

ٹہنی کا تلوار ہو جانا

حضرت زید بن اسلمؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار بدر میں ٹوٹ گئی تھی تو حضورؐ نے انہیں کسی درخت کی ایک موٹی شاخ دی اور وہ انکے ہاتھ میں کاٹنے والی ایسی تلوار بن گئی جس کا لوہا شاخ تھا اور سخت پھل والی تھی۔

دعا کے ذریعے شراب کا سرکہ بن جانا

حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس ایک شخص آیا جس کے پاس ایک مشکیزہ تھا جو شراب کا تھا۔ حضرت خالدؓ نے کہا اے میرے اللہ۔ اسے شہد کر دے، چنانچہ وہ اسی وقت شہد ہو گئی۔

ایک اور روایت میں اسی سند کے ساتھ ہے وہ اس طرح ہے کہ ایک شخص حضرت خالدؓ کے پاس سے گذرا اسکے پاس ایک مشک شراب تھی حضرت خالدؓ نے

Marfat.com

پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ سرکہ ہے حضرت خالدؓ نے کہا اللہ اسکو سرکہ ہی کر دے تو لوگوں نے جب اسکو دیکھا تو وہ سرکہ ہی ہو چکی تھی۔ حالانکہ وہ شراب تھی۔ اور بعض روایات میں اسطرح ہے کہ ان کے پاس سے ایک شخص کا گزر ہوا جس کے پاس شراب کی مشک تھی اور اس سے حضرت خالدؓ نے پوچھا یہ کیا ہے؟۔ اس نے کہا یہ شہد ہے تو حضرت خالدؓ نے کہا اے میرے اللہ۔ اسے سرکہ کر دے۔ جب یہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس گیا اس نے کہا کہ میں تمہارے لیے ایک شراب لایا ہوں وہ ایسی ہے کہ اس جیسی نہ پی ہو گی اور پھر اسے کھولا تو وہ سرکہ ہو چکی تھی اس شخص نے کہا اللہ کی قسم۔ اسکو حضرت خالدؓ کی دعا لگ گئی۔

امراض و درد سے شفایابی:

حضرت عبداللہ بن انیسؓ نے بیان کیا ہے کہ مستعیر بن ررام یہودی نے میرے چہرے پر شوحط درخت کی ٹیڑھی لکڑی ماردی جس سے میرا سر پھٹ گیا اور ہڈی ادھر ادھر ہو گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ یا یوں تھا کہ سر کی جھلی دکھائی دینے لگی تھی۔ میں وہ زخمی چہرہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سے کپڑا اٹھایا اور اس میں پھونک ماری پھر میں نے اس چہرہ یا سر میں کوئی تکلیف نہیں دیکھی۔ ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میری ہتھیلی میں غدود تھا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ۔ میرا یہ غدود ورم کر آیا ہے یہ میرے اور تلوار کے قبضہ پکڑنے اور گھوڑے کی لگام پکڑنے میں حائل ہو جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ۔ اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کھولا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہتھیلی پر پھونک ماری اور پھر اپنا ہاتھ اس غدود پر رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنی ہتھیلی پر ملتے رہے یہاں تک کہ غدود میری ہتھیلی سے ختم ہو گیا اور اسکا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔

Marfat.com

مردہ زندہ ہوگیا:

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم اہل یمن کی جہاد کی نیت چلی۔ ان میں سے ایک کا گدھا مر گیا اس نے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ اے اللہ! میں تیرے راستہ میں جہاد کرنے کے لئے چلا ہوں، تیری ہی رضا مقصود ہے، مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرنے والا ہے، اور اہل قبور کو مبعوث کرتا ہے، میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ میرا گدھا زندہ کردے اس نے پھر گدھے کو مارا تو وہ کان جھاڑ کر کھڑا ہوگیا۔ وہ اس پر سوار ہوا اور ساتھیوں سے جاملا۔

نوٹ: یاد رکھو جب بندہ مولا کی اطاعت کرتا ہے تو ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔

انفلاق بحر اور عبور دریا:

اگر کہا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر پھٹ گیا اور وہ اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر اس میں سے گزر گئے، تو ہم کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ کی امت کو اللہ نے اس کے مثل کمال عطا فرمایا البتہ انہیں سمندر کو یوں پھاڑ کر گزرنے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئی، اس سے مراد حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ ہیں جب وہ بحرین گئے اور دریا عبور کرنے پر مجبور ہوئے تو انہوں نے پیدل چلتے ہوئے اپنے ساتھیوں سمیت اسے عبور کر دکھایا مگر ان کا کوئی کپڑا گیلا نہیں ہوا اور اس کا ذکر بھی گزر چکا ہے۔

قوم موسیٰ کے عذابات اور دخان مکہ:

اگر کہا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام سے نافرمانی کے سبب ان کی قوم پر ٹڈیوں، جوؤں، مینڈکوں اور خون کا عذاب بھیجا گیا، تو ہم کہیں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے کے باعث قریش پر دھواں بھیجا گیا۔ جو ایک کھلی اور بڑی عبرت تھی اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

فارتقب یوم تاتی السمآء بدخان مبین
الناس هذا عذاب الیم

''تو انتظار کرو جس دن آسمان کھلا دھواں بھیجے گا جو لوگوں کو ہر طرف سے ڈھانک لے گا، یہ بڑا دردناک عذاب ہے۔''

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش پر دعا کی تو وہ قحط سالی کا شکار ہو گئے آپؐ نے فرمایا تھا اے اللہ مضر پر اپنا عذاب سخت کر دے اور ان پر ویسے ہی قحط کے سال بھیج دے جیسے دور یوسف علیہ السلام میں بھیجے گئے تھے۔

من وسلویٰ اور حل غنائم اور تکثیر طعام:

اگر کہا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام اور آپؐ کی قوم پر من وسلویٰ نازل ہوا۔ بادل ان پر سایہ کرتا تھا اور وہ من وسلویٰ کے سبب حصول رزق کے لئے مشقت اٹھانے سے بھی بچے رہے، تو ہم کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو اس سے بھی عظیم تر نعمت عطا کی گئی جو پہلے انبیاء اور ان کی امتوں کو نہ دی گئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی امت کے لئے مال غنیمت حلال فرمایا جو قبل ازاں حلال نہ ہوا تھا علاوہ ازیں من وسلویٰ ہی کی طرح اللہ نے آپؐ کے صحابہ کو ایک جنگ میں بھوک لگنے پر ایک رزق عطا فرمایا وہ یہ کہ سمندر نے ان کے آگے ایک بڑی مچھلی ڈال دی جسے انہوں نے ایک مہینہ تک کھایا اور اس کا سالن بنایا۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑے سے کھانے یا دودھ کے ساتھ بہت سے لوگوں کو شکم سیر کروا دیتے تھے۔ اور وہ اس سے پیٹ بھر کر اور سیراب ہو کر اٹھتے۔

احد میں دشمن سامنے تھا اور صحابہ کو بے خوفی سے نیند آ رہی تھی:

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے احد کے روز سر اٹھایا تو دیکھا ہم میں سے کوئی ...

ڈھال کے نیچے اونگھتے ہوئے جھوم نہ رہا ہو چنانچہ اسی بارے میں یہ آیت ہے:

﴿ اذا یغشیکم النعاس امنتہ منہ ﴾

''جب تمہیں اللہ کی طرف سے بے خوفی تھی اور تم پر اونگھ غالب تھی۔''

اور ارشاد خداوندی ہے:

﴿ثم انزل علیکم من بعد انعم امنتہ نعاسا﴾

''پھر غم کے بعد اللہ نے تم پر بے خوفی سے اونگھ نازل کردی۔''

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روز احد صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دامن کوہ میں (افسردہ) بیٹھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے انہیں بے خوفی عطا کرنے کے لئے ان پر اونگھ طاری کردی تو وہ خراٹے لے رہے تھے ڈھالیں ہاتھوں میں باہم ٹکرا رہی تھیں اور دشمن نیچے کھڑا تھا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بخدا میں معتب بن قشیر برادر عمرو بن عوف کی آواز سن رہا تھا مجھے اونگھ آرہی تھی اور اس کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ جیسے خواب دیکھ رہا ہوں وہ کہہ رہا تھا:

لو کان لنا من الامر شیئ ماقتلنا ھٰھنا

''اگر ہمارے پاس کچھ صداقت ہوتی تو ہم یہاں مارے نہ جاتے۔''

ساحران فرعون کی شکست اور ابوجہل کی مرعوبی:

اگر کہا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام کو عصا دیا گیا تھا جو اژدھا بن کر جادوگروں کے تمام سانپوں کو نگل گیا اور فرعون نے خوف و ہراس میں مبتلا ہو کر موسیٰ علیہ السلام سے فریاد چاہی، تو ہم کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس معجزے سے ملتا جلتا معجزہ عطا فرمایا گیا ہے اور وہ ابوجہل بن ہشام کا قصہ ہے جب اس نے

Marfat.com

خدا کی قسم اٹھا کر کہا کہ میں پتھر لے کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انتظار میں بیٹھوں گا۔ پتھر اتنا بڑا ہوگا جتنا میں اٹھا سکوں گا، جب وہ سجدے میں جائے گا تو میں اس کا سر کچل دوں گا اور اس کا ذکر و فکر تباہ کر دوں گا۔

چنانچہ جب آپؐ سجدے میں گئے تو ابوجہل پتھر لے کر آ گیا، مگر جب آپؐ کے قریب پہنچا تو ڈر کر پیچھے کو دوڑا اس کا رنگ اڑ چکا تھا اور ہاتھ پتھر کے ساتھ چپک کر رہ گئے تھے۔ بالآخر اس نے پتھر ہاتھ سے پھینک دیا اور قریش کے لوگ اٹھ کر اس کے پاس گئے اور کہا ابوالحکم کیا ہوا تمہیں؟ اس نے کہا میں نے جیسے کل رات تمہیں کہا تھا اس کے مطابق میں اس کی طرف بڑھا، مگر جب اس کے قریب ہوا تو ایک طاقتور اونٹ میرے سامنے آ گیا بخدا میں نے ایسی دھان ایسی گردن اور ایسے دانت کبھی کسی اونٹ کے نہیں دیکھے تھے۔ وہ مجھے کھا جانے کے لئے لپکا (اور میں نے دوڑ کر جان بچائی)۔

جب یہ واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے اگر وہ میرے قریب آتا تو وہ اسے پکڑ لیتے۔

حضرت عاصمؓ کی لاش کو پانی بہا لے گیا:

بریدہ بن سفیان اسلمیؒ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم بن ثابت زید بن وثنہ برادر بنی بیاضہ، خبیب بن عدی، مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہم کو بنی لحیان کی طرف (تبلیغ کے لئے) مقام رجیع پر بھیجا۔ وہاں ان سے لڑائی کی گئی، تا آنکہ عاصم کے سوا دوسروں نے کفار کے ہاں امان لی۔ انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں کسی مشرک کی پناہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور انہوں نے اس وقت یہ دعا کی کہ اے اللہ! آج میں تیرے دین کی حفاظت کر رہا ہوں، کل میرے جسم کی حفاظت تیرے سپرد ہے۔ پھر انہوں نے [illegible] شروع کر دیا اور زبان پر یہ اشعار تھے:

Marfat.com

ما علتی وانا جلا نابل
والقوس فیها وتر عنابل
صفرآء من نبع لها بلابل
تزل عن صفحتها المعابد
ان لم اقاتلکم فای هابل
الموت حق والحیاة باطل

میں کیوں نہ لڑوں جبکہ میں طاقتور اور شریف النسب ہوں۔ اور کمان میں مضبوط تان لگی ہے۔ زرد چشمہ جس پر بلبلیں بیٹھتی ہیں اور جس کی ہموار سطح پر تیر بھی پھسل جاتا ہے۔ اگر میں تم سے نہ لڑوں تو دعا ہے کہ میری ماں ازخود مجھے گم پائے۔ موت تو حق ہے اور حیات باطل ہے۔

علاوہ ازیں وہ خود کو لڑائی اور شہادت پر آمادہ کرنے کے لئے یہ کہہ رہے تھے۔

ابو سلیمان وریش المقعد
وضالة مثل الجحیم الموقد

ابوسلیمان ہے اور مقعد کے بنائے ہوئے تیر، اور بڑھکتی جہنم جیسی کمان ہے۔

اذا النواحی از تعشت لم ارعد

جب وادی کے تمام کنارے دہکنے لگیں گے تو بھی میں نہیں گھبراؤں گا۔

پھر آپ کو قتل کر دیا گیا جبکہ آپ گہری وادی میں تھے۔ اور یہ واقعہ یوں ہے کہ ہذیل نے چاہا کہ حضرت عاصمؓ کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد کے ہاتھ فروخت کرنے کے لئے رکھ لیں۔ کیونکہ احد میں جب اس کا بیٹا عاصمؓ کے ہاتھوں مارا گیا تھا تو اس نے منت مانی تھی کہ اگر وہ عاصم کا سر حاصل کر سکی تو (اس کا برتن بنا کر)

Marfat.com

اس میں شراب پیئے گی۔ مگر شہد کی مکھیوں نے انہیں ایسا نہیں کرنے دیا انہوں نے کہا اب رہنے دو رات ہو لینے دو، یہ مکھیاں اڑ جائیں گی تو ہم اسے اٹھالیں گے تو اللہ نے وہ وادی چلا دی جو عاصم کو اٹھا لے گئی۔ (وادی میں پانی آ گیا اور عاصمؓ کی لاش کو بہا لے گیا)۔

حضرت عاصمؓ نے احد میں اس عورت کے تین افراد مارے تھے۔ اور وہ تینوں سرداران قریش تھے بنی عبدالدار سے ان کا تعلق تھا حضرت عاصمؓ بڑے تیر انداز تھے۔ آپ جب اس عورت کے ایک لڑکے کو تیر سے اڑا کر کہتے۔ اٹھالو اسے میں ابن اقلح ہوں تو اسے اٹھا کر خیمے میں لے جایا جاتا اور وہ عورت پوچھتی اسے کس نے مارا ہے لوگ کہتے ہمیں معلوم نہیں البتہ ہم نے ایک آدمی کی یہ آواز سنی ہے:

خذ ما وانا بن الاقلح

''اسے اٹھالو میں ابن اقلح ہوں''

تو اس نے کہا اقلحنا اس نے ہمارا صفایا کر دیا پھر اس نے قسم اٹھائی کہ اگر میں اس کا سر حاصل کر سکی تو اس کی کھوپڑی میں شراب پیئوں گی۔

چنانچہ قریش نے حضرت عاصمؓ کا سر کاٹنا چاہا تا کہ اسے اس عورت کے پاس لے جائیں تو اللہ نے شہد کی مکھیوں کا ایک بڑا لشکر بھیج دیا اس لئے وہ آپ کا سر نہ کاٹ سکے۔

Marfat.com

صحابہ کرامؓ کی فرشتوں کے ذریعہ مدد کے واقعات

ملائکہ کے ذریعہ مدد

حضرت سہیل بن سعدؓ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو اسیدؓ نے جبکہ انکی بینائی چلی گئی تھی، فرمایا۔ اے میرے بھتیجے! خدا کی قسم اگر میں اور تو مقام بدر میں ہوتے تو پھر اللہ میری بینائی واپس کرتا تو میں تجھ کو وہ گھاٹی دکھاتا جس میں سے فرشتے ہمارے اوپر نکلے، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

عروہ نے بیان کیا کہ حضرت جبریل علیہ السلام یوم بدر میں حضرت زبیرؓ کی ہیت میں اترے اور زرد رنگ کے عمامہ کا شملہ سامنے کندھے پر ڈالے ہوئے تھے۔

عباد بن عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ حضرت زبیر بن عوامؓ پر زرد رنگ کا عمامہ تھا جس کے شملہ کو وہ کندھے پر ڈالے ہوئے تھے تو سارے فرشتے زرد عمامہ باندھے ہوئے اترے۔

زمین اور آسمان کے درمیان سفید رنگ کے کپڑوں میں گھوڑے پر سوار

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ فرشتوں کے لباس یوم بدر میں سفید عمامے تھے جنکے شملوں کو اپنی پشت پر چھوڑ رکھا تھا اور یوم حنین میں سبز رنگ کے عمامے تھے اور سوائے غزوہ بدر کے کسی اور غزوہ میں فرشتے نہیں لڑے۔ یہ صرف تعداد میں اضافہ کرتے تھے اور امداد کرتے تھے کسی کو قتل نہیں کرتے تھے۔

حضرت عکرمہؓ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کا غلام تھا اور

Marfat.com

اسلام ہمارے اہل بیت میں داخل ہو چکا تھا۔ چنانچہ حضرت عباسؓ اسلام لائے اور ام فضلؓ اسلام لائیں اور میں اسلام لایا۔ اور حضرت عباسؓ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور انکے خلاف کو مکروہ سمجھتے تھے اور اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے۔ یہ مالدار تھے لیکن ان کا مال انکی قوم میں بٹا ہوا تھا۔ ابولہب جنگ بدر سے پیچھے رہا اور اپنی جگہ عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیج دیا۔ اسی طرح بہت سے کفار نے کیا جب کوئی آدمی ان میں سے پیچھے رہا تو اپنی جگہ کسی دوسرے کو بھیج دیا، تو جب ابولہب کے پاس انکے قریشی ساتھیوں کی مصیبت کی خبر آئی (اللہ اسے ذلیل اور رسوا کرے) اور ہم مسلمانوں نے قوت اور عزت پائی اس کے بعد ابو رافعؓ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک کمزور آدمی تھا، پیالے بنایا کرتا تھا جس کو میں زمزم والے حجرہ میں تراشا کرتا تھا۔ پس خدا کی قسم! میں اس میں بیٹھا ہوا تھا اپنے پیالے تراش رہا تھا اور میرے پاس ام فضل بیٹھی ہوئی تھیں اور ہم اس خبر سے جو ہمارے پاس آئی تھی خوش ہو رہے تھے کہ اچانک ہمارے سامنے ابولہب آیا۔ اپنے دونوں پیر شرارت کے مارے کھینچتا ہوا یہاں تک کہ وہ حجرہ کی طناب کی طرف بیٹھ گیا اور اسکی پشت میری پشت کی طرف تھی، پس اس حال میں کہ وہ بیٹھا ہوا تھا اچانک ایک شخص نے کہا۔ یہ ابوسفیان آگئے۔ اس کہنے والے کا نام مغیرہ بن حارث بن عبدالمطلب ہے۔ ابو رافعؓ کہتے ہیں تو ابولہب نے کہا۔ میرے پاس آؤ۔ میری عمر کی قسم۔ تیرے پاس صحیح خبر ہے۔ ابو رافعؓ کہتے ہیں کہ ابوسفیان اس کے پاس بیٹھ گئے اور باقی تمام لوگ انکے پاس کھڑے تھے۔ ابولہب نے کہا اے میرے بھتیجے۔ مجھے بتاؤ کہ ان لوگوں کی بات کیسی رہی؟

ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم! اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم اس قوم سے ملے اور ہم نے انکو اپنے کندھے دے دیئے۔ کہ وہ جس طرح پر ہم کو چاہیں قتل کریں جس طرح ہم کو چاہیں قید کریں۔ اور خدا کی قسم۔ اس کرنے کے [illegible] لوگوں پر ملامت نہیں کی۔ ہم ایسے آدمیوں سے [illegible] تھے۔ چتکبرے گھوڑے پر تھے۔ آسمان [illegible]

سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔اور انکے مقابلہ میں سے کوئی شے کھڑی نہیں ہوسکتی۔ابو رافع فرماتے ہیں کہ میں نے اس خیمہ کا سرا جو میرے ہاتھ میں تھا اٹھایا پھر میں نے کہا۔یہ خدا کی قسم۔ملائکہ تھے۔ابورافع فرماتے ہیں تو ابولہب نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے چہرے پر بڑی زور سے مارا۔ابورافع فرماتے ہیں کہ میں اس کے مقابلہ کے لیے کھڑا ہوگیا۔اس نے مجھے اٹھایا اور زمین پر دے مارا۔پھر میرے اوپر چڑھ بیٹھا اور مجھے مارنا شروع کیا، میں کمزور آدمی تھا تو ام فضلؓ خیمہ کی لکڑی کی طرف اٹھیں اور اسے لے لیا اور اس کے ساتھ ابولہب پر اس طرح مارا جسکی وجہ سے اسکے سر میں بری طرح شگاف پڑ گیا اور کہا کہ تو نے اس وجہ سے اسے کمزور سمجھا کہ اسکا مالک اس سے غائب ہے۔اسکے بعد وہ ذلیل ہوکر کھڑا ہوا اور پیٹھ پھیر کر چل دیا۔پس خدا کی قسم۔ابولہب صرف سات رات زندہ رہا اور یہاں تک کہ اللہ نے اس پر مسور کے برابر طاعون کی گھٹلی نکالی اور اسکو ہلاک کردیا۔یونس راوی نے ابن اسحاق سے اتنا زیادہ اور بیان کیا ہے کہ اسکے بیٹوں نے اسکے مرنے کے بعد تین دن تک اسے دفن نہیں کیا۔جب تک اس میں بدبو نہیں آگئی۔اور قریش اس عدسہ کی بیماری سے جو ابولہب کو لگی تھی اس طرح بچتے تھے کہ جیسا کہ طاعون سے بچتے ہیں۔یہاں تک کہ قریش کے کسی آدمی نے اس کے دونوں بیٹوں سے کہا کہ تم دونوں پر بڑا افسوس ہے کہ تمہارے لیے حیا نہیں رہی کہ تم دونوں کا باپ گھر میں سڑ رہا ہے اور تم اسے دفن نہیں کرتے ہو۔تو اسکے دونوں بیٹوں نے کہا ہم اس زخم کے سرایت کرنے کا اندیشہ کرتے ہیں۔تو اس شخص نے کہا تم دونوں چلو میں تم دونوں کو اس کے اٹھانے میں امداد کروں گا۔پس خدا کی قسم۔لوگوں نے اسے غسل نہیں دیا مگر ان دونوں لڑکوں نے دور سے اس پر پانی ڈالا اور اسکے قریب نہیں جاتے تھے۔پھر اسکو مکہ کی اوپر کی جانب اٹھا کر لے چلے اور اسے دیوار کے سہارے ڈال کر اس پر پتھر ڈال دیئے۔

Marfat.com

حنین کی لڑائی میں خوبصورت لوگ کون تھے

عوف بن عبدالرحمٰن جو اُم برثن کے غلام ہیں، اُن سے روایت ہے کہ یہ اُن صحابیؓ سے روایت کرتے ہیں جو حنین کی لڑائی میں حاضر تھے جبکہ یہ کافر تھے۔ کہا کہ ہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمنے سامنے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہمارے مقابلہ میں اتنی دیر بھی نہیں ٹھہر سکا جتنی دیر میں بکری کا دودھ نکالا جاتا ہے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی تلواریں سونت کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے یہاں تک کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بڑے خوبصورت چہرے والے لوگ ہیں۔ اور انہوں نے یوں کہا کہ آنے والوں کے چہرے قبیح ہو جائیں پس لوٹ جاؤ۔ چنانچہ ہم اسی کلام سے شکست کھا گئے۔

عبدالرحمٰن مولیٰ ابن برثن نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے اس آدمی نے کہا جو یوم حنین میں مشرکین کے ساتھ تھا کہ جب ہم اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم حنین میں ایک دوسرے کے سامنے آئے تو وہ ہمارے مقابلہ میں اتنی دیر بھی نہ ٹھہر سکے جتنی دیر میں بکری دوہی جاتی ہے۔ بیان کرنے والے نے کہا ہے کہ جب ہم انہیں تتر بتر کر چکے ہم انکے نقش قدم پر انکا پیچھا کیے ہوئے تھے یہاں تک کہ ہم ایک سفید خچر والے کے پاس پہنچے، اور اچانک نظر پڑی تو دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے لوگوں سے ملے جو سفید رنگ کے حسین چہروں والے تھے۔ اور ان لوگوں نے ہم سے کہا۔ تمہارے چہرے قبیح ہو جائیں تم لوٹ جاؤ۔ چنانچہ ہم شکست کھا گئے اور مسلمان ہمارے کندھوں پر سوار ہوئے۔ پس وہ بات ہوگئی کہ ہمارے چہرے ذلیل ہو گئے۔

چیونٹیاں ملائکہ تھیں

جبیر بن مطعمؓ نے بیان کیا ہے کہ ہم حضورؐ کے ساتھ جنگ حنین میں تھے۔ لوگ لڑ رہے تھے۔ اچانک میں نے کالے کمبل جیسی کوئی چیز دیکھی جو آسمان سے اتر رہی تھی۔ یہاں تک کہ وہ ہمارے اور قوم کے درمیان آ گئی۔ پس وہ اچانک چیونٹیاں تھیں جو پھیلی ہوئی تھیں۔ اور جنہوں نے ساری وادی کو بھر دیا تھا۔ اسکے بعد اس قوم کو سوائے قوم کے شکست کھانے کے اور کچھ نہ حاصل ہوا۔ ہم اس بات میں شک نہیں کرتے وہ کہ چیونٹیاں ملائکہ تھے۔

فرشتہ حضرت مصعبؓ کی صورت میں

عبداللہ بن فضل نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کو جھنڈا دیا۔ حضرت مصعبؓ شہید کر دیئے گئے تو اس جھنڈے کو ایک فرشتہ نے لیا جو حضرت مصعبؓ کی صورت میں تھا تو آخری دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہنا شروع کیا کہ اے مصعب! آگے بڑھ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرشتے نے التفات کیا اور کہا میں مصعب نہیں ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا کہ یہ فرشتہ ہے اور اسی کے ذریعہ امداد کی گئی ہے۔

جبرائیل کا گھوڑا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ گویا میں اس غبار کو دیکھ رہا ہوں جو بنی غنم کی گلی میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے سے بلند ہوا ہے۔ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف چلے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حمید بن ہلال نے غزوہ بنی قریظہ کے قصے میں ایک لمبی حدیث بیان کی ہے، اس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپؐ

کے اصحابؓ نے ہتھیار اتار دیئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف نکلے اور حضرت جبرائیل علیہ اپنے گھوڑے کے سینے کی طرف ٹیک لگائے ہوئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیلؑ کہتے ہیں کہ ابھی تک ہم نے ہتھیار نہیں اتارے۔اور غبار انکی پیشانی پر لگا ہوا تھا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ بنی قریظہ کی طرف چلیے۔راوی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحابؓ میں تھکن ہے۔کاش کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ایک دن کی مہلت دے دیں۔راوی کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔انکی طرف چلیے میں اپنے اس گھوڑے کو ان لوگوں پر انکے قلعہ میں گھسادوں گا اور پھر اس قلعہ کو زمین کے برابر کردوں گا۔راوی کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام چلے اور وہ فرشتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے چلے یہاں تک کہ غبار انصار بنی غنم کی گلیوں میں اڑتا ہوا دکھائی دیا۔

فرشتوں کا مشرکین سے لڑنا اور ان کو گرفتار کرنا

سہیل بن عمروؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نے یوم بدر میں ایسے لوگ دیکھے جو سفید تھے۔چتکبرے گھوڑوں پر سوار آسمان ،ر زمین کے درمیان تھے،ان پر علامتیں لگی ہوئی تھیں،وہ کفار کو قتل کرتے اور گرفتار کرتے تھے۔

حضرت براءؓ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ایک انصاری آدمی حضرت عباسؓ کو گرفتار کر کے لایا تو حضرت عباسؓ نے فرمایا۔اس نے مجھ کو گرفتار نہیں کیا ہے مجھے تو قوم میں سے ایک آدمی نے گرفتار کیا ہے۔اسکے حلیہ سے میں یہ بات بیان کرسکتا ہوں۔تو حضورؐ نے فرمایا کہ اے انصاری تیری مدد اللہ پاک نے بزرگ فرشتے کے ساتھ کی ہے۔

اور ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ ایک انصاری حضر[illegible]
قید کر کے لائے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ۔اس نے مد[illegible]

Marfat.com

کو ایک ایسے آدمی نے قید کیا جس کے سر کے بال دونوں طرف پڑے ہوئے تھے اور تمام لوگوں میں سے اسکا چہرہ زیادہ حسین تھا جو چتکبرے گھوڑے پر سوار تھا، میں اسے ان لوگوں میں نہیں دیکھتا ہوں، اس انصاری نے کہا۔ میں نے اسکو یارسول اللہ قید کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چپ رہ۔ تیری اللہ نے فرشتہ کے ذریعے مدد کی ہے۔

مشرک کی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے کوڑے سے پٹائی

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی آدمی کسی ایسے مشرک کے پیچھے بھاگ رہا تھا جو اس مسلمان سے آگے تھا، اچانک اپنے اوپر کوڑے کی آواز سنی اور سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ اے حیزوم آگے بڑھ۔ (حیزوم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے) اچانک مسلمانوں نے دیکھا کہ جو مشرک اسکے آگے تھا چت گرا پڑا ہے، اسکی ناک کٹی ہوئی تھی اور تمام چہرہ کوڑے کی مار سے پھٹا ہوا تھا اور وہ سارا نیلا پڑ گیا تھا۔ اسکے بعد یہ انصاری آئے اور اسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو نے سچ کہا۔ یہ مدد تیسرے آسمان سے آئی تھی۔ چنانچہ آج (بدر) کے دن ستر کافر مارے گئے۔ اور ستر گرفتار ہوئے۔

بنی غفار کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے چچا کا بیٹا ایک پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے ہمیں بدر دکھائی دیتا تھا اور ہم دونوں مشرک تھے۔ ہم واقعہ کا انتظار کر رہے تھے کہ کس کی شکست ہوتی ہے۔ کہ ہم لوٹ میں اسکے ساتھ شریک ہوں جو لوٹ رہا ہے کہا۔ اس حال میں کہ ہم پہاڑ پر تھے اچانک ہمارے قریب ایک ابر آیا۔ ہم نے اس میں گھوڑے کی ہنہناہٹ کی آواز سنی اور ایک کہنے والے کو سنا کہ کہہ رہا تھا۔ اے حیزوم آگے بڑھ۔ راوی کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے میرے چچا کے لڑکے کے دل کی جھلی پھٹ گئی اور وہ اسی جگہ مر گیا اور میں بھی ہلاکت کے قریب تھا لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔

ہم میں سے کوئی ایک بھی مشرک کے سر کی طرف اشارہ کرتا اس کا سر اسکے جسم سے گر پڑتا:

حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ کے لیے گئے چنانچہ دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے۔"یا مالک یوم الدین ایاک نعبدو و ایاک نستعین"۔

اتنے میں میں نے دیکھا کہ کفار پچھاڑے جانے لگے اور فرشتے انکو سامنے سے بھی ماررہے تھے اور پیچھے سے بھی ماررہے تھے۔

حضرت سہلؓ نے بیان کیا ہے کہ اے میرے بیٹے۔ہم لوگوں نے یوم بدر میں اپنے آپ کو دیکھا، ہم میں سے کوئی ایک بھی مشرک کے سر کی طرف اشارہ کرتا اس کا سر اسکے جسم سے گر پڑتا تھا اس سے قبل کہ وہاں تک تلوار پہنچے۔

ابو واقد لیثی بیان کرتے ہیں کہ میں مشرکین میں سے ایک آدمی کے پیچھے بھاگا کہ اسے ماروں، اتنے میں اسکا سر اس سے پہلے ہی گر پڑا یہاں تک میری تلوار پہنچی۔تو میں نے یقین کرلیا کہ میرے غیر نے اس کو قتل کیا ہے۔

میدان بدر میں فرشتوں کے ذریعے نصرت الٰہی کے نظارے

غزوہ بدر کے دوران مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔لیکن انکے مقابلہ میں ایک ہزار آہن پوش کفار کا لشکر تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھا تو قبلہ رو ہو کر بارگاہ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔اے اللہ۔تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا فرمادے،اے اللہ میں تجھ سے تیرے عہد اور وعدہ کا سوال کرتا ہوں جب میدان کارزار گرم ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی۔

اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ [illegible]

اللهم ان شئت لم تعبد بعد اليوم ابداً.

اے اللہ اگر آج یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو تیری عبادت نہ کی جائے گی

اے اللہ اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت کبھی نہ کی جائے آپ نے خوب گڑگڑا کر دعا کی کہ حتی کہ آپ کے دونوں کندھوں سے چادر سرک گئی۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بس کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے بڑی دعا کر لی ادھر اللہ نے وحی بھیج دی۔

اذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم انى ممدكم بالف من الملئكة مردفين. (الانفال ۸. ۹)

میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو تسلی دے رہے تھے کیا آسمان سے تین ہزار فرشتے اتار کر اللہ تعالیٰ کا تمہاری مدد کرنا تمہیں کافی نہ ہوگا؟ کیوں نہیں بلکہ اگر تم صبر اور پرہیزگاری اختیار کرو اور یہ لوگ اس دم تمہارے پاس آ جائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا۔ جو سب کے سب شاندار ہونگے۔

اذ يوحى ربك الى الملئكة انى معكم فثبتوا الذين امنوا سالقى فى قلوب الذين كفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق و اضربوا منهم كل بنان. (الانفال ۸۔۱۲)

اور فرشتوں کو وحی کی میں تمہارے ساتھ ہوں تم اہل ایمان کے قدم جماؤ، میں کافروں کے دل میں رعب ڈال دوں گا پس تم انکی گردن پر مارو اور انکے جوڑ جوڑ پر مارو۔ اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر سجدے میں سے اٹھایا اور ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا۔ ابوبکر خوش ہو جاؤ۔ تمہارے پاس اللہ کی مدد آ گئی۔ یہ

Marfat.com

جرائیل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اور اسکے آگے آگے چلتے آ رہے ہیں اور گرد و غبار میں اٹے ہوئے ہیں (ابن اسحاق)

مجاہد کے لیے تیسرے آسمان سے مدد کے فرشتے نازل ہوتے ہیں

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال بینما رجل من المسلمین یومئذ یشتد فی اثر رجل من المشرکین امامة اذ سمع ضربة بالسوط فوقه و صوت الفارس فوقه یقول اقدم حیزوم فنظر الی المشرک امامه فخر مستلقیا فنظر الیه فاذا هو قد خطم انفه و شق وجهه کضربة السوط فاخضر ذالک اجمع فجاء الانصاری فحدث بذالک رسول الله ﷺ فقال صدقت ذالک من مدد السماء الثالثة

(مسلم کتاب الجہاد والسیر، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر، رقم۔۱۷۶۳)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان ایک کافر کا تعاقب کر رہا تھا اس نے کافر کے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور سوار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے حیزوم آگے بڑھ۔ یہ کہنا تھا کہ کافر زمین پر چت گر پڑا۔ مسلمان نے آگے بڑھ کر دیکھا تو اس کافر کی ناک میں سوراخ ہو گیا تھا اور اس میں نکیل لگی ہوئی تھی۔ اس کا تمام چہرہ پھٹ گیا تھا اور اس پر نیل پڑ گئے تھے۔ اس صحابی نے یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی۔

جبرئیلؑ اور میکائیلؑ جانبازی سے رسول اللہ کا دفاع کرتے ہوئے

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے غزوہ احد میں دو

سفید پوش آدمی دیکھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سخت جانبازی سے لڑ رہے تھے اور میں نے اس سے پہلے ان کو دیکھا اور نہ اسکے بعد انکو دیکھا۔ بعد میں لوگوں کے پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دو فرشتے جبرائیل اور میکائیل تھے۔ (بخاری کتاب المغازی)

خاک آلود حالت میں جبرئیل علیہ السلام نے یہود پر چڑھائی کا پیغام دیا

عن عائشة رضی الله عنها ان رسو ل الله ﷺ لما رجع یوم الخندق ووضع السلاح واغسل فاتاه جبریل و قد عصب راسة الغبار ،فقال وضعت السلاح ؟ فوالله ما وضعته فقال رسول الله ﷺ فاین ؟ قال هاهنا ،و اوما الی بنی قریظة قالت فخرج الیهم رسول الله ﷺ

(بخاری، کتاب الجہاد والسیر باب الغسل بعد الحرب والغبار، رقم۔ ۲۸۱۳)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ خندق سے لوٹے اور ہتھیار اتارے اور غسل کیا اس وقت حضرت جبریل آن پہنچے۔ انکا سر غبار آلود تھا کہنے لگے۔ آپ نے ہتھیار اتار دیئے؟ اللہ کی قسم میں نے تو ابھی تک نہیں کھولے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے ایک طرف اشارہ کیا۔ یعنی بنی قریظہ کی طرف، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف جا نکلے''

Marfat.com

مشرکین کے نامعلوم قاتل

محمود بن لبید نے بیان کہ کہ حارث بن صمہؓ نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک گھاٹی میں تھے تو مجھ سے پوچھا کیا تو نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ۔ میں نے انکو پہاڑ کے دامن میں دیکھا ہے۔ اور انکے اوپر مشرکین کا لشکر ہے۔ میں نے توجہ کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو۔ فرشتے انکے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کی طرف واپس آیا۔ مجھے سات قتل کیے ہوؤں کے درمیان ملے میں نے ان سے کہا خدا کرے تمہارا ہاتھ کامیاب ہو۔ کیا ان سب کو تم نے مارا ہے؟ کہا اسکو تو ارطاط بن شرجیل نے مارا اور ان دو کو میں نے قتل کیا ہے اور ان چار کو ایک ایسے شخص نے قتل کیا ہے کہ میں نے اسکو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا تھا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی مار سے زخم کی بدبو

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ کے کچھ لوگوں پر گذر ہوا تو مکہ کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گدی پر انگلی سے کچوکا مارتے ہوئے کہا۔ یہ وہی ہے جو دعوئی کرتا ہے کہ یہ نبیؐ ہے اور اسکے ساتھ جبریلؑ ہے، تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے ایک کچوکا مارا جو ناخن کی مانند انکے جسموں پر لگا اور وہ ایسا زخم بنا کہ اس میں سے ایسی بدبو اٹھ کھڑی ہوئی کہ کوئی انکے قریب جانے کی طاقت نہ رکھتا تھا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری

انا کفیناک المستھزئین.

بے شک ہم آپؐ کی طرف سے مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں۔ (سورہ حجر [illegible])

جبرائیل علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریلؑ آئے۔ انکی شکایت حضرت جبریلؑ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ کو ولید بن مغیرہ کو دکھایا۔ تو حضرت جبریلؑ نے اسکے ہاتھ کی رگ کی طرف اشارہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے کچھ نہیں کیا۔ حضرت جبریلؑ نے کہا۔ میں نے آپؐ کی طرف سے اسکے لیے کفایت کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عیطل سہمی کو بتایا۔ تو حضرت جبریلؑ نے اسکے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ تو حضرت جبریلؑ نے کہا کہ آپؐ کی طرف سے میں اسکے لیے کافی ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو عاص بن وائل کو بتایا۔ حضرت جبریلؑ نے اسکے پیر کے تلوے کی طرف اشارہ کیا تو آپؐ نے فرمایا تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ حضرت جبریلؑ نے کہا آپؐ کی طرف سے میں اسکے لیے کافی ہو گیا۔ اسکے بعد ولید بن مغیرہ ایک خزاعی آدمی کے پاس سے گذرا جو اپنے تیروں کی جانچ کر رہا تھا۔ ولید کی رگ اَنکل پر تیر لگا اور اسکو کاٹ دیا اور اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اسی طرح اندھا ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک درخت کے نیچے ٹھہرا اور اس نے کہنا شروع کیا، اے میرے بیٹو۔ تم مجھ سے کیوں نہیں دُور کرتے ہو، میں تو ہلاک ہونے والا ہوں میری آنکھ میں تو کانٹا چبھویا جا رہا ہے۔ بیٹوں نے کہنا شروع کیا ہم کچھ نہیں دیکھتے ہیں۔ وہ اسی طرح فریاد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اسکی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ اور اسود بن عبد یغوث کے سر میں زخم پڑ گئے اور وہ اسی سے مر گیا اور حارث بن عیطل کے پیٹ میں صفراء کی زیادتی ہو گئی یہاں تک کہ اسکا پاخانہ اسکے منہ سے نکلا اور وہ مر گیا۔ اور عاصی بن وائل اسی طرح پر تھا کہ اسکے پیر میں شبرقہ گھاس کا کانٹا لگا جس سے وہ سوج گیا اور وہ مر گیا۔

Marfat.com

صحابہ کرامؓ کے جنازوں کو ملائکہ کا خود غسل دینا

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ جو بنی عمرو بن عوف کے بھائی تھے، وہ اور ابو سفیان بن حرب یوم احد میں مقابل ہوئے جب ابو سفیان پر حضرت حنظلہؓ غالب آ گئے تو ان کو شداد بن اسود نے دیکھا اور شداد کو ابن شعوب بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت حنظلہؓ ابو سفیان پر چڑھ بیٹھے ہیں تو شداد نے حضرت حنظلہؓ کو تلوار ماردی اور انہیں قتل کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی یعنی حضرت حنظلہؓ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ انکی گھر والی سے پوچھو کیا بات ہے؟ میں نے انکی گھر والی سے پوچھا اس نے بیان کیا کہ جب انہوں نے غزوہ کی نداسنی تھی یہ حالت جنابت میں ہی نکل پڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی وجہ سے ان کو ملائکہ نے غسل دیا ہے۔

فرشتوں کا غسل

محمود بن لبید نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت سعدؓ کی غزوہ خندق میں رگ اکحل پر زخم لگا پس وہ بیمار ہو گئے تو صحابہ کرامؓ نے انکو وہاں سے ایک عورت کے پاس منتقل کر دیا جن کو رفیدہ کہا جاتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلنے میں یہاں تک تیزی کی کہ ہمارے جوتوں کے تسمے ٹوٹ گئے۔ اور ہماری گردنوں سے ہماری چادریں گر جاتی تھیں۔ اس بات کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یارسول اللہؐ۔ آپؐ نے تو چلنے میں ہم کو تھکا دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خوف کرتا ہوں کہ ہم سے پہلے ان کو غسل دینے کے لیے کہیں ملائکہ نہ پہنچ جائیں۔ جیسا کہ حضرت حنظلہؓ کو غسل دیا ہے۔

Marfat.com

صحابہ کرامؓ کے جنازوں کو ملائکہ کا گھیر لینا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب انکے والد شہید کر دیئے گئے تو چہرے پر سے کپڑا اٹھاتے اور روتے تو ان کو لوگوں نے رونے سے منع کیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ تم اپنے والد کو روؤ یا نہ روؤ فرشتے برابر ان پر سایہ کیے رہے یہاں تک کہ تم نے انکو اٹھایا۔ ایک روایت میں ہے کہ فرشتے برابر اپنے پروں سے سایہ کیے رہے اس وقت تک جب تک تم نے انکے جنازوں کو اٹھایا۔

سلمہ بن اسلم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور ہم دروازے پر تھے، ہم ارادہ کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہی ہم بھی داخل ہوں رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور اس گھر میں کوئی نہ تھا سوائے حضرت سعدؓ کے اور انہیں کپڑوں سے ڈھانک دیا گیا تھا سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہے ہیں جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا دیکھا تو میں کھڑا ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی میری طرف اشارہ کیا کہ ٹھہر جا تو میں کھڑا ہو گیا اور اپنی پشت کی جانب واپس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا دیر بیٹھے اور اسکے بعد باہر تشریف لے گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپؐ کے سوا گھر میں کسی کو نہیں دیکھا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدم سنبھال سنبھال کر رکھ رہے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس مجلس میں بیٹھنے کا موقع نہ ملا۔ جب تک کہ ایک فرشتے نے میرے لیے اپنا ایک بازو نہ سمیٹ لیا تو میں بیٹھ گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اے ابو عمر۔ تیرے لیے مبارک ہو۔ اے ابو عمر۔ تیرے لیے مبارک ہو۔ اے ابو عمر تیرے لیے مبارک ہو۔ (ابو عمر حضرت سعدؓ کی کنیت ہے)۔

Marfat.com

سعد بن معاذؓ کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتے

حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد بن معاذؓ کے لیے ایسے ستر ہزار فرشتے اترے ہیں جو اس سے پہلے زمین پر کبھی نہ چلے اور جس وقت حضرت سعد بن معاذؓ دفن کیے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ اگر قبر کے ضغطہ یعنی بھینچن سے کوئی نجات پاتا تو اس سے سعدؓ ضرور نجات پاتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ سعد بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت کی چارپائی نکالی گئی تو منافقین میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ سعد کا جنازہ کس قدر ہلکا ہے یا یوں کہیے کہ سعد کی چارپائی کس قدر ہلکی ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد کے جنازے پر حاضر ہونے کے لیے یاں یوں فرمایا کہ سعد کی چارپائی کو کندھا دینے کے لیے ایسے ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے ہیں۔ جو آج کے دن سے پہلے زمین پر نہیں چلے تھے۔

فرشتے اور جنازے کی چارپائی

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذؓ کی وفات ہوگئی اور یہ بھاری بھر کم آدمی تھے۔ منافقین انکے جنازہ کے پیچھے چل رہے تھے اور انہوں نے کہنا شروع کیا کہ ہم نے آج کے دن سے ہلکا جنازہ نہیں دیکھا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ کیا تم جانتے ہو ایسا کیوں ہے؟ یہ انکے بنی قریظہ کے معاملے میں فیصلہ دینے کی وجہ سے ہے تو اس بات کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میری جان اسکے ہاتھ میں ہے جنازہ اس وجہ سے ہلکا تھا کہ انکی چارپائی کو فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔

صحابہ کرامؓ کا رعب دشمنوں کے دلوں پر

معاویہ بن حیدہ قشیریؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

Marfat.com

خدمت میں جب مجھے لایا گیا تو آپؐ نے فرمایا۔ سن لو۔ میں نے اللہ پاک سے سوال کیا ہے کہ مجھے بے پرواہ کردے اس طریقے کے ذریعے جو تمہیں روک دے اور اس رعب کے ذریعے جسے تمہارے دلوں میں ڈالے۔ تو معاویہ بن حیدہ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ میں نے اتنی مرتبہ قسم کھائی ہے کہ میں آپؐ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ آپؐ کا اتباع نہ کروں گا۔ تو آپؐ کا طریقہ ہمیشہ مجھے روکتا رہا۔ اور ہمیشہ رعب میرے دل میں اترتا رہا۔ چنانچہ میں آپؐ کے سامنے کھڑا ہوں۔ ایمان لانے کے لیے۔

سائب بن یسار سے روایت ہے کہ سائب نے کہا کہ ہم اس رعب کے بارے میں جو مشرکین کے دلوں پر یوم حنین میں ڈالا گیا ہے سوال کر رہے تھے کہ اس کی کیفیت کیا تھی؟ تو یزید بن عامرؓ نے فرمایا کہ ہمارے لیے کنکریاں لی جاتی تھیں۔ اور ان کو طشت میں ڈال دیا جاتا تھا وہ آواز کرتی تھیں۔ یزید کہتے ہیں کہ ہم اپنے پیٹوں میں بھی اسی طرح پاتے تھے (یہ اس وقت کا قصہ ہے جب یہ اسلام نہ لائے تھے)۔

دشمنوں کی پکڑ

زید بن اسلم وغیرہ سے روایت ہے کہ سراقہ بن مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور یہ اسکے بعد کا قصہ ہے کہ جب تیر سے فال نکال چکے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب میں نکلیں یا نہ نکلیں۔ انکے تیر کی تین مرتبہ کی فال میں یہ نکلا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب میں نہ نکلیں پھر بھی یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آپہنچے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کی کہ انکے گھوڑے کے پیر زمین میں دھنسا دیئے جائیں چنانچہ دھنسا دیئے گئے تو انہوں نے کہا اے محمدؐ اللہ سے دعا کیجے کہ میرا گھوڑا چھوڑ دیا جائے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آنے والوں کو واپس کردوں گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے میرے اللہ اگر یہ سچا ہے تو اسکے

لیے اسکا گھوڑا رہا کردیجیے تو اسکے گھوڑے کے پیر زمین سے نکل آئے۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ سراقہ نے کہا اے دونوں آدمیوں۔ تم میرے لیے اللہ سے دعا کرو۔ اور تم دونوں سے میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب اس کام کی طرف نہیں لوٹوں گا، ان دونوں حضرات نے اللہ سے دعا کی وہ دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا اور پھر اسکے گھوڑے کے پیر دھنس گئے سراقہ نے کہا اللہ سے میرے لیے دعا کرو اور میں تم دونوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب دوبارہ اس کام کی طرف نہیں لوٹوں گا، ان دونوں حضرات کے لیے توشہ اور بوجھ کا وعدہ کیا تو ان دونوں حضرات نے فرمایا، تو اپنے آپ کو ہم سے علیحدہ رکھ یہی کافی ہے، اس نے کہا کہ دونوں اپنے نفس سے بچائے گئے۔

حضورؐ کے دشمن پر آسمانی بجلی کا حملہ

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کے پاس پہنچے اور آپؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو یہ دونوں آپؐ کے سامنے بیٹھ گئے، عامر بن طفیل نے کہا کہ اے محمدؐ میرے لیے کیا کروگے ؟ اگر میں اسلام لے آؤں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تیرے لیے منافع ہے جو اور مسلمانوں کے لیے ہیں۔ اور تیرے اوپر وہ چیزیں ہیں جو اور مسلمانوں پر ہیں۔ عامر بن طفیل نے کہا کہ اے محمدؐ یہ امر اپنے بعد میرے سپرد کردیں گے ؟ اگر میں اسلام لے آؤں ؟ آپؐ نے فرمایا۔ نہ یہ تیرے لیے ہے اور نہ تیری قوم کے لیے تیرے لیے تو گھوڑوں کی لگامیں ہیں۔ اس نے کہا اب میں نجد کے گھوڑوں کی لگاموں میں لگوں گا۔ میرے لیے اون کے خیمے کردیجیے۔ اور اپنے لیے مٹی کے مکانات۔ یعنی جنگلات میں میری حکومت ہے اور آبادی میں آپ کی۔ حضورؐ نے فرمایا ایسا نہیں ہوسکتا۔

جب یہ دونوں آپؐ کے پاس سے لوٹے تو عامر نے کہا [illegible]
میں ضرور آپؐ کے خلاف اس مقام کو گھوڑوں اور پیادوں [illegible]

Marfat.com

نے فرمایا تجھے اللہ روک دے گا پس جب اربد اور عامر نکل گئے تو عامر نے کہا اے اربد۔ میں تیری طرف سے محمد کو باتوں میں لگا کر غافل کر دوں گا اور تو اسے تلوار مار دینا۔ العیاذ باللہ۔ اسکے بعد جب تو محمد کو قتل کر چکے گا لوگ اس سے زیادہ کچھ نہ کریں گے کہ دیت پر راضی ہو جائیں گے اور لڑائی کو مکروہ سمجھیں گے، ہم انکو دیت دیدیں گے۔ اربد نے کہا تو ایسا ہی کر لے پھر یہ دونوں آپ کی طرف لوٹ گئے۔ عامر نے کہا اے محمد میرے ساتھ کھڑے ہو۔ تم سے بات کروں۔ اسکے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ایک دیوار کے سہارے دونوں بیٹھ گئے۔ اور حضور اسکے ساتھ بیٹھے رہے اور اس سے بات کرتے رہے، اربد نے تلوار سونتنی چاہی اور جب تلوار پر اپنا ہاتھ رکھا کہ تلوار کے قبضے پر اپنا ہاتھ پھیلائے، تو تلوار کے سونتنے کی طاقت نہیں رہی۔ اربد نے عامر کے کہنے کے مطابق مارنے میں دیر لگادی۔ اتنے میں حضور نے جو توجہ کی تو اربد کو دیکھا اور جو کچھ وہ کر رہا تھا اسے دیکھا۔ آپ ان دونوں کے پاس سے واپس چلے آئے۔ پس جب عامر اور اربد آپ کے پاس سے چلے یہاں تک کہ حرہ راقم میں پہنچے تو دونوں سواریوں پر سے اترے اور ان دونوں کی طرف حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سید بن حضیرؓ نکلے اور ان دونوں سے کہا اے اللہ کے دشمنوں چلے جاؤ تم پر خدا لعنت کرے، عامر نے پوچھا اے سعد! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہ یہ سید بن حضیرؓ عاتب ہیں، چنانچہ یہ دونوں وہاں سے چل دیئے۔ یہاں تک کہ جب مقام راقم میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اربد پر ایسی بجلی گرائی کہ جس نے اسے قتل کر دیا اور عامر چلا گیا یہاں تک کہ جب جریم میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک دنبل بھیجا، یہ دنبل اسکے نکل آیا اور اس نے وہ رات تو بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں گزاردی اور اس دنبل پر جو اس کے حلق میں تھا ہاتھ پھیرتا رہا اور کہتا تھا یہ اونٹ اس اونٹ کے دنبل کی طرح ہے جو سلولیہ کے گھر میں ہے۔ اور اسکی خواہش تھی کہ اسکے گھر میں مرے۔ پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسکو تیز چلایا۔ یہاں تک کہ اسی گھوڑے پر مر گیا۔ تو اللہ پاک نے ان دونوں کے بارے میں یہ آیت اتاری۔:

Marfat.com

﴿اللہ یعلم ما تحمل کل انثیٰ۔ سے من دونہ من وال﴾

(سورہ نمبر ۱۳ ع ۲)۔

ترجمہ اللہ تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے۔ جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے اور ہر شے اللہ کے نزدیک ایک خاص انداز سے مقرر ہے۔ وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے۔ سب سے بڑا اور عالیشان ہے۔ تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہے اور جو دن میں چلے پھرے یہ سب خدا کے علم میں برابر ہیں۔ ہر شخص کی حفاظت کے لیے کچھ فرشتے مقرر ہیں۔ جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے۔ کچھ اسکے آگے اور کچھ اسکے پیچھے

کہ وہ بحکم خدا اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی اچھی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنی صلاحیت کی حالت کو نہیں بدل دیتے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کرتا ہے تو پھر اسکے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اور کوئی اسکے یعنی خدا کے سوا انکا مددگار نہیں رہتا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پہرہ دار اللہ کے حکم سے آپؐ کی حفاظت فرماتے ہیں۔ اسکے بعد اللہ پاک نے اربد کا اور اس چیز کا تذکرہ کیا ہے جس کے ذریعے وہ مارا گیا پس فرمایا۔ ''و یرسل الصواعق" اور اللہ گرنے والی بجلیاں بھیجتا ہے۔ اسکو جس کسی پر چاہتا ہے گراتا ہے۔

تلوار کی زد پڑنے سے قبل ہی کافر کا سر اڑ جاتا تھا:

ابو داؤد مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے کہتے ہیں بدر کے دن میں کسی مشرک کا پیچھا کر رہا تھا کہ اس کا سر قلم کردوں مگر میری تلوار چلنے سے قبل ہی وہ سر سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ تو میں نے پہچان لیا کہ اسے کسی اور نے قتل کیا ہے۔

ابو داؤد کہتے ہیں کہ مجھے میری قوم بنو سعد بن بکر کے ...

Marfat.com

کہ میں بدر کے دن تھک ہار چکا تھا میں نے دیکھا کہ ایک آدمی میرے آگے جنگ سے نکل کر جارہا ہے میں نے سوچا اس کے ساتھ جاملتا ہوں تاکہ اس سے مانوس ہوسکوں وہ ایک وادی میں اترا میں بھی اسے جاملا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا سرتن سے جدا ہوگیا ہے اور قریب کوئی انسان بھی نظر نہیں آرہا تھا۔

کنکریوں اور مٹی کے پھینکنے سے دشمنوں کو شکست

عمرو بن سفیان ثقفی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جنگ حنین میں مسلمان شکست کھا گئے حضورؐ کے ساتھ صرف حضرت عباس اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہا باقی رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور اسکو کفار کے چہرے کی طرف پھینکا۔ راوی کہتے ہیں پس ہم شکست کھا گئے۔ پس ہمارے خیال میں یہی رہا کہ ہر درخت اور ہر پتھر ایک سوار ہے جو ہماری طلب میں ہے۔ سو اپنے گھوڑے پر جھول کی طرح سے پڑ گیا یہاں تک کہ طائف میں داخل ہوا۔

نیز حکیم بن حزام نے کہا ہے کہ جب جنگ بدر ہوئی تو حضورؐ کو حکم دیا گیا، آپؐ نے ایک مٹھی کنکر لی اور اسکو لے کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور انکو پھینکا اور فرمایا یہ چہرے ذلیل ہوجائیں۔ پس ہم شکست کھا گئے۔ تو اللہ پاک نے یہ آیت اتاری۔

وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى (سورت نمبر ۸ ع ۲)۔

جب آپؐ نے پھینکا تو آپؐ نے نہیں پھینکا۔ لیکن اللہ نے پھینکا ہے"۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا مجھے ایک مٹھی کنکر دے دو حضرت علیؓ نے کنکریاں آپؐ کو دیں

Marfat.com

اور آپؐ نے وہ کنکریاں قوم کے چہروں پر پھینک دیں۔ پس ساری قوم میں کوئی ایک بھی نہ بچا۔ مگر اسکی آنکھ کنکریوں سے بھر گئی۔ تو اللہ پاک نے یہ آیت اتاری۔

وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى.

یزید بن عامر سوائیؓ نے بیان کیا کہ حضورؐ نے ایک مٹھی زمینؓ سے لی پھر مشرکین کی طرف متوجہ ہوئے اور انکے چہروں پر پھینک دی۔ آپؐ نے فرمایا لوٹ جاؤ۔ تمہارے چہرے بگڑ جائیں، پس کوئی ایک بھی نہ ایسا بچا کہ اپنے بھائی سے ملے مگر وہ اپنی آنکھوں میں کنکریاں پڑ جانے کی شکایت کر رہا تھا۔

پھر تم انکے مقابلے میں کامیاب کیوں نہیں ہوتے؟

شہنشاہ روم ہرقل نے چند معزز اور صاحب الرائے اشخاص سے پوچھا کہ عرب تم سے تعداد میں، اسلحہ میں، سروسامان میں ہر چیز میں کم ہیں پھر تم انکے مقابلے میں کامیاب کیوں نہیں ہوتے؟

یہ سوال سن کر سب نے سر جھکا لیے۔ بالآخر ایک معمر اور تجربہ کار شخص نے جواب دیا کہ عربوں کے اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے ہیں۔ وہ رات کو عبادت کرتے ہیں، دن کو روزے رکھتے ہیں۔ کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ آپس میں برابری کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں ہمارا یہ حال ہے کہ ہم شراب پیتے ہیں، بدکاری کرتے ہیں، وعدہ کی پابندی نہیں کرتے، دوسروں پر ظلم کرتے ہیں، اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے ہر کام میں جوش اور استقلال ہوتا ہے اور ہمارے کام ان سے خالی ہوتے ہیں۔ (طبری)۔

صحابہ کا جہاد اور مسلمانوں اور کافروں کی تعداد کا فرق

مسلمان کبھی بھی تعداد ... [illegible]

Marfat.com

سے بھی مرعوب ہوئے۔ انکے جہاد کی بنیاد تو بس قوت ایمانی اور شہادت کی تلاش رہی ہے۔ مندرجہ ذیل گوشوارہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

نمبر شمار	نام معرکہ	تعداد مجاہدین اسلام	تعداد لشکر کفار	نتیجہ جنگ
۱	غزوہ بدر	تین سو تیرہ بے سروسامان	ایک ہزار مسلح آہن پوش	اسلام کی فتح
۲	غزوہ احد	فقط سات سو	تین ہزار	اسلام کی فتح
۳	غزوہ خندق	تین ہزار	چوبیس ہزار	اسلام کی فتح
۴	جنگ خیبر	پندرہ سو	بیس ہزار مسلح قلعہ بند یہودی	اسلام کی فتح
۵	جنگ قادسیہ	تیس ہزار	ایک لاکھ بیس ہزار	اسلام کی فتح
۶	جنگ یرموک	بتیس ہزار	دو لاکھ رومی فوج	اسلام کی فتح

Marfat.com

میدان جہاد میں صحابہؓ کے ساتھ کھانے پینے کی چیزوں میں برکات کے واقعات

آسمان کے ڈول سے سیراب کیا جانا

عثمان بن قاسم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ام ایمنؓ نے ہجرت کی تو انہیں مقام منصرف میں شام ہوگئی۔ مقام روما سے پہلے یہ پیاسی ہوئیں اور انکے پاس پانی نہیں تھا اور یہ روزہ دار تھیں۔ انہیں پیاس نے بڑی مشقت میں ڈال دیا تھا اور ان پر آسمان سے ایک پانی کا ڈول سفید رسے میں لٹکایا گیا اور انہوں نے اسے لیا اور اس سے پانی پیا یہاں تک کہ سیراب ہوگئیں۔ یہ فرمایا کرتی تھیں کہ اسکے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی حالانکہ میں نے سخت گرمیوں میں روزہ رکھ رکھ کر پیاس اختیار کرنا چاہی اس پانی پینے کے بعد کبھی بھی میں پیاسی نہ ہوئی، اور اگر میں گرم سے گرم دنوں میں بھی روزہ رکھتی ہوں تو پیاسی نہیں ہوتی۔

پانی میں برکت

بخاری شریف میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ہم صلح حدیبیہ میں چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے ہم نے اسکا سارا پانی نکال لیا اس میں ایک قطرہ نہ رہ گیا تو حضور کنویں کی من پر بیٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور کلی کے لیے لیا اور کنویں میں ڈال دیا ہم ذرا سی دیر رکے پھر ہم سب نے پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو پلایا۔ اور ہم اور وہ سب سیراب ہو گئے۔

چھوٹے پیالے کا پانی ۱۵۰۰ افراد کے لیے کافی ہوگیا

بخاری شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے

Marfat.com

حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک چھوٹا سے برتن تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر رہے تھے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گھبرائے ہوئے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہمارے پاس پانی نہیں ہے کہ ہم وضو کریں اور پئیں۔ سوائے اس پانی کے جو آپؐ کے سامنے ہے۔ آپؐ نے اس چھوٹے سے پیالے میں اپنا ہاتھ رکھا تو پانی آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے ابلنے لگا جس طرح پر کہ چشمہ سے جوش مارتا ہے۔ ہم سب نے اسے پیا اور وضو کیا، میں نے دریافت کیا کہ آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ حضرت جابرؓ نے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمارے لیے کافی ہوتا، ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

سفر جہاد کی برکات

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ یہ حضرات حضورؐ کے ساتھ کسی سفر میں تھے اسکے بعد بخاری نے پوری حدیث نقل کی ہے۔ یہاں تک کہ کہا کہ ہم سب بہت زیادہ پیاسے ہو گئے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جا رہے تھے اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک عورت ہے جو اپنے پیر اپنی اونٹنی پر اپنی دونوں مشکوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھی۔ ہم نے دریافت کیا پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا یہاں پانی کہاں؟ ہم نے اس سے پوچھا کہ تیرے اور گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ اس نے کہا ایک رات دن کی مسافت ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل اس نے کہا رسول کون ہوتا ہے۔ ہمیں اس کے کہنے سے غصہ تو بہت آیا مگر اس سے کچھ نہیں کہا۔ یہاں تک کہ ہم اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسی ہی بات کہی۔ جو ہم سے کہی تھی۔ مگر اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی بیان کیا کہ وہ رانڈ اور یتیم بچوں والی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے دونوں مشکیزوں کے حکم دیا اور اسکے دونوں مشکیزوں پر ہاتھ پھیرا اور اسکے بعد ہم پیاسوں نے جو

Marfat.com

چالیس آدمی تھے پیا، یہاں تک کہ ہم سیراب ہو گئے اور ہم نے ہر وہ مشکیزہ اور ہر وہ برتن جو ہمارے پاس تھا بھر لیا۔ ہاں اونٹوں کو پانی نہیں پلایا، ہمارے مشکیزے پانی کی وجہ سے پھٹنے کے قریب تھے۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ۔ ہم نے اس عورت کے لیے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کر دیں۔ اسکے بعد وہ عورت اپنے گھر گئی اور اس نے کہا یا تو میں سب سے بڑے جادوگر کے پاس سے آئی یا وہ واقعی نبی ہیں۔ جیسا کہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ تو اللہ پاک نے اس عورت کی بدولت ان چمڑے کے خیمے والوں کو ہدایت دی۔ وہ عورت خود بھی اسلام لائی اور وہ سب بھی مسلمان ہو گئے۔

غزوات میں کھانے میں برکت

ابو عمرہ انصاریؓ نے بیان کیا ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوہ میں تھے، تمام لشکر کو بہت بھوک لگی تو حضرات صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سواریوں میں بعض کے ذبح کرنے کی اجازت چاہی۔ اور عرض کیا اللہ ہم کو بعض ہی سواری سے پہنچادے گا۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ آپؐ نے قصد کر لیا کہ وہ لوگوں کو اس کام کی اجازت دیں عرض کیا یا رسول اللہؐ۔ ہمارا کیا حال ہوگا جب کل ہم دشمنوں سے بھوکے اور پیادہ ملیں گے؟ لیکن اگر آپؐ یا رسول اللہؐ مناسب سمجھیں تو ہمارے باقیماندہ توشوں میں دعا کریں انکو آپؐ جمع کریں اور اس میں برکت کی دعا کریں تو بے شک اللہ آپؐ کی دعا کے ذریعے ہم کو پہنچا بھی دے گا اور ہمارے لیے بھی آپؐ کی دعا کی بدولت برکت اتارے گا۔ تو حضورؐ نے لوگوں کے باقیماندہ توشے منگوائے لوگوں نے لانا شروع کیے کوئی کھانے کا ذرا سے دانہ لاتا اور کوئی اس سے زیادہ، سب سے بڑھ کر وہ رہا جو ایک صاع کھجور کا لایا تھا، ان سب کو حضورؐ نے جمع فرمایا اسکے بعد آپؐ کھڑے ہو گئے اور دعا کی جو کچھ اللہ نے چاہا تھا کہ آپؐ دعا کریں اسکے بعد [illegible] اپنے برتن لے آؤ اور انکو حکم دیا کہ مٹھی بھر کے [illegible]

نہیں بچا مگر لوگوں نے وہ سب بھر لیے اور وہ ڈھیر اسی طرح باقی رہا۔ تو آپؐ یہاں تک ہنسے کہ آپؐ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں اور آپؐ نے فرمایا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انی رسول اللہ۔ جب کوئی بندہ ان کلموں پر ایمان لائے گا اور اللہ سے ملے گا تو اللہ بروز قیامت اسکو جہنم سے روک دے گا۔

کھجور کا چھوٹا سا ڈھیر ۱۵۰۰ افراد کے لیے کافی ہو گیا

سلمہؓ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ خیبر میں حضورؐ کے ہمراہ جمع تھے، آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ جو کچھ ہمارے توشہ دانوں میں ہے اسے ہم جمع کر دیں یعنی کھجوریں۔ آپؐ نے ایک چمڑے کا دستر خوان بچھایا۔ ہم سب نے اس پر اپنا توشہ جمع کر دیا۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے انگڑائی لینے کے لیے اپنے آپ کو اونچا کیا اور اس ڈھیر کا اندازہ کیا تو بکری کے بیٹھنے کی جگہ سے زیادہ نہ تھا، اور ہم چودہ سو آدمی تھے۔ اسکے بعد ہم سب نے کھایا پھر میں نے ذرا اونچا ہو کر دیکھا اور اس کا اندازہ کیا تو اب بھی بکری کے بیٹھنے کی جگہ کے برابر تھا۔ پھر پانی کی برکت کی پوری حدیث ذکر کی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ہم سے نے کھایا اور ہمارے پیٹ بھر گئے پھر ہم سے نے اپنے چمڑے کے توشہ دانوں میں جمع کر لیا۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھے ہوئے تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دیکھی تو فرمایا کہ کیا تمہیں ایسا آدمی معلوم ہے جو ہمیں ایک لقمہ کھلا دے؟ ایک شخص نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے چل اور اسکا ہمیں بتا۔ چنانچہ یہ سب حضرات ایک آدمی کے گھر کی طرف چل دیئے۔ اور یہ شخص خندق میں اپنی جگہ پر کام کر رہا تھا۔ اس کی عورت نے اسکے پاس اطلاع بھیجی کہ جلدی آؤ، اسکے لیے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص جلدی سے آیا اور اس نے کہا

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جائیں۔اس آدمی کے پاس ایک بکری تھی اور اسکے ایک بچہ تھا جو آدمی بکری کو ذبح کرنے کے لیے اٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بچہ اسکے بغیر کیسے رہے گا۔تو اس نے بچہ ذبح کیا اور اسکی عورت اپنے آٹے کی طرف اٹھی اور اسے گوندھا اور روٹیاں پکائیں۔اور پھر ہانڈی لی اور اس سے بڑے پیالے میں ثرید بنایا۔اور اسکو حضورؐ اور انکے اصحاب کے قریب کیا،تو حضورؐ نے اس بڑے پیالے میں اپنی انگلیاں رکھیں،اور کہا ''بسم اللہ اللھم بارک فیھا''۔فرمایا لوگو کھاؤ۔چنانچہ لوگوں نے اس سے کھایا اور فارغ ہو گئے اور اس بڑے پیالے سے صرف تہائی کھانا کھایا اور دو تہائی باقی رہا تھا،آپؐ نے اس دس لوگوں کو جو آپؐ کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ چلے جائیں اور اپنی ہی تعداد کے برابر دوسروں کو بھیج دیں چنانچہ وہ چلے گئے اور وہ دس آئے اور انہوں نے اس پیالے سے کھایا یہاں تک کہ سب حضرات کھانے سے فارغ ہو گئے اسکے بعد آپ کھڑے ہوئے اور اس گھر والی کو دعا دی۔اور اسکے گھر والوں کو اور اسکے کھانے پر بسم اللہ پڑھی۔پھر یہ سب حضرت خندق کی طرف چلے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ سلمانؓ کی طرف چلو۔وہاں جا کر دیکھا کہ ایک بہت بڑا پتھر انکے سامنے تھا کہ حضرت سلمانؓ اسکے توڑنے اور نکالنے سے عاجز تھے۔تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو۔مجھے وہ پہلا آدمی ہونا چاہیے جو اس پتھر کو توڑے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر اس پتھر پر کدال ماری اور اسکا تہائی حصہ ٹوٹ گیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اللہ اکبر۔قسم ہے رب کعبہ کی،شام کے مکانات چمک گئے۔پھر دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مارا تو ایک اور ٹکڑا ٹوٹ گیا اور علیحدہ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر۔قسم ہے رب کعبہ کی فارس کے مکانات چمک گئے تو اس وقت میں منافقین نے کہا ہم تو اپنے بچاؤ کے لیے خندق کھود رہے ہیں۔اور یہ ہم سے فارس اور روم کے محلوں کا وعدہ کر رہے ہیں

اور حضرت جابرؓ کی حدیث باب انفاق میں پہلے آ چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت انہوں نے ایک صاع جو اور بکری کے بچے پر کی تھی پھر حضورؐ نے سارے اہل خندق کو اس کھانے پر بلایا جو ایک ہزار کے قریب تھے ان سب نے اچھی طرح پیٹ بھر کر اس بکری کے بچے اور ایک صاع جو سے کھایا تھا اور جتنا کھانا تھا اتنا ہی چھوڑ کر واپس آئے تھے۔

جنگ تبوک کے وقت صحابہ کرامؓ کے کھانوں میں برکات

عرباضؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتا تھا، حضر میں بھی اور سفر میں بھی ایک رات میں نے دیکھا اور ہم تبوک میں تھے یا ہم کسی ضرورت سے گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو حضرات تھے عشاء کا کھانا کھا چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو شروع رات کہاں تھا؟ میں نے آپؐ سے بتایا کہ جعال بن سراقہ اور عبداللہ بن معقل مزنی بھی آ گئے پس ہم تین ہو گئے اور ہم تینوں بھوکے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز طلب کی جسکو ہم کھائیں۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو آواز دی کہ کیا کچھ ہے؟ انہوں نے چمڑے کی تھیلی نکالی اور اسے جھاڑا اور سات کھجوریں نکل آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا نام لیا اور کہا کھاؤ۔ ہم سب نے کھایا پس میں نے اسے شمار کر کے کھایا، چون کھجوریں میں نے کھائیں اور انکی گٹھلیاں میرے ہاتھ میں تھیں۔ اور میرے دونوں ساتھی بھی اسی طرح کھا رہے تھے ہر ایک نے ان میں سے پچاس پچاس کھجوریں کھائیں اور ہم نے اپنے ہاتھ ہٹائے تو ساتوں کھجوریں اسی طرح پر تھیں جیسا کہ پہلے تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بلالؓ۔ ان کو اپنے تھیلے میں اٹھا کر رکھ لو۔ سو جب دوسرا روز ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن رکھا اور فرمایا کھاؤ۔ اور اللہ کا نام لو۔ سو ہم نے کھایا

Marfat.com

اور سیر ہو گئے اور آج ہم دس آدمی تھے پھر ہم نے اپنا ہاتھ ہٹایا اور وہی سات کھجوریں تھیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں رب عزوجل سے حیاء نہ کرتا تو ان کھجوروں سے ہم سب مدینہ پہنچنے تک کھاتے رہتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف واپس آئے تو اہل مدینہ میں سے ایک لڑکا دکھائی دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کھجوریں اس لڑکے کو دے دیں اور اس نے انہیں چبانا شروع کر دیا۔

گھی کا مشکیزہ

عمرو اسلمیؓ نے بیان کیا ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے نکلے اور میں سفر میں گھی کے مشکیزہ پر مقرر تھا، میں نے مشکیزہ دیکھا تو جو اس میں تھا کم ہو گیا اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اور اس مشکیزہ کو دھوپ میں رکھ کر سو گیا۔ میری آنکھ مشکیزہ کی آواز سے کھلی میں کھڑا ہوا اور میں نے اسکا سر پکڑا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھ لیا تو فرمایا کہ اسے اگر تو چھوڑے رکھتا تو ساری وادی میں گھی بہتا۔

حضرت خبابؓ بن ارت کی صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ میرے باپ کسی غزوہ میں چلے گئے اور ہمارے لیے صرف ایک بکری چھوڑ گئے اور فرما گئے کہ جب تم اس بکری کا دودھ نکالنے کا ارادہ کرنا تو اسے اصحاب صفہ کے پاس لے جانا، صاحبزادی فرماتی ہیں کہ میں اس بکری کو لے گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کو پکڑا اور اس کے پیر میں عقال ڈالی اور دوہنا شروع کر دیا۔ اور فرمایا کہ تمہارے پاس جو بڑا برتن ہے اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں گئی اور مجھے سوائے اس برتن کے کچھ نہ ملا جس میں آٹا گوندھا کرتے ہیں۔ میں اسے لے آئی۔ آپ نے دودھ دوہا اور وہ برتن [illegible] گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور [illegible] پلاؤ۔ اور جب تمہارے دودھ دوہنے کا ارادہ ہو [illegible]

Marfat.com

میں صبح شام اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاتی اور ہم تو بڑے خوش عیشی میں ہو گئے۔ یہاں تک کہ میرے باپ لوٹ آئے۔ اور اس بکری کو لیا اور اس کا دودھ دوہنا شروع کیا تو وہ بکری اپنے پرانے دودھ پر لوٹ آئی۔ تو میری ماں نے کہا تم نے ہماری بکری خراب کر دی ہے۔ والد نے پوچھا کیوں۔ ماں نے کہا یہ تو تغار بھر کر دودھ دیتی تھی۔ حضرت خبابؓ نے فرمایا کہ کون دوہا کرتا تھا۔ میری ماں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو میرے باپ نے کہا مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کر رہی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ خدا کی قسم میرے ہاتھ سے کہیں زیادہ برکت والا ہے۔

صحابہ کرام بے موسم انگور کھا رہے تھے

ماویہ بنت حجیر بن ابی وہابؓ سے روایت ہے کہ یہ اسلام لا چکی ہیں اور بیان کرتی ہیں کہ حضرت خبیبؓ میرے گھر قید کر دیئے گئے میں نے ان کی طرف دروازہ کی دراز سے جھانکا تو ان کے ہاتھ میں انگور کا اتنا بڑا خوشہ تھا جتنا کہ بڑا آدمی کا سر ہوتا ہے۔ یہ اسے کھا رہے تھے اور یہ موسم تھا کہ جہاں تک میرے علم میں ہے اس موسم میں انگور نہیں کھایا جاتا تھا۔

خواب میں پینے سے بیداری میں سیرابی

حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس آیا تاکہ انہیں سلام کروں تو آپ محصور تھے جب میں انکی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا کہ میرے بھائی مرحبا۔ میں نے آج رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دریچی یا اس کھڑکی میں دیکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے عثمان۔ ان لوگوں نے تیرا محاصرہ کر رکھا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے پیاسا کر دیا ہے (یعنی پانی روک لیا ہے؟) میں نے کہا جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریچی میں سے ایک ڈول لٹکایا جس میں پانی تھا میں نے اسے پیا

Marfat.com

یہاں تک کہ میں سیراب ہو گیا اور میں اب بھی اس پانی کی ٹھنڈک اپنی دونوں چھاتیوں اور دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تمہارا منشا ہو تو ان کے خلاف مدد کی جائے تو اگر تم چاہو تو ہمارے پاس افطار کرنا۔ میں نے اس بات کو اختیار کر لیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس افطار کروں گا پس یہ اسی دن شہید کر دیے گئے۔

مال کا بے گمان جگہ سے آنا

ضباعہ بنت زبیرؓ جو حضرت مقدادؓ کی بیوی ہیں انہوں نے بیان کیا ہے کہ لوگ اپنی قضائے حاجت کے لیے دو یا تین دن کے بعد جایا کرتے تھے اور اونٹ کی مینگنی کی طرح سے پاخانہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن کی بات ہے کہ حضرت مقدادؓ اپنی حاجت کے لیے نکلے یہاں تک کہ جحبہ پہنچ گئے۔ اور یہ بقیع غرقد میں ہے۔ ایک ویران جگہ میں رفع حاجت کے لیے داخل ہوئے اچانک اس درمیان میں کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے ایک بڑے چوہے نے اپنے بل میں سے ایک اشرفی نکالی اور وہ اسی طرح برابر ایک ایک اشرفی نکالتا رہا یہاں تک کہ سترہ اشرفیاں نکالیں یہ انہیں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس چوہے کی کہانی بیان کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا تو نے سوراخ میں ہاتھ داخل کیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لیے اس مال میں صدقہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تجھے اس میں برکت دے۔ ضباعہؓ فرماتی ہیں کہ ان میں آخری دینار ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ میں نے چاندی کے ڈھیر حضرت مقدادؓ کے گھر میں دیکھ لیے۔

کسریٰ کے محل میں تصویر نے خزانے کی نشاندھی کرائی

سائب بن اقرعؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ...

بتایا یہ کسریٰ کے محل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے ایک تصویر کو دیکھا جو ایک مقام کی طرف انگلی سے اشارہ کر رہی تھی۔ حضرت سائبؓ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ خزانہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ میں نے اس مقام کو کھود ڈالا اور اس جگہ سے بہت سا خزانہ نکالا۔ میں نے حضرت عمرؓ کے پاس اس بات کی اطلاع دی اور میں نے یہ بھی لکھا کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ نے مجھے بغیر مسلمانوں کے بطور فئی کے دی ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے میری طرف لکھا تو مسلمانوں کے امیروں میں سے ایک امیر و حاکم ہے۔ لہٰذا اس کو مسلمانوں پر تقسیم کر دے۔

پتھر کے بنے ہوئے ہرن نے خزانے کی نشاندہی کرائی

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت سائبؓ مہرجان کی فتح میں حاضر تھے اور یہ ہرمزان کے مکان میں داخل ہوئے تو اس میں ایک ہرن پتھر سے بنا ہوا ملا جو اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ تو حضرت سائبؓ نے فرمایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ کسی چیز کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ پس غور سے دیکھا تو اس جگہ میں ہرمزان کا پوشیدہ خزانہ تھا اس میں ایک گھڑی تھی جو جواہرات سے پر تھی۔

بھوکے مجاہدین اور ساحل سمندر پر عنبر مچھلی کی آمد

سابقہ احادیث میں جو آپ نے پڑھ لیا کہ مجاہدین کی کفالت، حفاظت، و ضمانت اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لے لی ہے۔ ان کفالت کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی اللہ پاک مجاہدین کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ نے انہیں دشت و بیاباں میں پانی عطا کیا ہے اور کبھی غیب سے کھانا ملا ہے، کبھی دشمن کے حملوں سے انہیں بچایا ہے کبھی درندوں، پرندوں اور چرندوں سے ان کی مدد فرمائی ہے۔ یہ نصرتیں جس طرح مجاہدین سابقین کے ساتھ ہوئیں اسی طرح مجاہدین لاحقین سے بھی ہوئیں چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

ساحل سمندر کی طرف آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو مجاہدین

Marfat.com

پر مشتمل ایک لشکر کو قریش کے قافلے کو پکڑنے کے لیے بھیجا۔ یہ ۸ ہجری کا واقعہ ہے۔ ۱۵ ہجری تک مجاہدین نے اس قافلے کا انتظار کیا تو کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا مجبوراً صحابہؓ نے درختوں کے پتے کھائے اس لیے اس دستہ کا نام سریہ خبط پڑ گیا یعنی وہ دستہ جس نے درختوں کے پتے کھائے ہوں۔ اس واقعہ کو خود ایک مجاہد حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک قریش کے قافلے کو پکڑنے کے لیے بھیجا اور یہ چھاپہ مار دستہ کی شکل میں روانہ ہوا اور ہم پر ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ اور ایک تھیلی میں ہمیں کچھ سفر خرچ دیا۔ یہ چند کھجوروں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ہمارا امیر ابو عبیدہ روزانہ ہمیں ایک ایک کھجور دے دیا کرتا تھا ہر آدمی اپنی کھجور کو چھوٹے بچے کی طرح چوس لیا کرتا تھا۔ اور پھر پانی پی لیتا تھا۔ اور کھجور کو اپنے کپڑے میں لپیٹ کر رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ بھی ختم ہوا تو مجبور ہو کر ہم نے درختوں کے پتے جھاڑنے شروع کر دیئے۔ پتوں کو جھاڑ کر پانی میں بھگو کر کھا لیا کرتے تھے۔ اس سے ہمارے ہونٹ پھٹ گئے۔ اور قضائے حاجت مینگنیوں کی طرح ہونے لگی۔ ایک دفعہ ہم سمندر کے کنارے پر چلے گئے تو اچانک ہمیں ایک چیز نظر آئی گویا کہ ریت کا ایک ٹیلہ تھا ہم اسکے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ سمندر نے کنارے پر ایک مچھلی کو پھینکا ہے۔ جس کو لوگ عنبر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

پہلے تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مردار ہے پھر فرمایا کہ نہیں بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کے رسول کے فرستادے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ پر ہیں اور حالت اضطرار میں ہیں لہٰذا ہمارے لیے اسکا کھانا جائز ہے۔ اس کو کھاؤ۔ ہم تین سو آدمیوں نے اسکا گوشت کھایا اور ایک ماہ تک کھایا یہاں تک کہ خوب فربہ ہو گئے۔ مجھے یاد ہے کہ ہم اس مچھلی کی آنکھوں کے گڑھے سے بڑے بڑے مٹکے تیل بھر بھر کر لاتے تھے۔ اور وہاں سے بیل کے برابر گوشت کے ٹکڑے [illegible] کاٹ کر لاتے تھے۔ ایک دفعہ ابوعبیدہؓ نے ۱۳ مجاہدین کو [illegible] بٹھا دیا تو وہ سب وہاں بیٹھ گئے پھر ابوعبیدہ [illegible]

طرح زمین میں گاڑ دیا اور ایک لمبے تڑنگے آدمی کو بڑے جسم کے اونٹ پر بٹھا کر اس ہڈی کے نیچے سے گزار دیا اور وہ آرام سے گزر جاتا تھا۔ اور سر جھکانے کی ضرورت بھی نہ پڑتی تھی۔ ہم نے اسکے گوشت میں سے سوکھے ہوئے بڑے بڑے ٹکڑے ساتھ لیے اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے۔ جب حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو ہم نے اس جانور کا تذکرہ بھی کیا تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے رزق کا انتظام تھا کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ بچا ہے؟ ہمیں بھی کھلاؤ۔ ہم نے اس میں سے حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کچھ بھیجا تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تناول فرمایا (رواہ مسلم، بتغیر)

جزیرے میں پتے سے ہم سیراب ہوئے

ابن عساکرؒ نے سند کے ساتھ ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی جعفر فرماتے ہیں کہ ہم قسطنطنیہ کے جہاد میں سمندری سفر میں ایک کشتی میں بیٹھ کر ہم پر جا رہے تھے کہ اچانک کشتی ٹوٹ گئی اور سمندری موجوں نے ہمیں ایک جزیرہ میں لے جا کر پھینک دیا۔ ہم پانچ یا چھ آدمی تھے۔ جو سمندر کے بیچ میں اس جزیرہ میں پھنس کر رہ گئے تھے۔ کھانے کا انتظام نہیں تھا۔ تو اللہ پاک نے ہماری تعداد کے مطابق ہمارے لیے اس جزیرہ میں پتے اگائے۔ ہم میں سے ہر ایک آدمی ایک پتہ لے کر چوس لیا کرتا تھا۔ جس سے ہمارا پیٹ بھر جاتا تھا۔ اور ہم سیراب بھی ہو جاتے تھے۔ شام کے وقت یہ پتے پھر اگ آتے تھے۔ اور صبح پھر لیتے تھے۔ کافی عرصہ کے بعد اس طرف ایک کشتی آئی اور اس نے ہمیں بٹھا لیا۔

کنکریوں کی شکل میں گندم

ابن عساکر نے ہی اپنی سند کے ساتھ ابو الجمائر کے والد سے ایک واقعہ [illegible] فرمایا ہے کہ آرمینیہ کے جہاد میں لوگوں کو بھوک کی وجہ سے اتنی

Marfat.com

پریشانی ہوئی کہ وہ لید کھانے پر مجبور ہو گئے۔ اتنے میں اللہ پاک نے آسمان سے کنکریوں کی شکل میں گندم برسائی اور ہمارے کھانے کا انتظام ہو گیا۔

حضرت علاء بن حضرمیؓ کو صدیق اکبرؓ نے فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لیے مدینہ منورہ سے بحرین کی طرف روانہ کیا تھا۔ راستے میں دشت و بیاباں پر گذر ہوا تو رات کے وقت ایسی سخت صحرائی ہوا چلی کہ اونٹوں کی رسیاں ٹوٹ گئیں۔ اور اونٹ ایسے بدک گئے کہ معلوم نہیں ہو سکا کہ زندہ ہیں یا ہلاک ہو گئے ہیں۔ فوج کا پانی دانہ سارا ونٹوں پر لدا ہوا تھا اب تو فوج پریشان ہو گئی۔ صبح حضرت علاء بن حضرمیؓ نے مجاہدین کو اکٹھا کیا جب کہ مجاہدین موت کو قریب دیکھ کر ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے تھے حضرت علاءؓ نے فرمایا کیا آپ لوگ مسلمان نہیں ہو؟ سب نے کہا الحمد للہ۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ مجاہدین نہیں ہو اور اللہ کے دین کے لیے لڑنے والے اور اسکی مدد کرنے والے نہیں ہو؟ سب نے ہاں میں جواب دیا، تب آپ نے فرمایا کہ مبارک ہو اللہ پاک ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرے گا۔ پھر آپ نے قبلہ رخ ہو کر گھٹنوں کے بل بیٹھا کر عاجزی سے دعا مانگی ابھی سورج کی شعاعیں چمکنے لگی تھیں۔ کہ مجاہدین کے قریب پانی کا ایک بڑا حوض ابل پڑا سب نے خوش ہو کر پانی پیا اور وضو اور غسل کیا۔ یہ لوگ ابھی اسی خوشی میں تھے کہ اچانک سامان سے لدے ہوئے وہ سارے انٹ واپس آ گئے جو غائب ہو چکے تھے۔ اسی طرح لوگوں نے مجاہدین کے ساتھ اللہ پاک کی مدد اور نصرت دیکھ لی۔ آگے چل کر مقام دارین میں دشمن ایک دریا سے پار ہو کر محفوظ مقام تک ن گیا تھا حضرت علاء حضرمیؓ نے چار ہزار لشکر اسلام کو حکم دیا کہ گھوڑوں سمیت سمندر میں کود جاؤ چنانچہ گھوڑوں کے سم بھی تر نہ ہوئے تھے اور مجاہدین نے دریا عبور کر لیا۔ دجلہ و فرات میں بھی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے لشکر اسلام کو گھوڑوں سمیت کود جانے کا حکم دیا تھا اور سب پار ہو گئے تھے۔ یہ مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد اور نصرت ہے۔

آسمانی شربت:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم ملک روم میں تھے ایک

ساتھ ہو لیئے جو نہ کبھی کھاتے تھے نہ پیتے تھے میں نے کہا میں نے آپ کو گیارہ روز سے کوئی چیز کھاتے نہیں دیکھا، فرمایا جب تم سے جدا ہونے کا موقع آئے گا تو میں تم سے اس کی وجہ بیان کروں گا۔ جب وقت جدائی آیا تو میں نے کہا آپ اپنا وعدہ پورا کریں فرمایا میں چار سو آدمیوں کے ہمراہ غزوہ میں شریک ہوا دشمن نے ہم پر حملہ کیا میرے سارے ساتھی شہید ہو گئے، صرف میں بچ نکلا میں مقتولین کے درمیان تھا۔ جب غروب کا وقت ہوا تو مجھے اوپر کی جانب سے خوشبو مہکتی ہوئی محسوس ہوئی میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا بہت سی لڑکیاں آئیں وہ ایسا لباس پہنی ہوئیں تھیں کہ ویسا میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ان کے ہاتھوں میں شربت کے پیالے تھے وہ شربت مقتولین کے منہ میں ڈالتی جاتی تھیں۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں، جب وہ میرے پاس آئیں تو ایک نے کہا جلدی سے اس کے حلق میں ڈال کر چلو تاکہ آسمان کے دروازے بند ہونے سے پہلے ہم واپس پہنچ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ زمین پر ہی رہ جائیں، دوسری بولی اسے پلا دو اس میں کچھ رمق باقی ہے تیسری نے کہا، کچھ خوف نہ کر پلا دو، اس نے شربت میرے منہ میں ڈال دیا جب سے میں نے وہ نوش کیا ہے مجھے کھانے پینے کی حاجت باقی نہیں رہی۔

حضرت جابرؓ کی دعوت کا ایمان افروز واقعہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے موقع پر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھدائی میں مصروف تھے، تین دن تک ہم کھانا نہ کھا سکے اور نہ ہی اس کی طاقت تھی۔ کھدائی کے دوران ایک مضبوط چٹان آ گئی، میں نے جا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خندق میں یہ چٹان رکاوٹ بن گئی ہے، چنانچہ ہم نے اس پر پانی چھڑکا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپؐ کے بطن مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا آپؐ نے کدال اٹھایا اور تین مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھ کر اس چٹان پر ضرب لگائی تو وہ ریت کے تودے کی طرح ٹوٹ پھوٹ گئی۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھ کر آپؐ سے اجازت چاہی اور

اجازت پاکر اپنے گھر آیا اور بیوی سے کہا تجھے تیری ماں روئے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت (گرسنگی) دیکھی ہے جو میرے لئے ناقابل برداشت ہے تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ جو ہیں اور بکری کا چھوٹا سا بچہ ہے۔

چنانچہ ہم نے جو پیسے، بکری کا میمنا ذبح کیا اور اس کا گوشت بنا کر ہنڈیا میں ڈال دیا پھر میں نے آٹا گوندھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا کچھ دیر وہاں (کام کرتا) رہا، پھر دوبارہ اجازت چاہی اور اجازت لے کر گھر آیا، تو آٹے کی حالت اچھی ہو چکی تھی میں نے بیوی سے اس کی روٹیاں پکانے کو کہا، اور خود ہنڈیا چولہے پر چڑھا دی۔

پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور چپکے سے آپؐ کے کان میں کہا کہ ہمارے پاس کچھ تھوڑا سا کھانا ہے، اگر آپؐ مناسب خیال فرمائیں تو آپؐ خود اور ایک دو آدمی اپنے ساتھ لے کر تشریف لائیں۔ آپؐ نے فرمایا کھانا کیا ہے اور کتنا ہے؟ میں نے کہا تقریباً چار سیر جو ہیں اور ایک بکری کا میمنا۔ آپؐ نے فرمایا تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ اور اسے کہو میرے آنے تک ہنڈیا کو چولہے سے نہ اتارے اور روٹیاں تنور سے نہ نکالے۔ پھر آپؐ نے لوگوں میں اعلان فرمایا چلو جابر کے گھر چلیں، جابرؓ کہتے ہیں یہ سن کر مجھے اتنی حیا آئی جسے اللہ ہی جانتا ہے میں نے اپنی بیوی سے کہا تجھے تیری ماں روئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام صحابہ کو لے کر تمہارے گھر آرہے ہیں، وہ کہنے لگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کھانے کے متعلق پوچھا تھا؟ میں نے کہا ہاں! تو اس نے کہا پھر اللہ جانے اور اس کا رسول۔ آپ نے تو بتلا ہی دیا تھا کہ کتنا کھانا ہے، جابرؓ کہتے ہیں بیوی کی باتوں سے میری ساری پریشانی ختم ہوگئی، میں نے کہا تم سچ کہتی ہو۔

اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صحابہ سے فرمایا ازدحام نہ کرو (کھلے ہو کر بیٹھو) پھر آپ نے تنور اور ہنڈیاں میں اپنا لعاب دہن ڈالا [illegible] اور ہم برتنوں میں روٹیوں کے ٹکڑے ڈال کر ان پر [illegible]

لاکر رکھنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دستر خوان پر سات یا آٹھ آدمی بیٹھیں۔

(سات آٹھ آدمیوں کے فارغ ہونے کے بعد) جب ہم نے تنور اور ہنڈیا کو دوبارہ کھولا تو وہ پہلے کی طرح پھر بھر چکے تھے، ہم نے پھر روٹیوں کے ٹکڑے بنائے اور برتنوں میں ڈال کر ان پر شوربا ڈالا، اور قریب لے آئے، ہم ہر بار ایسے ہی کرتے رہے اور ہر بار تنور اور ہنڈیا کو کھولنے پر انہیں پہلے کی طرح بھرا ہوا پاتے رہے۔ تا آنکہ سب صحابہ کرام سیر ہو گئے اور کھانا ابھی بچا ہوا تھا، پھر آپؐ نے ہمیں فرمایا لوگوں کو بھوک لگی تھی (اس لئے انہیں پہلے کھلایا گیا تھا) اب تم کھاؤ اور کھلاؤ پھر ہم اس سارے دن میں وہی کھانا کھاتے اور کھلاتے رہے۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے حضرت جابرؓ نے بتلایا کہ اس سارے دن صحابہ کرام آٹھ سو یا تین سو تھے۔ (راوی کو شک ہے کہ حضرت جابرؓ نے آٹھ سو کہا تھا یا تین سو)

غیب سے بکری آئی اور چار سو صحابہ کرام کو دودھ پلا گئی

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً چار سو آدمی ہم سفر تھے۔ ہم نے ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں پانی کا نام تک نہ تھا، اس جگہ اترنا لوگوں کو ناگوار محسوس ہوا تا ہم جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں اترتے دیکھا تو سب ہی اتر پڑے۔

اچانک ایک بکری دوڑتی ہوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئی اس کے سینگ ایسے تھے جیسے فولاد، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوہا پھر تمام لشکر کو دودھ سے سیراب کیا اور خود بھی نوش فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا نافع املکھا وما اراک تملکھا

"اے نافع اس بکری کو سنبھال لو مگر مجھے نہیں امید کہ تم اسے سنبھال سکو"

کہتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مجھے نہیں امید کہ تم

Marfat.com

اسے سنبھال سکو تو ایک میخ لے کر زمین میں گاڑی پھر ایک مضبوط رسی اس بکری کے گلے میں ڈالی اور اسے میخ سے باندھ دیا۔

اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے لوگ بھی سو گئے، اور میں بھی سو گیا۔ جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ رسی کھلی پڑی ہے اور بکری غائب ہے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس امر سے آگاہ کیا، آپ نے مجھے فرمایا اے نافع! میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم اسے سنبھال نہ سکو گے؟

ان الذی جآء بھاھو الذی ذھب بھا

''بے شک جو اسے لایا تھا وہی لے بھی گیا۔''

عمر فاروق کی چند سیر کھجوریں چار سو صحابہؓ بھی نہ کھا سکے:

دکین بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم چار سو آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لینے کے لئے آئے آپؐ نے فرمایا اے عمر! جاؤ انہیں کھلاؤ بھی اور کچھ دو بھی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس تو صرف چند سیر کھجوریں ہیں جو کہ میرے اہل و عیال کے کھانے کا کل سامان ہے۔ ابو بکر صدیقؓ کہنے لگے، تم حکم نبیؐ سنو اور اس پر عمل کرو! عمر فاروقؓ کہنے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر آنکھوں پر۔

یہ کہہ کر عمر فاروقؓ وہاں سے چلے اور اپنے گھر آئے اپنی گردن سے (بندھی ہوئی) چابی اتاری اور دروازہ کھول کر قوم سے کہا اندر آجاؤ۔ تو وہ داخل ہو گئے میں سب سے آخر میں داخل ہوا۔

فقال خذوا فاخذ کل رجل منھم ما احب ثم التفت

الیہ وانی لمن اٰخر القوم و کانالم نرز التمرة

آپؐ نے فرمایا لو کھاؤ! تو ہر آدمی نے اپنی حاجت کے مطابق کھایا، میں نے کھانے کی طرف دیکھا جب کہ میں سب سے آخر میں بیٹھا ہوا تھا مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ہم نے (دستر خوان سے) ایک کھجور بھی کم نہیں کی۔

Marfat.com

میدان جہاد میں صحابہؓ کے لئے مخلوق کے مسخر ہو جانے کے واقعات

مقتولین صحابہ کرامؓ کا آسمان پر اٹھایا جانا

حضرت عروہؓ نے بیان کیا ہے کہ جب وہ حضرات شہید کئے گئے جو بیر معونہ میں تھے، اور عمرو بن امیہ ضمریؓ قید کر دیئے گئے تو ان سے عامر بن طفیل نے پوچھا یہ کون ہے؟ اور ایک مقتول کی طرف اشارہ کیا، تو ان سے عمرو بن امیہ نے فرمایا کہ یہ عامر بن فہیرہؓ ہیں۔ عامر بن طفیل نے کہا میں نے اس کو اسکے قتل ہونے کے بعد دیکھا کہ یہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آسمان اسکے اور زمین کے درمیان حائل ہے۔ اسکے بعد انہیں رکھ دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حضرات کے قتل کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کو اسکی خبر دی اور فرمایا کہ تمہارے ساتھی قتل کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے ربّ سے اس بات کا سوال کیا اور کہا اے ہمارے ربّ۔ ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو اس بات کی اطلاع دے دے کہ ہم تجھ سے راضی ہوئے اور تو ہم سے راضی ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس بات کی اطلاع دی۔ اور اس دن ان حضرات میں سے عروہ بن اسماء بن صلہ بھی تھے۔ انہیں کے نام کے ساتھ اس حدیث کے راوی کا نام عروہ رکھا گیا۔ اور انہیں شہداء میں منذر بن عمرو تھے جن کے نام پر منذر کا نام منذر رکھا گیا۔

عروہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ عامر بن فہیرہؓ کا جسم نہ پایا گیا تو ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ان کے جسم کو ملائکہ نے چھپا لیا۔ ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملائکہ نے انکے جسم کو چھپا لیا۔ اور علیین میں اتار دیا۔

صحابہ کرام کی میتوں کی حفاظت فرمانا

عمرو بن امیہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تنہا جاسوسی کے لیے قریش میں بھیجا، یہ فرماتے ہیں کہ میں اس لکڑی کی طرف آیا جس پر حضرت خبیبؓ کو سولی دی گئی تھی اور میں پہرہ داروں سے ڈر رہا تھا میں اس لکڑی پر چڑھا اور حضرت خبیبؓ کو کھولا وہ زمین پر گر پڑے میں تھوڑی دیر تو علیحدہ رہا پھر میں نے تلاش کی تو میں نے حضرت خبیبؓ کی لاش کو نہ پایا، گویا کہ ان کو زمین نگل گئی چنانچہ اس وقت تک ان کی لاش کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تنہا بھیجا تو میں حضرت خبیبؓ کی اس لکڑی کی طرف آیا اسکے بعد پہلی جیسی حدیث ذکر کی۔

حضرت خبیبؓ کی لاش کو زمین نگل گئی

ضحاکؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد اور حضرت زبیرؓ کو حضرت خبیبؓ کی لاش کو سولی پر سے اتارنے کے لیے بھیجا تھا، یہ دونوں حضرات تنعیم تک پہنچے اور انہوں نے حضرت خبیبؓ کے گرداگرد چالیس آدمی نشے میں پائے، یہ دونوں حضرت خبیبؓ کی لاش کو اتار لائے اور حضرت زبیرؓ نے اسے اپنے گھوڑے پر لاد لیا، اور انکی لاش بالکل تروتازہ تھی، اور اس میں سے کوئی چیز نہیں بدلی تھی۔ کفار نے ان حضرات کے پکڑنے میں نذر مان لی تھی، پس جب کہ ان حصرات سے ملنے کے قریب آئے تو حضرت زبیرؓ نے گھوڑے پر سے ان کی لاش کو پھینک دیا اور اسکو زمین نگل گئی جب سے انکا نام بلیع الارض پڑا ہے۔

ابن حضرمیؓ کی میت قبر میں نہ تھی اور لحد نور سے چمک رہی تھی

حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس امت میں [illegible] ہیں اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو ان کی برابری کوئی امت [illegible]

وہی حدیث ذکر کی جس کا تھوڑا حصہ گزر چکا ہے۔ اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم کچھ دن ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ان (ابن حضرمیؓ) کی وفات ہوگئی، یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسکے لیے قبر کھودی اور اسے غسل دیا اور اسے دفن کیا، جب ہم اس کے دفن سے فارغ ہوگئے تو ایک آدمی آیا اور اس نے پوچھا یہ کون ہے؟ ہم نے کہا یہ انسانوں میں سے بھلے ابن حضرمیؓ ہیں۔

اس شخص نے کہا یہ زمین مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے تو اگر تم یہاں سے ایک یا دو میل دور منتقل کر دو تو وہ زمین ایسی ہے کہ مردوں کو قبول کر لیتی ہے۔ ہم نے آپس میں کہا کیا ہمارے ساتھی کا یہی بدلہ ہے کہ ہم اسے درندوں کے لیے پیش کر دیں کہ درندے اسے کھائیں۔ یہ سوچ کر ہم سب قبر کو ادھیڑنے میں لگ گئے، جب ہم لحد تک پہنچے تو اچانک دیکھا کہ ہماری وہ میت اس قبر میں نہ تھی اور لحد میں جہاں تک نظر جاتی تھی نور سے چمک رہی تھی، راوی کہتے ہیں کہ ہم نے وہ لحد مٹی سے پاٹ دی اور اسکے بعد ہم نے کوچ کیا۔

شہد کی مکھیوں نے حضرت عاصمؓ کی لاش کی حفاظت کی

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر عاصم بن ابو افلح کو امیر بنا دیا۔ اور یہ حدیث حضرت خبیب بن عدی کے قصہ میں شیخین نے بڑی تفصیل سے ذکر کی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت عاصمؓ نے فرمایا کہ میں کسی مشرک کی ذمہ داری پر پہاڑ سے نہیں اتر سکتا اور انہوں نے اللہ سے عہد کر دکھایا تھا کہ یہ کسی مشرک کو نہ چھوئیں گے اور نہ کوئی مشرک انہیں چھوئے۔ اور قریش نے ان کفار کے پاس کہلا بھیجا تھا کہ عاصم کے جسم کا کچھ حصہ کاٹ کر ہمیں بھیجا جائے اور حضرت عاصمؓ نے جنگ بدر میں قریش کے بڑے آدمیوں کو قتل کر دیا تھا۔ تو اللہ پاک نے حضرت عاصمؓ کی لاش پر سائبان کی طرح شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا انہوں نے انکی لاش کو کفار سے بچایا۔ اور اسی وجہ سے انکو حمی الدبر کہا جاتا ہے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ مشرکین نے

Marfat.com

ارادہ کیا کہ ان کے سر کو کاٹ کر مشرکین مکہ کی طرف بھیج دیں تو اللہ پاک نے انکی لاش پر تتیہ یا شہد کی مکھیاں بھیج دیں جو مشرکین کے چہروں پر اڑ رہی تھیں۔ اور انکو ڈنگ مار رہی تھیں۔ اور یہ مکھیاں ان مشرکین کے لیے اس بات پر حائل ہو گئیں کہ انکے سر کو کاٹیں۔

صحابہ کرام کے لیے درندوں کا عاجزی کرنا اوران کا صحابہ کرام سے کلام کرنا

حمزہ بن اسیدؓ نے کہا کہ رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری آدمی کے جنازہ میں بقیع کی طرف نکلے پس اچانک ایک بھیڑیا اپنے ہاتھ بچھائے ہوئے راستہ پر بیٹھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھیڑیا وظیفہ طلب کرنے آیا ہے۔ اس کو وظیفہ دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا رائے ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بکری کے چرانے والے کے ریوڑ میں سے ہر سال ایک بکرا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔ یہ تو بہت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑیے کی طرف اشارہ کیا یعنی فرمایا کہ تو تو ان پر جھپٹا مار دیا کر یہ سن کر بھیڑیا چلا گیا۔

شیر نے میری رہنمائی کی

محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ حضرت سفینہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم فرماتے ہیں کہ میں نے سمندر کا سفر کیا میری وہ کشتی ٹوٹ گئی جس میں میں بیٹھا ہوا تھا، میں کشتی کے ایک تختے پر بیٹھ گیا مجھ کو تختے نے ایک ایسی جھاڑی میں لا کر ڈالا جس میں شیر تھا۔ وہ شیر میرے ارادے سے میری طرف لپکا۔ میں نے کہا۔ اے ابو الحارث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ یہ سنکر اس شیر نے اپنا سر جھکا لیا۔ اور میری طرف

کندھوں پر اٹھالیا یہاں تک کہ مجھے اس جھاڑی سے نکالا۔اور مجھے راستے پر لاکر رکھا اور آہستہ سے آواز کی تو میں نے خیال کیا کہ اب اس نے مجھے رخصت کیا ہے یہ میری اس شیر سے آخری ملاقات ہوئی۔

حضرت ابن عمرؓ نے شیر کے کان پکڑے

وہب بن آبان قریشی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کسی سفر کے لیے نکلے وہ چلے جارہے تھے کہ اچانک لوگوں کو دیکھا تو ٹھہر گئے دریافت کیا کہ یہ لوگ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ایک شیر راستہ پر ہے۔اس سے یہ لوگ خطرہ محسوس کررہے ہیں۔یہ اپنی سواری سے اترے اور اس شیر کے پاس گئے اور اسکا کان پکڑ کر ملایا اور اسکی گدی پر مارا اور اسکو راستے سے ہٹادیا۔اور اسکے بعد فرمایا کہ جناب رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے متعلق جھوٹ نہیں فرمایا۔میں نے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ ابن آدم پر مسلط کیا جاتا ہے، جب ابن آدم اس سے ڈرتا ہے تو اگر ابن آدم صرف اللہ سے ڈرے تو اسکے اوپر اللہ کا غیر مسلط نہیں کیا جاتا اور ابن آدم اسکی سپردگی میں دیا جاتا ہے جس سے ابن آدم امید لگاتا ہے۔اور اگر ابن آدم صرف اللہ سے امید لگائے تو اللہ اسکو اپنے غیر کی سپردگی میں نہیں دیتا۔

شیر کا پیغام

حضرت عوف بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں باریحا کے گرجا میں دوپہر کے وقت لیٹا ہوا تھا۔یہ گرجا ان دنوں مسجد تھی جس میں نماز پڑھی جایا کرتی تھی۔تو عوف بن مالکؓ اپنی نیند سے بیدار ہوئے اور انکے ساتھ اس مسجد میں ایک شیر تھا۔جو انکی طرف بڑھ رہا تھا۔یہ گھبرا کر اپنے ہتھیار کی طرف آئے تو شیر نے ان سے کہا ٹھہر۔میں تیری طرف ایک پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں تاکہ تو اس پیغام کو پہنچادے۔میں نے کہا تجھے کس نے بھیجا ہے؟ شیر نے کہا اللہ ؏ نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ تو

کوچ کرنیوالے معاویہ کو جان لے کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔ میں نے پوچھا کون معاویہؓ؟ شیر نے کہا ابوسفیانؓ کے بیٹے۔

صحابہ کرامؓ کے لیے سمندروں کا مسخر ہونا

قیس بن حجاج نے جن صاحب سے یہ روایت سنی ہے وہ نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن عاصؓ نے مصر فتح کیا تو انکے پاس اہل مصر اس مہینے میں آئے جس کو بونہ ان کی زبان میں کہتے ہیں۔ بونہ عجمی زبان میں ایک مہینہ کا نام ہے اور ان سے کہا۔ اے امیر۔ ہمارے اس نیل کے لیے ایک طریقہ ہے؟ اس میں پانی بغیر اس طریقے کے نہیں رہتا ہے ان سے پوچھا کہ وہ طریقہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب اس مہینے کی بارہویں رات گزر جاتی ہے تو ہم میں ایک ایسی کنواری لڑکی کیطرف قصد کرتے ہیں جو اپنے ماں باپ کی اکلوتی ہوتی ہے۔ اسکے ماں باپ کو ہم راضی کر لیتے ہیں اور اسے ہم زیور اور لباس فاخرہ سے جہاں تک ہوسکتا ہے مزین کرتے ہیں، پھر ہم اس لڑکی کو دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ تو ان سے حضرت ابن عاصؓ نے فرمایا یہ بات اسلام میں نہیں ہوسکتی ہے۔ اسلام ہر اس رسم کو گرادیتا ہے جو اس سے پہلے ہے۔ چنانچہ اہل مصر ان تین مہینوں میں بونہ اور ابیب اور مسری میں ٹھہرے رہے اور دریائے نیل بالکل جاری نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے جلاوطنی کا ارادہ کیا۔ جب یہ بات حضرت ابن عاصؓ نے دیکھی تو حضرت عمرؓ کے پاس اس بات کو لکھا، حضرت عمرؓ نے انہیں جواب دیا کہ تم نے یہ بات بالکل ٹھیک کہی ہے کہ اسلام اپنے سے پہلی رسموں کو مٹا دیتا ہے۔ میں تمہارے پاس ایک خط بھیجتا ہوں جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو اس خط کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ جب حضرت عمرؓ کا خط ابن عاصؓ کے پاس آیا اس پرچہ کو کھول کر پڑھا تو اس پرچہ میں صرف اتنا مضمون تھا۔

"اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کی طرف سے اہل مصر
کے دریائے نیل کے لیے ہے۔ اما بعد۔ اگر تو [illegible]

ہوتا تھا تو مت جاری ہو اگر اللہ واحد قہار نے تجھ کو جاری کیا تھا تو ہم اللہ واحد قہار سے سوال کرتے ہیں کہ تجھ کو جاری کر دے۔"

حضرت ابن عاصؓ نے یہ پرچہ دریائے نیل میں اس روز سے ایک دن پہلے جسمیں یہ لوگ لڑکی کی بھینٹ چڑھاتے تھے، ڈال دیا۔ ادھر اہل مصر جلاوطنی کا اور مصر سے چلے جانے کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔ کہ انکی معاش کا معاملہ دریائے نیل کے بغیر درست نہیں ہو سکتا تھا۔ بھینٹ چڑھائے جانے والے دن جب لوگوں نے صبح کو دیکھا کہ اللہ پاک نے دریائے نیل کا پانی سولہ ہاتھ اونچا بہادیا ہے۔ اور یہ برا طریقہ اہل مصر سے ختم ہو گیا۔ اور آج تک دریائے نیل نہیں سوکھا ہے۔

عروۃ الاعمیٰ مولیٰ بنی سعد نے بیان کیا ہے کہ ابو ریحانہ سمندر میں سوار ہوئے اور یہ نبی اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ یہ سلائی کا کام کرتے تھے۔ ان کی سوئی سمندر میں جا گری۔ تو انہوں نے کہا کہ اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو میری سوئی مجھے ضرور واپس کر دے۔ وہ سوئی سطح سمندر پر ظاہر ہوئی اور انہوں نے اسے اٹھالیا۔

سمندر پر گھوڑے

حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا ہے کہ جب نبی اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علاء بن حضرمیؓ کو بحرین بھیجا تو میں بھی انکے پیچھے گیا۔ میں نے ان سے تین باتیں دیکھی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کون زیادہ عجیب ہے۔ جب ہم سمندر کے کنارے پر پہنچے تو انہوں نے کہا اللہ کا نام لو اور اس میں گھس جاؤ۔ چنانچہ ہم نے اللہ کا نام لیا اور اس میں اتر گئے اور پار ہو گئے۔ اور ہمارے اونٹوں کے تلوے بھی تر نہ ہوئے تھے۔ اسکے بعد جب ہم لوٹے اور انکے ساتھ چلے۔ زمین کے ایک جنگل میں، اور ہمارے پاس پانی نہیں تھا۔ ہم نے ان سے اس بات کی شکایت کی۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور اسکے [illegible] ایک ڈھال کے برابر ایک ابر نمودار ہوا۔ اور پھر اس ابر نے

Marfat.com

اپنی مشکیں لٹکا دیں۔ تو ہم نے پانی پیا اور اونٹوں کو پلایا۔ اور انکی وفات ہوگئی۔ ہم نے انکو ریت میں دفن کیا اور ہم تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ہم نے کہا کہ درندے آئیں گے اور انکو کھا جائیں گے۔ ہم جو انکی قبر کی طرف واپس آئے تو ان کو قبر میں نہ دیکھا۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب ہم کو ابن مکعبہ کسریٰ کے گورنر نے دیکھا تو اس نے کہا خدا کی قسم ہم انکا مقابلہ نہ کریں گے۔ تو وہ ایک کشتی میں بیٹھ کر فارس چلا گیا۔

ابر اور پانی کی برسات

حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس امت میں تین باتیں پائیں۔ اسکے بعد حدیث ذکر کی ہے اور اس حدیث میں راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمرؓ نے لشکر کو سامان دے کر رخصت کیا اور ان پر امیر حضرت علاء بن حضرمی کو بنا دیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں انکے ساتھ غزوہ میں تھا۔ ہم اپنے لڑنے کی جگہ پر آئے تو ہم نے پایا کہ لوگ ہم سے پہلے جا چکے ہیں۔ اور پانی کی علامتیں مٹا گئے تھے۔ گرمی نہایت سخت تھی، ہم اور ہمارے جانور پیاس کی مشقت میں پڑ گئے اور یہ جمعہ کا دن تھا۔ جب آفتاب غروب ہونے لگا تو ہم کو دو رکعت عصر کی نماز پڑھائی پھر آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے۔ ہم فضائے آسمانی کو دیکھ رہے تھے اور اس میں کوئی چیز نہیں دیکھ رہے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں پس خدا کی قسم۔ ابھی انہوں نے ہاتھ نیچے نہ کیے تھے کہ یہاں تک کہ اللہ پاک نے ایک ہوا چلائی اور ابر پیدا ہوا اس نے پانی برسایا۔ یہاں تک کہ گڑھے اور نالے سب ہی بھر گئے تو ہم نے بھی پانی پیا اور اپنے جانوروں کو پلایا اور کچھ پانی بھر لیا۔ اسکے بعد ہم اپنے دشمنوں کی طرف آئے وہ سمندر کی خلیج پار کر کے ایک جزیرہ میں چلے گئے تھے۔ حضرت علاء خلیج پر کھڑے ہوئے اور کہا اے بڑے، اور اے بردباری والے کرم کرنے والے، اس کے بعد فرمایا۔ اللہ کا نام لے کر سمندر پار کرو [illegible] کہتے ہیں کہ ہم سمندر پار کرنے لگے۔ پانی نے ہماری [illegible]

کیے تھے۔ ہمیں تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہم نے دشمنوں کو پالیا۔اور وہاں انکو قتل کردیا ،اور گرفتار بھی کیا ،اور غلام بھی بنایا۔اسکے بعد ہم پھر اسی خلیج پر آئے انہوں نے پھر پہلے جیسی بات کہی اور ہم سمندر پار کر آئے۔ پانی نے ہمارے جانوروں کے پاؤں تک گیلے نہ کیے۔اسکے بعد پوری حدیث بیان کی۔

گھوڑے سمندر پرایسے چل رہے تھے جیسے نرم ریت پر

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علاء نے مسلمانوں سے کہا کہ ہمارے ساتھ دارین چلو تا کہ ہم ان دشمنوں سے غزوہ کریں۔جو وہاں ہیں۔مسلمانوں نے فوراً اسکی تیاری کی۔حضرت علاء انکو لے کر چلے اور سمندر کے کنارے پر آ گئے۔ تا کہ کشتیوں میں سوار ہوں۔تو دیکھا کہ مسافت بہت بعید ہے۔دشمن تک کشتیوں کے ذریعے نہیں پہنچ سکتے تھے۔دشمن بھاگ جائیں گے۔یہ اپنے گھوڑوں سمیت سمندر میں کود پڑے اور کہہ رہے تھے۔

یا ارحم الراحمین یا حلیم ،یا کریم . یا احد یا صمد یا حی یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام لا اله الا انت یا ربنا . اور سارے لشکر کو حکم دیا کہ اس دعا کو پڑھیں اور گھس جائیں چنانچہ سارے لشکر نے ایسا ہی کیا سمندر نے انہیں اللہ کے حکم سے پار کرادیا۔یہ اس طرح سمندر پر چل رہے تھے کہ جیسے کہ نرم ریت پر چل رہے ہوں۔اونٹوں کے پیر تک نہیں گھستے تھے۔اور گھوڑے سواروں کے رکاب تک پانی نہیں پہنچتا تھا۔اور یہ مسافت کشتی کے لیے ایک دن رات کی تھی۔اس سمندر کو دوسرے کنارے تک پار کیا اور اپنے دشمنوں سے لڑے اور ان پر غالب آ گئے۔اور انکا مال غنیمت جمع کیا۔اور اسکے بعد واپس آئے تو سمندر کو ایک دوسری جانب سے پار کررہے تھے۔کہ اپنی پہلی جگہ پر لوٹ آئے۔ اور یہ سب بات ایک ہی دن میں ہوئی۔

ابن رفیلی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت سعدؓ نہر شیر میں ٹھہرے یہ آبادی نیچے کی جانب ہے۔کشتیوں کو طلب کیا تا کہ لوگوں کو اوپر والی آبادی

Marfat.com

کیطرف پار کرائیں۔ تو انہیں کچھ نہ ملا کہ جس پر سوار ہوں۔ وہاں کے لوگوں نے کشتیاں روک لی تھیں تو نہر شیر میں ماہ صفر کے چند دن ٹھہرے رہے اہل لشکر نے ان سے اس بات کا اظہار کیا کہ ہم سمندر تیر کر پار کریں گے۔ حضرت سعدؓ کو شفقت محض اس بات سے مانع آئی تھی یہاں تک کہ وہاں کے موٹے موٹے دیہاتی حضرت سعد کے پاس آئے اور انہیں بتایا کہ پانی کے اس حصے سے گھس کر پار ہوا نہیں جا سکتا ہے۔ اور یہ حصہ وادی کی پشت پر جاتا تھا۔ حضرت سعد نے انکار کر دیا۔ اور اس بات پر بڑا تردد رہا اور سمندر میں پانی کی رو آ گئی تو حضرت سعدؓ نے ایک خواب میں دیکھا کہ مسلمانوں کا لشکر اس سمندر میں گھسا ہوا ہے اور پار اتر گیا ہے پانی میں رو آ جانے کی وجہ سے ایک بہت بڑی بات پیدا ہو گئی تھی۔ حضرت سعدؓ نے عبور کر جانے کے بارے میں جو خواب دیکھا تھا اس پر پختگی سے عمل کرنے کا فیصلہ کیا تو حضرت سعدؓ نے لوگوں کو جمع کیا، اللہ کی تعریف اور ثناء بیان کی اور فرمایا۔ تمہارے دشمنوں نے تم سے اس سمندر کی وجہ سے پناہ پکڑی ہے۔ تم انکی طرف نہیں پہنچ سکتے ہو۔ اور وہ تمہاری طرف جب چاہیں گے پہنچ سکیں گے۔ اور وہ تمہیں اپنی کشتیوں کے ذریعے نوچ کھائیں گے۔ اور تمہارے پیچھے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے تمہیں خطرہ ہو۔ کہ وہ تمہارے پاس آئیں اور میں پختہ ارادہ کر چکا ہوں ان پر حملہ کرنے کے لیے اس سمندر کو پار کرنے کا۔ تو سب نے ایک دم سے کہا اللہ ہمارے لیے ہے اور آپ کے لیے بھلائی کے ساتھ اس ارادہ کو پورا کرے۔ آپ ایسا کر لیجیے۔ حضرت سعدؓ نے لوگوں کو پار کرنے کے لیے بلایا۔ اور کہا کون ابتداء کرتا ہے۔ اور ہمارے لیے پانی کا راستہ محفوظ ہے۔ یعنی گھاٹی معلوم کرے۔ یہاں تک کہ لوگ اس سے آملیں لیکن لوگوں کو باہر نکلنے سے منع نہیں کرتا۔ اس کام کے لیے حضرت عاصم بن عمروؓ خود تیار ہو گئے اور اسکے بعد چھ سو بہادر اور تیار ہو گئے۔ جن پر حضرت سعدؓ نے عاصمؓ کو امیر بنا دیا۔ چنانچہ حضرت عاصمؓ انکے ہمراہ چلے یہاں تک کہ دجلہ کے کنارے پر آ کر ٹھہر گئے۔ اسکے بعد حضرت سعد نے کہا اور کون تیار ہوتا ہے؟ کہ ہم اپنے دشمنوں سے گھاٹی کی حفاظت

ساٹھ آدمی تیار ہو گئے ۔اور انکے حضرت سعدؓ نے دو برابر حصے کیے ۔۔تیس کو گھوڑوں پر اور تیس کو گھوڑیوں پر۔تا کہ گھوڑوں کو پانی میں تیرنے میں آسانی ہو۔ اسکے بعد دجلہ کو پار کرنے کا ارادہ کیا۔جب حضرت سعدؓ نے حضرت عاصمؓ کو گھاٹ پر دیکھا کہ اسکی حفاظت کررکھی ہے تو لوگوں کو گھسنے کی اجازت دی۔اور کہا پڑھو۔

نستعين بالله و نتوكل عليه و حسبنا الله و نعم الوكيل

لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم .

اور وہ بڑا لشکر بھی مل گیا۔ یہ لوگ موت پر سوار ہوئے اور دجلہ جوش مار رہا تھا اور جھاگ پھینک رہا تھا۔اور وہ ان کے لیے دونوں طرف سے فصیل سی بن گیا تھا اور یہ لوگ آپس میں اس طرح باتیں کرتے جارہے تھے جیسا کہ عام طور پر باتیں کرتے ہیں ۔اور عام معاملات میں باتیں کرتے ہیں ۔اور ایسے ملے جلے باتیں کرتے چل رہے تھے جیسا کہ زمین میں سفر کرتے ہیں ۔اس بات سے اہل فارس کو بڑا تعجب ہوا جوان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔مسلمانوں نے اہل فارس کو اس بات سے گھبرادیا اور اہل فارس نے اپنے مالوں کے لادنے میں بڑی جلدی کی۔مسلمان ۱۶ ہجری صفر کے مہینے میں داخل ہوئے اور ہر اس چیز پر جو کسریٰ کے مکانوں سے باقی رہ گئی تھی ،اسی رات غالب آ گئے ۔ایک ارب کا خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ لگا اور تاریخ طبری میں تین ارب کا خزانہ ہاتھ لگا۔اور وہ سب مسلمانوں کے ہاتھ آیا جس کو شیرویہ نے کسریٰ کے بعد جمع کیا تھا۔

ابوعثمان نہدی سے روایت ہے کہ پس یہ سارا لشکر محفوظ چلا آیا۔مگر ایک آدمی جو بارق کا رہنے والا تھا جس کو غرقد کہا جاتا تھا وہ اپنے سرخ گھوڑے کی پیٹھ سے گر گیا۔گویا میں گھوڑے کی طرف اب دیکھ رہا ہوں اور اسکے گھوڑے کی گردن کے بالوں پر پسینہ تھا۔ڈوبنے والے نے چکر کھایا تو قعقاع نے اپنے گھوڑے کی لگام اس کی طرف ہی کر دی۔اس نے ہاتھ سے پکڑ لی۔حضرت قعقاع نے اسے کھینچا یہاں تک کہ وہ پار کر گیا۔راوی کہتے ہیں کہ اس لشکر کی کوئی چیز پانی میں

ضائع نہیں ہوئی تھی۔ مگر ایک بڑا پیالہ جسکے باندھنے کی رسی بوسیدہ ہو گئی تھی وہ رسی ٹوٹ گئی اور اس پیالہ کو پانی بہالے گیا۔ اس آدمی نے جو پیالے والے کے برابر سمندر میں چل رہا تھا اسے عار دلانے کے لیے کہا۔ تقدیر پیالہ کو لگی۔ تو پیالہ اڑ گیا۔ اس آدمی نے کہا خدا کی قسم۔ میں اپنے اس یقین پر قائم ہوں کہ اللہ پاک تمام اہل لشکر میں سے صرف مجھ سے میرے پیالے کو نہیں لے گا۔ پس جب یہ حضرات سمندر پار کر گئے اچانک وہ آدمی جو گھاٹ کی حفاظت کر رہا تھا پیالہ لیے ہوئے تھا۔ اس پیالہ کو ہواؤں نے اور موجوں نے پھینکا تھا۔ یہاں تک کہ سمندر کے ایک کنارے پر جا لگا تھا۔ اس کو پہرہ دار نے نیزے سے اٹھا لیا تھا۔ اس پیالہ کو لشکر کی طرف لایا اور کہہ رہا تھا کہ یہ پیالہ کس کا ہے۔ چنانچہ اسکو اسکے مالک نے لے لیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسید بن حضیرؓ اور حضرت عبادؓ سخت اندھیری رات میں حضورؐ کے پاس تھے اور پھر پہلی جیسی روایت بیان کی ہے۔

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمیؓ نے بیان کیا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اسکے بعد ہم جدا ہوئے رات اندھیری تھی اور سخت آندھی والی تھی تو میری انگلیاں روشن ہو گئیں اور ان میں سے یہاں تک روشنی نکلی کہ لوگوں نے اس کی روشنی میں اپنے جانور اکٹھا کیے۔ اور جو کچھ انکا مال ہلاک ہوا تھا، اور میری انگلیاں اسی طرح روشنی دے رہی تھیں۔

صحابہ کے لیے روشنی کا چمکنا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حمزہ بن عمروؓ نے فرمایا کہ جب ہم تبوک میں تھے اور منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو گھاٹی میں لے کر بھاگ گئے تھے۔ یہاں تک کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کجاوہ کا بعض سامان بھی گر گیا تھا میری پانچوں انگلیوں میں روشنی پیدا کر دی گئی پس ساری چیزیں چمک گئیں۔ اور یہاں تک کہ میں نے پونجی میں سے وہ چیزیں بھی اٹھانی شروع کر دیں جو گر گئیں تھیں۔ جیسے کوڑا اور باندھنے کی رسی اور [illegible]

محمد بن ضحاک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبس بن جبرؓ کو جب انکی بینائی جاتی رہی تھی، ایک عصا مرحمت فرمایا تھا اور فرمایا تھا اس سے روشنی حاصل کرو۔ اور انکے لیے چیزیں یہاں تک چمک جایا کرتی تھیں۔

دہشور میں مجاہدین کے ساتھ پرندے

یہاں تو یہ کچھ ہوا اور وہاں میدان جنگ میں شدید معرکہ جاری تھا۔ سر کٹ رہے تھے اور تلواریں پھر خون اعداء سے پیاس بجھا رہی تھیں۔ نیزے خوفناک سانپوں کی طرح الٹ پلٹ رہے تھے۔ ہر قسم کا اسلحہ میدان جنگ میں موجود تھا۔ اور ہر قسم کے جانثار میدان جنگ میں سینہ سپر تھے۔ حضرت خالدؓ اور حضرت عمروؓ نہایت بہادری سے اللہ کے راستے میں لڑ رہے تھے۔ حضرت قعقاعؓ اور دیگر بہادران اسلام شریف زادوں کی طرح میدان کارزار میں جم کر لڑ رہے تھے۔ ادھر کفار ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور اونٹ اور گھوڑے بھاگ جاتے تھے۔ اس طرح وہ لوگ مسلمانوں کا بہت نقصان کر رہے تھے۔ تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ اور تقریباً فوج کے اکثر لوگ زخمی ہو گئے تھے۔ ہر زخمی کہتا تھا وایـــداہ .وا اعیـــناہ۔ ہائے میرا ہاتھ۔ ہائے میری آنکھ۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت رفاعہؓ دوڑے اور جا کر حضرت خالدؓ اور حضرت عمروؓ سے کہنے لگے۔ اے امیرو۔ اگر حالت یہی رہی تو ہم بالکل ختم ہو جائیں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہم بہت سارے کپڑے اکٹھے کریں اور اس پر زیتون کا تیل چھڑک کر اسکو اپنے نیزے کی نوکوں پر باندھ لیں اور اس میں آگ روشن کریں اور نیزوں کو بلند کریں۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ یہاں جلانے کو ایک گھاس ہے جس کا نام قیصوم ہے ہم اسکو جمع کریں اور پھر بوریوں میں بھر لیں اور ان بوریوں کو اونٹوں پر لادیں اور اس میں آگ لگا دیں پھر اونٹوں کو نیزوں سے چھید کر دشمن کی طرف بھگا دیں۔ اس طرح ان لوگوں

Marfat.com

میں بھگدڑ مچ جائے گی۔ چنانچہ ایک ہزار سپاہیوں نے یہ منصوبہ تیار کیا اور جب اونٹ دشمن کیطرف بھگائے گئے اور آگ کے شعلے بلند ہوئے اور نیزوں پر آگ روشن ہوئی تو اونٹ پاگل ہوکر دشمنوں پر چڑھ دوڑے اور اس سے ہاتھی ڈر گئے اور بھاگنے لگے۔ زنجیریں جب کٹیں تو ہاتھیوں نے اپنے سواروں اور دیگر فوجیوں کو کچل ڈالا۔ ادھر مسلمانوں نے ان پر تلواریں اور نیزے برسانا شروع کر دیئے۔

ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص قسم کے پرندے آ گئے۔ حضرت مسیبؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے خود دیکھا کہ چیلوں کی شکل میں پرندوں نے ہمارے سر پر سایہ کیا تو ہم گرمی سے بچ گئے اور دشمن کے سروں پر اور چہروں پر پہلے پر مار کر پھڑ پھڑانے لگ گئے اور پھر اپنے سخت نوک دار پنجوں کو کفار کی آنکھوں میں گاڑ کر ان کو زمین پر پچھاڑ دیا۔ ابھی ایک گھنٹہ بھی نہیں گذرا تھا کہ عصر کی نماز کے بعد دشمن کو شکست فاش ہوگئی اور وہ بھاگنے لگے۔ مسلمانوں نے انکا پیچھا کیا اور انکو تلواروں کے سامنے رکھ لیا۔ اب مسلمان قید بھی کر رہے تھے اور بری طرح قتل بھی کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی۔

کفار کے لوگ دبر اور لاہون اور اھناس میں بھاگ گئے تھے۔ اور مسلمانوں نے انکو قید اور قتل کرنا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ جب گنتی ہوئی تو کفار کے ۹۰ آدمی مارے گئے تھے اور پانچ ہزار قیدی بنا لیے گئے تھے۔ اور مسلمانوں کے اس معرکہ میں اور اس سے پہلے معرکوں میں کم وبیش ایک ہزار آدمی شہید ہو گئے تھے۔

حضرت عمروؓ نے عمر فاروقؓ کے نام فتح کا خط لکھا اور مال غنیمت کا خمس بھیجا۔ اور مرج دہشور میں پانچ دن تک قیام کیا، اللہ کی زمین پر اللہ کے نام کے لیے صحابہ کرامؓ کے مقدس خون کی بڑی قربانی سے ہموار ہوگئی الحمد للہ۔ سچ ہے۔

خلق اللہ للحروب رجالاً

ورجالاً للقصعة والثريد

پرندے کی شکل میں خوشخبری:

ابومسلم خولانی رضی تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ روم کی ایک لڑائی میں مسلمانوں کے ساتھ تھے۔ سردار نے ایک فوج ایک مقام کی طرف روانہ کی اور اس کے آملنے کا ایک دن بھی متعین کیا، وہ دن آ گیا لیکن فوج نہ آئی، اس سے سردار اور مسلمانوں کو سخت رنج ہوا۔ ابومسلم اپنے نیزہ کی طرف منہ کئے نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک پرندہ آ کر اس نیزہ پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا، فوج سلامتی کے ساتھ واپس آ رہی ہے فلاں وقت فلاں روز تم سے آ ملے گی۔ ابومسلم نے کہا تو کون ہے خدا تجھ پر رحم کرے، کہا میں مسلمانوں کے دلوں سے غم دور کرنے والا ہوں۔ اس کے قول کے مطابق فوج پہنچ گئی۔

غزوۂ خندق میں تیز ہوا نصرت الٰہی بن کر لشکر کفار کو تباہ کر گئی:

شیخ (ابونعیمؒ) فرماتے ہیں یہ امر بھی آپؐ کی نبوت کی ایک دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر طوفان چلا دیا۔ جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے وہ اپنے خیموں اور گھوڑوں کو سنبھال نہ سکے اللہ نے انہیں غیظ و غضب کی آگ میں جلتے ہوئے دل پر داغ شکست لئے ناکام لوٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ تو وہ طوفان کفار کے لئے عذاب تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نصرت الٰہی اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

نصرت بالصبا واھلکت عاد بالدبور

''مشرق کی ہوا سے میری مدد کی گئی ہے اور مغرب کی
ہوا سے قوم عاد ہلاک ہوئی۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میں روز خندق لوگوں کے پیچھے نکلی۔ میں چلی جا رہی تھی کہ میں نے پیچھے سے کسی کی آہٹ سنی میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ سعد بن معاذ تھے۔ میں زمین پر بیٹھ گئی، ان کے ساتھ ان کا بھتیجا

Marfat.com

حارث بن اوس جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک جہاد ہوا تھا بھی ڈھال اٹھائے چلا آ رہا تھا جبکہ حضرت سعد نے لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی۔ مگر (چھوٹی ہونے کی وجہ سے) دونوں طرف سے سینہ باہر نکلا ہوا تھا۔

آپ فرماتی ہیں وہ سب لوگوں سے بارعب اور قد آور تھے جبکہ میں ان کے سینے کی برہنہ طرفوں کے متعلق خوف سا محسوس کر رہی تھی۔ تو وہ میرے قریب سے گزر گئے ان کے لب پر یہ رجز تھا۔

لبث قليلاً يدرك الهيجا حمل

ما احسن الموت اذا حان الاجل

’’کچھ دیر خود کو ٹھہرائے رکھ تاکہ لڑائی کا معاملہ دشمن کا مال اٹھانے تک پہنچ جائے۔ اور جب وقت آ جاتا ہے تو موت کتنی حسین ہو جاتی ہے۔‘‘

فرماتی ہیں جب وہ مجھ آگے نکل گئے تو میں اٹھی اور ایک باغ میں چلی جہاں مسلمانوں کی ایک جماعت موجود تھی۔ ان میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور خود پہنے ہوئے ایک اور شخص بھی تھا جس کی صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ عمر فاروق (مجھے) کہنے لگے آپ بڑی جرأت کر لیتی ہیں آپ ادھر کیوں نکل آئیں۔ کیا معلوم کہ ہمیں یہاں سے بھاگنا پڑے یا کوئی اور مصیبت آنے والی ہو پھر وہ مجھے مسلسل ملامت کرتے رہے تا آنکہ میں چاہتی تھی کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں اتر جاؤں۔ اتنے میں آدمی نے اپنے چہرے سے خود اتارا تو وہ حضرت طلحہؓ تھے۔ انہوں نے (حضرت عمرؓ سے کہا) آپ نے بہت باتیں کہہ دیں ہم کدھر کو فرار ہوں گے؟ فرار ہوں گے تو صرف اللہ کی طرف لوٹیں گے نا؟؟

پھر لڑائی میں حضرت سعدؓ کو تیر لگا ابن عرقہ نے آپ پر تیر چلایا اور یہ کہا ’’اسے لے لو اور میں ابن عرقہ ہوں‘‘ حضرت سعدؓ نے فرمایا اللہ تمہارا چہرہ جہنم میں عرق آلود (پسینے سے شرابور) کرے تو وہ تیر آپ کی رگ [illegible]

راوی حدیث محمد بن عمرو کہتے ہیں [illegible]

Marfat.com

پھٹ جائے اس کا خون نکلتا رہتا ہے بالآخر وہ مرجاتا ہے تو حضرت سعدؓ نے کہا اے اللہ جب تک بنوقریظہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں مجھے موت نہ دے حالانکہ بنوقریظہ جاہلیت میں ان کے حلیف اور دوست تھے مگر اس دن (جنگ خندق میں) انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بدعہدی کرتے ہوئے مشرکین کی مدد کی تھی تو ان کی دعا قبول ہوگئی پھر اللہ تعالیٰ نے کفار پر طوفان کی ہوا چلادی ان کا کوئی برتن نہ تھا جو الٹ نہ گیا ہو اور کوئی خیمہ نہ تھا جو اکھڑ نہ گیا ہو چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وردالله الذين كفروا بغيظهم لم ينالوا خيراً و كفى الله المؤمنين القتال .

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اپنے غیظ وغضب میں ہی لوٹا دیا وہ کوئی بھلائی نہ پاسکے اور جنگ میں مومنوں کو اللہ کافی ہے۔

چشمے میں دست رسول کی برکت

ابوطفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل نے انہیں بتایا کہ صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کو چلے آپؐ سفر میں نماز ظہر وعصر کو اکٹھا پڑھتے تھے اسی طرح مغرب وعشاء کو بھی ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ کل تم چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے اور اس وقت دوپہر کا وقت ہوگا تو جو شخص بھی چشمہ پر پہنچے وہ میرے آنے تک پانی کے قریب نہ جائے۔
فرماتے ہیں جب ہم وہاں پہنچے تو ہم سے پہلے دو آدمی پہنچ چکے تھے چشمہ کیا تھا جوتی کے تسمے کی سی دھار میں معمولی سا پانی ٹپک رہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سرزنش کی اور جو کچھ اللہ نے چاہا انہیں کہا۔
پھر لوگوں نے ہاتھوں سے چشمے کا پانی تھوڑا تھوڑا کر کے اکٹھا کرنا شروع کیا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے پھر وہی استعمال شدہ پانی چشمے کے سوراخ میں ڈال دیا تو فوراً چشمہ زور وشور سے بہنے لگا سب لوگوں نے [illegible] حاجات پوری کیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! اگر زندگی

نے تمہارا ساتھ دیا تو جلد دیکھو گے کہ یہاں کا پانی کئی باغات کو سیراب کیا کرے گا۔

بادل میں سے گھوڑوں کی آوازیں آرہی تھیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ مجھے بنی غفار کے ایک آدمی نے بتلا دیا کہ میں اور میرا چچازاد بھائی (گھر سے) آئے اور ایک پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے ہم بدر کی لڑائی اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے تھے ہم اس وقت مشرک تھے ہمیں اس امر کا انتظار تھا کہ گردش زمانہ کس کے خلاف ٹھہرتی ہے تاکہ ہم بھی مال واسباب لوٹنے والوں میں شامل ہو سکیں گے۔

ابھی ہم پہاڑ ہی پر تھے کہ ایک بادل ہم سے قریب ہوا ہمیں اس میں سے گھوڑوں کے ہنہنانے کے آوازیں آنے لگیں پھر میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا حیزوم! آگے بڑھو۔

کہتا ہے یہ سن کر دہشت سے میرے چچازاد بھائی کا دل پھٹ گیا اور وہیں مر گیا جب کہ میں بھی مرنے ہی والا تھا مگر میں نے دل کو مضبوط کرلیا۔

Marfat.com

مجاہدین کے دنیا میں جنت کے دیدار کے واقعات

صحابہ کا شہادت کے وقت جنت کو دیکھنے کے واقعات

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ سے اللہ کی باتیں:

حضرت جابرؓ کے والد ماجد عبد اللہ بن عمرو بن حرامؓ انصاریؓ بھی اسی معرکہ میں شہید ہوئے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، کہ میرے باپ جنگ احد میں شہید ہوئے اور کافروں نے ان کا مثلہ کیا جب ان کی لاش رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر رکھی گئی تو میں نے باپ کے منہ سے کپڑا اٹھا کر دیکھنا چاہا تو صحابہؓ نے منع کیا میں نے دوبارہ منہ دیکھنا چاہا تو صحابہؓ نے پھر منع کیا، لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی میری پھوپھی فاطمہؓ بنت عمروؓ جب بہت رونے لگیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا روتی کیوں ہے اس پر تو فرشتے برابر سایہ کئے رہے ہیں، یہاں تک کہ ان کا جنازہ اٹھایا گیا۔

(بخاری شریف)

یعنی یہ مقام رنج وحسرت کا نہیں بلکہ فرحت ومسرت کا ہے، کہ فرشتے تیرے بھائی پر سایہ کئے ہوئے ہیں حضرت جابرؓ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر یہ فرمایا، اے جابرؓ تجھ کو کیا ہوا میں تجھ کو شکستہ خاطر پاتا ہوں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے باپ اس غزوہ میں شہید ہوئے اور آل وعیال اور قرض کا بار چھوڑ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھ کو ایک خوشخبری نہ سناؤں، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیوں نہیں، ضرور سنایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص سے بھی اللہ نے کلام نہیں فرمایا، مگر پس پردہ لیکن اللہ تعالیٰ

نے تیرے باپ کو زندہ کیا اور بالمشافہ اور بالمواجہ اس سے کلام کیا اور یہ کہا کہ اے میرے بندے اپنی کوئی تمنا میرے سامنے پیش کر، تو تیرے باپ نے یہ عرض کیا، اے پروردگار، تمنا یہ ہے کہ پھر زندہ ہوں اور تیری راہ میں پھر دوبارہ مارا جاؤں، حق تعالیٰ نے فرمایا یہ تو نہیں ہوسکتا اس لئے یہ مقدر ہو چکا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ واپسی نہیں۔ (ترمذی شریف کتاب التفسیر سورۂ آل عمران)

عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ کہتے ہیں کہ اُحد سے پیشتر میں نے مبشرؓ بن عبدالمنذر کو خواب میں دیکھا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اے عبداللہ عنقریب تم بھی ہمارے ہی پاس آنیوالے ہو میں نے کہا تم کہاں ہو کہا جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیر وتفریح کرتے ہیں میں نے کہا کیا تو بدر میں قتل نہیں ہوا تھا۔ مبشرؓ نے کہا ہاں لیکن پھر زندہ کر دیا گیا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ یہ خواب میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو جابرؓ اس کی تعبیر شہادت ہے۔

عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ کی جنت میں چہل قدمی

اسی غزوہ میں عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ کے بہنوئی عمرو بن الجموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہوئے انکی شہادت کا واقعہ بھی عجیب ہے، عمرو بن الجموع رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں لنگ تھی اور لنگ بھی معمولی نہ تھی بلکہ شدید تھی، چار بیٹے تھے۔ جو ہر غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہتے تھے۔ احد میں جاتے وقت ان سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ جہاد میں چلتا ہوں۔ بیٹوں نے کہا، آپ معذور ہیں، اللہ نے آپ کو رخصت دی ہے آپ یہیں رہیں مگر یہ عزیمت کے پہاڑ کب رخصت پر عمل کرنے والے تھے۔ شوق شہادت میں اس درجہ کے بے تاب اور بے چین ہوئے کہ اسی حالت میں لنگڑاتے ہوئے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بیٹے مجھ کو آپ کے ساتھ جانے سے روکتے ہیں۔

واللہ انی لارجوان اطاء بعرجتی هذه [illegible]

''خدا کی قسم تحقیق میں امید واثق رکھتا ہوں کہ اسی لنگ کے ساتھ
جنت کی زمین کو جا کر روندوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ نے تم کو معذور کہا ہے تم پر جہاد فرض نہیں اور بیٹوں کی طرف مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ کیا حرج ہے اگر تم ان کو نہ روکو شاید اللہ تعالیٰ ان کو شہادت نصیب فرمائے، چنانچہ وہ جہاد کے لئے نکلے اور شہید ہوئے اور مدینہ سے چلتے وقت مستقبل قبلہ ہو کر یہ دعا مانگی:

اللهم ارزقني الشهادة ولا تردني الى اهلي

اے اللہ مجھ کو شہادت نصیب فرما اور گھر والوں کی طرف واپس نہ کر

اسی غزوہ میں انکے بیٹے خلاد بن عمرو بن الجموع بھی شہید ہوئے عمرو بن الجموع رضی اللہ عنہ کی بیوی ہند بنت عمرو بن حرام نے (جو کہ عبداللہ بن عمرو بن حرام کی بہن اور حضرت جابرؓ کی پھوپھی ہیں) یہ ارادہ کیا کہ تینوں یعنی اپنے بھائی عبداللہ بن عمروؓ بن حرام اور اپنے بیٹے خلاد بن عمرو بن الجموع اور اپنے شوہر عمرو بن الجموع کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینہ لے جائیں اور وہیں جا کر تینوں کو دفن کریں مگر جب مدینہ کا قصد کرتی ہیں تو اونٹ بیٹھ جاتا ہے اور جب احد کا رخ کرتی ہیں تو تیز چلنے لگتا ہے

ہندہ نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو بن الجموع رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے چلتے وقت کچھ کہا تھا ہندہ نے ان کی وہ دعا ذکر کی جو انہوں نے چلتے وقت کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسی وجہ سے اونٹ نہیں چلتا اور فرمایا:

والذی نفسی بیده ان منکم من لو اقسم علی الله لابره منهم عمرو بن الجموع ولقد رأیته یطاء بعرجته فی الجنة ۰

''قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے الخ تم میں بعض ایسے بھی ہیں، اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو

اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے گا۔ ان میں سے عمرو بن الجموع بھی ہیں۔ البتہ تحقیق میں نے ان کو اسی لنگ کے ساتھ جنت میں چلتا ہوا دیکھا ہے۔''

حضرت خثیمہؓ نے بیٹے کو خواب میں جنت کی سیر کرتے ہوئے دیکھا

خثیمہؓ نے (جن کے بیٹے سعد غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہید ہو چکے تھے) بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افسوس کہ مجھ سے غزوہ بدر رہ گیا جس کی شرکت کا میں بڑا ہی حریص اور مشتاق تھا یہاں تک اس سعادت کے حاصل کرنے میں بیٹے سے قرعہ اندازی کی مگر یہ سعادت میرے بیٹے سعدؓ کی قسمت میں تھی قرعہ اس کے نام نکلا اور شہادت اس کو نصیب ہوئی، اور میں رہ گیا۔ آج شب میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا ہے نہایت حسین وجمیل شکل میں ہے جنت کے باغات اور نہروں میں سیر وتفریح کرتا پھرتا ہے اور مجھ سے یہ کہتا ہے کہ اے باپ تم بھی یہیں آجاؤ دونوں مل کر جنت میں ساتھ رہیں گے میرے پروردگار نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا، وہ میں نے بالکل حق پایا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے اپنے بیٹے کی رفاقت کا مشتاق ہوں بوڑھا ہو گیا ہوں اور ہڈیاں کمزور ہو گئیں اب تمنا یہ ہے کہ کسی طرح اپنے رب سے جاملوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو شہادت اور جنت میں سعدؓ کی رفاقت نصیب فرمائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خثیمہؓ کے لئے دعا فرمائی اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور خثیمہ معرکہ احد میں شہید ہوئے۔

انشاء اللہ ثم انشاء اللہ امید واثق ہے کہ حضرت خثیمہؓ اپنے بیٹے سعدؓ سے جاملے، رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

Marfat.com

وہ صحابی جنہوں نے ایک بار بھی نماز نہیں پڑھی اور جنت میں پہنچ گئے

عمرو بن ثابتؓ، جو اصیرمؓ کے لقب سے مشہور تھے، ہمیشہ اسلام سے منحرف رہے، جب احد کا دن ہوا تو اسلام دل میں اتر آیا اور تلوار لے کر میدان میں پہنچے اور کافروں سے خوب قتال کیا، یہاں تک کہ زخمی ہو کر گر پڑے لوگوں نے جب دیکھا کہ اصیرم ہیں تو بہت تعجب ہوا اور پوچھا کہ اے عمرو تیرے لئے اس لڑائی کا کیا داعی ہوا اسلام کی رغبت یا قومی غیرت وحمیت، اصیرمؓ نے جواب دیا:

بل رغبة في الاسلام فأمنت بالله ورسوله فاسلمت وأخذت سيفي وقاتلت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اصابني ما اصابني •

"بلکہ اسلام کی رغبت داعی ہوئی، میں ایمان لایا، اللہ اور اس کے رسول پر اور مسلمان ہوا اور تلوار لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے قتال کیا، یہاں تک کہ مجھ کو یہ زخم پہنچے"

یہ کلام ختم کیا اور خود بھی ختم ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ البتہ تحقیق وہ اہل جنت سے ہے (رواہ ابن اسحاق واسنادہ حسن)

ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے بتلاؤ وہ کون شخص ہے جو جنت میں پہنچ گیا اور ایک نماز بھی نہیں پڑھی وہ یہی صحابی ہیں۔ (اصابہ ترجمہ عمرو بن ثابتؓ)

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے دنیا میں جنت کی خوشبو سونگھی

غزوہ احد میں قریش کی روانگی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ سعد بن ربیعؓ کو ڈھونڈو کہ کہاں ہیں اور یہ ارشاد فرمایا:

ان رأيته فاقرأه منى السلام وقل له يقول لك رسول الله كيف تجدك

Marfat.com

''اگر انہیں دیکھ پاؤ تو میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے ہیں کہ تم اس وقت اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو''۔

زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں ڈھونڈتا ہوا سعد بن ربیعؓ کے پاس پہنچا ابھی موت میں کچھ وقت باقی تھا۔ جسم پر تیر اور تلوار کے ستر زخم تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام پہنچایا۔ سعد بن ربیعؓ نے یہ جواب دیا:

علی رسول اللہ السلام وعلیک السلام قل لہ یا رسو ل اللہ اجدانی اجدریح الجنہ وقل لقومی الانصار لاعذر لکم عند اللہ ان یخلص الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفریطرف قال وقاضت نفسہ رحمہ اللہ ۰

رسول اللہ پر بھی سلام اور تم پر بھی سلام ہو رسول اللہ سے یہ پیام پہنچا دینا یارسول اللہ اس وقت میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصار سے یہ کہہ دینا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچی درآنحالیکہ تم میں سے ایک آنکھ بھی دیکھنے والی موجود ہو یعنی تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہو تو سمجھ لینا کہ اللہ کے یہاں تمہارا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا یہ کہہ کر روح پرواز کر گئی رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ۔

حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اور حافظ ذہبی نے بھی تلخیص میں اس کو صحیح فرمایا ہے۔

جنت کی مٹھاس:

طیاروں کی خوفناک آواز اور وزنی بموں کے پھٹنے سے فضاء میں اتنا شور وشغب ہوگیا کہ کان بند ہو رہے تھے ان طیاروں سے دفاع کرنے کے لئے مجاہدین بھی انٹی ایئر کرافٹ توپوں سے فائرنگ کر [illegible] حربہ یہی ہے کہ وہ میدانی علاقوں میں [illegible]

حملے کا سہارا لیتے ہیں اوراوپر سے لوہا اور آگ برسا کر مجاہدین کے ٹھکانوں کو تباہ کرتے ہیں بمباری ختم ہو چکی تھی۔دور پہاڑوں سے اٹھتا ہوا دھواں یہ بتا رہا تھا کہ کس کس جگہ پر دشمن اسلام نے بم برسائے ہیں۔مجاہدین کے کمانڈر کو اس خوفناک بمباری سے کافی تشویش تھی انہیں خطرہ تھا کہ کہیں کوئی قیمتی مجاہد اس غیر انسانی بمباری کا شکار نہ ہو گیا ہو اسی فکر اور پریشانی کی وجہ سے کمانڈر نے نقصانات کی تحقیق کو ضروری سمجھا اور اپنے گروپ کے چند مستعد مجاہدین کو بمباری کے ٹھکانوں کے مشاہدے کے لئے روانہ کر دیا۔

یہ واقعہ جہاد افغانستان کے ابتدائی دور کا ہے مجاہدین کا تفتیشی دستہ دھوپ کی سمت بڑھ رہا تھا دشوار گزار پگڈنڈی عبور کر کے اب یہ مجاہدین ایک اونچے پہاڑ پر نہایت احتیاط کے ساتھ ایک قطار میں چل رہے تھے۔سب سے آگے چلنے والا مجاہد بارودی سرنگوں کے باریک تاروں یا زمین کے نیچے دبی ہوئی خوفناک بارودی سرنگوں سے بچنے کے لئے خاص انداز میں قدم اٹھا کر بڑے پتھروں پر پاؤں رکھتا ہوا جا رہا تھا باقی مجاہد اس کے قدم والی جگہوں پر سے گزرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

پہاڑ سے نیچے اتر کر مجاہدین اس جگہ پہنچ چکے تھے جہاں پر زمین کی سیاہی اور دھواں بمباری کے مواقع کی نشاندہی کر رہے تھے مگر یہاں پر کسی مجاہد کے شہید یا زخمی ہونے کے کچھ آثار نہیں تھے اس جگہ کو چھوڑ کر مجاہدین ایک کھلے میدان کی طرف بڑھنے لگے اچانک سب سے آگے چلنے والا مجاہد ٹھٹھک کر رک گیا اب وہ مزید احتیاط سے آگے بڑھ رہا تھا مجاہدین نے کھلے میدان میں پہنچ کر عجیب منظر دیکھا۔

آٹھ مجاہدین خون میں لت پت زمین پر پڑے ہوئے تھے ان میں سے کسی کے جسم میں کوئی حرکت نہیں تھی بعض کے جسم کے کچھ اعضاء کٹے ہوئے تھے۔ مجاہدین نے اپنے ان آٹھ ساتھیوں کو ان کے لباس اور اسلحے سے پہچان لیا یہ [illegible] کے پرانے اور مضبوط ساتھیوں میں سے تھے اور اپنے تقویٰ اور

Marfat.com

بہادری کی وجہ سے مجاہدین میں ایک خاص مقام رکھتے تھے آج کی بمباری میں وہ دشمن کے بموں کا نشانہ بن گئے مجاہدین ڈبڈباتی آنکھوں کے ساتھ اپنے ان شہید مجاہدین کی طرف بڑھے۔

ایک ایک کو سیدھا کیا سب کے خوبصورت چہرے پہلے سے زیادہ خوبصورت نظر آرہے تھے سات شہداء کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کے بعد مجاہدین اس شہید کی طرف بڑھے جو دوسروں سے تھوڑے فاصلے پر پڑا ہوا تھا مگر یہاں پہنچ کر انہوں نے جو منظر دیکھا وہ بہت ہی عجیب تھا ان کا یہ آٹھواں ساتھی اپنا نیچے والا ہونٹ چبا رہا تھا، بلکہ ہونٹ کا کافی حصہ چبا چکا تھا نبض اور سانس دیکھنے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ابھی تک زندہ ہے حالانکہ اس کے جسم پر کافی زخم نظر آرہے تھے اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ بڑے انہماک اور توجہ کے ساتھ اپنے ہونٹ کو چبائے جا رہا تھا۔

مجاہدین اس کو اٹھا کر پیچھے لائے اور اس کے منہ سے پانی لگایا چھینٹے وغیرہ مارے۔ بالآخر کافی دیر کی محنت کے بعد اسے ہوش آگیا اب وہ حیرانی کے ساتھ اردگرد کے منظر کو دیکھ رہا تھا مجاہدین نے اسے بتایا کہ تمہاری جان بچ گئی ہے البتہ باقی تمام ساتھی شہید ہو چکے ہیں پھر سب نے اس سے پوچھا کہ تم بے ہوشی کے عالم میں اتنی بے دردی کے ساتھ اپنے ہونٹ کو کیوں چبا رہے تھے اس نے انکار کیا اور کہا کہ میرا ہونٹ تو درست ہے میں نے اسے نہیں چبایا مگر ساتھیوں کے بتانے پر اور اپنا ہاتھ لگانے پر اسے بھی یقین آیا کہ اس نے اپنا ہونٹ کاٹا ہے اور بڑی شدت سے چبایا ہے اب آہستہ آہستہ اسے مکمل ہوش آگیا اور وہ سارا منظر اسے یاد آنے لگا جو اس پر بیتا تھا اس نے بتایا کہ ہم آٹھ مجاہد اس مقام پر مورچہ بند تھے طیاروں کی اچانک بمباری کی وجہ سے میرے تمام ساتھی شہید ہو گئے اور میں بھی شدید زخمی ہو گیا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ دو عجیب [illegible] آدمی آگئے ان کے ہاتھ میں ایک چمکدار [illegible] [illegible] پیالے کو بھرتے اور [illegible]

شہداء سے فارغ ہو کر وہ میرے پاس بھی آئے انہوں نے پیالہ بھرا اور میرے منہ سے لگایا اس پیالے کا شربت میرے ہونٹ سے لگا ہی تھا کہ دوسرے آدمی نے کہا کہ اس کو مت پلاؤ، یہ زندہ ہے ابھی اس کا اہل نہیں ہے بس یہ سنتے ہی اس نے پیالہ ہٹا لیا مگر وہ شربت جو میرے نیچے والے ہونٹ پر لگا تھا، وہ اتنا میٹھا، لذیذ اور ٹھنڈا تھا کہ میں اپنا ہونٹ چوسنے لگا اور اس شربت کے عجیب ذائقہ سے لطف اندوز ہونے لگا اور مجھے یہ احساس تک نہ ہوا کہ میں نے اپنا ہی ہونٹ کاٹا ہے بلکہ مجھے تو اس مزے کی حلاوت کی وجہ سے ہونٹ کے کٹنے کا درد تک محسوس نہ ہوا۔

اس آنکھوں دیکھے واقعہ نے تمام مجاہدین کے ایمان کو اور مضبوط کر دیا اور انہیں اپنے شہید رفقا کی شہادت کی مقبولیت کا بھی علم ہو گیا اور اللہ رب العزت نے شہداء پر ہونے والے مخفی عظیم انعامات کی ایک جھلک انہیں دکھا دی تا کہ ان کا شوق شہادت اور ترقی حاصل کرے۔

اللہ رب العزت ہم سب مسلمانوں کو شوق شہادت کا ولولہ عطا فرمائے۔

مجاہد نے شہادت سے پہلے جنت دیکھی

درج ذیل واقعہ کے راوی بھی ڈاکٹر احسان اللہ مرین صاحب ہیں۔ وہ ایک مجاہد عبدالحمید خاں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتاتے ہیں:

۳۰ سالہ باریش۔ اکہرے جسم کا مالک عبدالحمید۔ صوبہ صفان کا رہنے والا تھا۔ فروری ۱۹۸۱ء میں میری اس سے میران شاہ میں ملاقات ہوئی تھی۔ افغانستان جانے کے لئے بطور ہمارے رہبر کے اس کی ذمہ داری لگی۔ تعارف ہوا تو پتہ چلا کہ وہ ایک دینی مدرسہ کا طالب علم تھا کہ کارمل فوجی اسے پکڑ کر لئے گئے۔ اور فوج میں جبری بھرتی کر لیا۔ ۶ ماہ تک وہ ارگن چھاؤنی میں رہا۔ مجاہدین اور کارمل فوج کے درمیان ایک جھڑپ کے دوران میں وہ فرار ہو کر مجاہدین سے [illegible] وہ ایک نیک، خوش اخلاق اور عبادت گزار نوجوان مجاہد تھا جس سے ملنے والا [illegible] نہ رہ سکتا تھا۔ اسی عبدالحمید کی شہادت کے بعد مولانا جلال

Marfat.com

الدین حقانی صاحب نے بتایا ''صبح کی نماز کے بعد عبدالحمید میرے پاس آیا اور مجھے کہنے لگا کہ آج میں شہید ہو جاؤں گا کچھ باتیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں'' میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے کہا پچھلے چند دنوں سے جب بھی میں بیٹھتا ہوں تو مجھ پر عجیب وغریب کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور جنت کے مناظر میری آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتے ہیں اور آج مجھے ایسا لگا ہے کہ جیسے میں خود جنت کے اندر داخل ہو رہا ہوں۔

اس کے بعد اس نے اپنے چودہ ہزار روپے (۱۴۰۰۰) جو اسے قلعہ نیک محمد کی فتح کے بعد بطور غنیمت ملے تھے مجھے دیتے ہوئے کہا یہ ۱۴ ہزار روپے آپ رکھ لیں۔ ان پیسوں کی میرے والدین کو کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہ اچھی زندگی بسر کر رہے ہیں ان روپوں کا گوشت خرید کر مجاہدین میں تقسیم کر دینا۔ میری شہادت کے بعد میری بندوق فلاں مجاہد کو دے دینا گھڑی فلاں مجاہد کو اور کپڑے فلاں فلاں لوگوں کو، اس کے بعد وہ چلا گیا۔

شام کو حملے کا پروگرام تھا حملے کے دوران میں ایک بارودی سرنگ پر اسکا پاؤں پڑا اور وہ شہید ہو گیا۔ اس کی شہادت محاذ ارگن پر اسی جگہ ہوئی جہاں سے وہ روسی فوج سے فرار ہو کر مجاہدین سے ملا تھا۔ یہ واقعہ جنوری یا فروری ۱۹۸۴ء میں پیش آیا۔

اے محروم! شہادت سے کس نے محروم کیا؟

علامہ بیہقیؒ اور ابن جوزیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ قاسم بن عثمان خزاعی کا بیان ہے کہ میں نے طواف میں ایک شخص کو دیکھا جو درد بھرے لہجے میں صرف یہ فریاد کر رہا تھا اللھم قضیت حاجة المحتاجین وحاجتی لم تقض؟

یا اللہ! آپ نے تمام محتاجوں کی ضرورت پوری فرمائی اور میری ضرورت کو پورا نہ کیا؟ میں نے اس شخص سے کہا اے اللہ کے [illegible] کے علاوہ کچھ اور دعاء کیوں نہیں [illegible]

سنا دیتا ہوں سنو! ہم سات ساتھی تھے جو مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے ہم نے دشمن کے علاقے میں جہاد کیا جس میں ہم سب کے سب گرفتار ہو گئے بعض رومی کمانڈروں نے ہمیں ایک الگ مقام کی طرف منتقل کیا تاکہ وہ ہماری گردنیں اڑائیں جب ہم وہاں کھڑے ہو گئے تو میں نے آسمان کی طرف دیکھا مجھے اچانک آسمان میں سات دروازے نظر آئے اور ہر دروازہ میں جنت کی حورعین میں سے ایک ایک کھڑی ہے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک پلیٹ اور ایک عمدہ رومال ہے جب دشمن نے ہمارے ایک ساتھی کی گردن ماری تو ایک حور فوراً زمین پر آئی اور اس رومال سے اس کے خون کو صاف کیا یہاں تک کہ چھ ساتھیوں کی گردنیں ماری گئیں اب صرف میں اکیلا رہ گیا اور ایک ہی کھلا دروازہ رہ گیا اور اس میں کھڑی ایک حور رہ گئی جب میں گردن زدنی کے لئے آگے آیا تو کافروں میں سے کسی نے سفارش کردی کہ ان کو معاف کردو چنانچہ انھوں نے مجھے معاف کر کے چھوڑ دیا تو اس حور نے کہا ای شئی فاتک یا محروم؟ اے محروم تجھے شہادت سے کس چیز نے محروم کردیا؟

یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کردیا، اس وقت سے اب تک میں پچھتا رہا ہوں اور یہ فریاد کررہا ہوں۔ (مشیر الغرام)

حور کی پانچ انگلیوں کی جگہ روشن ہو گئی

علامہ ابن نحاس فرماتے ہیں کہ مصر اسکندریہ میں مجھے میرے بعض نہایت مخلص ساتھیوں نے یہ قصہ سنایا کہ ہمارے پاس ایک مجاہد نوجوان مغرب سے آیا اور جہاد میں شریک ہو گیا لیکن وہ اپنا ایک ہاتھ ہمیشہ ہم سے چھپا تا تھا ہم نے بڑی کوشش کی مگر ہم دیکھ نہ سکے ہمیں شک پڑ گیا کہ کہیں اس کے ہاتھ میں کوئی بڑی متعدی بیماری نہ ہو اس لئے ہم نے چاہا کہ اس کے ساتھ کھانا اکٹھا نہ کھائیں مگر اس کے ایک ساتھی نے کہا کہ واقعہ ایسا نہیں ہے آپ لوگ تنہائی میں خود ان سے پوچھیں ہم نے بہر اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ میں مغرب کا رہنے والا ہوں ہمارے قریب

فرنگی لوگ رہتے تھے ہماری اوران کی ہمیشہ سے لڑائیاں جاری تھیں ایک دفعہ ہم بیس (۲۰) آدمی دشمن پر حملہ کے لیئے نکل پڑے دن کو چھپتے اور رات کو سفر کرتے تھے دن کو ہم ایک غار میں چھپنے کے لئے داخل ہو گئے ہم ابھی بیٹھے ہی تھے کہ اسی غار کے اندر سے ایک عجمی کافر باہر آگیا اور ہمیں دیکھ کر فورا واپس چلا گیا اور کچھ دیر کے بعد ایک ۱۰۰ عجمی کافر اندر سے باہر آگئے وہ لوگ بھی ہماری طرح اس غار میں چھپے ہوئے تھے تاکہ رات کو جا کر مسلمانوں پر حملہ کردیں۔ جب ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا تو پوچھ پاچھ کے بغیر جنگ شروع ہوگئی دونوں طرف سے شدید جنگ ہوئی اس گھمسان کی لڑائی میں ہمارے گیارہ ساتھی شہید ہو گئے اور ہم نے ان کے پینتالیس آدمی مردار کیئے پھر انہوں نے ہم پر شدید حملہ کر دیا تو میرے سوا سب ساتھی شہید ہو گئے میں شدید زخمی ہوا دشمن نے سمجھا کہ یہ بھی مر گیا ہے میں شہیدوں کے بیچ میں زخمی حالت میں پڑا ہوا تھا کہ اچانک آسمان سے ایسی عورتیں اتر آئیں جن کا جمال وکمال بے مثل تھا ان میں سے ہر ایک جا کر ایک ایک شہید کو ہاتھ سے پکڑتی تھی اور کہتی تھی یہ میری قسمت میں آیا ہے وہ شہید اس کے ساتھ اٹھ کر چلا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک حور میرے پاس آئی اور کہا کہ یہ میری قسمت میں آیا ہے جب اس نے میرے بازو کو پکڑ لیا تو اس کو احساس ہوا کہ میں ابھی زندہ ہوں اس نے غصہ کے انداز سے میرا ہاتھ چھوڑا اور کہا ،وانت الی الساعۃ؟ یعنی تو ابھی تک زندہ ہے؟ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور چلی گئی اب دیکھو میرے بازو کا یہ حال ہے ،راوی کہتا ہے کہ ہم نے جب دیکھا تو ان کے بازو پر ہاتھ کی انگلیوں کے پانچ نشانات سفید دودھ کی طرح چمک رہے تھے۔ (ابن نحاس صفحہ ۶۸۸)

نووی نے لکھا ہے کہ شہداء تین قسم پر ہیں (۱) دنیا وآخرت دونوں میں شہید (۲) آخرت کا شہید دنیا کا نہیں جیسے ہیضہ طاعون اور آگ میں جلا ہوا پانی میں ڈوبا ہوا آخرت کا ہے دنیا کا نہیں (۳) دنیا کا شہید آخرت کا نہیں جیسے کسی نے مال غنیمت میں خیانت کی (بحوالہ دعوت وجہاد)

Marfat.com

شہادت سے محرومی پر ملال

ایک مرد صالح کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا کہ جو کہہ رہا تھا کہ اے میرے مالک تو نے مجھ محروم کے ساتھ کیا کیا۔ میں نے اس سے پوچھا تو یہ کیا کہتا ہے۔ کہنے لگا ہم دس آدمی تھے، کفار سے مڈ بھیڑ ہوگئی اور ہم گھیرے میں آ گئے، دشمنوں نے ہمیں باندھ لیا، ان کے بادشاہ نے ہمارے قتل کا حکم دیا، جب ہم لوگ میدان میں کھڑے کئے گئے تو میں نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی، کیا دیکھتا ہوں کہ دس حوریں زمین و آسمان کے درمیان کھڑی ہیں، جلاد جب ایک کی گردن مارتا تو ایک حور اترتی جس کے ہاتھ میں جنت کا رومال ہوتا اور وہ اس کی روح کو اس رومال میں لپیٹ کر آسمان پر چلی جاتی، اس طرح نو آدمیوں کے ساتھ ایک ایک حور نے یہی معاملہ کیا مگر جب میری باری آئی تو لوگوں نے میری سفارش کردی، بادشاہ نے میری معافی کا پروانہ جاری کردیا، حور آسمان پر چلی گئی اور جاتی ہوئی کہتی جاتی تھی کہ ہائے بدنصیب.......... ہائے محروم.......... اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اے مالک تو نے یہ کیا کیا؟

عیناء مرضیہ:

شیخ عبدالواحدین زید رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے جہاد کی تیاری شروع کی اور ہم میں سے ایک شخص نے یہ آیت پڑھی:

ان الله اشترىٰ من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة

"بیشک اللہ نے خرید لیا ہے مسلمانوں سے ان کی جانوں اوران کے مالوں کو بدلے میں اس لئے کہ ہو ان کے لئے جنت۔"

یہ آیت سن کر ایک پندرہ سولہ برس کا لڑکا جس کا باپ بہت سا مال چھوڑ کر مر گیا تھا، اٹھ کھڑا ہوا، اور کہا کہ "عبدالواحدؒ" میں تجھے گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں

Marfat.com

نے اپنی جان اور اپنا مال جنت کے بدلے خدا کے ہاتھ بیچ ڈالا۔"

عبدالواحد نے کہا "خواب سمجھ لو تلوار کی دھار بڑی تیز ہوتی ہے۔"

لڑکے نے کہا "میں نے خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لیا ہے پھر اس نے گھوڑا اور لڑائی کے ہتھیار خریدے اور باقی کا تمام روپیہ اور مال واسباب خدا کی راہ میں دے ڈالا، اس کے بعد ہم جہاد کے لئے نکل پڑے، ہم رات کو سو جاتے تو وہ لڑکا ہماری جانوں، ہمارے مال واسباب اور گھوڑوں کی حفاظت میں ساری ساری رات جاگتا اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا۔

ایک دن ہم چلتے چلتے شام کے وقت ایک شہر کے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہی لڑکا چلا چلا کر کہہ رہا ہے "عیناء مرضیہ، عیناء مرضیہ"۔

ہم سمجھے کہ وہ مجنون ہو گیا ہے، میں نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ یہ کیسی باتیں کر رہے ہو، آپ کو کیا ہو گیا ہے، اور یہ عیناء مرضیہ کون ہے؟ اس نے کہا "مجھے کچھ نہیں ہوا میں بالکل ٹھیک ہوں، قصہ یوں ہوا کہ آج دوپہر کے وقت میں گھوڑے پر سوار تھا کہ مجھ پر غنودگی سی چھا گئی اور ایک شخص نے میرے پاس آ کر کہا "چلو تمہیں عیناء مرضیہ کے پاس لے چلوں میں نے کہا چلو، چنانچہ میں اس کے ساتھ ہو لیا۔"

وہ مجھے آن کی آن میں نہایت ہی شاداب اور سرسبز باغ میں لے گیا اور خود غائب ہو گیا میں اس گھنے باغ میں ادھر ادھر گھومنے لگا، دفعۃً میں نے باغ میں ایک نہر صاف شفاف پانی کی بہتی ہوئی دیکھی، اس نہر کے کناروں پر حسین وجمیل لڑکیاں نہایت ہی قیمتی لباس پہنے ہوئے، ہیرے، جواہرات اور زیورات سے آراستہ بیٹھی تھیں، مجھے دیکھتے ہی وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگیں کہ یہ عیناء مرضیہ کا خاوند ہے۔

میں نے آگے بڑھ کر ان کو سلام کیا اور پوچھا تم میں عیناء مرضیہ کون ہے؟ انہوں نے کہا ہم تو عیناء مرضیہ کی لونڈیاں اور باندیاں ہیں۔ اگر آپ نے ان سے ملنا ہے تو آگے تشریف لے جائیے، میں آگے چل پڑا اور ایک [illegible]

بھرے باغ میں پہنچا۔ اس باغ میں ایک نہر خالص لذیذ اور ذائقہ دار دودھ کی دیکھی، اس کے کناروں پر بھی پہلے کی طرح لڑکیاں بیٹھی تھیں، مگر یہ ان سے کہیں زیادہ خوبصورت اور حسین لباس فاخرہ میں ملبوس تھیں، مجھے دیکھ کر انہوں نے بھی یہی کہا "یہ عیناء مرضیہ کا خاوند ہے" میں نے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ یہ عیناء مرضیہ کون ہے اور کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو اس کی خدمتگار لونڈیاں ہیں، اس سے ملنا ہے تو آگے تشریف لے جائیے، میں آگے چل پڑا، تھوڑی دور جا کر میں نے دیکھا کہ ایک شربت کی نہر ہے جو زمرد اور جواہر کے ریزوں پر بہہ رہی ہے، اس کے کناروں پر بھی بہت سی حسین لڑکیاں بیٹھی ہیں۔ میں ان کے قریب پہنچا اور سلام کر کے پوچھا کیا آپ میں عیناء مرضیہ موجود ہیں۔ انہوں نے کہا ہم سب تو اس کی کنزیں ہیں، عینا مرضیہ تو آگے ہیں، میں آگے چل پڑا اور ایک اور نہر کے کنارے پر پہنچا جو خالص شہد کی تھی، اور اس کے کناروں پر بھی جوان اور خوبصورت لڑکیاں جلوہ افروز تھیں، جو پہلی لڑکیوں سے کہیں زیادہ حسین تھیں، مجھے دیکھتے ہی وہ چلا اٹھیں، وہ دیکھو عیناء مرضیہ کا خاوند پہنچا ہے، میں ان کی طرف متوجہ ہوا اور سلام کر کے کہا یہ جو آپ عیناء مرضیہ کا نام لے رہی ہیں، مجھے بتاؤ وہ کہاں ہیں؟ کیا وہ یہاں آپ میں موجود ہیں،! ان میں سے ایک آگے بڑھ کر بولی ہم سب تو اس کی خدمت گار ہیں، آپ آگے چلے جائیں میں آگے چل پڑا۔

کچھ دور چل کر مجھے سپید موتیوں کا خیمہ نظر آیا، اس خیمے کے دروازے پر نہایت ہی خوبصورت سروقد لڑکی عمدہ لباس اور بیش بہا زیورات سے آراستہ و پیراستہ کھڑی تھیں، مجھے دیکھتے ہی خوشی کے مارے باغ باغ ہوگئی اور یہ کہتی ہوئی خیمے میں داخل ہوگئی کہ وہ دیکھو عینا مرضیہ کا خاوند آ گیا، آہا ہا عینا ء مرضیہ کا خاوند آ گیا، میں بھی تیزی سے اس کا تعاقب کرتا ہوا خیمے کے اندر داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جڑاؤ سونے کا تخت بچھا ہے اور اس پر عیناء مرضیہ جلوہ افروز ہے۔ میں اس کے حسن، فاخرہ لباس، اور انمول زیورات کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں۔ بس صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ بلاشبہ ایسی حسین اور خوبصورت لڑکی کا تصور بھی عمر

بھر میرے ذہن میں نہ آیا ہوگا۔ اسے دیکھ کر میں بے قابو ہو گیا اور مرحبا! مرحبا! کہتا ہوا اسے آغوش محبت میں لینے کے لئے آگے بڑھا، مگر عیناء مرضیہ نے نہایت ہی نرم لہجہ اور محبت بھرے الفاظ میں مخاطب کیا ولی اللہ ٹھہر جاؤ آگے نہ بڑھو ابھی تمہاری روح میں حیات دنیوی موجود ہے آج شام کے بعد انشاء اللہ آپ یہیں روزہ افطار کریں گے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، بس اس وقت سے مجھے کسی کل چین نہیں پڑ رہا۔ ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ دفعۃً دشمنوں کا ایک گروہ ادھر آنکلا اس نوجوان نے سبقت کر کے ان پر حملہ بول دیا اور آن کی آن میں نو کافروں کو ڈھیر کر دیا۔ اچانک ایک دشمن نے تاک کر ایسا نیزہ مارا کہ سینے کے آر پار ہو گیا اسی وقت گھوڑے سے زمین پر گر پڑا۔

شیخ عبدالوحد فرماتے ہیں کہ میں بھاگ کر اس کے پاس پہنچا وہ خاک و خون میں لت پت پڑا ہوا قہقہے مار مار کر ہنس رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی میں نے مغرب کی طرف دیکھا تو سورج غروب ہو رہا تھا۔

صحابہؓ اور مجاہدین کی قبروں میں تروتازہ نعشیں

شہداء کی شان نرالی ہے

علامہ ابن شامیؒ نے روح المختار میں تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی پر شہیدوں کا کھانا حرام کیا ہے۔ علامہ الرملی۔ الشافی نے نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج جلد ۵ کتاب العاریہ میں تصریح کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام کے اجسام زمین کے اندر ضائع نہیں ہوتے۔

نیز شہداء کی لاشوں کو چالیس سال بعد حضرت معاویہؓ کے دور میں صحیح وسلامت دیکھا گیا۔ اور قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ شہید کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہے۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ زمین کے اندر شہداء کے اجسام سالم رہتے ہیں۔ اسلئے کہ انسان جب تک زندہ ہے اس کا جسم سڑتا نہیں خواہ زمین کے اوپر ہو یا زمین کے نیچے۔ البتہ اگر انسان کے جسم کو ظاہری بیماری (جراثیمی سمیت) لگ جائے تو یہ اور بات ہے اسی طرح اگر کسی شہید کا جسم یا اس کا کوئی حصہ کسی مرض کے نتیجہ میں متاثر ہو جائے تو زہری سمیت یعنی زہریلے مواد سے جان بوجھ کر خراب کیا جائے جیسا کہ افغانستان میں کئی مرتبہ روسیوں نے ایسا کیا ہے جس کے ثبوت کے لئے اس بحث کے آخر میں مستند عرض کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

میرا ساتھی اٹھ کھڑا ہوا اور رومی کی گردن پکڑ لی

روایت ہے ابو عبداللہ شامیؒ سے کہ ہم لوگ جہاد کیلئے ملک روم گئے۔ ہمارے دو مجاہد دشمن کی تلاش میں نکلے۔ ایک رومی سے آمنا سامنا ہوا۔ اس میں سے ایک شہید ہو گیا دوسرے نے واپس آنا چاہا۔ پھر دل میں خیال آیا کہ میرا ساتھی تو جنت میں گیا اگر میں

Marfat.com

لوٹ جاؤں تو بڑے افسوس کی بات ہے چنانچہ میں نے اس سے مقابلہ کیا اور تلوار ماری مگر وار خالی گیا۔ رومی نے مجھ کو زمین پر پچھاڑا اور میرے سینے پر چڑھ کر مجھے ذبح کرنے کا قصد کیا اتنے میں میرا شہید ساتھی اٹھ کھڑا ہوا اور رومی کی گردن پکڑلی اور اسے زمین پر دے مارا۔ ہم دونوں نے مل کر اس کو قتل کیا۔ پھر ہم دونوں باتیں کرتے ہوئے چلے میرا ساتھی ایک درخت کے نیچے جا کر جس طرح شہید ہو کے گرا تھا۔ اسی طرح گرا۔

(نور الصدور فی شرح القبور ص ۱۲۰ از علامہ جلال الدین سیوطی)

شہداء کے جسموں میں زندگی کے آثار

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے اعلان فرمایا ہے کہ جو لوگ راہ خدا میں قتل کیے جائیں۔ انھیں مردہ نہ کہو۔ اس اعلان نے یہ بات قطعی طور پر واضح کردی کہ شہداء کی موت عام لوگوں کی موت کی مانند نہیں اور مشاہدہ نے اس پر مہر ثبت کردی ہے۔

روایت ہے کہ امیر معاویہؓ نے احد کے دامن میں پانی کی نہر کھدوائی جس سے شہداء احد کی قبروں میں پانی رس کر بہنے لگا تو احد کے شہداء کو وہاں سے منتقل کرنیکا فیصلہ کیا گیا جب انکی قبروں کو کھودا گیا تو ان کے اجسام اور ان پر جو چادریں اور گھاس بچھائی گئی تھی وہ سب کچھ صحیح وسالم تھی یہاں تک کہ انکے اعضاء اتنے نرم تھے کہ موڑے جاسکتے تھے گویا کہ ابھی سوئے ہوں۔ انکے رشتہ داروں کو انہیں پہچاننے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری کے چہرے پر زخم تھ اور اس پر انھوں نے ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ جب انکا ہاتھ وہاں سے ہٹایا گیا تو خون کا فوارہ پھوٹنے لگا۔ پھر جب ان کا ہاتھ وہاں دوبارہ رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا۔ حالانکہ انکی شہادت اور نہر کھودنے کے درمیان چالیس سال کا عرصہ گذر چکا تھا اور روایت میں ہے کہ قبر کھودتے وقت حضرت حمزہؓ کے پاوں پر بیلچہ لگا تو اس سے خون بہنے لگا۔

حضرت حمزہؓ کی قبر کشائی

یہ ۱۹۶۸ء کا واقعہ ہے میں سعودی عرب میں

Marfat.com

کام کر رہا تھا۔ جمعہ کے روز زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ وہاں اپنے ایک ڈاکٹر دوست کے پاس قیام کیا ڈاکٹر صاحب بیمار تھے۔ اور کافی مریض ان کا انتظار کر رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے مریض دیکھنے کیلئے کہا چنانچہ میں نے مریضوں کو دیکھ کر فارغ کر دیا۔ ان میں سے ایک بوڑھا بدو مجھے اُحد پہاڑ کے پاس مریض دکھانے کے لے گیا۔ شہدائے اُحد کے قبرستان کے پاس ہی خیمہ میں مریض پڑا ہوا تھا۔ میں نے دیکھ کر نسخہ دیا۔ اس کے بعد وہ شخص مجھے حضرت حمزہؓ کی قبر پر لے گیا اور بتایا کہ آج سے پچاس سال پہلے حضرت حمزہؓ کی قبر نیچے وادی میں تھی، ایک دفعہ زبردست بارش ہوئی تو حضرت حمزہؓ کی قبر زیرآب آ گئی۔ شریف مکہ جو ان دنوں حجاز کے حکمران تھے کو خواب میں حضرت حمزہؓ کی زیارت ہوئی۔ حضرت حمزہؓ نے شریف مکہ کو کہا کہ مجھے بارش کا پانی تنگ کر رہا ہے۔ اس کا بندوبست کرو۔ شریف مکہ نے علماء کو بلا کر ان سے مشورہ کیا۔ جب قبر کو کھودا گیا تو واقعی اس میں پانی رس رہا تھا۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ کی نعش کو اونچی جگہ منتقل کرنیکا پروگرام بنایا۔ بوڑھے بدو نے بتایا کہ قبر کھودنے والوں میں میں بھی شامل تھا۔ کھدائی کے دوران کدال کی معمولی سی ضرب غلطی سے نعش کے ٹخنے پر جا لگی۔ یہ دیکھ کر سب حیران ہو گئے کہ وہاں سے تازہ خون جاری ہو گیا۔ چنانچہ اس جگہ پر پٹی باندھی گئی۔ حضرت حمزہؓ کے جسم کو کھولا گیا تو دیکھا کہ جسم کے نچلے حصے پر کفن موجود ہے۔ زخموں سے تازہ خون رس رہا تھا۔ آنکھ نکلی ہوئی اور ناک کان کٹے ہوئے ہیں۔ اور پیٹ چاک ہے۔ وہاں پر موجود سب لوگوں نے حضرت حمزہؓ کی زیارت کی اور اسی حالت میں ان کو پرانی قبر سے نکال کر اونچی جگہ دوبارہ دفن کیا گیا۔

یہ سارا ماجرہ بدو نے مجھے اس لئے سنایا تا کہ ہمیں مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین آجائے اگر مرنے کے بعد کوئی زندگی نہ ہوتی تو حضرت حمزہؓ جن کو شہید ہوئے چودہ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس طرح زمین میں محفوظ نہ ہوتے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کی قبر سے اٹھتا ہوا نور

مبسوط سرخی میں لکھا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ مسلمانوں کے لشکر کے

ساتھ جہاد کیلئے نکلے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجاہدین کو وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو جنازے کو لشکر کے ساتھ آگے محاذوں پر لے جانا جہاں تک ہو سکے تا کہ جب اللہ تعالی پوچھیں کہ ''ابوایوب تو میزبان رسول تھا، تا اللہ کے راستے میں تو نے کیا کیا؟۔ میں کہوں گا یا اللہ جب زندہ تھا تیرے راستے میں جہاد کرتا رہا۔ جب انتقال ہو گیا جب بھی مجاہدین کے ساتھ میری لاش چلتی رہی۔ چنانچہ راستے میں ان کا انتقال ہوا۔ تو جنازہ لشکر کے ساتھ لے جایا گیا۔ آگے لیجا کر رومیوں کی ایک بستی میں آپ کی تدفین کی گئی۔ صبح پوری بستی کے لوگ مجاہدین کے پاس آئے۔ پوچھا یہ قبر کس کی ہے۔ ہم نے کہا صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ کے رسول کے ایک جلیل القدر صحابی ابوایوب انصاری کی قبر ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے رات بھر دیکھا کہ قبر سے ایک نور نکلتا ہے جو آسمان تک جاتا ہے پھر واپس آتا ہے رات بھر یہی کیفیت رہی۔ یہ دیکھ کر ہمارے دلوں میں اسلام کی حقانیت اتر گئی۔ لہذا اب آپ لوگ گواہ رہنا۔

نشهد ان الا اله الا الله ونشهد ان محمداً عبده ورسوله ۔ پڑھا اور پوری بستی مسلمان ہو گئی۔ اس دور میں اللہ پاک نے ایسے واقعات دکھائے ہیں۔

صحابہؓ کے جسم مبارک قبروں میں تروتازہ

حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جب جنگ اُحد کا وقت آیا تو مجھے میرے باپ نے رات کو بلایا اور کہا میں اپنے آپ کو اس کے سوا اور نہیں خیال کرتا کہ میں وہ پہلا شہید ہونگا۔ جو صحابہ کرامؓ میں قتل کیے جائیں گے۔ اور خدا کی قسم کسی ایسے کو نہیں چھوڑ رہا ہوں جو حضور ﷺ کے بعد مجھے تجھ سے پیارا ہو اور مجھ پر قرضہ ہے میری جانب سے میرا قرضہ ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم نے صبح کی تو واقعی یہ پہلے شہید ہوئے میں نے ان کو ایک دوسرے آدمی کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا پھر مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ میں انھیں دوسرے آدمی کے ساتھ ایک ہی قبر میں چھوڑے رکھوں۔ میں نے چھ ماہ کے بعد ان کو قبر سے [illegible] بالکل اسی طرح تھے جس طرح کہ اس دن تھے [illegible]

Marfat.com

کان حقیر ہو چکا تھا۔ ایک روایت میں اسطرح ہے میں چھ ماہ تک رکا رہا پھر میری طبیعت نے مجھے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ میں انھیں تنہا دفن کروں چنانچہ میں نے انھیں قبر سے نکالا تو زمین نے ان کی لاش سے کچھ بھی نہ کھایا تھا۔ مگر ایک ذرا سا حصہ کان کی لو کا۔ ایک اور روایت میں اسی سند کے ساتھ اسطرح ہے کہ میں نے ان کی کوئی چیز بدلی ہوئی نہ پائی۔ مگر چند بال ان کی ڈاڑھی کے جو زمین سے ملے ہوئے تھے۔

ابن اسحاق نے یہ قصہ مغازی میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ میرے باپ نے انصاری کے بوڑھوں سے مجھ سے یہ نقل کی ہے کہ ان حضرات نے فرمایا کہ جب حضرت معاویہؓ نے اپنی نہر بنائی جو شہداء کی قبروں پر سے گذری اور نہر ان پر بہنے لگی تو ہم آئے اور ہم نے ان دونوں شہداء کو نکالا عمر اور عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان دونوں پر دو چادریں جس سے ان کے چہرے ڈھانپے گئے تھے موجود تھیں۔ اور ان دونوں حضرات کے قدموں پر گھاس پڑی ہوئی تھی۔ ہم نے ان دونوں حضرات کو نکالا یہ اس طرح پر مڑ جاتے تھے گویا کہ یہ دونوں حضرات گذشتہ رات دفن کئے گئے ہیں۔

حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کی خلافت میں اچانک میرے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا اے جابرؓ۔ تیرے باپ کی قبر کو حضرت معاویہؓ کے کارندوں نے اکھاڑا ہے اور کچھ حصہ ان کا نکالا ہے میں اس لاش کے پاس آیا تو میں نے اسی طریقہ پر اس کو پایا جس طرح سے اس کو میں نے دفن کیا تھا۔ کوئی چیز نہیں بدلی تھی۔ مگر جسم کا وہی حصہ جس پر شہادت کے زخم ہوئے تھے۔ تو میں نے ان کو دفن کر دیا۔

حضرت عبداللہؓ کی قبر میں خون رستا ہوا

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سرخ آدمی تھے سر کے اگلے حصہ کے بال اُڑے ہوئے تھے اور طویل نہیں تھے اور حضرت عمرو بن جموحؓ لانبے قد کے آدمی تھے۔ اسی وجہ سے پہچان لئے گئے اور ایک قبر میں دفن کئے گئے پہلے ان کی قبر نہر کے قریب تھی اسی میں نہر کا پانی جانے لگا اس وقت ان کی قبر کھودی گئی اور ان دونوں پر چادریں تھیں اور حضرت عبداللہؓ کے چہرہ پر زخم لگا تھا انکا ہاتھ انکے زخم پر تھا ان

کا ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہنے لگا ان کا ہاتھ اسی جگہ رکھ دیا گیا تو خون ٹھہر گیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کی قبر میں دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سو رہے ہیں اور انکی حالت میں ذرا بھی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ حضرت جابرؓ سے دریافت کیا گیا کیا تم نے ان کا کفن دیکھا تھا؟۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ وہ ایک چھوٹی سی چادر میں کفن دیئے گئے تھے جس سے ان کا چہرہ وغیرہ چھپایا گیا تھا۔ اوران کے پیر پر حرمل گھاس ڈال دی گئی تھی۔ ہم نے چادر کو اور حرمل گھاس کو ان کے پیروں پر اسی طرح پڑا ہوا پایا اوران دونوں واقعات کے درمیان چھیالیس سال کی مدت ہے۔

حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہ کی لاش کا منتقل کیا جانا تین مرتبہ ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ چھ ماہ کے بعد حضرت جابرؓ نے منتقل کیا پھر چالیس سال کے بعد نہر کی وجہ سے منتقل کیا گیا اوراس چھ سال کے بعد اس لئے منتقل کیا گیا کہ نہر کا پانی اس میں داخل ہونے لگا تھا۔

صحابہ کرامؓ کی قبروں سے مشک کی خوشبو کا آنا

محمد بن شرحبیل نے بیان کیا کہ حضرت سعد بن معاذؓ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی لی جب مٹھی کھولی تو وہ مشک جیسی مہک رہی تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس کی خوشبو حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک تک بھی پہنچی تھی۔ ایک اور روایت میں معلوم ہے کسی شخص نے حضرت سعدؓ کی قبر سے ایک مٹھی بھری اوراس کو لے گیا اس کے بعد جب اس مٹی کی طرف دیکھا تو وہ مشک تھی۔

حضرت ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ وہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے حضرت سعدؓ کے لئے جنت البقیع میں قبر کھودی تھی۔ جب کبھی ہم کھودتے اور مٹی کا کوئی حصہ ہم پر آپڑتا تو ہم پر مشک جیسی خوشبو آتی۔ یہاں تک کہ ہم نے ان کی لحد کھودی۔

شہید کی تر و تازہ لاش

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مسلسل حضور نبی کریم صلی

رہے، یہاں تک کہ تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اور بے شمار دشمن موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ پھر لڑائی ختم ہوگئی اور اللہ نے اپنے نبی علیہ السلام کو بال بال بچا لیا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے روزہ دار اور مجاہد کے روپ میں تمام زندگی بسر کی۔ جب موت آئی تو اس وقت بھی آپؓ روزے کی حالت میں اور سفر جہاد میں تھے۔ دین الٰہی کے غلبہ اور کلمۃ اللہ کے لئے دور دراز کا سفر کرتے رہے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کے دور میں مسلمانوں نے ایک جنگ کے سلسلے میں بحری سفر اختیار کیا تو حضرت ابوطلحہ بھی لشکر اسلام کے ساتھ روانہ ہونے کے لئے تیار ہونے لگے۔ بوڑھے باپ کو تیار ہوتا ہوا دیکھ کر آپ کے جوان بیٹوں نے عرض کی ابا جان !! اللہ آپ پہ رحمت کرے اب آپ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ آپؓ نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ بہت سی جنگیں لڑیں۔ ازراہ کرم اب آپ آرام کریں۔ اب ہماری باری ہے۔ ہم آپ کی جانب سے جنگ لڑیں گے۔ بیٹوں کی بات سن کر فرمایا۔ بیٹو۔ سنو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ . انفروا خفافا وثقالاً وجاهدوا باموالكم و انفسكم فی سبیل اللہ ۔ ہلکے اور بوجھل نکل کھڑے ہو اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ التوبہ۔

میرے بیٹو !! اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا ہے۔ عمر کی کوئی قید نہیں لگائی۔ لہذا آپؓ لشکر اسلام کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہو گئے۔ حالانکہ آپؓ عمر رسیدہ تھے۔ لشکر اسلام کے ساتھ کشتی پر سوار سمندر کے وسط میں مصروف سفر تھے کہ شدید بیمار ہو گئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے آپؓ کی پاک روح بدن مبارک سے نکلی اور آپؓ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ کشتی میں سوار آپؓ کے مجاہد ساتھی حضرت ابوطلحہ کو دفن کرنے کے لئے کسی جزیرے کی تلاش کرنے لگے۔ مگر انہیں سات دن گزر جانے کے بعد جزیرہ نظر آیا ان سات دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جانثار عاشق حضرت طلحہؓ کی لاش تروتازہ رہی۔ یوں معلوم ہوتا کہ گویا آپؓ آرام دہ سکون کی نیند سو رہے ہیں۔

Marfat.com

عبدالرحمٰنؒ شہادت کے بعد بھی آنکھیں کھولے رہے:

جہاد دمیاط میں شریک ہونے والوں میں ایک حضرت فقیہ عالم ولی عارف عبدالرحمٰن نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، آپ ایک فرنگی کے ہاتھوں شہید ہوئے، جب زمین پر گر پڑے اور اپنے اللہ سے جا ملے تو اس فرنگی نے جو عربی پڑھا ہوا تھا چلا کر طنزاً یہ آیت مبارکہ پڑھی

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً

بل احیاء عند ربھم یرزقون ٭

''اور ہرگز نہ سمجھنا ان کو جو شہید ہوئے راہ میں اللہ کی

مردے وہ زندہ ہیں اپنے رب کے یہاں رزق دیے جاتے ہیں۔''

اور پھر اس نے کہا یہ بھی تمہارا علم ربانی ہے، اس وقت عبدالرحمٰنؒ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور سر اٹھا کر کہا ہاں زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ یہ واقعہ دیکھ کر وہ فرنگی مسلمان ہو گیا وہ آپ کو شہید ناطق کہا کرتا تھا۔

(بحوالہ حکایت المجاہدین)

حضرت زبیر بن العلوم کی تر و تازہ لاش کا مشاہدہ:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں ایک صحابی تھے جن کے جنتی ہونے کی بشارت دنیا ہی میں دے دی گئی تھی جنگ جمل میں شہید کر دیے گئے تھے۔ آپ کے مناقب وفضائل بہت ہیں سابق الاسلام تھے، پندرہ سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے، اس سلسلے میں کفار قریش نے بہت ایذائیں دیں چنانچہ ان کے چچا چٹائی میں لپیٹ کر آپ کو دھواں دیا کرتے اور کہا کرتے دین آبائی کی طرف لوٹ آ مگر وہ برابر انکار کرتے رہے۔

آپ کی بیوی اسماء بنت ابی بکر صدیق تھیں اس رشتے

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے، آپ نے غزوۂ خندق و بدر میں اور غزوۂ احد کی معرکہ آرائیوں میں دادِ شجاعت دی کسی غزوہ میں بھی پیچھے نہیں رہے، سب میں شریک ہوئے، آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تلوار اٹھائی۔

آپ غزوۂ بدر میں زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے، جب فرشتے غیبی امداد کے طور پر بدر میں اترے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح زرد عمامہ لپیٹے ہوئے تھے۔

آپ بہادر بھی حد درجہ تھے، ایک مرتبہ آپ کے میں تھے کہ یہ وحشت ناک خبر سنی کہ معاذ اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے، سنتے ہی بے تاب ہو گئے، ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ننگے بدن آپ کو تلاش کرنے کے لئے نکلے۔ اتفاقاً حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگئی، اس عجیب و غریب حالت کو دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ زبیر کیا ہوا؟ عرض کیا کہ میں نے سنا کہ خدانخواستہ آپ قتل کر دیئے گئے، آپؐ نے پوچھا تب تم کیا کرنے والے تھے حضرت زبیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں پورے مکہ والوں کو چیلنج کرنے والا تھا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی۔

آپ بہت صاحب ثروت اور مالدار تھے، ہزار غلام تھے، جو روز نہ ٹیکس ادا کرتے تھے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس تمام مال کو فی سبیل اللہ تقسیم کیا کرتے تھے گھر کے اندر ایک درہم بھی نہیں جاتا تھا، یہی حال بعد وفات رہا کہ گھر میں ایک درہم یا ایک دینار بھی نقد نہیں تھا بلکہ قرضہ چھوڑ گئے تھے جس کا اندازہ ۲۲ لاکھ درہم کیا گیا جو ان کی زمین بیچ کر ادا کیا گیا۔

ورثاء نے مال تقسیم کرنے کے لئے جلدی مچائی، آپ کے فرزند جناب عبداللہ نے اعلان کر دیا کہ ابھی مال تقسیم نہ ہوگا بلکہ چار سال تک مسلسل حج کے موقع پر اعلان کراؤں گا کہ جس شخص کا بھی زبیر بن العوام پر قرضہ ہو آ کر لے جائے۔

جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تب تقسیم کی نوبت آئی، تو چار بیویوں

Marfat.com

میں سے ہر ایک کو بارہ بارہ لاکھ درہم یا دینار دیا گیا، یہ تھا ان کی ثروت و دولت کا حال۔ ان کی شہادت بصرہ میں جنگ جمل ۳۶ھ میں ساٹھ سال کی عمر ہوئی۔

(صفوۃ الصفوہ ابن جوزی)

۳۸۶ھ میں بصرہ والوں نے ایک بہت پرانی قبر کھودی تو ان کو ایک تروتازہ لاش مع کپڑا اور آلات حرب کے دکھائی دی، لوگوں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ نعش مبارک حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ چنانچہ نعش نکال کر دوبارہ تکفین کرنے کے بعد دفن کی گئی، اور اسی جگہ ایک مسجد تعمیر ہوئی۔

(والبدیہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۳۱۹)

جنگ جمل ۳۶ھ میں ہوئی اور ۳۸۶ھ میں قبر کھولی گئی، سو پچاس برس کا فاصلہ نہیں بلکہ پورے ساڑھے تین سو سال بعد بصرہ والوں نے قدرت الٰہی کا یہ کرشمہ دیکھا اور قرآنی شہادت جو شہیدوں کے متعلق ہے اس کی تصدیق کی۔

سہیل نے دلائل النبوۃ میں بعض صحابہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک جگہ کھودی تو اس میں ایک طرف طاق کی طرح کھل گئی تو دیکھا کہ ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور سامنے قرآن شریف کھلا ہوا رکھا ہے اور وہ تلاوت میں مصروف ہیں، آگے کی طرف تروتازہ باغ ہے اور غالباً یہ احد کی سرزمین کا واقعہ ہے، انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ کوئی شہید ہیں کیونکہ چہرے پر زخم کے نشانات موجود تھے۔

(نظم الدرج ۲ ص ۲۵۱)

Marfat.com

جہاد اور معجزات رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم

جہاد اور معجزات

آج سے چودہ صدیوں قبل اپنی نگاہ کو کائنات پر مرکوز کریں تو پوری زمین پر کفر و جہالت کا اندھیرا تھا، ظلمت کا بسیرا تھا، فحاشی وعریانی کا ڈیرہ تھا، بیت اللہ میں ایک اللہ کے بجائے تین سو ساٹھ (۳۶۰) بتوں لات، منات، ہبل اور عزیٰ کی پرستش کی جارہی تھی۔ ''کن'' کہہ کر تمام نظام کائنات کو تخلیق کرنے والے اس رحیم و کریم، غفار وقہار، حی وقیوم، رزاق وخالق، مالک ومعبود کو چھوڑ کر، اشجار واحجار، شمس وقمر اور دیگر مخلوقات کو اپنا مشکل کشا، روزی رسا، حاجت روا اور داتا سمجھا جاتا تھا۔

معاشرتی حالت یہ تھی کہ مرد وزن ننگے طواف کرتے تھے۔ عورتوں کی منڈیاں لگتی تھیں، بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا، شراب وشباب کی محفلیں سجائی جاتی تھیں، حلال وحرام، پاک وناپاک کی تمیز ختم ہو چکی تھی، انسانیت دم توڑ رہی تھی۔

ایسے میں کائنات میں فصاحت و بلاغت کے مرکز عرب اور زمین کے عین وسط مکہ میں خاندان قریش، عبدالمطلب کے گھرانے، حضرت عبداللہ کے گھر سیدہ آمنہ کی کوکھ میں ایک بچے نے جنم لیا، جس کے دنیا میں آتے ہی انقلاب کی نوید مل گئی قیصر وکسریٰ کے محلات لرز گئے قصر قیصر کے چودہ کنگرے زمین بوس ہوگئے آتشکدہ ایران جو ایک صدی سے روشن تھا بجھ گیا ہر طرف فضاء منور ومعطر ہوگئی پورے ماحول میں ایک عجیب سی مہک، لہک پیدا ہوگئی۔

پھر اسی بچے کے بچپن لڑکپن اور جوانی کو اپنوں نے، پرایوں نے دیکھا۔ ہر کوئی اس کی عظمت ورفعت اخلاق وکردار کی مثالیں دیتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کو صادق و امین کے القاب سے ملقب کیا گیا۔ وہ ہستی سید الاولین والآخرین امام الانبیاء والمر

Marfat.com

سلین حضرت محمد صلی اللہ وعلیہ وسلم کی ذات والاصفات ہے۔

جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو آپ ﷺ نے حکم خداوندی سے اعلان نبوت فرمایا اور توحید کی دعوت کو عام کیا تو اپنے پرائے ہو گئے دوست دشمن ہو گئے سوشل بائیکاٹ کیا گیا مصائب و آلام کی تاریخ رقم کی گئی۔ اس عظیم پیغمبر ﷺ نے دعوت توحید بیان کرنے کے جرم میں سب ظلم وستم برداشت کئے لیکن کسی کو بھی ان کے ظلم کا جواب نہ دیا بلکہ دعاؤں سے نوازتے رہے جب ظلم کی انتہاء ہو گئی تو تیرہ نبوی کو اللہ کے حکم سے مکہ سے یثرب (مدینہ) کی طرف سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں ہجرت کی۔

مدینے میں آ کر اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی اور خالق کائنات نے بھی حکم دے دیا اے محبوب ﷺ اب جو میلی نگاہ سے دیکھے وہ نگاہ جہاد کے مقدس عمل کے ذریعے جھکا دی جائے اللہ کی عظمت وجلالت کا کلمہ بلند کر دیا جائے مشرکین و کفار کو باور کرایا جائے کہ اب دھرتی پر نظام چلے گا تو صرف ایک اللہ کا تو پھر رب کی دھرتی پر رب کے نظام کو نافذ کرنے کے لئے نبی الملاحم ﷺ کی قیادت و سیادت میں ستائیس غزوات لڑے گئے اور بہت سے سرایا میں نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہؓ میں سے کسی کو کمانڈر (امیر) بنا کر بھیجا۔

ذیل میں نبی السیف ﷺ کے چند اُن معجزات کو پیش کیا جاتا ہے جو ''جہاد فی سبیل اللہ'' سے مناسبت کے حامل ہیں

غزوۂ بدر میں سرداران قریش کی قتل گاہوں کی پیشگوئی، غزوہ بدر سے قبل نبی کریم ﷺ صحابہ کرامؓ کو ہمراہ لیکر میدان بدر میں جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا کل اس جگہ (اشارہ کر کے) قریش کا سردار ابو جہل قتل ہوگا۔۔۔۔ اس جگہ عقبہ واصل جہنم ہوگا۔۔۔ الغرض سرداران قریش کے نام لے لیکر ان کی قتل گاہوں کی نشاندہی کی۔ چنانچہ جنگ کے اختتام پر صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے سرداران قریش کے واصل جہنم ہونے کی جو جگہ بتائی تھی وہ اسی جگہ قتل ہوئے پڑے تھے۔ (صحیح مسلم)

Marfat.com

ایک دن رسول اکرم ﷺ نے اپنے جانثاروں سے فرمایا تم لوگ جزیرہ عرب میں لڑو گے اور خالق کائنات تمہیں فتح وکامرانی سے سرفراز فرمائے گا۔ پھر فارس سے لڑو گے تو وہ بھی مغلوب ہو جائیں گے پھر روم سے لڑو گے اور فتح تمہارا مقدر بنے گی، تاریخ شاہد ہے کہ چند سال کے اندر اندر نبی رحمت ﷺ کی یہ پیشگوئیاں حرف بحرف سچ ثابت ہوئیں۔ (صحیح بخاری)

ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے زمین کو سمیٹ کر زمین کے مشارق ومغارب مجھے دکھا دیئے ہیں اور مجھے بتایا کہ جہاں تک میری نظر گئی ہے وہاں تک عنقریب میری امت کی حکومت پہنچے گی۔ (یعنی فی سبیل اللہ جہاد کی برکت سے) چنانچہ خلافت راشدہ کے دور میں مسلمانوں نے وسیع وعریض خطے پر اسلام کے علم بلند کر دیئے تھے۔ حتیٰ کہ سیدنا امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں مسلمانوں نے چون لاکھ چھپن ہزار مربع میل یعنی نصف سے بھی زیادہ دنیا پر اسلامی حکومت قائم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کو سچ ثابت کر دیا۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت عنقریب شاہ فارس کسریٰ کے محل کو فتح کرے گی۔ جو قصر ابیض کے نام سے معنون ہے۔ وہ جماعت نصرت خداوندی اور جہاد کی برکت سے اس کے خزانوں پر قابض ہو جائیگی چنانچہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں مدائن میں کسریٰ کا سفید محل۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا اور کسریٰ کا خزانہ مجاہدین کو غنیمت کے طور پر حاصل ہوا۔ (صحیح مسلم)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ (مجاہدین) یقیناً قسطنطنیہ پر غالب ہو جاؤ گے تو اس کا حاکم کتنا اچھا ہوگا اور قسطنطیہ کو فتح کرنے والی فوج کتنی مبارک ہوگی۔ (مسند احمد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت سلطان محمد فاتح اور اس کے مجاہدین سربکف کے حق میں پوری ہوئی۔

نبی السیف ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نارِ جہنم سے محفوظ فرمائیں گے ایک وہ جو ہندوستان کے غزوہ میں شریک ہو گا اور دوسرا وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدیؑ کی قیادت میں فتنہ دجال کے خلاف علم جہاد بلند کرے گا۔ (سنن نسائی)

اس حدیث مبارکہ میں حضور سرور کائنات ﷺ نے مسلمانوں کو ہندوستان میں اسلام کے داخلے اور فتح کی بشارت دی ہے (بحوالہ جیش محمد ﷺ)

خندق کے دوران معجزات کا ظہور

۱:...... خندق کھودتے وقت حضور اکرم ﷺ نے ایک پتھر پر کلہاڑی نما پھاوڑا مارا تو پتھر نے درود شریف پڑھا جس سے حضور اکرم ﷺ ہنس پڑے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس قوم کی وجہ سے خوش ہو کر ہنس رہا ہوں، جن کو زنجیر اور بیڑیاں ڈال کر مشرق کی سمت سے جنت کی طرف ہنکایا جا رہا ہو گا، اور وہ ناخوش ہوں گے (یعنی میدان جہاد میں گرفتار ہو کر پھر مسلمان ہو جائیں گے)

۲:...... صحابہ کرامؓ نہایت چستی اور محنت سے خندق کھود رہے تھے حضرت سلمانؓ سب سے زیادہ چست تھے تو انصار نے کہا کہ سلمانؓ ہمارا ہے مہاجرین نے کہا کہ سلمانؓ ہمارا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ سلمانؓ ہمارے اہل بیت میں سے ہے چنانچہ سلمانؓ کو اہل بیت میں شمار کیا گیا۔

خندق کھودنے کے دوران صحابہ کرامؓ کے سامنے ایک پتھر نمودار ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے جو نقشہ خندق کا دیا تھا یہ پتھر بالکل اس کے بیچ میں آیا تھا۔ اب نہ پتھر ٹوٹتا ہے اور نہ صحابہ کرام حضورؐ کے کھینچے ہوئے خط سے خندق کو ادھر ادھر کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آخر میں حضور ﷺ کے سامنے سب صورت حال رکھی گئی تاکہ آپؐ کوئی فیصلہ فرمائیں آپؐ کدال لے کر پتھر کے پاس آئے اور ایک ضرب پتھر پر لگائی تو کچھ حصہ ٹوٹ گیا اور ایک شعلہ روشنی کا بلند ہوا جو شام کی طرف دور تک

چلا گیا آپؐ نے پتھر پر دوسری ضرب لگائی تو پھر روشنی اٹھی اور یمن کی طرف چلی گئی آپؐ نے تیسری بار ضرب لگائی تو پھر ایک شعلہ اٹھا اور مشرق کی طرف چلا گیا اور پتھر ریت کا ڈھیر بن گیا سلمان فارسیؓ نے اس پورے منظر کو دیکھ لیا تھا تو فرمانے لگے کہ "یا رسول اللہ آپؐ نے جب بھی کدال سے ضرب لگائی تو ایک روشنی اٹھی اور ادھر اُدھر پھیل گئی"، حضورؐ نے فرمایا کیا آپؓ نے دیکھا تھا؟ سلمانؓ نے فرمایا جی ہاں میں نے دیکھا تھا حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے پہلی روشنی میں شام کے محلات دیکھے دوسری میں یمن کے محلات دیکھے، اور تیسری روشنی میں کسریٰ فارس کا مداین میں قصر ابیض (وائٹ ہاؤس) دیکھا اے سلمانؓ یہ مستقبل کی فتوحات ہیں جسے تم فتح کرو گے، سلمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اس پر ایک منافق نے کہا کہ لو بھائی یہ لوگ قضائے حاجت کے لئے باہر نہیں جاسکتے اور شام وفارس ویمن کی فتوحات کی باتیں کر رہے ہیں۔

۳:...... خندق کے دنوں بھوک نے بھی صحابہ کرامؓ بہت پریشان کر رکھا تھا اور کام بھی بہت عجلت سے کرنا تھا ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں جتنے حضور ﷺ کو بھی کدال سے پتھر توڑتے ہوئے دیکھا تو کبھی پھاوڑے سے مٹی کھودتے دیکھا تو کبھی بوری یا جھولی میں مٹی اٹھا کر لے جاتے ہوئے دیکھا حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اسی حالت میں ایک دن میں گھر آیا، ہمارے ہاں بکری کا ایک کمزور سا بچہ تھا، میں نے اس کو ذبح کیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو سخت بھوک لگی ہے تم کچھ کھانا تیار کرلو۔ اس نے ایک سیر جو کا آٹا نکال لیا اور میں نے جا کر حضور ﷺ کو دعوت دی کہ آپؐ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مختصر کھانے کے لئے تشریف لے آئیں۔ حضور ﷺ نے میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر سب لشکر اسلام میں اعلان فرمایا کہ اے لوگو: جابرؓ نے کھانے کی دعوت کی ہے۔ ان کے گھر پہنچو چنانچہ ایک

Marfat.com

ہزار آدمی میرے گھر کی طرف روانہ ہوئے، میں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون ان لوگوں کے سامنے میں تو رسوا ہو جاؤں گا میں اسی پریشانی میں گھر آیا اور اپنی بیوی کے سامنے پریشانی اور لشکر اسلام کی آمد کی خبر دی تو میری بیوی نے کہا، کیا آپ نے سب لوگوں کو بلایا ہے یا حضورؐ بلا لائے ہیں؟ میں نے کہا حضورؐ بلا لائے ہیں بیوی نے کہا کہ پریشانی کی کیا ضرورت ہے، جب حضورؐ نے بلایا ہے تو یہ لوگ انکے مہمان ہیں ہمیں کیا پریشانی؟ چنانچہ حضور ﷺ نے آکر پہلے آٹے پر دم کر کے برکت کی دعا کی اور پھر حکم دیا کہ روٹی تنور میں پکا کر پردہ کے نیچے چھپائے رکھو اور پھر کھلاؤ اور اسی طرح ہنڈیا سے سالن نکالو لیکن برتن کو نہ کھولو پھر آپ نے دس دس آدمیوں کو داخل ہونے کی اجازت اس طرح دی "ادخلو و لا تضاغطو" داخل ہو جاؤ لیکن بھیڑ مت بناؤ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک ہزار آدمیوں نے یہ کھانا کھایا لیکن ہمارے ہاں کھانے میں کچھ بھی کمی نہیں آئی، بلکہ ہنڈیا تو اب بھی سالن سے بھری پڑی تھی (۴) عبداللہ بن رواحہؓ کی ایک بھانجی تھی وہ کچھ کھجور اپنے ماموں کے لئے لائی تو راستے میں حضور ﷺ نے اسے دیکھا، آپؐ نے پوچھا، بچی یہ کیا ہے؟ اس بچی نے جواب دیا کہ اپنے والد اور ماموں کے لئے مٹھی بھر کھجور لائی ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا یہ مجھے لا کر دو انہوں نے وہ کھجور حضورؐ کے ہاتھ میں رکھ دیں کھجور اتنی کم تھیں کہ آپؐ کے ہاتھ نہیں بھر سکے پھر آپؐ نے ایک چادر پھیلائی اور عام اعلان کرا دیا کہ سارے لشکر والے آئیں اور کھجوریں کھائیں، چنانچہ لشکر اسلام نے آکر پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں اور وہ چادر اب بھی دامنوں تک کھجور سے پر تھی۔

Marfat.com

جہاد کی لذت

ہمارے ایک بڑے مفتی صاحب جب جہاد میں گئے اوران کوتھوڑی دیر کے لئے جنگ کرائی گئی وہ جنگ بھی کیا تھی کہ توپیں فٹ کردی گئیں اورانہوں نے گولے دشمن پر مارے دشمن نے بھی جوابی فائرنگ کی فرمانے لگے کہ ''میں بیس سال سے حرم شریف جاتا ہوں کبھی اتنا مزہ نہیں آیا جتنا اس ایک منٹ کے اندر مجھے مزہ آیا'' اور یہ کوئی مبالغہ نہیں تھا سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اگر شب قدر ہو اور میں حجر اسود کے سامنے کھڑا ہوا عبادت کررہا ہوں میں اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ میں کسی میدان جہاد میں مجاہدین کی پہرے داری کررہا ہوں اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے ''اللہ کی راہ میں ایک گھنٹہ ثابت قدمی سے لڑنا حجر اسود کے پاس شب قدر کی رات بھر کی عبادت سے افضل ہے''

(کنزل العمال۔کتاب الجہاد)

عرب مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد ونصرت

شہید کی قبر سے نور

افغانستان میں جلال آباد کے علاقہ میں مجاہد سعود بحری اور عبدالوہاب کو جب شہادت کے بعد دفنایا گیا تو بستی کے لوگ مجاہدین کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہم نے رات گیارہ بجے ان قبروں سے ایک نور نکلتے ہوئے دیکھا جو آسمان کو جاتا، پھر واپس آتا، کافی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ عرب حضرات ایسے واقعات نہیں مانتے تھے انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قبروں سے نور نکلے۔ چنانچہ رات کو قبروں پر پہرہ دینے لگے اسی طرح گیارہ بجے کے قریب پورا علاقہ منور ہو گیا اور ان کی قبروں سے نور نکل کر کبھی اوپر جاتا کبھی نیچے آتا۔ اس واقعہ کو ان سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور وہ اس واقعہ کو قسم کھا کر بیان کرتے تھے۔

مجاہد کو جنت کی حور کی زیارت

اسی طرح ایک مجاہد نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت اس سے کہتی ہے کہ انشاء اللہ کل ملاقات ہوگی کیونکہ اللہ پاک نے مجھے تیرے لئے بنایا ہے۔ چنانچہ دوسرے دن گولی لگی اور وہ شہید ہو کر جنت میں حوروں کی پاس پہنچ گیا۔

جہاد افغانستان میں اس طرح کا ایک واقعہ نہیں بلکہ ہزاروں واقعات پیش آئے ہیں جن میں سے بعض کتابوں کے سینوں میں محفوظ بھی ہو چکے ہیں۔

جہاد افغانستا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت کے کچھ واقعات ایسے دکھائے کہ ...

کی اس دور میں لوگوں نے اتنی بڑی قربانی دی۔

اللہ تیرے ساتھ ہے

ایک عرب نوجوان جس کا ۹۰۔۔۱۰۰ کلوگرام وزن تھا، ایک مرتبہ وہ چلتے چلتے تھک کر خستہ حال ہو چکا تھا وہ کہنے لگا مجھے یہیں چھوڑ دو میری موت یہیں آئے گی نہ اس سے چلا گیا نہ کسی کو اسے اٹھا کر چلنے کی ہمت تھی، مجبوراً قافلہ کو آگے جانا پڑا اور وہ برف پر پڑا موت کا انتظار کرنے لگا، رات کو وہ اپنے سلیپنگ بیگ میں سویا ہوا تھا کہ آسمان سے ایک آواز سنائی دی: اللہ تیرے ساتھ ہے، تین دن اور تین رات وہ بھوکا پیاسا اسی حالت میں پڑا رہا، ایک قافلہ وہاں سے گزرا، اس نے اسے اٹھالیا، لیکن اس کی ٹانگیں اکڑ گئی تھیں، ہسپتال میں اس کے پیر کی انگلیاں کاٹنی پڑیں، کتنے ہی لوگ ٹھنڈک سے اکڑے پائے گئے، کتنے ہی لوگ برف میں دب کر مر گئے، اور کسی نے نہ جانا کہ وہ مر چکے ہیں، چھ چھ ماہ بعد معلوم ہوا جب برف پگھلی اور ان کی لاشیں نظر آئیں۔

ایک مہاجر عورت بچے کے ساتھ تھی، جب چڑھائی نے اسے بے جان کردیا تو اس نے بچے کو وہیں چھوڑ دیا، کیونکہ وہ یا تو اس کے ساتھ رہ کر خود بھی مرجاتی یا اکیلے چل کر خود کو بچاتی، دو میں سے ایک کام کر سکتی تھی، آٹھ دنوں بعد وہ مجاہدین کے پاس آئی اور کہا: میں نے اپنا بچہ پہاڑ کی چوٹی پر برف کے نیچے چھوڑا ہے، شاید آپ لوگ اس کا جسم تلاش کر سکیں تو میں اسے دفنا دوں، مجاہدین عورت کی بتائی ہوئی جگہ پر گئے، برف ہٹائی تو بچہ زندہ ملا۔

مجاہد کی موت کے وقت کی دعا

جلال آباد میں ایک عرب مجاہد کو گولی لگی وہ زخمی ہوگیا تو زور زور سے مجاہدین کو بلانے لگا۔ سب جمع ہوگئے۔ کہا ہاتھ اٹھاؤ دعا کرو کہ اللہ سب کو ایسی ہی موت عطا فرمائے جو اس وقت مجھے دے رہا ہے۔ معلوم نہیں اللہ نے اسے کیا دکھا

Marfat.com

دیا تھا کہ وہ دوسروں کے لئے بھی یہی دعا مانگ رہا تھا۔
یہ دعا کر کے مسکراتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔
ہر شہید دنیا سے مسکراتا ہوا جاتا ہے۔

نشان مرد مومن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

مومن کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ جب وہ مرتا ہے تو چہرے پر مسکراہٹ بھی ہوتی ہے۔

مفتی ابو عبیدہ کو شہادت کے تین دن کے بعد دفن کیا گیا۔ سخت بارش ہو رہی تھی لوگ جب قبر دیکھتے ایسا لگتا جیسے چہرہ سے روشنی کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔
افغانیوں نے کہا کہ دس سال میں ہم نے اتنا نورانی چہرہ نہیں دیکھا۔
ایسے انعامات و اکرامات شہید کو عطا کئے جاتے ہیں جن کا دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔
شیخ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید نے ''آیت الرحمٰن فی جہاد الافغان'' کے نام سے کتاب لکھی ہے جس میں افغان و عرب شہداء کے عجیب و غریب واقعات لکھے ہیں جو ایمان میں تازگی اور شہادت کی لذت کو دل میں موجزن کر دیتے ہیں۔
آج ہمارے دلوں میں سے شہادت کا شوق نکل چکا ہے جس کی وجہ سے مسلمان نہ جہاد کے میدانوں میں آتے ہیں اور نہ جہاد کی زندگی کو اختیار کرتے ہیں۔

یحییٰ السینو کی خوشبو

یحیی اپنی عمر کے اٹھارویں سال تک پہنچتے پہنچتے مجسم اخلاق بن چکا تھا۔ وہ اپنے خاندان کا منفرد نوجوان تھا۔ اور ہمیشہ مستغنی نظر آتا تھا۔ اس نے اپنے اہل و عیال چھوڑے، دوست احباب سے رابطہ توڑا اور افغانستان کی سرزمین پر آ بسا اور یہاں جہاد میں شامل ہو گیا۔
جب یحیی شہید ہو تو اس کے پاکیزہ جسم سے عجیب و غریب خوشبو پھوٹ

رہی تھی۔ جس نے بھی شہید کی یہ خوشبو سونگھی حیران ہوا۔

ایک مجاہد ابوالحسن نے اس کے بارے میں بتایا کہ ہم نے یحیٰ شہید کی لاش لانے والی ایمبولینس سے ۵۰۰ میٹر پیچھے ایک گاڑی میں اس کی خوشبو سونگھی۔

جنازہ میں شمولیت کرنے کے بعد ہم اپنے گھروں کو لوٹے اور گاڑی میں سوار ہوئے تو مشک سے ملتی جلتی خوشبو مشام جاں کو معطر کر رہی تھی، بلکہ جب میں گھر میں داخل ہوا تو میری بیوی نے مجھ سے پوچھا کیا آپ نے خود پر یا گاڑی میں عطر چھڑکا ہے؟

میں نے اسے نفی میں جواب دیا اور بتایا کہ گاڑی میں ایک شہید لایا گیا ہے، یہ خوشبو بالیقین اس کے خون کی ہے۔

ابوالحسن المدنی سمیت کئی افراد نے گواہی دی: بدرالفوزان ہسپتال کے جس کمرے میں یحیٰ کا جسد رکھا گیا تھا وہ تقریباً ایک ہفتہ تک خوشبو سے مہکتا رہا۔

عبدالوہاب کا نور

عبدالوہاب ایک متمول خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ اور اس کے بھائی ملک کے اہم عہدوں پر فائز تھے۔ وہ خود آرامکو کمپنی میں ملازم تھا۔ پھر اس نے دنیا اور اس کی نعمتوں کو خیر باد کہا اور افغانستان کے پہاڑوں اور میدانوں میں بھوک اور مسلسل سفر کی زندگی گزارنے آ پہنچا۔

نازونعم میں پلنے والا یہاں چائے کے ساتھ اکثر سوکھی روٹی کھاتا تھا اور خوش رہتا تھا۔ نیز یہ کہ وہ معرکوں میں شامل ہونے پر بڑا مصر رہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس امت مسلمہ کے زوال اور ضیاع کا سبب صرف ترک جہاد ہے۔ وہ اپنی اس رائے سے رجوع کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں تھا کہ جہاد فرض عین ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ اب والد اور والدہ کی اجازت کی ضرورت بھی نہیں رہی۔ وہ اللہ کی راہ میں موت کی تلاش میں تھا۔

اپنی شہادت سے ایک رات پہلے اس نے خواب میں یحیٰ کو دیکھا۔ یحیٰ

اس وقت شہادت کے خواہشمند ہر نوجوان کے لئے ایک واضح نصب العین بن چکا تھا کہ اسے دیکھ کر کہنے لگا۔ کیا تم سچ مچ عبدالوہاب ہو؟ اگلی صبح عبدالوہاب اٹھا اور اپنے ساتھیوں کو خوشخبری سنانے لگا کہ آج میری شہادت کا دن ہے۔ پھر وہ پوری تیاری کے ساتھ اپریشن پر روانہ ہوا لیکن عملیہ (فوجی کاروائی) سے ایک گھنٹے پہلے عبدالصمد کے ساتھ جا کر مسجد میں سو گیا۔ عبدالصمد نے خواب میں کیا دیکھا کہ عبدالوہاب ایک خوب صورت حسین وجمیل عورت سے باتیں کر رہا ہے۔ وہ چونک کر نیند سے جاگا تو اس کے چہرے پر بشاشت کھیل رہی تھی۔ اس نے کہا: عبدالوہاب! مبارک ہو! تم شہید ہو! آج میں نے تمہیں ایک حور کے ساتھ دیکھا ہے۔

چلمن صوبہ ننگرہار میں دونوں کی شہادت اور تدفین کے بعد ایک عرب نوجوان ابوداؤد نے مجھے بتایا کہ میں نے کئی افغانوں کو عبدالوہاب اور سعودالبحری کی قبروں سے نور پھوٹتے دیکھنے کی گواہی دیتے سنا تو اپنے پہرے کی باری میں ان کی قبروں پر نظر لگائے بیٹھا رہا۔ آخر ۲ تاریخ کی رات پونے گیارہ بجے میں نے ایک نور آسمان تک پہنچا اور وہاں سے ایک قوس کی شکل میں ان دونوں کی قبروں پر واپس لوٹتے دیکھا۔

امام سرخسی نے اپنی کتاب شرح السیر الکبیر جلد اول صفحہ ۲۳۵ پر روایت کیا ہے کہ مسلمانوں نے حضرت ابوایوب انصاری کو رومی شہر میں دفنایا تو ایک نور ان کی قبر سے بلند ہو کر آسمان کی طرف اٹھا۔ اس کرامت کو قریب میں آباد مشرکین نے بھی دیکھا۔ انہوں نے اگلے روز اپنے ہرکارے کو بھیج کر مسلمانوں سے پوچھا یہ مردہ تمہارا کون تھا؟ انہوں نے کہا یہ ہمارے نبی کا ساتھی تھا یہ سن کر اہل قریہ ایمان لے آئے۔

سعودالبحری نے منزل مراد پالی

جہاں تک سعودالبحری کا تعلق ہے اب اس کے اخلاص کا ذکر کس طرح کیا جائے۔ ہم اسے بہترین مجاہد سمجھتے ہیں لیکن اس حیثیت سے کسی شہید کو اللہ کے سامنے بری الذمہ قرار دینے کی جرات نہیں کرتے۔

Marfat.com

وہ سعودیہ ایرفورس میں مکینک تھا۔ اس نے چھٹی لی اور افغانستان آ گیا۔
سعود البحری اطاعت امیر کی زبردست مثال تھا۔ میں نے اسے حدیث میں آنے والے اس واقعہ کے مصداق پایا:

''لوگوں میں سے سب سے اچھی زندگی اس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے پر سوار، اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے تیار رہتا ہے اور جب بھی کہیں سے خوف و دہشت انگیز آواز سنتا ہے لپک کر اس طرف ہو لیتا ہے۔ محض اپنی تمنا، اپنی موت کے شوق میں۔''

سعود البحری اپنی موت کی تلاش میں کچھ اس طرح کھویا کہ اس کی بیوی اور تین بچوں کی شکلیں اس کے ذہن سے اتر گئیں۔ ایک دفعہ اس نے مجھ سے کہا۔ کہ میں اپنی بیٹیوں کی شکلیں بھول چکا ہوں۔ ایک رات میں نے اپنی بچی کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے پیاری پیاری باتیں کر رہی ہے۔ میں گھبرا کر نیند سے جاگ اٹھا۔ اسی وقت مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ شیطانی خواب تھا کہ میں جہاد چھوڑ کر واپس لوٹ جاؤں۔

زمین پر اپنی زندگی کی آخری شب اس نے ایک حور کو خواب میں دیکھا اور صبح اٹھتے ہی اپنے ساتھیوں کو خوشخبری سنائی کہ آج میں شہید ہو جاؤں گا۔ اور پھر وہ اسی روز عبدالوہاب کے ساتھ شہید ہو گیا۔

موت کی وادی سے

عبداللہ انس کہتا ہے ایک بار ہم صاف و شفاف دن کی روشنی میں ایک گاؤں سے گیارہ گھنٹے کی مسافت پر واقع ایک دوسرے گاؤں جا رہے تھے ابھی ہم نے صرف ۷ گھنٹے کا فاصلہ طے کیا ہو گا کہ برف گرنا شروع ہو گئی اور تھوڑی ہی دیر میں سارے راستے برف میں دفن ہو گئے۔ منزل کی ساری نشانیاں گم ہو گئیں۔
ہم نے ہر طرف دیکھا کہ شاید کہیں سے کوئی روشنی نظر آ جائے یا کوئی کتا

Marfat.com

بھونک کر زندگی کا پتہ دے یا کوئی مال مویشی نظر آ جائے اور انسانی آبادی کا سراغ مل جائے لیکن ہمیں کچھ بھی نظر نہیں آیا چنانچہ ہم ایک جگہ بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگے۔

ہم میں سے ایک مجاہد کو ایک ایسا ہی واقعہ پہلے بھی پیش آ چکا تھا جب وہ ایک اور گروپ کے ساتھ رات کو سفر کر رہا تھا اور برف نے سارے راستے چھپا دیئے تھے۔ اس کے سب ساتھی مر گئے تھے صرف وہی اکیلا زندہ بچ سکا تھا۔ آج پھر وہی رات لوٹ آئی تھی اور اس مجاہد کا دل اسی بھیانک انجام کے تصور سے لرز رہا تھا۔

سب کی نظریں عبداللہ انس پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند کرے۔

عبداللہ انس کہتا ہے ہمیں اس وقت تین دشمنوں کا سامنا تھا۔ رستے گم ہونے کا، خونخوار بھیڑیوں کا، جو کبھی بھی مجاہدین پر ٹوٹ پڑ سکتے تھے اور برف باری کا، جو مسلسل برس رہی تھی اور صبح تک سب کو دفن کر دینے کے لئے کافی تھی۔

عبداللہ کہتا ہے میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا دیئے اور دعا کرنے لگا۔ اس وقت انسانی نقطہ نظر سے نجات کے سارے ذرائع منقطع ہو چکے تھے لیکن دعا کے دس منٹ بعد ہی برف باری رک گئی۔ ٹھنڈی ہوا چلنا بند ہو گئی جو چہرے چھیلے دے رہی تھی۔ شام سات بجے کے قریب ہم اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں اس وقت تک سوتا رہا جب تک کہ ایک مجاہد کی آواز نے مجھے نہ جگا دیا۔ وہ یہ کہہ رہا تھا۔ ''اٹھو بھائی صبح ہو گئی ہے اٹھو'' میں اٹھا تو مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ ظالم، سرد اور طویل رات ایسے بیت چکی ہے جیسے وہ بجلی کا ایک کوندا تھی۔ میں کہتا ہوں ایسی مطمئن اور میٹھی نیند میں زندگی بھر نہیں سویا تھا۔ اور اس رات سے بہتر رات میں نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔

اس کے بعد ہم گاؤں کی طرف روانہ ہوئے تو میرے ساتھی اور سارے مجاہدین اسے فقط دعا کا کرشمہ قرار دیتے رہے کہ اگر

نکلا تھا۔ وہ حیران وششدر ہو کر بار بار میری طرف دیکھتے تھے۔

عبداللہ غامدی

اس نے عمل تو کم کیا مگر بہت زیادہ کمایا۔ وہ اپنے ایک عزیز سے ملنے اسلام آباد آیا تھا۔ اس نے عبداللہ کو جہاد دیکھنے کے لئے افغانستان بھیج دیا۔ افغانستان میں اسے توپ کا ایک گولہ لگا اور وہ جہاد کے میدان میں ایک ہفتہ کی بھی مشقت اٹھائے بغیر اپنے رب سے جاملا۔ اسے چمکنی میں دفن کیا گیا۔

ابوسیاف نے مجھے بتایا کہ چمکنی کے قائد ثقہ اور صادق وصالح نظر محمد نے مجھے بتایا کہ دو افغان مجاہد عبداللہ غامدی کی قبر پر کھڑے تھے کہ انہوں نے قبر میں سے تسبیح کی آواز بلند ہوتی ہوئی محسوس کی۔ یہ دونوں مجاہد دہشت زدہ ہو کر نظر محمد کے پاس آئے اور اسے بتایا۔ نظر محمد نے کہا یہ عبداللہ غامدی کی قبر ہے اور تسبیح کی جو آواز اس کی قبر سے بلند ہو رہی ہے۔ وہ یقیناً اسی کی ہے۔

میں (عبداللہ عزام) نے خود نظر محمد اور اس کے گروپ کے مجاہدین سے پوچھا۔ ان سب نے اس بات کی تصدیق کی اور کہا تسبیح کی آواز تو اب بھی آتی ہے۔

ابوالحسن کی نجات

ابوالحسن المدنی، مجاہدین کی مدد کرنے میں بہت مستعد ہے۔ پاکستانی سرحد کے ساتھ ساتھ جہاں کہیں بڑے معرکہ کی خبر سنتا ہے غذا، لباس اور دوسری کمک لے کر وہاں پہنچ جاتا ہے۔ ژاور پر آخری حملہ کے موقع پر اپریل ۱۹۸۶ء میں وہ تیزی سے کمک لے کر میران شاہ پہنچ گیا۔ طیارے فضاء میں چھائے ہوئے تھے،۔ بموں کی بارش ہو رہی تھی۔ لیکن ابوالحسن راستہ بناتا ہوا ژاور پہنچ گیا۔ وہ بموں کی بارش سے پناہ کے لئے ایک غار میں بیٹھا تھا کہ ایک بم عین غار کے دہانے کے پاس گرا۔ جس سے ایک بڑی چٹان لڑھکتی ہوئی غار کے دہانے پر آ گئی۔ جس کی وجہ

Marfat.com

سے غار کا منہ بند ہو گیا۔

غار سے نکلنے کا راستہ بند ہو چکا تھا۔ ابوالحسن کہتا ہے ہم تقریباً پون گھنٹہ غار میں بیٹھے موت کا انتظار کرتے رہے۔ ہماری زبانوں پر کلمۂ شہادت تھا اور نگاہوں میں موت کے سائے۔ پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ طیارے ایک بار پھر آئے انہوں نے پھر اسی مقام پر بم برسائے اور دوسرا بم غار کے دہانے پر رکھی ہوئی اس چٹان پر آ کر لگا جس سے چٹان پاش پاش ہو گئی۔ اور اس میں اتنا بڑا شگاف ہو گیا کہ ہم باہر نکل سکتے تھے، چنانچہ ہم تیزی سے غار سے نکل آئے۔ گویا کہ ہم عالم آخرت و برزخ سے زندگی اور انسانوں کی دنیا میں واپس آ گئے۔

عبداللہ الکعبی کا زخم

قطر کا عبداللہ الکعبی امریکہ میں پڑھتا تھا۔ جہاد کی خبر اس کے کان میں پڑی تو اس نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑی اور جہاد کرنے افغانستان آ پہنچا۔

وہ قندھار گیا اور وہاں تقریباً ۹ ماہ جہاد کرتا رہا۔ اس کے ٹخنے کے نیچے ایک گولی لگی اور دوسرے ٹخنے سے پار نکل گئی۔ لیکن نہ تو اس کی کوئی ہڈی ٹوٹی اور نہ ہی اسے کوئی تکلیف ہوئی۔

حمزہ کا جن

جمعہ ۳ رمضان ۱۴۰۶ھ کا ذکر ہے عصر کے وقت میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا کہ ابوالحسن المقدسی کے خیمے سے مختلف آوازیں آنے لگیں جو مجھے مدد کے لئے پکار رہی تھیں میں تیزی سے اٹھ کر خیمہ کی طرف آیا وہاں حمزہ پر جنون کی حالت طاری تھی۔

میں نے جنوں کے ہاتھوں پریشان بعض حضرات کا ذکر کتابوں میں پڑھ رکھا تھا کہ انہیں امام احمد بن حنبل اور ابن تیمیہ وغیرہ کے پاس لایا گیا اور ان حضرات نے جوتوں اور ڈنڈوں سے انہیں پیٹا جن کے بارے میں بتلایا گیا تھا کہ

Marfat.com

انہیں جن چمٹ گئے ہیں۔ مار کھانے کے بعد یہ جن نکل گئے۔ ان لوگوں کی حالت ٹھیک ہوگئی۔

میں نے خود بھی ایسے لوگوں کے حالات دیکھ رکھے تھے اور ان کے جنون کا علاج بھی مجھے خوب یاد تھا۔ میں نے جن کو مخاطب کر کے کہا۔

اے کافر نکل جا

اس نے کہا میں مسلمان ہوں

میں نے کہا نہیں تو کافر ہے

مجھے اپنے سسر کے حوالے سے جنوں کے کچھ احوال معلوم تھے کیونکہ وہ میرے سسر رحمہ اللہ) جنوں کے ستائے ہوئے لوگوں کا علاج کرتے تھے۔

میں نے کہا کافر کے بچے نکل ورنہ میں تجھے قران سے جلا ڈالوں گا۔

اس نے کہا قرآن سے تو میرے خشوع وخصوع میں اضافہ ہوگا

وہ شخص چیخ رہا تھا اور چلا رہا تھا۔ میں نے چند نوجوانوں کو حکم دیا کہ وہ سورہ بقرہ پڑھیں جیسے جیسے تلاوت ہوتی گئی اس کی چیخیں بھی بلند ہوتی گئیں وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔

گفتگو کے دوران اس نے خود ہی کہا:

میں مشرقی آستانے کا جن ہوں، میں نے عیسائیت قبول کر لی ہے۔

ہم نے ۵۰۰۰۰ افراد کا ایک گروپ پوپ مصر کے پاس بھیجا ہے تا کہ وہاں فساد مچائیں اور وہاں میاں بیوی کے درمیان جدائی کرائیں۔

وہاں موجود بعض نوجوانوں نے جن سے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ تم سے کون مخاطب ہے؟

اس نے کہا ہاں یہ ایک عالم ہے جو بلا سوچے سمجھے بول دیتا ہے۔ یہ مجھے کافر کہتا ہے حالانکہ میں مسلمان ہوں۔

پھر میں نے اسے جوتے سے مارنا شروع کر دیئے۔ اور سیف اللہ بھی اسے مارنے لگا۔ ادھر چند نوجوان سورہ بقرہ کی تلاوت میں مصروف تھے۔ تقریبا

Marfat.com

۵۰ آئتیں پڑھ چکنے کے بعد سیف اللہ نے حمزہ کے کان میں اذان دی کیونکہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔

(جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان ریاح خارج کرتا ہوا بھاگ جاتا ہے)

چنانچہ اذان سنتے ہی وہ شیطان نکل بھاگا۔حمزہ بیدار ہو گیا۔نماز عصر سے فارغ ہونے کے بعد میں نے بعض نوجوانوں سے کہا کہ وہ سورج غروب ہونے تک قرآن پڑھتے رہیں کیونکہ آج جمعہ ہے اور صحیح روایت کے مطابق یہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے۔(یعنی دن کا آخری حصہ)

ابوالحسن نے تجویز پیش کی کہ مناسب ہوتا کہ سورۃ بقرہ ہی بار بار پڑھی جائے۔ہم نے حمزہ کو بلایا۔وہ ہمارے پاس آ بیٹھا اور ابھی ہم نے چند آیات ہی پڑھی تھیں کہ اس پر بھی جنون کی کیفیت طاری ہوگئی اور جن چیخنے لگا۔

تاہم جیسے جیسے تلاوت ہوتی جاتی تھی جن کی چیخیں بھی بلند تر ہوتی جاتی تھیں۔

پھر میں نے حمزہ کا سینہ پیٹنا شروع کر دیا۔جن سے کہا اے کافر کے بچے نکل۔

اس نے کہا اچھا نکلتا ہوں مجھے راستہ دو

میں نے کہا نکلو

اس نے کہا میں اس کی ٹانگ میں سے نکلوں گا۔اور اسی وقت حمزہ جاگ گیا۔

میں نے حمزہ سے پوچھا کیا جن نکل گیا؟

اس نے کہا ہاں وہ میری چھنگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں سے نکل گیا ہے۔

اس وقت وہاں لسعہ کا نشان موجود تھا۔

اس حادثہ کے بعد میں گاہے گاہے حمزہ کو چیک کرتا رہا تاکہ دیکھوں جن واقعی نکل گیا ہے یا نہیں۔اور حمزہ نے مجھے بتایا کہ ایک سرخ انگارہ سا اس میں سمانے کے لئے اس کا تعاقب کرتا رہتا تھا۔اس نے کہا کہ جمعہ کے بعد سے میں نے یہ انگارہ نہیں دیکھا جو کبھی مجھ سے جدا نہیں ہوتا تھا۔

اس دن کے بعد سے حمزہ نے ہمارے ساتھ نمازیں اور تراویح پڑھنی شروع کر دیں حالانکہ پہلے وہ ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھ پاتا تھا۔

چند روز بعد حمزہ میرے پاس آیا اور کہا: اب مجھے مکمل آرام ہے۔ اور میں شادی کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔

حمزہ ہمیشہ مجھے دعائیں دیتا رہا، لیکن میں یہاں یہ بتانا بھول گیا کہ اس کے اندر سمائے ہوئے جن نے مکالمے کے دوران میں مجھے بتایا کہ وہ حمزہ کے بدن میں ۲۰ سال پہلے سما گیا تھا، جب وہ ابھی صرف چھ سال کا تھا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا۔ سبحان اللہ قرآن عظیم الشان کی تاثیر کتنی بلند ہے۔ خصوصاً جب اسے مخلصین پڑھ رہے ہوں۔ یہ نوجوان جو اللہ کے راستہ میں نکلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے دنیا کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ اب ان کی برکت اور اخلاص سے حمزہ کا جن بھاگ گیا ہے اور اللہ نے حمزہ کو بچالیا ہے۔

ابوالحسن کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی لگی مگر زخم نہ ہوا

۲۵ رمضان ۱۴۰۵ھ کو ابوالحسن ایک درخت کے قریب اپنے لئے خندق کھود رہا تھا کہ درخت کا تنا اس کے راستہ میں حائل ہوگیا۔ اس نے اسے کاٹ پھینکنے کا ارادہ کیا۔ ایک الجزائری نوجوان سے کلہاڑی لانے کو کہا اور اسے کاٹنا شروع کر دیا۔ یہ کام بہت عجلت سے کر رہا تھا کہ چند لمحوں بعد کلہاڑی کا ایک وار پوری قوت کے ساتھ ابوالحسن کی پنڈلی پر لگا لیکن الحمدللہ ابوالحسن کو کچھ نہیں ہوا۔

عبدالعزیز کا خون پھر بہنے لگا

عبداللہ انسی نے مجھے بتایا کہ عبدالعزیز قاسم البصری (اس کا تعلق کوہ صبر سے تھا) حکمان پہاڑ پر شہید ہوگیا۔ وہاں اسے قبلہ کے رخ نہ دفنایا جاسکا عبدالولی الشمیری نے اسے دوبارہ صحیح رخ پر دفنانے کے لئے اس کی قبر کھولی تو بالکل اسے ویسا ہی پایا، جیسا اس کو دفن کیا گیا تھی یعنی اس کے ہاتھ میں کھجور تھی جو دفناتے وقت اس کے ہاتھ میں رہ گئی تھی۔ جب ہم نے اسے نکالا تو اس کے زخموں سے پھر خون بہنے لگا۔

ایسا بن کر دکھاؤ

دنیا میں عزت اور رتبے کے کئی اسباب ہیں مثلاً کسی کا نام اس کے قبیلے کی وجہ سے بلند ہو جائے یا اس کے قبیلے کی تعداد کی وجہ سے مشہور ہو جائے، بعض لوگ اپنی دولت، اپنے سونے چاندی اور دیناروں کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ کچھ لوگوں کو اللہ کا علم اور ان کی قلم کی سیاہی ابھار کر نمایاں کر دیتی ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو گنج یا سرخ روشنائی کی وجہ سے شہرت پاتے ہیں۔ وہ سرخ روشنائی خون کی روشنائی ہے جس سے تاریخ رقم کی جاتی ہے، جو عزتیں بناتی ہے اور ممالک کو فتح کرتی ہے۔

جو لوگ رگوں سے بہتے ہوئے خون کی وجہ سے مشہور ہوئے ہیں، انہیں ان کی شہادت نے بلند رتبہ لوگوں میں لا کھڑا کیا ہے جن کی موت ان کی زندگی بن جاتی ہے اور جن کی جدائی ان کی ملاقات بن جاتی ہے اور جن کی غیر حاضری حاضری بن جاتی ہے، یہ شہداء ہوتے ہیں۔ شہداء قوموں کی زندگی کے لئے مر مٹنے والے ہوتے ہیں جن شہداء کی ہم فلسطین اور افغانستان میں زیارت کر چکے ہیں۔ ان میں سے ایک ابو عاصم بھی ہے۔

محمد عثمان ابو عاصم ایک عراقی نوجوان تھا۔ وہ اربیل میں ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوا جسے مالی، علمی اور اجتماعی لحاظ سے متوسط ہی کہا جا سکتا ہے۔ وہ عام نوجوانوں کی طرح گلیوں میں کھیل کر جوان ہوا، عام فضاء میں اس کی پرورش عام طریقے سے ہوئی۔ نہ اسے مشقت بھرے ہاتھوں نے تربیت دی نہ اسے کسی ایسے معلم کی سرپرستی حاصل ہوئی جو اسے روحانی، اخلاقی اور ثقافتی آداب بطور خاص سکھاتا۔

ابو عاصم ان نوجوانوں میں سے تھا جو اپنے پہلو میں دھڑکتا ہوا اور دردمند دل رکھتے ہیں، ایسا دل جو اپنی مسلمانیت کے ساتھ ظلم کی وادی سے بھاگ نکلے اور چپکے چپکے ہجرت کی کوشش کرنے لگے۔

نجات کا راستہ ڈھونڈنے کے دوران میں اور ہجرت کا شوق

کے دوران میں اس کا دل اللہ کی طرف مائل ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے قرآن کی طرف توجہ دی اور اس کی میٹھی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے لگا اس نے مختلف قرأت سیکھیں۔ تلاوت کے احکام یاد کئے اور ترتیل کے طریقے سیکھے اور خاص بات یہ کہ اس کے ساتھ ہی اس کی زندگی میں بھی قرآنی آداب کا ظہور شروع ہو گیا۔

اس کے ساتھ کچھ وقت گزارنے والوں نے مجھے بتایا کہ بعض اوقات ہم دنیاوی امور کے بارے میں باتیں کر رہے ہوتے تو ابو عاصم خاموش رہتا وہ ہمیں محسوس کرائے بغیر چپکے سے وہاں سے نکل جاتا۔ ہم اسے ڈھونڈنے نکلتے تو وہ کسی اور کمرے میں اکیلا بیٹھا قرآن کی تلاوت کر رہا ہوتا۔

اسے پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنا بہت پسند تھا۔ اس نے کچھ عرصہ ملتان میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں اس نے قرآن حفظ کیا۔ ابھی اس کے دو سپارے باقی تھے کہ پشاور میں میری اس کی ملاقات ہوگئی اور وہ میری درخواست پر جہاد افغانستان میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے یہ دو سپارے پنجشیر میں ہی مکمل کئے۔

یہ ملاقات آج (دسمبر ۱۹۸۶ء) سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے ہوئی تھی اس کے چہرہ کی بشاشت دیکھی، اس کے گھنگھریالے بال دیکھے، مسکراتے ہونٹ، اور چوڑی پیشانی دیکھی جب وہ بولتا تو ضرورت کے مطابق بولتا اور حب الجمان کی طرح ٹھہر ٹھہر کر بولتا۔

اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ قرأت کی تعلیم مکمل کرلوں۔

میں نے کہا تمہارے لئے حضرت حفص کی یہ روایت کافی ہے کہ اب مسلمانوں پر وہ وقت آ گیا ہے جو انہیں ان کے کاروبار اور ان کی اولادیں بلکہ ان سے ان کا اپنا آپ بھلا دے گا، اب جہاد کا وقت آ گیا ہے۔

اس نے میرے جواب میں ایک دو جملے کہے۔ پھر میں نے کہا آج کے نازک دور میں یہی راستہ ہے۔

رمضان شروع ہوا تو مرکز کے سارے نوجوان تراویح پڑھنے کے لئے

Marfat.com

اس کے پیچھے جمع ہو گئے کیونکہ وہ قرآن پڑھتا تھا تو ایسا محسوس ہوتا تھا گویا ابھی ابھی نازل ہوا ہے۔

اس دوران میں اس کے اہل خانہ برابر اسے واپسی پر اکساتے رہے لیکن اس کا جواب تھا میں تمہاری طرف نہیں لوٹوں گا۔

وہ اس کی منگیتر کو ٹیلیفون پر پکڑ لائے۔ اس نے کہا: جب تک تم زندہ ہو، میں کسی سے شادی نہیں کرونگی۔

اس نے جواب دیا تم میرے علاوہ کسی اور سے شادی کر لو۔ میں تم لوگوں کی طرف لوٹ کر کبھی نہیں آؤنگا۔ میں یہیں مروں گا اور یہیں جیوں گا۔

رمضان کے دوران ہی پنجشیر جانے والا قافلہ تیار ہو گیا۔ ابو عاصم نے اسی وقت پشاور کو الوداع کہا اور قافلے کے ساتھ چل پڑا۔ پنجشیر میں وہ عظیم کمانڈر شیر پنجشیر احمد شاہ مسعود سے ملا۔ مسعود نے اسے دیکھا تو اسے گلے لگا لیا اور اس سے کہا تم سفر یا حضر، مشکل یا آسانی میں کبھی میرا ساتھ نہ چھوڑنا۔ تم مجھے قرآن پڑھانا اور عربی سکھانا۔

ابو عاصم کا مبارک سفر شروع ہوا۔ احمد شاہ گروپ بنا بنا کر اس کے حوالے کرتا تھا تاکہ وہ انہیں قرآن کی روحانی تربیت دے۔ وہ اپنے تجربہ کار کمانڈروں اور منتخب مجاہدوں کو اس دورے میں شامل کرواتا۔ ایک سال کے اندر اندر ابو عاصم نے کتاب اللہ کی تلاوت و تجوید ماننے والے دو سو کمانڈر اور مجاہدین تیار کر دیئے۔ اس کے تربیت یافتہ لوگ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے اور تہجد کے عادی ہو جاتے۔

بدخشان میں مصروف جہاد ایک عرب مجاہد عبدالواحد نے بتایا میں نے ایک افغانی کی قراءت سنی وہ حروف کے صحیح مخارج کے ساتھ قرآن کی ایسی قرأت کر رہا تھا کہ میں حیران رہ گیا میں نے اس سے پوچھا۔ تم عرب کی کس یونیورسٹی سے فارغ ہوئے ہو اس نے کہا: میں کسی یونیورسٹی سے فارغ [illegible] نے ابو عاصم عراقی سے یہ قرائت سیکھی ہے۔

مجاہدین اس کے بارے میں عجیب عجیب تبصرے کرتے تھے۔ وہ ذرا سی حرکت کرتا تو یہ کہتے قاری صاحب آ گئے۔ قاری صاحب چلے گئے۔

رجب آیا تو ابو عاصم نے رمضان کے آنے والے دنوں کی تیاری شروع کر دی۔ وہ اپنے ہاتھ ملتا تھا اور کہتا تھا آہ!! کاش مجھے رمضان میں شہادت نصیب ہو۔

پھر رمضان کی ۱۴ر تاریخ ۱۴۰۶ھ آ گئی۔ انداب (بغلان) میں معرکہ شروع ہو گیا ابو عاصم نے معرکے میں شمولیت اور قلعے کے اس دروازہ کو توڑنے کی اجازت مانگی جس کو توڑنے کے لئے مجاہدین اس پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے۔ اسے اجازت مل گئی۔ مجاہدین کے کمانڈر نے اس کا نام بھی اس فہرست میں لکھ لیا جس میں جہاد میں شرکت کرنے والے' مجاہدین کے نام شامل تھے۔ یہ ۱۱۰ مجاہدین تھے۔ ابو عاصم کے نام کے ساتھ شروع ہی میں کمانڈر نے شہید لکھ دیا۔

عبداللہ انس کہتا ہے میں نے ناموں کی فہرست مرتب کرنے والے مجاہد صفی اللہ سے پوچھا تم عربوں میں ابو عاصم کو شہید کروانے والوں میں بڑی جلد بازی کا مظاہرہ کر رہے ہو، حالانکہ ہم یہاں صرف دو ہیں۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم میں سے ایک اپنے رب سے جا ملے اور دوسرا اکیلا باقی بچ رہے؟

صفی اللہ نے کہا میں قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ اس معرکہ سے زندہ واپس نہیں آئے گا۔

عبداللہ نے کہا: تم اللہ پر گمان کر رہے ہو یا تمہیں غیب کا علم ہے؟

صفی اللہ نے جواب دیا میں غیب نہیں جانتا لیکن میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ واپس نہیں لوٹے گا۔ تم اس کی آنکھوں کے درمیان شہادت کا نور نہیں دیکھ رہے ہو۔ اس کے چہرہ کی طرف دیکھو۔

پھر اس نے ۳/۴ مرتبہ قسم کھائی کہ ابو عاصم اس معرکہ میں شہید ہو جائے گا۔

روانگی سے قبل معرکہ کی تیاری کے سلسلہ میں تمام مجاہدین نے روزہ افطار کر لیا، لیکن ابو عاصم (شاہ قلندر) نے روزہ افطار نہیں کیا۔ معرکہ شروع ہوا تو مجاہدین قلعے تک پہنچ گئے اور اس پر فائر کھول دیا۔ اس وقت ابو عاصم چیتے کی

Marfat.com

طرح نظروں سے بجلیاں بکھیرتا ہوا قلعے کے دروازہ تک پہنچ گیا۔ وہاں اس نے بارودی سرنگ بچھائی اور فیوز جوڑ دیا۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا اور دروازہ دیوار کے ایک حصے کے ساتھ دھڑام سے زمین پر آ رہا۔ اس دھماکہ کے ساتھ کفار کا حوصلہ بھی ٹوٹ گیا۔ مجاہدین اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے ان میں سب سے آگے ابو عاصم اور شاہ قلندر تھے۔

دشمن کی طرف سے تا حال فائر ہو رہا تھا۔ ابو عاصم اور شاہ قلندر ان فائروں کا نشانہ بنے اور شہید ہو گئے۔ اس آپریشن میں صرف یہی دو مجاہد تھے جو روزہ دار بھی تھے اور شہید بھی ہوئے۔ ان کے علاوہ کوئی مجاہد شہید یا زخمی نہیں ہوا۔

ابو عاصم اپنے رب کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے مجاہد ساتھیوں کے دلوں پر غم واندوہ کی بجلی گری۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا استاد، ان کا امام، ان کا قاری چلا گیا ہے اور انہیں پیچھے چھوڑ گیا ہے۔

یہ حادثہ احمد شاہ مسعود کے لئے بڑا کرب انگیز تھا، اور سب ہی مجاہد ابو عاصم کے غم سے سنبھل نہیں پا رہے تھے۔ ابو عاصم کی خوبصورت یادیں مجاہدین کی محفلوں کا واحد موضوع بن گئیں۔ جیسے وہ کہیں چھپ گیا ہو۔ جیسے ہوا نے اس کا سب کچھ بکھیر کر رکھ دیا ہو۔

پورے کیمپ میں خاموشی چھا گئی۔ پوری قرارگاہ پر حزن وملال کی کیفیت طاری ہو گئی، اداسی پھیل گئی۔ مجاہدین کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا، وہ حیران ہو کر اپنے آپ سے پوچھتے:

"زندگی...... استاد کے بغیر...... یہ کیسے ممکن ہے؟"

صبح ہوتی، نماز کھڑی ہو جاتی، لیکن امامت میں ابو عاصم کی خالی جگہ کون پُر کرے، مجاہدین رونے لگتے۔ نماز کے بعد تلاوت کے لئے حلقہ قرآنی بنا کر بیٹھ جاتے مگر ابو عاصم کی جگہ کون بیٹھتا۔

ہر طرف آہ و بکا شروع ہو جاتی اور لوگ ایسے ہی اٹھ جاتے۔

کھانا رکھا جاتا یہ ابو عاصم کی پلیٹ ہے...... دلوں پر رقت [illegible]

Marfat.com

اور لوگ بے چینی سے پہلو بدلنے لگتے۔بعض لوگ شدت غم سے ہذیان بکنے لگتے،حالانکہ وہ اس سے پہلے اپنے آباء واجداد اور بھائیوں کی جدائی برداشت کر چکے تھے اور اس سے پہلے ہزاروں شہداء کی میتیں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے،لیکن ایسا غم انہوں نے کب دیکھا تھا کہ ان کی اپنی جان ان کے جسم سے نکلی جارہی تھی۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے احمد شاہ مسعود مجاہدین کو ۸ گھنٹے کی مسافت پر واقع ایک مقام پر منتقل کرنے پر تیار ہوگیا تاکہ وہ اپنے امام کی یادیں بھول جائیں۔

اس کے بعد اندارب میں کوئی ایسا معرکہ نہیں ہوا جس میں ہر مجاہد نے اپنی زبان سے یہ نہ کہا ہو کہ اے اللہ مجھے صالحین میں سے ابو عاصم کے ساتھ ملادے۔

اللہ ابو عاصم پر رحم کرے۔وہ انشاء اللہ اپنی منزل پر پہنچ چکا ہے اور اپنے آخری ٹھکانے پر پہنچ کر کھڑا ہے۔اونچے،مضبوط بلند پہاڑ کی چوٹی پر۔

احمد شاہ مسعود نے خود اسے اس کی قبر میں اتارا۔اس کا جنازہ بہت بڑا تھا،لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے جنازہ میں شریک ہوکر ابو عاصم کو اس فانی دنیا سے الوداع کہا۔ابو عاصم لوگوں کے دل لے کر اپنے ابدی سفر پر روانہ گیا۔

ہندوکش کی چوٹیوں پر اس کی قبر آج بھی گواہی دے رہی ہے کہ یہ جہاد،عالمی اور اسلامی جہاد ہے۔یہ کسی افغانی قوم کی جنگ نہیں ہے۔

ابو عاصم تمہیں مبارک ہو ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں فردوس اعلیٰ میں تمہارے ساتھ ملادے۔بیشک ہمارا رب سننے اور جواب دینے والا قریب ہے۔

ہم کہتے ہیں۔یہ ابو عاصم ہے۔اس جیسا بن کر دکھاؤ اور اس کے طریقے پر چلو تو پھر زندگی اور آخرت کا لطف آجائے گا۔

Marfat.com

پاکستان اور بھارت کی جنگ میں اللہ کی مدد و نصرت کے واقعات

نوحہ خوانی کرتے ہوئے پھرنے لگے

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کی صبح پاکستان کیلئے ظاہری اعتبار سے کتنی بھیانک اور موت وحیات کی صبح تھی جس میں غدار ملک بھارت نے اعلان جنگ کئے بغیر چوروں کی طرح پاکستان کی سرحدوں پر اپنی پوری فوجی طاقت کے ساتھ حملہ کر دیا اور سرحدوں پر بسنے والے مسلمانوں پر آگ برسانے لگے۔ بزدل بھارتی ٹینکوں کی اتنی بڑی تعداد میدان میں لے آئے کہ پچھلی جنگ عظیم میں بھی اتنی بڑی تعداد سے کہیں جنگ نہیں لڑی گئی۔

بھارتی سورما چوبیس گھنٹوں میں لاہور پر قبضہ کر کے اس کے کلبوں میں شراب نوشی اور ناچ گانے کے مجنونانہ منصوبوں کا خبط لئے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ان کے جنگی ناخداؤں نے بھی اپنی فوج کو اس دھوکے میں رکھ کر آگے بڑھنے کے لئے آمادہ کر دیا کہ میدان خالی ہے تم مارچ کرتے ہوئے شالامار پہنچ جاؤ۔

امرتسر اور جالندھر کے شہری بھی اس دھوکے میں لاہور کی فتح کا تماشہ دیکھنے کے لئے پاکستانی سرحدوں پر امنڈ آئے۔

مگر یہ بے وقوف آٹھ سو برس مسلمانوں کے محکوم رہ کر اور دو سو برس تک انگریز کے زیر سایہ مسلمانوں کے ساتھ گزار چکنے کے باجود اسلام اور مسلمانوں کو نہیں پہچان سکے۔

اس بھیانک اور تاریک صبح کا آفتاب غروب ...

Marfat.com

سورماؤں کو اپنے خواب کی الٹی تعبیر کا نقشہ سامنے دکھائی دینے لگا۔ اپنی فوجوں اور فتح لاہور کے تماشائیوں کی لاشوں کے ڈھیر ٹرکوں میں بھرے ہوئے امرتسر کی گلی کوچوں میں نوحہ خوانی کرتے ہوئے پھرنے لگے۔

(جہاد۔ مفتی محمد شفیع صاحب)

رہو گے تا بکے غافل، کروہاں کچھ خیال اب تو
عدو مل کر تمہیں کرنے اٹھے ہیں پامال اب تو
سمجھ لو تم کہ موت اور زندگی کا ہے سوال اب تو
خدا کے واسطے ڈالو نظر سوئے مال اب تو
مسلمانوں اٹھو بہر عمل تیار ہوجاؤ
نہیں یہ وقت غفلت کا بس اب بیدار ہوجاؤ

ٹڈی دل فوج سے نو گھنٹے تک کھیل

واہگہ کی سرحد پر پاک سپاہیوں کی فقط ایک کمپنی بھارت کی ٹڈی ڈل فوج سے نو گھنٹے تک کھیلتی رہی اور بلا آخر اسے پیچھے دھکیل دیا۔

(جہاد مفتی شفیع صاحب)

تمہیں وہ تھے کہ مشہور جہاں فخر زمانہ تھے
وہ رتبہ تھا زمین پر رہ کے بھی عرش آشیانہ تھے
تمہارے رنگ ڈھنگ اطوار سب کو صوفیانہ تھے
دماغ اور دل مزاج اور حوصلے لیکن شہانہ تھے
مسلمانو اٹھو بہر عمل تیار ہوجاؤ
نہیں یہ وقت غفلت کا بس اب بیدار ہوجاؤ

اپنی جوتیاں اور کپڑے تک چھوڑ بھاگے

سیالکوٹ کے محاذ پر اصحاب الفیل کے لشکر کو پاک فضائیہ کی ابابیل نے بھوسے کا ڈھیر بنا کر رکھ دیا۔ دوسرے سب محاذوں پر بھی فتح کا خواب دیکھنے والے ... دل اپنی جوتیاں اور کپڑے تک چھوڑ بھاگے اور بھارت کا بہت بڑا رقبہ

Marfat.com

پاکستانی فوجوں کے قبضہ میں آ گیا۔

(جہاد مفتی محمد شفیع صاحب)

جو اب بھی دین وایماں پھر تمہارا حال ہوجائے
تو حاصل پھر تمہیں اپنا وہی اقبال ہوجائے
تمہیں جو ییتا چاہے وہ خود پامال ہوجائے
ابھی سب فتنہ پردازوں کا استیصال ہوجائے
مسلمانوں اٹھو بہر عمل تیار ہوجاؤ
نہیں یہ وقت غفلت ،کا بس اب بیدار ہوجاؤ
سائنس کے خالق اور مالک سے معاملہ

پاک بحریہ کے ایک ہی ہلے نے دوارکا کے قلعے اور جنگی ساز سامان کو خاک کا ڈھیر بنا دیا اور اس کی ایک کشتی یا ایک سپاہی کو خراش تک نہ آئی۔ ہماری غازی آبدوز نے بحر عرب میں بھارتی بحری جہازوں کو جہنم رسید کیا۔

بھارتی بمباروں کی سترہ روزہ یلغار ہمارے فوجی ٹھکانوں، سرگودھا، پشاور اور کراچی وغیرہ پر مسلسل ہوتی رہی اور کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکی۔ نہتے معصوم شہریوں اور ان کی بستیوں کو بے شک ان بزدلوں نے نقصان پہنچائے یہ اہل دنیا کا دیکھا حال ہے جس کو آکاش وانی کے جھوٹ کی ڈھول دنیا کی نظروں سے چھپا سکتی ہے اور نہ چھپا سکی۔

یہ مشاہدات اور واقعات جو ہو چکے ہیں اور تاریخ عالم کا ایک زریں باب بن چکے ہیں، یہاں اہل بصیرت کے لئے سوچنے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ یہ خرق عادت اور خلاف قیاس واقعات ہو کیسے گئے؟

برق اور بھاپ اور صرف مادیت کے چکر میں پھنسی ہوئی سائنس اسکا جواب نہیں دے سکتی، اس کی حقیقت آپ کو صرف قرآن اور آسمانی صحیفے ہی بتلا سکتے ہیں جو مادیت کے سارے عناصر اور ان کے جوڑ توڑ سے ہزاروں ایجادات بنانے والی سائنس کے خالق ومالک کی طرف سے آئی ہوئی ہدایات ہیں۔ (جہاد مفتی

یہ مانا دشمنوں کی سی تمہیں آتی نہیں گھاتیں
بڑھو نام خدا لے کر یہ چھوڑو یاس کی باتیں
ذرا ہمت کرو تو پھر وہ ہی دن ہیں وہی راتیں
مسلمانوں اٹھو بہر عمل تیار ہو جاؤ
نہیں یہ وقت غفلت کا بس اب بیدار ہو جاؤ

مجذوب

نعرہ جہاد اور غیبی نصرت

بھارت کے اچانک حملہ نے ہماری سوئی ہوئی اور گناہوں اور غفلتوں میں کھوئی ہوئی قوم کو یکبارگی جھنجھوڑ کر بیدار اور ہوشیار کر دیا۔ صدر پاکستان نے ،،لا الہ الا اللہ کا واسطہ دے کر اپنی قوم کو للکارا تو پوری قوم کو اپنا بھولا ہوا سبق جہاد یاد آ گیا۔ ان کا نعرہ جہاد لگانا تھا اور اللہ تعالی کی غیبی نصرتوں کے دروازے کھلنا۔ یہ ہے خلاف قیاس فتوحات کا اصل سبب۔

(مفتی محمد شفیع صاحب)

ادھر ہر فرد تم میں مرد ہو، مخلص ہو، غازی ہو
ادھر حسن عمل ہو اتقا ہو پاک بازی ہو
تو پھر حاصل تمہیں دونوں جہاں کی سرفرازی ہو
نہ کوئی کارگر تم پر بتوں کی فتنہ سازی ہو
مسلمانو اٹھو بہر عمل تیار ہو جاؤ
نہیں یہ وقت غفلت کا بس اب بیدار ہو جاؤ

مجذوب

تائید غیبی

حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۶۵ء کے جہاد میں اپنے اعمال واحوال کے اعتبار

سے پوری قوم اللہ تعالیٰ کی اس تائید ونصرت کی ہرگز مستحق نہ تھی جس کا مشاہدہ قدم قدم پر ہوا۔ بحر، بری اور فضائی فوج کے ہمارے سپاہیوں اور افسروں نے ایسے بے شمار واقعات دیکھے جن کو ساز وسامان یا جنگی تیاریوں کا نتیجہ کسی طرح نہیں کہا جا سکتا اور سب کو اس کا اقرار ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی غیبی تائید کا کام ہے۔

(جہاد۔ مفتی محمد شفیع صاحب)

تمہاری قوم کی تو ہے بنا ہی دین وایماں پر
تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیل قرآں پر
تمہاری فتح یابی منحصر ہے فضل یزداں پر
نہ قوت پر نہ کثرت پر نہ شوکت پر نہ ایماں پر
مسلمانوں اٹھو بہر عمل تیار ہو جاؤ
نہیں یہ وقت غفلت کا بس اب بیدار ہو جاؤ

سیاہ بادل کا سائبان

۱۹۶۵ء کی جنگ میں پاک بحریہ کے بھارتی قلعہ دوارکا پر حملہ کے وقت ایک سیاہ بادل یادھواں پاکستانی بیڑے پر ایسا چھایا رہا کہ جیسے ایک چھتری ڈھکی ہوئی ہے اور دشمن کی نظروں اور حملوں سے ان کو بچائے ہوئے ہے اور کراچی واپس پہنچنے تک اس سائبان کا پاکستانی بیڑے کے ساتھ رہا جس کے گواہ پاک بحریہ کے اکثر سپاہی افسران ہیں، یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ہماری کسی تدبیر کا نتیجہ نہیں تھا خالص غیبی امداد تھی۔

(جہاد۔ مفتی محمد شفیع صاحب)

تمہیں وہ تھے جنہوں نے خون کے دریا بہا ڈالے
جہاں پہنچے قدم، آثار باطل سب مٹا ڈالے
جو لوہے کے چنے بھی سامنے دنیا نے لا ڈالے
تو وہ بھی بے تکلف مثل پستوں کے چبا ڈالے

Marfat.com

مسلمانو اٹھو بہر عمل تیار ہو جاؤ
نہیں ہے یہ وقت غفلت کا بس اب تیار ہو جاؤ
مجذوب

بہادری کا بے مثال کارنامہ

ڈھاکہ ۹ر دسمبر مشرقی پاکستان میں ہمارے شیر دل جوانوں نے جراءت اور ہمت کی ایک نئی مثال رقم کی ہے۔ جہاں صرف بیالیس مجاہدین نے بھارت کی ایک بریگیڈ یعنی تقریباً دس ہزار کی طاقت کے پے در پے اور متعدد حملوں کو ناکام بنادیا اور پانچ سو چالیس بھارتی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ معرکہ کومیلا سیکٹر میں کمال پور کی چوکی پر پیش آیا جس پر قبضہ کی بھارت نے سر توڑ کوشش کی تھی۔
(اخبار مشرق ۱۰ دسمبر ۱۹۷۱ء)

جو تھوڑوں کا بھی اعداء سے کبھی دوچار ہوجاتا
ہزاروں کے مقابل بر سرِ پیکار ہوجاتا
جو صف بندی سے لڑتا، آہنی دیوار ہوجاتا
قیامت ہے تمہارا اب یہ حال زار ہوجاتا
مسلمانو اٹھو بہرِ عمل تیار ہو جاؤ
نہیں ہے یہ وقت غفلت کا بس اب بیدار ہو جاؤ

قلت کی کثرت پر فتح

روزنامہ کوہستان لاہور میں ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۵ء کو پاک بھارت جنگ کے بارے میں آنکھوں دیکھا حال کے عنوان سے جناب کیپٹن ایس اے زبیری کا محاذ جنگ سے اپنی بہن کے نام خط شائع ہوا ہے۔ اس خط میں انہوں نے لکھا ہے کہ ۱۹ر ستمبر کو دشمن نے پھر ہماری ہمت کو للکارا۔ اس روز تین ہزار پیادہ فوج اور بیس شرمن ٹینک میدان میں لے آیا۔ اس فوج کے مقابلہ میں ہماری صرف ایک کمپنی

Marfat.com

کے سو جوان تھے۔ جو کافی دیر تک ان کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کرتے رہے۔ حتی کہ صبح ہو گئی۔ اس وقت کیپٹن زبیری کے دستے کو پھر دشمن سے ٹکر لینے کا حکم ملا۔ لیکن ان کے پاس صرف چار ٹینک تھے۔ اس جنگ میں بلکل نئے جنگی اصولوں کو اپنایا گیا۔ جنگ کا مروجہ قاعدہ تو یہ ہے کہ مقابلہ کے لئے فوج کی تعداد کم از کم تین گناہ زیادہ ہو۔ مگر یہاں صورت حال اس کے برعکس تھی۔

پھر اللہ جل شانہ نے قلت کو کثرت پر فتح دینے کا اپنا وعدہ پورا کیا اور ہم نے یہ جنگ اللہ کی مدد سے صرف چھوٹے ٹینکوں کی مدد سے جیت لی۔

اس مجاہد کے خط کے اقتباس سے یہ بات عیاں ہے کہ رب قدیر کا وعدہ آج بھی جوں کا توں قائم ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو انتظام، اہتمام اور تیاری تو پوری چاہیے مگر موقع جہاد میں اپنی قلت اور اسلحہ کی کمی کی کوئی فکر نہ ہونی چاہیے۔

جو سب پر چھا گیا تھا وہ تمہارا ہی تو پرچم تھا
تمہیں وہ تھے جن کا غلغلہ تا عرش آعظم تھا
خبر بھی ہے تمہارا کس زمانے میں یہ عالم تھا
تمہارا جب کہ دستور العمل قرآن محکم تھا
مسلمانوں اٹھو بہر عمل تیار ہو جاؤ
نہیں ہے یہ وقت غفلت کا بس اب بیدار ہو جاؤ

ایک سپاہی جن ہے یا آدمی؟

سقوط مشرق پاکستان تو سازش اور بدنیتی کا ایک واقعہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۷۱ء میں ابھی غیبی نصرت اور مدد پاک فوج کے ساتھ تھی۔ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۷۱ء روزنامہ امروز کی شائع کردہ مندرجہ ذیل خبر کو ملاحظہ فرمائیں.....

ایک جرمن اخبار رپوٹر نے محاذ جنگ کا معائنہ کرنے کے بعد خواجہ خیر الدین سے پوچھا کہ آپ کے سپاہی جن ہیں یا آدمی؟ خواجہ خیر الدین نے کہا آپ اپنے سوال کی وضاحت کریں۔ جرمن صحافی نے جواب دیا

Marfat.com

کی سرحد پر دن کے وقت پاک فوج کے بتیس جوان دیکھے جبکہ ان کے مقابلہ پر سرحد پار ایک ہزار فوجی موجود تھے۔آپ کے افسروں نے مجھے سورج غروب ہونے سے قبل محفوظ مقام پر پہنچادیا۔لڑائی رات بھر جاری رہی۔اگلے روز صبح کو میں نے محاذ جنگ پر پاکستان کی جانب چار نوجوانوں کومردہ پایا جبکہ اٹھائیس جوان زندہ سلامت تھے۔جب میں دوسری طرف گیا تو نے میں دوسو اکیاون فوجیوں کی لاشیں گنیں۔میں یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔

جول کر ان پہ تم جھپٹو تو بس کائی سی پھٹ جائے
جو حائل آہنی دیوار بھی ہو وہ بھی ہٹ جائے
فلک نعروں سے گونج اٹھے، زمیں لاشوں سے پٹ جائے
چلا آتا ہے جو مدت سے جھگڑا، وہ نپٹ جائے
مسلمانو اٹھو بہر عمل تیار ہوجاؤ
نہیں یہ وقت غفلت کا بس اب بیدار ہوجاؤ

(مجذوب)

مسلمان فوجی کی لاش سے عجیب خوشبو:

ایک میجر نے جو ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ پر تھے، بتایا کہ ایک مسلمان فوجی جوان کی لاش دشمنوں کی لاشوں کے نیچے دب گئی، جب ہم نے اوپر سے بھارتی فوجیوں کی لاشوں کو ہٹا کر نیچے سے اس مسلمان فوجی کی لاش کو نکالا تو اس میں سے عجیب وغریب قسم کی خوشبو آرہی تھی۔

دشمن فریب کھاتا رہا:

ہندوستان کے سابق کمانڈر انچیف میجر جنرل کری آپا کا ہوا باز بیٹا ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں پاکستانی ہوابازوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔جو راوی کے پل کو بمباری کے ذریعے تباہ کرنے آیا تھا، اس نے گرفتاری کے بعد

Marfat.com

بیان دیا کہ کئی دفعہ وہ راوی کا پل اڑانے کی غرض سے اپنا طیارہ لے کر آیا مگر جب بھی وہ راوی کے پل پہنچتا تو ایک پل کی بجائے راوی پر چھ پل بنے ہوئے دکھائی دیتے تھے اور وہ یہ دیکھ کر ہر دفعہ خوفزدہ ہو کر واپس بھارت لوٹ جاتا تھا کہ وہ ان چھ پلوں میں کس پل کو اڑائے۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں ایک شخص کو آپؐ کی زیارت:

۱۹۶۵ء میں جب پاکستان اور بھارت کے جنگ زوروں پر تھی۔ مدینہ منورہ میں ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہے ہیں:

''پاکستان میں جہاد ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ ملائکہ کے ذریعے پاکستانیوں کی مدد فرمارہے ہیں تمہیں بھی اس میں شریک ہونا چاہیئے۔''

ملائکہ کے ذریعے اللہ کی مدد پہنچنے کا ایک واقعہ سے بھی پتہ چلتا ہے۔ انہی دنوں باٹا شوز کمپنی میں ملازم ایک اعلیٰ افسر نے مجھے بتایا کہ جنگ چھڑنے کے بعد اس نے ایک بھارتی کرنل کو پاکستانی فوجیوں کی قید میں آتے ہوئے دیکھا۔ یہ بھارتی کرنل تقسیم ہند سے پہلے لاہور میں رہ چکا تھا دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا، بھارتی کرنل نے ان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا:

''جن سپاہیوں نے مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے ہتھیار ڈلوائے وہ سبز وردیوں میں ملبوس تھے۔ اب نظر نہیں آرہے کہ کہاں ہیں۔ ہتھیار ڈال دینے کے بعد پاکستانی فوجیوں نے ہمیں اپنی حراست میں لے لیا، اجب اسے بتایا گیا کہ پاکستانی فوج کے کسی یونٹ کی بھی سبز وردی نہیں تو وہ حیران رہ گیا۔''

یہ سبز وردی والی فوج ملائکہ کے علاوہ اور کون ہو سکتی ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ہم نے جنگ بدر اور احد میں تمہاری [illegible]

Marfat.com

اگلے صفحات میں کچھ ہم ۱۹۶۵ء کی جنگ کے کچھ ایسے واقعات درج کر رہے ہیں جن سے اس جنگ میں پاکستان کے لئے اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد کا پتہ چلتا ہے۔

اگر مسلمان صرف اللہ کے لئے جہاد کریں تو انہیں بھارت تو کیا دنیا کی کوئی بھی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں دو لشکر ایسے ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا دوسرا جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا جو دجال کو لدّ کے دروازے پر قتل کریں گے۔

(تفہیم القرآن جلد چہارم ۱۵۹، بحوالہ حکایت المجاہدین)

شہادت کے بعد شہید گھر میں:

ڈاکٹر غلام حسین نے جو مؤلف کے پڑوسی تھے بیان کیا کہ ان کا نسبتی بھائی محمد یعقوب پاکستان کی فوج میں سپاہی تھا۔ ۱۹۴۸ء میں محمد یعقوب نے جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے اپنا نام کشمیر جانے والے مجاہدین میں لکھوا دیا جب وہ اپنی ہمشیرہ سے ملنے آیا اور جہاد کشمیر میں جانے کا تذکرہ کیا تو اس نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ تم میرے ایک ہی بھائی ہو محمد یعقوب نے اپنی ہمشیرہ کو ٹال دیا اور جہاد کے لئے کشمیر چلا گیا۔

چند دنوں کے بعد ایک دن اس کی ہمشیرہ ظہر کی نماز پڑھ رہی تھی تو اسے ایسا محسوس ہوا کہ محمد یعقوب اس کے قریب کھڑا کہہ رہا ہے کہ وہ کشمیر کے محاذ پر شہید ہوگیا ہے۔ اس کی ہمشیرہ نے اسے محض اپنا وہم تصور کیا۔ جب وہ عصر کی نماز پڑھنے لگی تو پھر محسوس ہوا کہ اس کے قریب محمد یعقوب کھڑا کہہ رہا ہے کہ میں کشمیر کے محاذ پر شہید ہو چکا ہوں اور اب مجھے دفن کیا جا رہا ہے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد محمد یعقوب کی ہمشیرہ کچھ پریشان سی ہوگئیں، اور وہ دن اس نے سخت اضطراب کی حالت میں گذارا، دو دن کے بعد انہیں اطلاع ملی کہ محمد یعقوب شہید ہوگیا ہے وہ

Marfat.com

اسی دن شہید ہوا تھا جس دن اس کی ہمشیرہ نے ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھتے وقت اسے اپنے قریب کھڑے دیکھا تھا۔ محمد یعقوب کی شہادت کے دو سال بعد ایک دن گرمیوں کے موسم میں ڈاکٹر مرحوم اور ان کے بیوی بچے آرام کرنے کے لئے الگ الگ کمروں میں لیٹے ہوئے تھے، گھر کے باہر کا دروازہ بند کر کے کنڈی لگا رکھی تھی۔ ڈاکٹر مرحوم اور ان کی بیوی دونوں سو رہے تھے مگر بچے ابھی تک جاگ رہے تھے بچوں کے کمرے کی ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی جس میں سے صحن کی بیرونی دیوار نظر آ رہی تھی ایک بچے کی اچانک نگاہ اس دیوار پر پڑی تو اس نے دیکھا کہ محمد یعقوب شہید دیوار کے قریب فوجی وردی پہنے کھڑا ہے۔ اس بچے نے چپکے سے دوسرے بچے کو بتا دیا اس طرح ان چار پانچ بچوں نے محمد یعقوب شہید کو دیکھ لیا۔ انہوں نے دفعتہً شور مچا دیا کہ ماموں یعقوب کو پکڑ لو، ماموں یعقوب کو پکڑ لو وہ سامنے کھڑا ہے اور ساتھ ہی وہ سب بچے اپنے کمرے کے کواڑ کھول کر اس دیوار کی طرف بھاگے، جہاں محمد یعقوب شہید کو دیکھا تھا۔ مگر ان بچوں کے کمرے سے نکلنے سے پہلے ہی محمد یعقوب شہید باہر کے دروازے کی کنڈی کھول کر باہر نکل گیا تھا بچوں نے اس کا بہت پیچھا کیا اور دیر تک اسے مکان کے قرب و جوار میں تلاش کرتے رہے مگر اسے کہیں نہ پا سکے۔

بچوں کا یہ شور سن کر ڈاکٹر صاحب اور ان کی اہلیہ بھی جاگ اٹھے، بچوں سے شور مچانے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے محمد یعقوب کی موجودگی کے متعلق سارا قصہ بیان کر دیا، یہ واقعہ سن کر ڈاکٹر صاحب اور ان کی اہلیہ سخت حیران ہوئے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے قرآن مجید کی آیت پڑھ کر سنائی (اردو ترجمہ) ''اے مخاطب جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب میں اور انہیں رزق بھی ملتا ہے۔''

گولیوں کے بجائے نیزوں کی نشان:

چوہدری محمد الٰہی نائب تحصیلدار راوی ہیں کہ

Marfat.com

صاحب سیالکوٹ کے محاذ پر زخمی فوجیوں کی دیکھ بھال پر متعین تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میرے زیر علاج کچھ بھارتی سکھ سپاہی زخمی تھے، جو ہمارے جوانوں کے ہاتھ گھائل ہوئے تھے ایک سکھ زخمی فوجی ڈاکٹر صاحب کو اپنے جسم پر لگے ہوئے زخم دکھاتے ہوئے کہا میرے جسم پر یہ گولیوں کے نشان نہیں ہیں بلکہ نیزوں کے نشان ہیں۔ جو سفید وردی والوں نے لگائے ہیں، اگر یقین نہ ہو تو میرے زخموں کو اچھی طرح دیکھو کہ یہ کس ہتھیار کے نشان ہیں۔ یہ نیزوں کے نشان یقیناً اللہ کی طرف سے غیبی امداد کے طور پر آنے والوں نے ہی لگائے تھے۔

میجر سرور شہید:

میجر سرور شہید کی بیگم کہتی ہیں کہ ان کے شوہر میجر سرور ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے چند دن بعد ایک دن شام کے وقت میری چار سالہ بچی اوپر کی منزل میں جنگلے کے اندر کھڑی تھی اور اس سے کچھ فاصلے پر میں کھڑی تھی۔ میرے دیکھتے دیکھتے اس بچی نے جنگلے کے اوپر سے باہر کی طرف جھکنا شروع کیا جیسے وہ جھک کر کسی چیز کو پکڑنے کی کوشش کر رہی ہے۔ جب وہ اس قدر جھک گئی کہ جنگلے سے باہر گرنے کے قریب ہو گئی تو میں نے اسے بھاگ کر پکڑ لیا اور پوچھا کہ بیٹی تو اتنا کیوں جھک گئی تھی۔ اگر نیچے گر پڑتی تو؟ اس ننھی سی بچی نے معصومانہ انداز میں حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

امی آپ نے نہیں دیکھا ابو ہوا میں اڑتے ہوئے میرے قریب آ گئے تھے، میں ان کو پکڑنے لگی تھی میجر سرور شہید تھے اور شہید ہمیشہ زندہ رہتے ہیں یہ واقعہ اس کا واضح ثبوت ہے۔

پیش قدمی روکنے کا غیبی اشارہ:

میجر ظفر نے بیان کیا کہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں سیالکوٹ کے محاذ پر میں اور میری پلٹن کے چند جوان رات کے اندھیرے میں دشمن کے

مورچوں کی طرف پیش قدمی کر رہی تھے کہ دفعتہً دشمن کی طرف سے توپ کے گولوں کے فائر شروع ہو گئے، مگر ہم ان توپ کے گولوں کی بوچھاڑ میں ہی پیش قدمی کرنے کی کوشش میں مصروف رہے اس اثناء میں ایک سپاہی نے حوالدار سے کہا کہ پیش قدمی کرتے وقت میرے سینے پر کسی انسان کی کہنی اس انداز سے لگی ہے جیسے وہ مجھے پیش قدمی کرنے سے روک رہا ہے۔ حوالدار نے جواب دیا کہ میرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا ہے پھر حوالدار گھٹنوں کے بل چلتا ہوا میجر مظفر کے قریب پہنچا اور یہ واقعہ ان سے بیان کیا۔ میجر مظفر نے کہا میرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا ہے اتنے میں دشمن کی طرف سے بے شمار توپ کے گولوں کے فائر ہونے شروع ہو گئے اور پھر ایک لطیف سی آواز سنائی دی ''پیش قدمی مت کرو، فوراً پیچھے ہٹ جاؤ یہاں توپ کے گولے گریں گے'' یہ آواز پلٹن کے ہر جوان کو یکساں طور پر سنائی دی چنانچہ ہم فوراً میجر مظفر کے حکم سے کافی پیچھے ہٹ گئے اور توپ کے گولوں کی زد سے محفوظ ہو گئے، تھوڑی دیر بعد دشمن کی توپوں کی طرف سے چیخ و پکار سنائی دی جیسے کوئی ان کا قتل و عام کر رہا ہے توپ کے گولوں کے فائر بھی بند ہو گئے تھوڑی دیر بعد وہاں موت کی سی خاموشی چھا گئی۔ جب ہمیں پوری تسلی ہو گئی تو ہم پلٹن کے سب جوان اٹھے اور دشمن کی طرف جلدی جلدی پیش قدمی کرنے لگے راستے میں ہم نے دیکھا کہ دشمن کے دو زخمی سپاہی زمین پر پڑے ہیں۔ ایک اوندھے منہ پڑا ہے اور دوسرا پھٹی ہوئی آنکھوں سے خوفزدہ ہو کر آسمان کی طرف تک رہا ہے، وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا ''منوں وہ دیکھو گھڑ سوار آکاش سے اتر رہے ہیں'' اس نے چند بار اس جملے کو دہرایا اور مر گیا۔

شہداء بھی مدد کے لیئے پہنچ گئے:

لاہور کے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ پاک بھارت جنگ شروع ہوئے تین دن گذرے تھے، نصف شب کے قریب انہوں نے پریشانی کی حالت میں اپنے گھر کا دروازہ کھولا، اور باہر جھانکا تو دیکھا کہ [illegible]

Marfat.com

بزرگ جو قیام پاکستان کے وقت شہید ہو گئے تھے، گھوڑے پر سوار ہیں اور ان کے ہاتھ میں برہنہ تلوار ہے جو بجلی کی طرح چمک رہی ہے، حکایت بیان کرنے والے نے ڈرتے ہوئے پوچھا کہ آپ اتنی رات گئے کہاں جارہے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام شہداء کو پاک بھارت جنگ کے محاذ پر کفار سے لڑنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اور میں بھی وہاں ہی جارہا ہوں، یہ کہہ کر وہ بمعہ گھوڑا غائب ہو گئے اور راوی کو جب یہ احساس ہوا کہ انہوں نے ایک ایسے شخص سے کلام کیا ہے جو مدت ہوئی مر چکا ہے تو انہوں نے خوفزدہ ہو کر فوراً دروازہ بند کر لیا اور اندر سے کنڈی لگالی۔

غیبی امداد کا اعتراف:

مولانا محمد شریف نوری قصوری راوی ہیں کہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں انہیں ایک بھارتی فوجی کا کھلا خط ایک پاکستانی فوجی کی وساطت سے ملا یہ خط اس بھارتی فوجی نے اپنے باپ کو مورچہ میں بیٹھ کر لکھا تھا مگر یہ خط ڈاک خانہ تک نہیں پہنچ پایا تو وہ بھارتی سپاہی بھاگ گیا یا ہلاک ہو گیا خط کا مضمون یہ ہے:

پتا جی! نمستے

پتا جی آپ ہمیں ہمیشہ دیوتاؤں کی پوجا کرنے کے لئے مجبور کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ تمہاری مصیبتوں میں کام آئیں گے اور تمہیں آکاشی کشٹوں سے بچائیں گے مگر پتا جی ہم ہر مورچے پر دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کا خدا سبز کپڑے پہنے ان کی مدد کر رہا ہے مگر ہمارے دیوتا لاپتہ ہیں اور ہماری کوئی مدد نہیں کر رہے۔

آپ کا بیٹا

راجیش

Marfat.com

حَيَّ عَلَى الْجِهَاد حَيَّ عَلَى الْجِهَاد:

مولانا محمد شریف نوری قصوری راوی ہیں کہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں وہ حکومت کی طرف سے مشرق وسطیٰ کے دورے پر گئے تھے، اس دوران وہ حضرت بلالؓ کے مزار پر بھی زیارت کی غرض سے تشریف لے گئے، مزار حضرت بلالؓ کے متولی نے آپ کو بتایا کہ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کی شب وہ حضرت بلالؓ کے مزار کے قریب تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر اللہ کے ذکر میں مصروف تھے کہ ایک آواز سنائی دی، وہ سمجھے کہ صبح کی اذان ہو رہی ہے چنانچہ وہ نماز کے لئے مزار سے باہر نکل آئے۔ مگر باہر آ کر دیکھا تو ابھی نماز کا وقت نہیں ہوا تھا چنانچہ وہ پھر مزار کے اندر تشریف لے گئے۔ اندر پہنچ کر انہوں نے پھر وہی آواز سنی۔ جب وہ مزار کے قریب ہوئے تو یہ آواز حضرت بلالؓ کے مزار سے آ رہی تھی، حی علی الجہاد حی علی الجہاد اور یہ آواز ۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء تک آتی رہی۔

(بحوالہ حکایت المجاہدین)

دشمن کے بم بے اثر ہو گئے:

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت میں بہادری اور شجاعت کے کارناموں کے ساتھ ساتھ کئی واقعات ایسے بھی سننے میں آئے ہیں کہ جن سے سر خود بخود خدا تعالیٰ کے حضور میں جھک جاتے ہیں۔ نازک سے نازک مرحلوں میں جس طرح خداوند کریم نے دشمن کے قدم اکھاڑنے میں پاکستانی افواج کی مدد کی اس کی مثالیں خال خال ملتی ہیں۔

چھمب سیکٹر میں ہماری فوج جوڑیاں فتح کر چکی تھی اور ہمارے کچھ ٹینک دریائے توی کے پار پالن پوری کے قریب گذر کر جوڑیاں کی طرف جا رہے تھے کہ دشمن کے بمبار طیاروں نے ٹینکوں کو آ لیا یہ ہوائی حملہ بالکل غیر متوقع تھا۔ ہمارے ہوائی جہاز موجود نہ تھے، بادی النظر میں ہمارے ٹینک دشمن کے [illegible]

Marfat.com

رحم و کرم پر تھے، کچھ ٹینک قریبی درختوں کے نیچے ہو گئے ایک دو سڑک کے کنارے خودرو پودوں میں گھس گئے لیکن پودے پست قد ہونے کی وجہ سے انہیں پوری طرح ڈھانپ نہ سکے۔ بھارتی ہواباز جھک جھک کر بم پھینکتے اور متواتر حملے کرتے رہے تاوقتیکہ ان کے بم ختم ہو گئے لیکن یہ سارے بم درختوں اور چھوٹے خودرو پودوں کے درمیان ایک اجڑے کنویں نے پی لئے۔ ایک آدھ بم کنویں کی منڈیر پر گرا اور صرف چند اینٹیں اکھاڑنے کے سوا کچھ نہ بگاڑ سکا اور ہمارے ٹینک صحیح سالم منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

پل کے بغیر گاڑیاں دریا پار ہو گئیں:

چھمب سیکٹر پر بھارتی فوج پسپا ہو رہی تھی، اور پاکستانی فوج کے جوان ان کا پیچھا کر رہے تھے، وہاں دریائے توی عبور کرنے کا مسئلہ بہت مشکل تھا، اس وقت دریائے توی میں چار پانچ فٹ پانی گہرا تھا جو بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا لہٰذا وہاں پل تعمیر کرنا ضروری تھا، اور اس کے لئے کافی وقت درکار تھا پاکستانی فوج کے جانبازوں نے پل بنانے میں وقت ضائع کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر گاڑیاں دریا میں ڈال دیں اور ایسی اللہ تعالیٰ کی تائید آنکھوں سے دیکھی کہ سب گاڑیاں خیریت سے دریا کے پار لگ گئیں ایک گاڑی بھی دریا میں نہ رکی نئی گاڑیاں تو خیر نئی تھیں پرانی گاڑیاں اور پست قامت جیپیں بھی ایسے گذر گئیں جیسے مچھلی تیر کر نکل جاتی ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی پولیس سے صاف بچ نکلے

انگریز کپتان انہیں دیکھتا رہا لیکن گرفتار نہ کر سکا حیرت انگیز واقعہ

حاجی امداد اللہ امیر جہاد، مولانا رشید احمد اور مولانا قاسم کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے تھے اور گرفتار کرانے والوں کے لئے انعام واکرام کا اعلان

Marfat.com

بھی کیا جاچکا تھا، اس لئے لوگ ان حضرات کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ یہ تینوں حضرات اس دوران میں روپوش ہو گئے مولانا قاسم تو اپنے قصبے دیوبند میں تھے اور اپنی سسرال کے عالی شان مکان میں روپوش .... تاہم تین دن پورے ہوتے ہی اک دم باہر نکل آئے اور کھلے بندوں چلنے پھرنے لگے۔ لوگوں نے بہت کہا چھپ جایئے، انگریز فوج کے مخبر آپ کی تلاش میں ہیں لیکن مولانا قاسم نے فرمایا تین دن سے زیادہ روپوش ہونا سنت سے ثابت نہیں، جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت غار ثور میں تین دن ہی روپوش رہے تھے۔

کپتان کی نظر مولانا پر پڑی اور مولانا کی کپتان پر .... انگریز آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ خود مولانا سے پوچھا کہ قاسم کہاں ہے، مولانا نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر فرمایا ابھی تو یہیں تھا دیکھ لیجئے، مولانا قاسم اس وقت ٹہل رہے تھے ٹہلنے والے کا ہر دوسرا قدم ظاہر ہے کہ اس جگہ پر نہیں پڑتا جہاں وہ پہلے ہوتا ہے جس جگہ کو چھوڑ چکے تھے اسی جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا گیا کہ یہیں تھے، اور بالکل واقعہ کے مطابق بات تھی۔ کپتان تو ادھر ادھر دیکھ بھال میں لگا اور مولانا اطمینان اور سکون کے ساتھ مسجد سے باہر نکلے اور روانہ ہو گئے۔ اس عرصے میں انگریز کپتان بھی مسجد سے باہر نکلا اور حضرت کو جاتے ہوئے دیکھ کر بولا:

''مولانا قاسم نانوتوی تو یہی معلوم ہوتا ہے۔''

پولیس نے مسجد شاہ رمزالدین کا محاصرہ کر لیا لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ مولانا وہاں سے بھی نکلے اور پولیس کے جتھے میں سے گزرتے ہوئے کسی اور مسجد پہنچ گئے۔

پولیس والوں کے بار بار تعاقب کی وجہ سے مولانا قاسم اپنے حقیقی بھائی شیخ نہال احمد کے اصرار پر دیوبند سے نکلے اور شیخ صاحب کے گاؤں پھول [illegible] میں پہنچے۔ یہ گاؤں نانوتہ اور دیوبند کی درمیان سڑک پر واقع [illegible] آپ کا اس گاؤں میں قیام کا واقعہ پوشیدہ [illegible] گورنمنٹ کو دے دی۔ پولیس چکراتی [illegible]

Marfat.com

کے چھکے چھوٹ گئے سخت خائف اور ہراساں ہوئے اور بار بار کہتے تھے مولانا کی گرفتاری میرے گاؤں میں ہو؟ جہاں میں خود ہی انہیں اصرار کر کے لایا ہوں شیخ صاحب کی پریشان حالی دیکھ کر مولانا نے درشت لہجے میں فرمایا اس طرح خوفزدہ صورت بنا کر تو آپ مجھے پکڑا دینگے، بہرحال آپ مطمئن رہیں میں اپنا بچاؤ خود کرلوں گا یہ کہتے ہی مولانا مکان سے باہر نکل آئے سامنے پولیس کپتان کھڑا تھا اس پر نظر پڑتے ہی کسی گھبراہٹ اور اضطراب کے بغیر اس سے کہنے لگے:

''آیئے آیئے تشریف لایئے''

انگریز کپتان حیرت زدہ سا ہو کر مکان کے مردانہ حصے میں چلا گیا مولانا نے گھر میں جا کر عورتوں سے فرمایا کہ چائے تیار کی جائے، چائے تیار ہو کر آئی، پلائی گئی، کپتان بھی آپ سے مانوس ہو کر پوچھتا رہا آپ مولانا قاسم سے واقف ہیں؟ جواب میں مولانا نے فرمایا ''جی ہاں میں ان کو خوب جانتا ہوں'' تھوڑی دیر بعد کپتان نے کہا ہم زنانہ مکان کی تلاشی لینا چاہتے ہیں فرمایا شوق سے تلاشی لے سکتے ہیں کپتان زنانہ حصے میں داخل ہوا کونہ کونہ چھان مارا لیکن اس ڈھونڈ اور تلاش کا جو نتیجہ ہوسکتا تھا وہی ہوا۔ لطف یہ کہ خود مولانا انگریز کپتان کے ساتھ اس مکان کا زنانہ حصہ دکھانے میں مصروف تھے۔ غرض، ناکامی اور نامرادی کے ساتھ انگریز کپتان واپس ہوا۔ جب تلاش اور جستجو کے سارے مراحل ختم ہوگئے اور کپتان چکوالی گاؤں سے رخصت ہونے لگا تو مولانا بھی اس سے رخصت ہو کر نانوتہ روانہ ہوگئے ادھر کپتان نے مخبر کو بہت ڈانٹا کہ تو ہمیشہ غلط خبریں دیا کرتا ہے، مخبر نے ہاتھ باندھ کر کہا آپ نے غور نہیں کیا، غالباً وہی صاحب مولانا قاسم تھے جنہوں نے مکان کی تلاشی دلوائی، یہ سن کر کپتان ٹپٹایا اور جیب سے وارنٹ نکال کر مولانا کا حلیہ غور سے پڑھا محسوس ہوا کہ سخت حماقت ہوئی، وہی مولانا قاسم تھے، مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

نانوتہ اور اس کے گرد و نواح کے اندھیرے گھنے جنگل میں، چکوالی سے ... کی بعد مولانا کو گرفتار کرنا آسان نہ تھا۔ غصے میں انگریز نے حکم دیا کہ

پولیس نانوتہ کی طرف مارچ کرے مگر مولانا کے جانثار بھی غافل نہ تھے انہوں نے کسی نہ کسی طرح مولانا کو خبر کی چنانچہ مولانا نانوتہ جانے کے بجائے دوسرے راستے سے واپس پہنچ گئے، پیدل چلنے پھرنے کی عادت آج کام آرہی تھی۔ ابھی چکوالی میں تھے، چکوالی سے نانوتہ پہنچے ابھی سانس لینے نہ پائے تھے کہ وہاں سے بھی روانہ ہو گئے اور دم کے دم میں بیس میل کا فاصلہ طے کر کے مولانا پھر دیوبند میں رونق افروز تھے۔

پھر پھر کر پولیس والوں نے دیوبند ہی کی مسجدوں میں مولانا کا سراغ لگانا چاہا لیکن وہی ایک مسجد سے دوسری سے تیسری مسجد کا چکر جاری رہا۔ پولیس جسے ڈھونڈ رہی تھی اسے پانے میں آخر وقت تک کامیاب نہ ہوئی، اس قسم کے قصوں کا سنانا بھی آسان ہے اور سن لینا بھی آسان ہے لیکن جن کا قصہ بنایا گیا ہے وہ خود جس آسانی سے ان جان فرسا حوادث سے گزر رہا تھا ہر شخص کے لئے اتنا آسان نہیں ہے بے پناہ قوت رکھنے والی ملوکیت کے سامنے سینہ تان کر انتہائی بے پروائی کے ساتھ ٹھہر سکتا ہے۔ جس پر السموات والارض کی بادشاہت کا صحیح راز آشکار ہو چکا ہو۔

ادھر تو یہ حال ہے کہ ادھر امیر جہاد حاجی امداد اللہ نے چند ماہ انبالہ، نگری، پنج لاسہ وغیرہ قصبوں میں اپنے آپ کو چھپایا اور آخر سندھ کے راستے کراچی اور پھر سرزمین عرب کا راستہ لیا۔ جس زمانے میں حاجی صاحب کا قیام پنج سالہ میں راؤ اشرف علی خاں مرحوم کے مکان پر تھا، مولانا رشید احمد اور مولانا قاسم بھی اپنے مرشد کی زیارت کے لئے یا پیادہ جنگلوں میں چھپتے، راتوں کو سفر کرتے جمنا پار کر کے ان گمنام اور دور دراز مقامات طے کرتے حاجی صاحب کی خدمت میں پہنچے اور ان سے التجا کہ وہ انہیں بھی ساتھ لے چلیں، مگر حاجی صاحب نہ مانے اور فرمایا جاؤ! تمہیں خدا کے سپرد کیا تم ہندوستان میں رہو اسی طرح کا خدا کا حکم ہے اور حق تعالیٰ کو ابھی تم سے بہت کام لینے ہیں جیسا کہ پہلے بتایا گیا، تھانہ بھون کی جہادی مہم میں انگریزی رعایا ہی نہیں، انگریزی فوج کے ملازمین بھی شامل [illegible] تھے۔ خود حاجی امداد اللہ بے شک شاملی کے [illegible]

Marfat.com

تاہم ان کا فراہم کرنا آسان نہ تھا، اس لئے جان کے خطرے سے وہ محفوظ نہ تھے، تھانہ بھون سے نکل کر کراچی تک پہنچنے میں حاجی صاحب کو جن صعوبتوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا وہ الگ رہیں، یہ بھی دیکھئے کہ اس طویل سفر میں کتنی مدت لگی ہوگی۔ قیاس کہتا ہے ایک سال تو لازماً لگا ہوگا اور یہ بات بھی نہیں تھی کہ انگریز حکومت اس شخص کی طرف سے قطعی غافل ہو چکی تھی جو تھانہ بھون سے نکلنے میں کامیاب ہوئے تھے اور ان کے جو واقعات اب تک مورخوں کے علم میں آئے ہیں ان سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت کے کارندے اور خفیہ پولیس کے آدمی وہیں جا کر آپ کو گرفتار کرنا چاہتے تھے یہ قصہ تو بہت ثقہ اور مستند ہے کہ حاجی صاحب مشرقی پنجاب کے قصبہ پنج لاسہ میں اپنے پیر بھائی رئیس راؤ عبداللہ مرحوم کے مکان پر تھے پولیس کو خبر ہوئی اس علاقے کا انگریز افسر پولیس کو لے کر راؤ صاحب کے مکان پر پہنچا۔ راؤ صاحب نے حاجی امداد اللہ کو بنظر احتیاط اپنے اصطبل کی ایک ایسی کوٹھڑی میں جگہ دے رکھی تھی جہاں کسی شخص کو رہنے کی توقع ہی نہیں کی جاسکتی تھی، کوٹھڑی میں گھوڑوں کا چارا اور گھاس بھری ہوئی تھی مگر انگریز افسر تک خبر اس تفصیل کے ساتھ پہنچی کہ مجرم کو فلاں کوٹھڑی میں ٹھہرایا گیا ہے۔

اپنے آدمی کے ساتھ ٹھیک اس کوٹھڑی تک پہنچ کر انگریز نے کواڑ کھول دیئے راؤ عبداللہ خان کے تو ہوش اڑے ہوئے تھے لیکن کواڑ کھلنے کی بعد جب دیکھا تو مصلی بچھا ہوا تھا، لیکن کوٹھڑی کے اندر کسی آدمی کا پتہ نہ تھا، انگریز حیران تھا، اس نے راؤ صاحب سے پوچھا کہ یہ مصلی اور پانی کا لوٹا کیسا ہے، راؤ صاحب نے کہا ہم لوگ فرض نماز مسجد میں پڑھتے ہیں اور نوافل گھر آ کر ادا کرتے ہیں قصہ مختصر انگریز حاکم راؤ صاحب سے معذرت کر کے گھر میں آئے تو سخت حیران تھے کہ حاجی صاحب اس عرصے میں کوٹھڑی سے کیسے باہر نکلے اور کہاں تشریف لے گئے اسی عالم میں کوٹھڑی کے اندر جھانکا تو کیا دیکھا کہ حاجی صاحب بدستور اپنے مصلے پر تشریف رکھتے ہیں۔

Marfat.com

افغانستان میں مجاہدین کی یلغار کے عجیب واقعات

مجاہدین کا شوق جہاد

ہم نے الحمد اللہ جہاد افغانستان میں یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ تو پندرہویں صدی کا جہاد تھا اس میں اتنے عجیب وغریب مناظر آئے تو معلوم نہیں اس جہاد کا کیا عالم ہوگا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لڑا گیا۔

جہاد افغانستان میں ہمارے ساتھی جنگ کے لئے روانہ ہوتے تھے تو یہ عجیب وغریب کیفیت ہوتی تھی کہ کوئی سجدے میں پڑا ہوا رو رہا ہے کوئی تلاوت کر رہا ہے۔ امیر صاحب نے حکم دے دیا کہ فلاں فلاں جنگ کے لئے آجائیں۔ نام پڑھے جا رہے ہیں۔ جن کا نام آرہا ہے ان کے چہرے پر خوشی کے اثرات اور جن کا نام نہیں آرہا وہ پریشان۔ جن خوش قسمتوں کے نام آگئے وہ تیار کھڑے ہیں۔ کلاشنکوفیں کاندھوں پر ڈالی ہیں اور اپنے کمر بند کس رہے ہیں۔ ایک خوشی کے عالم میں بھاگ رہے ہیں، دوڑ رہے ہیں دوسرے ساتھی جن کا نام نہیں آسکا وہ ان کا سامان اٹھوا رہے ہیں تیار کر رہے ہیں، ان کے میگزینوں کے اندر گولیاں بھر رہے ہیں اور ان کے کانوں میں کہہ رہے ہیں، خدا کے لئے اگر تم شہید ہو جاؤ تو قیامت کے دن ہمیں نہیں بھولنا، میرا چہرہ یاد کر لو تم میری شفاعت کرنا، پھر یہ ساتھی تیار ہو کر کھڑے ہیں۔ ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اٹھ جاتے ہیں۔ ''یا اللہ تو فتح دیدے، نصرت دیدے۔'' ہچکیوں کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ پھر اس کے بعد ایک تکبیر کا نعرہ اللہ اکبر اور یہ مجاہدین روانہ ہو رہے ہیں۔ پیچھے والے انہیں رشک کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جانے والے فخر واطمینان محسوس کر رہے

کے طیارے بمباری کرتے ہیں۔ وہ ان کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی زبانوں پر یہی کلمہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ہوتا ہے اللہ کافی ہے ہمارے لئے اور وہ ہی محافظ ہے۔ اس منظر میں ساتھی جاتے ہیں دلوں میں ایمان کا نور لئے ہوئے زبان پر ذکر جاری ہے اور جان دینے کے جذبے سے سرشار جارہے ہیں۔ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دشمن کی گولیوں کی بوچھاڑ سے بے نیاز بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ مورچوں کے مورچے فتح کر رہے ہیں۔ ایسا منظر ہوتا ہے کہ اس کی لذت دنیا میں جہاد کے علاوہ کہیں محسوس نہیں ہوسکتی۔ (تحریر مولانا مسعود اظہر)

خوفناک......اور عجیب

دشمنوں سے دوبدو جنگ میں جہاد یار نے ۶۵ واں گولہ فائر کیا تو وہ پوسٹ زامہ خولہ سے پہلے ہی پیش قدمی کرنے والے مجاہدین کے پاس جاگرا۔

میں نے دوربین سے دیکھا تو بے ساختہ میرے منہ سے الحمد اللہ نکلا کیونکہ وہ گولہ پھٹا نہیں تھا۔ اگر پھٹ جاتا تو نہ جانے کتنے شہید اور کتنے زخمی ہوجاتے۔ یہ کہتے ہیں میں نے اس شام کو سو گولے فائر کئے ......سب پھٹے، یہ گولہ نہیں پھٹا۔

بہرحال جہاد یار، قاری عابد اور ابوبکر جب تک پیش قدمی کرنے والے مجاہدین کے دونوں گروپوں کو اپنی دوربینوں سے دیکھ سکے، دشمن کے مورچوں پر تاک تاک کر فائر کر کے دونوں گروپوں کو سہارا دیتے رہے......اندھیرا چھا جانے کے بعد مجبوراً ان کو بھی فائر روکنے پڑے۔

دشمن کے فائر میں پھر تیزی آگئی اب وہ اندھیرے میں اٹکل پچو فائر کر رہا تھا، کمانڈر زبیر کا دستہ گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ سے......ندی نالوں میں بچتا اور کتراتا ہوا مردانہ وار آگے بڑھتا رہا۔ کمانڈر زبیر سب سے آگے تھے، ان کے پیچھے نائب کمانڈر (اول) مولوی عبدالرحمٰن فاروقی اور دوسرے ساتھی۔

اچانک دشمن کا ایک گولہ پاس آ کر پھٹا، اس کا ایک دہکتا ہوا پرزہ عبدالرحمٰن کی پنڈلی کاٹتا ہوا نکل گیا۔ زخم بڑا تھا مگر ہڈی بچ گئی...... خون روکنے کے لئے کمانڈر زبیر نے فوراً اپنے رومال سے ان کی پنڈلی کس کر باندھی اور دونوں تیزی سے آگے بڑھ گئے۔

کمانڈر صاحب کا خیال تھا کہ دوسری طرف سے گروپ کمانڈر نصراللہ منصوبے کے مطابق اپنے تیس جانبازوں کو لے کر پوسٹ پر حملہ آور ہو گیا ہوگا، اس لئے یہ جلد سے جلد پہنچنا چاہتے تھے...... لیکن وائرلیس کی عدم موجودگی میں انہیں کون بتاتا کہ وہ گروپ بھی ایک جان لیوا صورت حال میں گرفتار ہو چکا ہے۔

آزمودہ فتنہ ہے اک اور بھی، گردوں کے پاس
سامنے تقدیر کے، رسوائی تدبیر دیکھ

عجیب و غریب

افغانستان کے کمانڈر زبیر، اور دیگر مجاہدین کا خیال ہے کہ شہید موصوف کو فوراً کمبل میں لپیٹ کر میدان کارزار سے پیچھے مرکز کی طرف روانہ کر دیا گیا، جنگ شام تک جاری رہنے کے بعد دشمن اپنی کئی لاشیں چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا، دوسرے روز دوپہر کے وقت اس مرکز سے شہید کو پاکستان پہنچانے کے لئے ایک خچر مہیا ہوا، ساتھیوں نے اس پر رکھنے سے پہلے، ان کے آخری دیدار کے لئے کمبل منہ سے ہٹایا تو گرمی کا وقت تھا، کمانڈر خالد زبیر فرماتے ہیں ان کی پیشانی پر میں نے پسینے کے بہتے ہوئے قطرے دیکھے، سوچا شاید کسی نے عطر ڈال دیا ہو، میں نے انگلی سے چھو کر دیکھا تو واقعی وہ پسینہ تھا تمام حاضرین نے یہ واقعہ دیکھا

نازش از خورشید و مہ تابندہ تر
خاک قبرش از من و تو زندہ تر

شہدائے افغانستان کے اس طرح کے بے شمار
جوان کے ساتھیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ...

ہوئی ہے، یہاں جس مجاہد سے پوچھا جائے وہ اس طرح کے اَن گنت واقعات اس طرح سناتا ہے، جیسے یہ روز کا معمول ہو، کتنے ہی شہیدوں کا خون، خوشبو بن کر مہکتا رہا، کسی کی قبر سے مہینوں خوشبو آتی رہی، یہ بات تو عام طور پر مشہور ہے، کہ ایک مقام پر ایک ہی موسم میں، روسیوں اور کیمونسٹوں کی لاشیں تو ایک ہی روز میں سڑنے لگتی ہیں، مگر شہیدوں کے جسم میں کئی کئی دن تک ادنیٰ تغیر نہیں آتا۔ بعد میں کمانڈر زبیر صاحب نے بھی اسی طرح کے بہت سے واقعات مجھ سے بیان کئے۔

اس پورے سفر میں ہم چھاپہ مار جنگ، اور محاذ کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرتے رہے اب بھی کمرے میں یہی سلسلہ جاری تھا، باہر کا سارا ماحول گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، کوہسار کی تند و تیز برفانی ہواؤں کی ''سائیں سائیں'' باہر کا موسم بتا رہی تھیں، اچانک چند افراد جن کے بالوں اور کپڑوں پر چڑھا ہوا گرد وغبار لالٹین کی روشنی میں صاف نظر آ رہا تھا، کمرے میں داخل ہوئے، یہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ کے نوجوان مہتمم جناب مولانا عبدالرحمٰن عباسی اور ان کے رفقاء تھے، جو محاذ سے اسی وقت یہاں پہنچے تھے، مختصر تعارف کے بعد معلوم ہوا کہ یہ بھی محاذ پر پہلی بار آئے تھے، اور تقریباً دس روز بعد کئی معرکوں میں شرکت کر کے آج لوٹے ہیں، رات کو قیام کر کے صبح وطن روانہ ہو جائیں گے۔ ان کے ماشاء اللہ چار بھتیجے اب بھی محاذ پر تھے جو کئی سال سے تعطیلات محاذ پر گزارتے ہیں۔ عشاء کی اذان ہونے والی تھی اس مختصر وقت میں، میں ان سے محاذ پر ان کی روئداد معلوم کرتا رہا۔ وہ علامات قیامت کی بعض احادیث کے متعلق جن پر وہ کچھ تحقیقی کام کر رہے ہیں ...... تبادلہ خیال اور مشورہ فرماتے رہے۔ دشمن کی ایک چوکی پر ان حضرات نے آج بھی توپوں سے حملہ کیا تھا، دشمن کے نقصانات کا صحیح اندازہ تو ابھی نہیں ہو سکا البتہ حملہ کے فوراً بعد اس چوکی سے دھواں اٹھتا ہوا، اور ایمبولینس گاڑیاں وہاں ارغون سے روسی چھاؤنی کی طرف تیزی سے جاتی، اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں آتی ہوئی دیکھی گئیں۔ ہمارا کوئی نقصان اس کے سوا نہیں ہوا کہ مولانا کے چشمے کی کمانی ٹوٹ گئی۔

Marfat.com

توپوں سے کئے گئے حملے میں دشمن کے نقصانات کی تفصیل وقت پر معلوم نہیں ہوتی، بلکہ ہر دو چار روز بعد دشمن کے جو مسلم افغان فوجی موقع پا کر مجاہدین سے آ ملتے ہیں وہ یا مجاہدین کے جاسوس آ کر پوری تفصیلات بتاتے ہیں، مجاہدین جب تک پوری تحقیق نہ ہو جائے دشمن کے نقصانات کی تفصیل بتانے سے احتراز کرتے ہیں۔ دشمن کی فوج میں بہت سے مسلمان بھی ہیں، جنہیں زبردستی اس جنگ میں جھونک دیا گیا ہے، وہ مختلف ذرائع سے اہم اطلاعات مجاہدین کو بھیجتے رہتے ہیں۔

نصر اللہ اور چھ ہیلی کوپٹر

تقریباً ۲۵ سالہ پاکستانی نصر اللہ جس نے چھ روسی گن شپ ہیلی کوپٹروں کو تنہا شکست دی تھی اس سے بھی یہیں ملاقات ہوئی چھریرے بدن کے اس مسکین سے نوجوان سے مل کر یہ یقین کرنا مشکل ہو گیا کہ اس نے وہ نادر المثال کارنامہ انجام دیا ہوگا اور یہی دشمن کے اتنے ٹینک تباہ کر چکا ہے کہ ساتھی اسے ،،ٹینک شکن،، کہنے لگے...... خاموش طبع نرم خو، انتہائی سادہ، سراپا محبت، اور شاعر مشرق کے اس ''مرد مومن'' کی تصویر کہ

یہ حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

ہم نے اس سے ہیلی کاپٹروں کی جنگ کا واقعہ سنانے کی فرمائش کی......

لیکن پیچھے کہیں عرض کر چکا ہوں کہ ان مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے اخلاص و انکساری کی دولت سے ایسا نوازا ہے کہ ان کے دامن کو نمود و نمائش اور شہرت طلبی کی رذالت نے داغدار نہیں ہونے دیا۔ یہ اپنے کارنامے سنانے سے گریز کرتے ہیں، ہر مجاہد دوسرے کا کارنامہ سنا بھی دیتا ہے لیکن اپنا نہیں، نصر اللہ بھی ہماری فرمائش کے جواب میں ایک مختصر سا جملہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

شاعر مشرق نے ''مرد مسلمان'' کی جو دلکش صفات بڑے والہانہ انداز میں بیان کی ہیں ان میں سے چار یہ ہیں کہ

Marfat.com

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگہ دل نواز

نصر اللہ چاروں اوصاف کا پیکر نظر آیا

اس واقعہ کے متعلق ہم جو بھی سوال کرتے وہ اس کا جواب ''ہاں'' یا ''نہیں'' میں دے کر خاموش ہو جاتا، مگر میں اس سے کھود کرید کرتا رہا، اور آدھے گھنٹہ کی لگا تار محنت سے واقعہ کی تفصیلات حاصل کی، وہ ترتیب وار عرض کرتا ہوں۔

اس نے بتایا کہ یہ کئی سال پہلے کا واقعہ ہے، میں اپنی تنظیم کے امیر صاحب اور ان کے رفقاء کو ایک پک اپ میں ''بگڑ'' سے لیکر ''ارغون'' کے مرکز پہنچا، رات کے ۲ بجے تھے۔ یہاں پہنچ کر معلوم ہوا مجھے اسی وقت بگڑ واپس جا کر وہاں سے کچھ اور حضرات کو لانا ہے، کام فوری اہمیت کا تھا، میں فوراً ایک ساتھی کو لے کر بگڑ کی طرف روانہ ہوگیا ''رباط'' جو تقریباً آدھے راستہ پر ہے، اس کے قریب پہنچتے پہنچتے صبح ہوگئی، اس زمانہ میں روسی گن شپ ہیلی کاپٹر مجاہدین کی تاک میں رہتے تھے ان کے حملے کا ہر وقت خطرہ تھا اس لئے ہم نے پک اپ ایک پہاڑی نالہ کے اندر ایک ٹیلے کی آڑ میں روک کی نماز فجر ادا کی، مسلسل مصروفیت کے باعث کھانا نہیں کھایا تھا بھوک سخت تھی، جو کچھ ساتھ تھا کھانے لگے، اسی دوران ہیلی کاپٹروں کی آواز سنائی دی، میرا ساتھی دیکھنے کے لئے برابر کے ٹیلے پر چڑھا، جلدی میں کلاشنکوف بھی ساتھ نہ لی، وہ چوٹی کے قریب پہنچا ہی تھا کہ مجھے فضاء میں چھ ہیلی کوپٹر نظر آئے، میں فوراً اپنی کلاشنکوف اور جتنی میگزینیں پاس تھیں لے کر تیزی سے اس ٹیلہ پر چڑھا اور کچھ اوپر جا کر ایک بڑے پتھر کی آڑ میں پوزیشن لے کر بیٹھ گیا۔

ہیلی کوپٹروں نے مجھے دیکھ لیا تھا لمحہ بھر میں وہ سر پر آگئے سامنے آ کر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کردی۔ مگر میں اوٹ میں تھا وہیں سے جوابی فائر کرتا رہا۔ اس وقت مجھے فائرنگ کے سوا کسی چیز کا ہوش نہ تھا اپنے اس ساتھی کی بھی خبر نہ

Marfat.com

تھی وہ کہاں اور کس حال میں ہے؟ اچانک میری ایک یا زائد گولیاں ہیلی کوپٹر پر لگیں وہ دیکھتے ہی دیکھتے نیچے گرا اور آگ سے بھڑک اٹھا اس میں جو روسی سوار تھے غالباً وہ ہلاک ہو گئے کیونکہ اس میں سے کسی کو میں نے باہر نکلتے نہیں دیکھا۔ باقی ۵ ہیلی کوپٹر زمین پر اتر گئے، اور ان میں سے فوجی باہر نکل کر کچھ اس جلتے ہوئے ہیلی کوپٹر کی طرف بڑھے اور باقی فائر کرتے ہوئے میری طرف بڑھنے لگے وردیوں سے لگتا تھا کہ بڑے افسران ہیں۔ میں نے ان پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی اور پوری میگزین کی ایک باڑھ ماری، جس سے کئی فوجی لہولہان ہو کر گرتے نظر آئے...... اس کے بعد کیا ہوا؟ مجھے خبر نہ رہی کیونکہ میں بے ہوش ہو گیا تھا......

خدا جانے کتنے گھنٹے بعد ہوش آیا تو میں ایک کچی کوٹھڑی میں چارپائی پر پڑا ہوا تھا...... میرے اوپر کمبل تھا اچانک مجھے ران میں شدید تکلیف کا احساس ہوا۔ دیکھا تو وہ کپڑے کی خون آلود پٹیوں سے بندھی ہوئی تھی...... سامنے ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا...... رفتہ رفتہ یادداشت واپس آنے لگی، وہ ساتھی یاد آیا جو اس سفر میں میرا رفیق تھا...... پھر فوراً ہی ان چھ ہیلی کاپٹروں کا قصہ یاد آیا میں نے اٹھنا چاہا تو سر چکرا گیا، سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان نے فوراً اٹھ کر میرے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تمہیں تیز بخار ہے آرام سے لیٹے رہو انشاء اللہ جلدی ٹھیک ہو جاؤ گے...... میں نے اپنے اس ساتھی کے متعلق پوچھا تو نوجوان باہر جا کر چند ہی منٹ میں اسے بلا لایا...... اور بھی کئی آدمی آ گئے۔ اپنے ساتھی کو دیکھ کر خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ مگر ران میں تکلیف کا احساس دم بدم بڑھتا جا رہا تھا اب مجھے بتایا گیا کہ میں ''رباط'' کے ہوٹل میں ہوں۔

میرے ساتھی نے مبارک باد دی اور بتایا کہ تم نے جب دشمن کا ایک ہیلی کوپٹر تباہ کر دیا اور باقی فوجی تمہاری طرف بڑھے تو تمہاری گولیوں سے کئی فوجی اسی وقت ہلاک ہو گئے تھے۔ مگر اسی وقت تمہاری طرف سے فائر بند ہو گیا تو مجھے تشویش ہوئی میں خالی ہاتھ تھا اور پہاڑی کی چوٹی کے پاس ایک

دشمن کی ساری صورت حال دیکھ رہا تھا، دشمن نے مجھے نہیں دیکھا تھا......فوجیوں نے تمہاری طرف بڑھتے ہوئے فائر کئے تھے......بعد میں معلوم ہوا کہ ایک گولی تمہاری ران پر لگی تھی جس سے تم بے ہوش ہوگئے، فوجی تمہیں مردہ سمجھ کر واپس مڑے جلدی جلدی اپنے ساتھیوں کی لاشیں اور زخمیوں کو ہیلی کوپٹر میں ڈال کر پرواز کر گئے۔ میں فوراً اتر کر تمہارے پاس آیا، ران سے خون بہ رہا تھا اتنے میں رباط کے لوگ وہاں آ کر جمع ہوگئے ہم نے تمہاری ٹانگ پر پٹیاں باندھیں، اور یہاں لے آئے......زخم خطرناک نہیں انشاءاللہ بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گے۔

نصر اللہ نے بتایا کہ میری ران کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی، مجھے پاکستان لاکر ہسپتال میں داخل کر دیا گیا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جلد ہی تندرست کر کے پھر یہاں بھیج دیا...... یہاں سے واپس جانے کو دل نہیں چاہتا، والدین میری شادی کرنا چاہتے ہیں، لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ شادی سے پہلے ارغون فتح ہو جائے۔

عجائب نصرت

اسی خطاب میں ''ترہ کئی'' زمانہ کا ایک واقعہ سنایا (الفاظ تو اب یاد نہیں رہے مفہوم عرض کرتا ہوں)۔

''میں نے اپنے کئی سو غازیوں کو لے کر پہاڑوں میں ٹھکانہ تو بنالیا، ہم یہاں سے اتر کر دشمن پر اچانک چھاپے مارتے تھے، لیکن خوراک کی قلت ہوگئی......ایک صبح نماز کے بعد مصلّے پر بیٹھا تھا اللہ تعالیٰ سے رو رو کر عرض کرنے لگا، یا اللہ! آپ کے یہ نیک بندے میرے ساتھ آپ پر جان دینے کے لیئے تیار تو ہوگئے ہیں، مگر ان کی خوراک کا کیا ہوگا؟ مجھ سے نہ اپنی بھوک برداشت ہوتی ہے نہ ساتھیوں کی......اسی حالت میں چند سیکنڈ اُونگھ سی آگئی اور کسی نے میرے داہنے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا ''اللہ سے بدگمانی کرتے ہو؟''

میں اپنی ذرا دیر پہلے کی بات بھول گیا تھا، گردن جھکائے ڈرتے

Marfat.com

بولا ''نہیں نہیں میں نے تو بدگمانی نہیں کی''......آواز آئی تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو رزق وہی دے گا جس نے اب تک دیا ہے، کیا اب جبکہ اس کی راہ میں جہاد کر رہے ہو وہ تمہیں بھوکا رہنے دے گا؟ رزق اتنا ملے گا کہ تم گوشت درختوں میں لٹکا ہوا پاؤ گے۔

اس واقعہ کو مشکل سے دو گھنٹے گزرے ہونگے کہ میں یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ سامنے ایک درخت پر ۲ بکرے ذبح شدہ لٹکے ہوئے ہیں۔ برابر میں ایک دیہاتی کھڑا ہوا تھا اس نے یہ بکرے مجاہدین کے واسطے لاکر ابھی ذبح کیے تھے۔......اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں کبھی خوراک کی کمی نہیں ہوئی۔''

ترہ کئی ہی کے زمانہ کا ایک اور واقعہ انہوں نے ڈاکٹر عبداللہ عزام کو سنایا ''کہ جس پہاڑ پر ہم نے بسیرا کیا ہوا تھا، اس پر کہیں آگ نہیں جلا سکتے تھے کیونکہ دشمن کے جاسوس دھواں دیکھتے ہی حکومت کو خبر کر دیتے تھے (جبکہ آگ کی ضرورت کھانا پکانے لئے ہی نہیں سردی سے بچنے کے لئے بھی شدید تھی) اس پریشانی کو اللہ تعالیٰ نے اسطرح دور فرمایا کہ بادل آئے اور ہمارے پہاڑ پر تقریباً سال بھر اسی طرح چھائے رہے کہ دھواں باہر سے کسی کو نظر نہ آتا تھا۔''

اسی زمانہ کا ایک واقعہ یہ سنایا کہ:

''ترہ کئی کے زمانہ میں جب کوئی مجاہد شہید ہو جاتا، اور حکومت کو اسکی شناخت ہو جاتی تو، تو وہ اسکے سب رشتہ داروں کو قتل کر ڈالتی تھی، مگر اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ انعام ہوا کہ ہم میں سے کوئی ایسا مجاہد شہید نہیں ہوا جس کے اہل خانہ آبادیوں میں موجود تھے، شہید ہونے والے سب وہ تھے جن کے اہل خانہ ہجرت کر چکے تھے۔''

مولانا فرماتے ہیں کہ:

''ترہ کئی کے زمانہ میں دشمن کے ٹینک ہمارے لئے مشکل ترین مسئلے تھے، کوئی ٹینک شکن ہتھیار (p7، p2 وغیرہ) ہمارے پاس نہ تھا ہم نے ... روپے جمع کیے، اور ایسے ہتھیار خریدنے کے لئے ...

کوششیں بیکار ہوگئیں...... ہماری تعداد اس وقت تقریباً ۳۵۰ تھی۔ ایک دن ترہ کئی کی افواج نے جن کی تعداد ہزاروں میں تھی، ہم پر ٹینکوں توپوں اور مشین گنوں سے حملہ کیا، ان سے جنگ ڈھائی دن جاری رہی، دشمن کو شکست ہوئی، ہمیں غنیمت میں ۲۵۰ ٹینک شکن توپیں (p2 `p) کئی مشین گنیں ۸ ٹینک اور ایک ہزار قیدی ہاتھ آگئے ہر قیدی کے پاس ایک ایک کلاشنکوف تھی۔،،

پھر دسمبر ۱۹۷۹ء میں روسی فوجیں افغانستان میں گھس آئیں تو اب روسی طیارے اور گن شپ ہیلی کاپٹر سب سے بڑا مسئلہ بن گئے مجاہدین کے پاس ایک بھی طیارہ شکن توپ نہیں تھی، کئی سال اسی طرح بے سروسامانی میں دشمن کی چیرہ دستیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ طیارہ شکن توپیں کس طرح ملیں؟

بہت سے واقعات میں سے ایک جو ۱۹۸۲ء میں پیش آیا مولانا خود ہی سناتے ہیں:

ہم ۵۹ مجاہد تھے دشمن نے ہم پر ۲۲۰ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں سے حملہ کیا، کمیونسٹوں کی تعداد ۱۵ سو تھی اوپر سے ان کے طیارے مسلسل بمباری کررہے تھے...... لیکن اس جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن کے ۴۵ ٹینک اور فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں، ۱۵۰ کمیونسٹ ہلاک اور سو زخمی ہوئے اور ہمیں غنیمت میں جو اسلحہ ملا وہ یہ تھا:

طیارہ شکن توپ	ایک
گرینوف گنیں	۳ عدد
کلاشنکوف	۷ عدد
۷۶ ملی میٹر کی توپ	ایک
توپ کے گولے	۲۸۰
گولیاں	۳۶ ہزار

مولانا سے میری ملاقات پشاور میں ہوئی، حکیم امت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے خلیفہ مجاز، مولانا فقیر محمد صاحب نے ناچیز کو رات کے کھانے پر مدعو فرمایا اور کرم بالائے کرم یہ فرمایا کہ مولانا جلال الدین حقانی کو بھی جو

اسوقت پشاور آئے ہوئے تھے، مدعو فرمالیا۔ ان اللہ والوں کے ساتھ یہ مجلس نعمت کبری تھی...... لیکن مجھے اس وقت تک یہ بات معلوم نہیں تھی جس کا ذکر ڈاکٹر عبداللہ عزام نے اپنی کتاب آیات الرحمٰن فی الجہاد الافغان میں کیا ہے ورنہ مولانا حقانی کے سینے پر گولیوں کی جو پٹی اس وقت بھی آراستہ تھی اسے بہ طور خاص دیکھتا، ڈاکٹر عزام کہتے ہیں کہ:

"جلال الدین حقانی گولیوں کی جو پٹی اپنے سینے پر باندھے رہتے ہیں، میں نے اس پٹی پر وہ نشان اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو دشمن کی گولی لگنے سے پڑا ہے لیکن گولی نے ان کے سینے پر خراش تک نہیں لگائی۔"

اس سے بھی عجیب واقعہ مولانا کے حقیقی بھائی ابرھیم کے ساتھ پیش آیا ان کا بیان ہے کہ:

"۲۰ شعبان (۱۹۸۲ء) کو خوست کے ایک معرکہ میں ہم پر بمباری ہوئی ہماری دوربین بھی ٹوٹ گئی، بموں کے دہکتے ہوئے پرخچے لگنے سے میری شلوار تک جل گئی، مگر مجھے کوئی زخم نہیں آیا، بموں اور گولوں کے پرخچے ہمارے اکثر مجاہدین کو لگے، بعض کی گولیوں کی پٹی بھی کٹ گئی اور کپڑے تو اکثر کے جل گئے...... لیکن زخمی کوئی نہیں ہوا۔" (ڈاکٹر عزام کہتے ہیں ابراھیم کی وہ جلی ہوئی شلوار میں نے خود دیکھی ہے اور میرے پاس محفوظ ہے)"

پاکستانی سرحد (میران شاہ) سے خوست کو جاتے ہوئے صوبہ پکتیا میں داخل ہوتے ہی "ژاور" کے پہاڑوں میں مولانا حقانی کے جنگی مراکز شروع ہوجاتے ہیں، یہاں اس مرد درویش نے بیت ناک پہاڑوں کے سینے چیر کر ان میں کئی لمبی سرنگیں بنائی ہیں ان میں مسجد، اسلحے کے ذخائر، خوراک کے ذخیرے، ہسپتال، گاڑیوں کے ورکشاپ......

Marfat.com

وغیرہ دشمن کی بمباری سے محفوظ رکھنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ باہر مجاہدین کی تربیت کے مراکز ہیں ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں بھی کھڑی ہیں......لطف کی بات یہ کہ سب اسلحہ بڑی حد تک دشمن ہی سے چھینا ہوا ہے۔

سرنگ کا عجیب واقعہ

کمیونسٹوں نے ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۶ء میں زاور،، کے مرکز پر زمین اور فضاء سے ۲۰ بار حملے کئے ایک موقع پر مولانا اور ان کے ساتھیوں کو پہاڑی سرنگ میں پناہ لینی پڑی مگر دشمن نے اس پہاڑ پر بھی ایسی شدید بمباری کی کہ پہاڑ کا ملبہ سرنگ کے منہ پر آگرا اور سرنگ کا منہ اس کے نیچے دب کر مکمل طور پر بند ہوگیا......اس وقت تک ان سرنگوں سے نکلنے کا پیچھے کی طرف کوئی راستہ نہیں تھا......مولانا فرماتے ہیں۔

''ہمیں یقین ہوگیا کہ یہی سرنگ ہماری قبر بنے گی سخت مخمصے کی حالت میں کلمہ طیبہ کا ورد اور دعائیں کرنے لگے......چند ہی منٹ بعد دشمن طیارے پھر آگئے اور سخت بمباری کی لیکن یہ بمباری ہماری خلاصی کا ذریعہ بن گئی......لگاتار بم اسی ملبہ پر گرے جس سے وہ ملبہ بکھر کر وہاں سے اتنا ہٹ گیا کہ ہم باہر نکل آئے۔''

تقریباً دس منٹ بعد یہی واقعہ اس مرکز کی دوسری سرنگ میں چھپے ہوئے مجاہدین کے ساتھ پیش آیا، وہ دشمن کی دوبارہ بمباری سے رہا ہوئے اور اللہ کا یہ وعدہ آب وتاب کے ساتھ پورا ہوا کہ

ومن یتق اللہ یجعل ھم لہ مخرجا

''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے خلاصی کا راستہ نکال دیتا ہے۔''

اس حملے میں دشمن نے آتشی بم گرا کر پورے جنگل میں آگ لگا دی تھی ایک بم کے دھماکہ سے مولانا کئی فٹ اوپر اچھل کر گرے تو نیچے لگی ہوئی آگ سے جسم کے کئی حصے جل گئے تشویشناک حالت میں پشاور کے ہسپتال میں پہنچایا گیا جلنے

Marfat.com

سے گہرے نشانات پیٹ پر اب تک ہیں جو انہوں نے ہمیں بھی دکھائے...... دشمن کی اس یلغار کے وقت مولانا ارسلان رحمانی جو مجاہدین کی ایک بڑی تنظیم "اتحاد اسلامی افغانستان" کے مشہور کمانڈر ہیں کسی اور مقام پر تھے انہیں اطلاع ملی تو دوسرے کئی کمانڈروں کی طرح وہ بھی اپنے کئی سو غازیوں کے ساتھ ایک لمبا چکر کاٹ کر وہاں پہنچے، اور دشمن پر اچانک ٹوٹ پڑے۔ دشمن کو اپنی کتنی ہی لاشیں چھوڑ کر پسپا ہونا پڑا۔

مولانا حقانی کی نظر اس پر بھی ہے کہ فتح کے وقت افغانستان کی مضبوط اسلامی بنیادوں پر تعمیر نو کے لئے ایک دیندار، تعلیم یافتہ، جفاکش اور تربیت یافتہ نسل کی ضرورت ہوگی، اس کے لئے انہوں نے دیگر کئی افغان رہنماؤں کی طرح ایک عظیم الشان اقامتی درسگاہ "منبع العلوم" میران شاہ میں قائم کی ہے، اس میں مجاہدین افغانستان کے بچوں اور نوجوانوں کی تعداد زیر تعلیم ہے اور ایک ایسے نصاب تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہو رہی ہے جو مستقبل کی "اسلامی فلاحی ریاست" کے جدید تقاضوں کو پورا کرنے میں انشاءاللہ معاون ثابت ہوگی۔

کرامتوں کا ظہور

آج ان سرفروشوں کو جہاں طرح طرح کی سخت آزمائشوں سے واسطہ پڑ رہا ہے وہیں قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت و حمایت کے ایسے عجیب و غریب کرشمے سامنے آتے رہے ہیں جن سے ایمان کو تازگی اور دلوں کو نئی قوت نصیب ہوتی ہے بقول حضرت مرشد عارفی۔

اک طرز التفات کرم ہے جفائے دوست
دل چاہتا ہے روز نیا امتحاں رہے

حزب اللہ ڈوگر کا جو بہت پرانے مجاہد ہیں بیان ہے کہ:

میں مولانا عبدالرحمٰن کے ساتھ تھا آگے جا کر مجھے پتہ نہ
چلا کہ وہ کس طرف چلے گئے، سامنے ایک کمرہ [illegible]

Marfat.com

دروازہ سے ایک راکٹ اندر مارا لیکن راکٹ پھٹنے کی آواز نہ آئی
حیران تھا کہ راکٹ پھٹنے کی آواز بہت زیادہ ہوتی ہے، آواز کیوں
نہیں آئی؟ اسی اثنا میں ایک زخمی کمرے سے باہر نکلا اس کے پیچھے
مولانا عبدالرحمٰن اور دو ساتھی نکلے (جو اسے گرفتار کر کے واپس
لا رہے تھے) مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ بھی اس کمرے میں تھے
...... میں نے کمرے میں جا کر دیکھا راکٹ کا گولہ ٹوٹ گیا تھا پھٹا
نہیں تھا اگر وہ پھٹ جاتا تو مولانا عبدالرحمٰن اور دوسرے ساتھی
بھی زخمی ہو جاتے۔''

حزب اللہ ہی دوسرا واقعہ سناتے ہیں:

''میں نے دستی بم (گرینڈ) ایک کمرے کے روشن دان سے اندر پھینکا وہ روشن دان میں جا کر پھنس گیا، نہ اندر گیا، نہ پھٹا، جب کہ گرینڈ بم کو جب پن نکال کر پھینک دیا جائے تو اسے بہر حال پھٹنا ہی ہوتا ہے، اسے پھٹنے سے روکا نہیں جا سکتا...... لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ قریب ہی اپنے مجاہد ساتھی تھے خدا تعالی کے حکم سے وہ بم پھٹا ہی نہیں۔'' خلاصہ یہ کہ بقول حضرت کیفی مرحوم۔

ہجوم درد میں ہر بار یہ ہوا محسوس
ایک ہاتھ قلب پہ آشتگی کے ساتھ آیا

حزب اللہ اسی موقع کا تیسرا واقعہ سناتے ہیں کہ:

''کمانڈر زبیر نے مجھے اور عدیل کو (مرکزی پوسٹ
کے) ان کمروں کی تلاشی لینے کے لئے بھیجا جن کو تالے لگے
ہوئے تھے۔ ہم دروازوں کو ایک لات مارتے وہ ٹوٹ کر دور جا
گرتا۔ حالانکہ دروازے ٹھیک ٹھاک مضبوط بنے ہوئے تھے
میرے دل میں خیال آیا کہ کمزور بنے ہوئے ہیں اسی لئے ایک
لات سے ٹوٹ جاتے ہیں اس کے بعد میں نے اگلے دروازہ کو
لات ماری تو وہ نہ ٹوٹا، دو تین بار زور سے لاتیں ماریں مگر وہ نہ

Marfat.com

نوٹا، عدیل نے بھی پوری قوت سے لاتیں ماریں، وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ صفدر آیا اس نے بھی کوشش کی پھر ہم تینوں نے مل کر کوشش کی مگر دروازہ نہ ٹوٹا...... جب ہم ناکام ہو گئے تو خیال آیا کہ میرے دل میں تھوڑی دیر قبل ایک غلط بات آئی تھی لہٰذا میں نے فوراً دل میں اللہ پاک سے استغفار کی اور کہا ''یا اللہ یہ دروازے بہت مضبوط ہیں، ہم سے نہیں ٹوٹتے، ہم تیری نصرت چاہتے ہیں'' یہ کہہ کر میں نے لات ماری...... دروازہ ٹوٹ کر دور جا گرا۔''

صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

(بحوالہ یہ تیرے پرسرار بندے)

دو فوجیوں کو مردار کر دیا

اکتوبر کے آخری دنوں میں حرکۃ الجہاد الاسلامی کے دو ساتھی رات ایک جگہ بسر کرنے کے بعد صبح مسجد میں نماز پڑھنے اور اشراق کے بعد دوسرے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک ساتھی نے کہا سامنے ندی ہے پہلے ندی میں غسل کرتے ہیں پھر اوپر گاؤں میں جائیں گے۔ دونوں ساتھی ندی پر پہنچے کپڑے اتار کر کنارے پر رکھے اور پستول کپڑوں کے نیچے رکھ دیئے۔ یہ دونوں غسل کر رہے تھے کہ سامنے سے دو انڈین فوجی آ گئے ایک کے ہاتھ میں بالٹی تھی جو شاید پانی لینے کے لئے آ رہا تھا دوسرا اس کا باڈی گارڈ تھا جس کے ہاتھ میں گن تھی۔ وہ دونوں ندی کی طرف آ رہے تھے، جوں ہی وہ ان کے نزدیک پہنچے تو ایک مجاہد نے کہا کیا حال ہے سر۔ جب فوجی کو سر کہا گیا تو وہ کافی پھول گیا، کہنے لگا کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ ساتھیوں نے بتایا کہ اسی قریبی بستی میں رہتے ہیں کچھ مزدوری وغیرہ کرتے ہیں۔ فوجی نے کہا دو دہشت گرد تو ادھر نہیں آئے؟ مجاہد نے کہا چھوڑو سر آپ کس کی بات کر رہے ہیں ہماری بستی میں داخل ہونے کی

ہیں؟ فوجی مطمئن ہوگیا اور پانی بھر کر واپس ہوگیا۔ ایک مجاہد چپکے سے کنارے آیا اور پستول اٹھا کر باڈی گارڈ پر فائر کیا جس سے وہ مردار ہوگیا۔ دوسرے فوجی نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن مجاہد نے آگے بڑھ کر مردار فوجی کی گن اٹھائی اور دوسرے پر فائر کھول دیا وہ بھی مردار ہوگیا۔ دونوں مجاہد ساتھیوں نے کپڑے بغل میں دبائے اور وہاں سے رفو چکر ہوگئے۔

جبڑے بغیر مجاہد کی یلغار

یہ نور محمد ترہ کی کا دور تھا اس دور میں آج کی نسبت بہت کم لوگ جہاد میں شریک تھے۔ پورے زوران کے علاقے سے میرے ساتھ اس دن تیس مجاہد تھے۔ اس میں میرے ایک قریبی عزیز عبدالوکیل بھی شامل تھے۔ ہم نے گردیز کے قریب زرمست کے علاقہ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ''تعمیر'' کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ آدھی رات کے وقت دشمن نے ہم پر زبردست حملہ کردیا۔ مجاہدین اس کا مقابلہ نہ کرسکے اور انہیں پسپا ہونا پڑا۔ کچھ دور آکر دیکھا تو عبدالوکیل ہم میں نہیں تھے، سوچا کہ شہید ہوگئے ہونگے۔ لیکن ہوا یہ کہ دشمن کی کئی گولیاں عبدالوکیل کے گلے میں لگیں اور جبڑا ٹوٹ کر علیحدہ ہوگیا اور عبدالوکیل بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ صبح نماز کا وقت تھا جب ہوش آیا تو اپنے آپ کو شدید زخمی حالت میں اکیلا پایا۔ لٹکا ہوا جبڑا تکلیف دے رہا تھا اسے علیحدہ کرکے وہیں زمین پر پھینک دیا۔ زبان بھی شدید زخمی تھی۔ جب جبڑا بھی نہ ہو اور زبان بھی زخمی ہو تو بولا کیسے جاسکتا ہے۔ انہوں نے چادر کو منہ کے گرد باندھ لیا۔ اپنی بندوق اٹھائی اور قلعہ تعمیر کے چاروں طرف چکر لگا کر مجاہدین کو ڈھونڈنے لگے مگر مجاہدین ہوتے تو ملتے۔ وہ واپس اپنی جگہ آگئے۔ قلعہ کے اندر ایک گرینڈ پھینکا۔ جی تھری سے دشمن کے تین آدمی قتل کردیئے، مجاہدین کے بچے ہوئے گرینڈ اٹھائے اور واپس چل پڑے۔ دشمن ان کے حملے سے گھبرا اٹھا تھا، اس نے پیچھا کیا کچھ دور دشمن کے فوجیوں کو ایکجیوا پڑا ہوا ملا۔ دشمن نے منادی کرادی کہ حملہ کرنے والا جبڑے کے بغیر آدمی ہے، اس کے پاس بندوق بھی ہے

جسے نظر آئے وہ اسے یا تو خود گرفتار کر لے یا فوراً اطلاع کرے۔ عبدالوکیل نے بھی منادی سنی مگر وہ بے خوف ہو کر چلتے رہے، کئی لوگ ان کے پاس سے گزرے مگر کوئی انہیں نہ پہچان سکا اور نہ گرفتار کر سکا۔ ہم نے دور سے انہیں اپنی طرف آتے دیکھا تو سمجھے شاید دشمن کا آدمی ہے۔ قریب آئے تو معلوم ہوا یہ عبدالوکیل صاحب ہیں۔ یہ اللہ کی مدد ہی تھی کہ عبدالوکیل شدید زخمی ہونے کے باجود لڑے اور دشمن کے تین آدمی بھی قتل کیے۔

جہاد افغانستان کو دوسرا سال شروع ہو چکا تھا۔ ٹی کنڈاو میں دشمن کا کانوائے آیا ہوا تھا۔ کانوائے میں کابل کی فوج بھی شامل تھی جو افغانستان کی سب سے زیادہ تربیت یافتہ فوج ہے۔ ہم نے کانوائے کا راستہ بند کیا ہوا تھا۔ دشمن کی فوج کی تعداد اندازاً چھ ہزار تھی۔ اس میں تقریباً تین سو گاڑیاں اور ٹینک بھی شامل تھے مجاہدین کی تعداد سات سو تھی۔ ہم نے ایک ماہ تک کانوائے روکے رکھا۔ اسلحہ تقریباً ختم ہو گیا۔ سامان خورد نوش بھی ختم ہو گیا۔ بمشکل ایک وقت کا کھانا ملتا۔ کمزور دل اور کمزور ایمان والے مجاہدین جانے شروع ہو گئے تا کہ وہ اپنے بال بچوں کو بچا سکیں۔ کانوائے گزر گیا۔ مورچوں میں ہم ۲۳ آدمی رہ گئے تھے۔ ایک مرغ ہاتھ آیا۔ آٹھ آدمیوں نے اسے کھایا جبکہ پندرہ نے آٹھ کی خاطر ایثار کرتے ہوئے خود ہی کھانے سے انکار کر دیا۔ صبح جب اٹھے میں نے مجاہدین سے پوچھا اب کیا کریں؟ تو مجاہدین نے کہا "جس طرح آپ کہیں گے ہم وہ ہی کریں گے"۔ میں نے کہا اب دنیوی راستہ کوئی نہیں رہا۔ ظاہری وسائل ختم ہو گئے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ آج اللہ فتح دے گا۔ ایک مجاہد نعیم خاں کو ۱۸ آدمیوں کا امیر بنایا اور اسے کہا وہ کانوائے کا پیچھا کرے۔ تین مجاہدین کی طیارہ شکن پر ڈیوٹی لگائی۔ ہم دو آدمی فخری گاؤں گئے۔ گاؤں میں مولوی محمود صاحب (اب شہید ہو چکے ہیں) ملے۔ بیمار تھے مگر کانوائے کا گزر جانے کا سن کر بندوق لے کر نکل آئے۔ ہم نے روکا مگر وہ نہ مانے۔ سب نے مل کر بیس آدمی تیار کیے اور انہیں کانوائے کی طرف بھیج دیا۔ پندرہ آدمی مزید تیار کیے اور انہیں بھی [illegible]

Marfat.com

ہم مزید آدمیوں کی تیاری کر رہے تھے کہ نماز ظہر کے وقت ایک آدمی فائر کرتا ہوا گاؤں میں داخل ہوا۔اس نے بتایا کہ کانوائے نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں ۴۰۰ آدمی زندہ پکڑ لئے۔صرف تین مجاہد شہید ہوئے۔یہ سب اللہ کی مدد تھی ورنہ گنتی کے چند مجاہدین بھلا ہزاروں کا مقابلہ کیسے کر سکتے تھے اور انہیں شکست کس طرح دے سکتے تھے۔

ہندوؤں کا ذبح قصائی کے ہاتھوں

۱۹ر جنوری ۱۹۹۳ء کو ہم نے ایک کاروائی کی تھی۔میری تشکیل ڈسٹرکٹ ڈوڈہ میں تھی وہاں ہم نے کاروائی کا پروگرام بنایا۔بھائی عبدالبدیع (سعودی عرب) کا اصرار تھا کہ ایک کاروائی ضرور کرنی چاہیئے۔میں نے کہا ہمارے پاس ایمونیشن بہت محدود ہے پھر کمانڈر نصراللہ منصور لنگڑیال صاحب کی گرفتاری کو بھی ابھی صرف ایک ماہ گزرا تھا۔اس لئے پریشانی بھی تھی۔لیکن بھائی عبدالبدیع کے اصرار پر ہمیں یہ کاروائی کرنی پڑی۔میں نے سوچا ٹھیک ہے کاروائی کرتے ہیں اس سے ساتھیوں کے دل بھی خوش ہو جائیں گے اور دشمن پر اٹیک کرنے سے ساتھیوں کی پریشانی بھی کسی حد تک دور ہو جائیگی۔ساڑھے دس بجے اس کاروائی کا آغاز ہوا۔

ایک گشتی پارٹی چھٹی پر واپس گھر جا رہی تھی۔تنخواہیں بھی ان کو ملی ہوئیں تھیں۔یہ فوجی ۴۵ کے قریب تھے۔یہ بہترین ٹارگیٹ ہمیں اچانک ہی مل گیا۔میرا خیال تھا کہ ہم ان پر چند فائر کریں گے کچھ ان میں سے مردار ہونگے اور دوسرے بھاگ جائیں گے اس طرح یہ کاروائی مختصر ہوگی۔احتیاطاً میں نے ۷ ساتھیوں کو پیچھے کی طرف بھیج دیا تا کہ اگر ان کی کمک آئے تو ساتھی ہمیں دفاع مہیا کر سکیں۔ میں خود آٹھ ساتھیوں کو لے کر سامنے کی طرف چلا گیا۔وہاں میں نے اپنے ساتھیوں عبدالبدیع وغیرہ کو کچھ فاصلے پر اوپر کی طرف بھیج دیا کہ اگر یہ فوجی اِدھر اُدھر بھاگیں تو ان کو نشانہ بنا سکیں اور یہ بھی کہہ دیا کہ سب سے پہلا فائر بھائی

Marfat.com

عبدالبدیع کرے گا، ان کے بعد فلاں پوزیشن والا ساتھی پھر فلاں ساتھی۔ اور میں خود سامنے کی طرف سے آیا۔ اب یہ فوجی میرے کافی نزدیک آچکے تھے۔ مگر عبدالبدیع اور دوسرے ساتھی جو میں نے مختلف پوزیشنوں پر بھیجے تھے وہ ابھی تک اپنی جگہوں پر نہیں پہنچ سکے تھے۔ دشمن جب تقریباً ۲۰ میٹر کے فاصلہ پر رہ گیا تو میں نے اچانک سامنے سے ان پر فائر کیا جس سے ایک فوجی زخمی ہو کر گرا، دوسرے فوجی اس کے اردگرد سڑک پر ہی اسے مرہم پٹی کرنے میں لگ گئے۔ مجھے ان کی بیوقوفی پر بڑی حیرت ہوئی۔ میں نے دوسرا فائر کیا تو ایک اور فوجی زخمی ہوا، بقیہ فوجی اس کی بھی سڑک پر ہی مرہم پٹی کرنے لگے۔ مجھے ان کی اس حالت پر بہت رحم آیا۔ ایک دفعہ میں نے سوچا کہ یہ بے چارے بیوقوف ہیں۔ ان کو مارنے سے کیا فائدہ؟ سچی بات یہ ہے کہ لڑنے کا مزہ تو مقابلہ کرنے والے دشمن سے ہی آتا ہے۔ مگر پھر میں نے یہ سوچ کر کہ دشمن آخر دشمن ہے تیسرا فائر کیا اسی طرح جب میں نے پانچ فائر کئے اور پانچوں ہی نشانہ پر لگے تو اب باقی فوجیوں کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور وہ دائیں بائیں ہو گئے۔ میرے پاس کل دس گولیاں تھیں، پانچ فوجیوں کو واصل جہنم کرنے میں کام آئیں جب کہ بقیہ پانچ ان کے چھپ جانے کی وجہ سے ضائع ہو گئیں۔ اب میرے پاس ایک گولی بھی نہ تھی۔ آدھے گھنٹے تک میں یوں ہی پریشان رہا کہ گولیاں کہاں سے لاؤں۔ میں نے وائرلیس پر دفاع کرنے والے ساتھیوں سے رابطہ کیا کہ میرے پاس گولیاں بالکل ختم ہیں اور دشمن اچھی طرح پھنسا ہوا ہے۔ ان سے کافی مال غنیمت مل سکتا ہے۔ تم بھی ڈٹے رہو۔ وہ ساتھی کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے دشمن کی ۷۵ گاڑیاں آچکی ہیں جن میں کم سے کم آرمی کی تعداد آٹھ ہزار ہے۔ ہم صرف سات ساتھی ہیں اور ہمارے پاس بھی گولیاں کم ہیں۔ میں نے ان سے کہا ہمت کرو اور دو تین گھنٹے تک دشمن کو مزید روک لو، یہاں کے فوجیوں سے ہم نمٹ لیتے ہیں۔ چنانچہ ان ساتھیوں نے کہا آپ نیچے اتر جائیں ہم انشاء اللہ یہاں سے مقابلہ کریں گے۔

اسی دوران قریبی بستی سے ایک چھوٹا بچہ دوڑ...

Marfat.com

اس نے مجھے ۵۰ گولیاں لا کر دیں۔ میں عبدالبدیع اور دوسرے ساتھیوں کو لے کر نیچے اترا۔ نیچے بستی میں پہنچے تو دو فوجیوں نے تقریباً ۱۵ چھوٹے چھوٹے بچوں اور کچھ بوڑھے مردوں کو ایک دوکان کے اندر یرغمال بنا رکھا تھا اور انہیں ڈھال کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس صورت حال سے ہم کافی پریشان ہوئے کہ یہ دو فوجی ہیں ان کو مارنے کے ساتھ ہم معصوم بچوں اور بوڑھوں کا نقصان اٹھا سکتے ہیں۔ اس علاقے میں پہلے سے مشہور تھا کہ یہاں ایک قاری آیا ہوا ہے۔ قاری تو وہ کہہ نہیں سکتے تھے اس لئے ان کی زبان سے تاری، تاری نکلتا تھا۔ اور یہ مشہور کر رکھا تھا کہ وہ مورچوں میں گھستا ہے اور فوجیوں کو پکڑ کر ذبح کر دیتا ہے۔ کچھ سوچ و بچار کے بعد دوکان کی چھت پر پہنچ کر میں نے چھت میں تھوڑا سا سوراخ کیا اور بچوں سے کہا کہ ان فوجیوں کو جانے نہیں دینا میں بس پہنچنے ہی والا ہوں۔ اس صورت حال سے وہ فوجی کافی حواس باختہ ہوئے اور کچھ بچے ان سے چھوٹ کر دوکان سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس بستی میں اب مردوں عورتوں اور بچوں میں اتنا حوصلہ ہے کہ وہ جب مجاہدین کو لڑتا ہوا دیکھتے ہیں تو اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اپنے گھروں سے باہر نکل آتے ہیں اور اپنے نعروں سے مجاہدین کے حوصلے بڑھاتے ہیں۔ میں نے ایک گرنیڈ دوکان کے دروازے کے سامنے پھینکا جس سے خوف زدہ ہو کر دونوں فوجی دوکان سے باہر نکلے تو اوپر چھت سے میں نے ان پر فائر کیا جس سے وہ دونوں زخمی ہو گئے۔ میں نے فوراً انہیں قابو کر لیا۔ اب وہ واسطے دینے لگ گئے کہ ہمیں چھوڑ دو ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں نے کہا بچے تو ہمارے بھی ہیں اور تم نے کم از کم اپنے بچوں کو دیکھا تو ہے جب کہ ہم نے ابھی تک اپنے بچوں کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ دراصل ہم ان فوجیوں سے جلد از جلد فارغ ہونا چاہتے تھے۔ کیونکہ دائیں بائیں کافی تعداد میں آرمی موجود تھی۔ میں نے جیب سے ایک چھوٹا سا چاقو نکالا اور ساتھیوں سے کہا ان دونوں کو ذبح کر دو۔ ساتھی کچھ جھجکنے لگے تو میں نے کہا لاؤ میں خود ہی ذبح کئے دیتا ہوں۔ چاقو بھی عام قسم کا ہی تھا اس لئے ان کے گلے کاٹنے میں کافی دشواری پیش

آئی۔ ہمارے ساتھ پانچ ساتھی ایسے بھی تھے جو بالکل خالی ہاتھ تھے، انہوں نے ہاتھوں میں پتھر اٹھا رکھے تھے اور وہ بھی اپنا غصہ نکال رہے تھے۔ ۱۱ فوجیوں کو ہم نے اسی طرح پکڑ کر ذبح کیا۔ مقامی لوگوں کے علاوہ کئی چھپے ہوئے فوجیوں نے بھی یہ منظر دیکھا۔ وہاں سے ہمیں کافی SL R ملیں۔ ایک مارٹر توپ ملی جو تحریک جہاد کشمیر کا نادم تحریر انوکھا واقعہ ہے۔ الحمد اللہ یہ اعزاز بھی اللہ تعالیٰ نے حرکۃ انصار کے حصہ میں رکھا۔ اس کے علاوہ فوجیوں کے بہت سے کپڑے، سلیپنگ بیگ، ۹ اٹیچی اور ۲ لاکھ روپے نقدی ملی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سا مال غنیمت پڑا تھا۔ جو ہم اٹھا نہیں سکے۔ اب وہ سات ساتھی جو کورنگ پر تھے انہوں نے جواب دے دیا کہ ہمارے پاس اسلحہ ختم ہو چکا ہے اب آپ اس طرف سے بھی خود ہی ہوشیار ہو جائیں۔ ہم یہاں ٹھیر نہیں سکتے۔ ہم پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ جو میرے ساتھ ساتھی تھے اس صورت حال سے انہیں آگاہ کیا۔ اب شام کے ۶ بج چکے تھے اور ابھی تک ہمارا کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس اب گولیاں بھی بہت کم رہ گئیں تھیں اندھیرا کافی ہو چکا تھا لہٰذا فیصلہ یہ ہوا کہ یہاں سے نکلنے میں عافیت ہے۔

دوران کاروائی ایک ہندو میجر جو ذبح کی کاروائی کہیں سے چھپ کر دیکھ رہا تھا بھاگ نکلا۔ یہ ''قاری قصائی'' والا قصہ اسی نے کیمپ میں جا کر مشہور کیا۔ اس نے کیمپ میں موجود فوجیوں سے کہا کہ ہم نے کئی مرتبہ ہندوستان سرکار سے کہا ہے کہ وہ کشمیر سے نکل جائے مگر وہ اپنی ضد پر قائم ہے۔ آج ہم نے ایسا آدمی دیکھا ہے جس کو لوگ تاری تاری (قاری) کہتے تھے۔ اس کی گن کی تین بیرل تھیں۔ اس کی گن میں پانچ ہزار گولیوں کا پٹہ چل رہا تھا۔ سر سے پاؤں تک اس نے بلٹ پروف لباس پہن رکھا تھا۔ ہمارا ایک بھی فائر اسے نہیں لگا جب کہ اس کا کوئی بھی فائر خطا نہیں گیا۔ ہم میں ایک مسلمان فوجی تھا؛ اس تاری نے اس کو فائر نہیں کیا، جب مسلمان فوجی نے تاری کو فائر مارنا چاہا تو تاری نے اس کی میگزین ... کر کے اس کی میگزین خراب کر دی، اسی طرح تاری نے اس مسلمان ...

Marfat.com

میگزینیں خراب کیں، نہ اس مسلمان فوجی پر فائر کیا اور نہ ہی اس کو فائر کرنے دیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں تسبیح تھی اور دوسرے ہاتھ سے گن چلا رہا تھا۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ اس میجر نے کیمپ میں مشہور کیا۔ دراصل وہ میجر اس جنگ میں اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا تھا۔ ورنہ میرے پاس اس جنگ میں تھری ناٹ تھری رائفل تھی۔ جس میں بار بار نئی گولی ڈالنے کے لئے بلٹ کھینچنا پڑتا۔ (میجر کا یہ بیان مجھ تک انتہائی معتمد ذریعہ سے پہنچا جس کا اظہار قبل از وقت ہوگا)

مجاہدین بھوکے پیاسے لڑتے رہے

بھائی حزب اللہ صاحب روایت کرتے ہیں کہ اس جنگ میں اکثر ساتھی بھوکے پیاسے سارا دن لڑتے رہے جنگ کی طرف روانگی کے وقت عام طور پر ساتھیوں کو تھوڑا بہت دے دیا جاتا ہے مگر اس رات چونکہ ہم رات کو ۳ بجے نکلے، جن کے پاس کھجوریں تھیں وہ گروپ ہم سے بہت پیچھے رہ گیا جس کی وجہ سے تقریباً اکثر گروپ رات سے کچھ کھائے پیئے بغیر دشمن کی طرف چل پڑے اور پھر اگلا پورا دن جنگ میں گزرا۔ مجاہدین کو ایک بوند پانی کی بھی نہیں ملی مگر مجاہد ایسی تروتازگی سے جنگ کرتے رہے کہ بھوک پیاس کی شکایت کسی کے لب پر نہیں آئی۔ قرارگاہ فتح کرنے کے بعد ہمیں دشمن کی بہت سی اشیاء کھانے کو ملیں وہاں پانی کا بہت بڑا ڈرم پانی سے بھرا ہوا تھا کچھ ساتھی کہیں سے چینی اٹھالائے سب مجاہد شائد پیاسے تھے ڈرم سے جگ میں پانی نکال کر شربت بنایا ابھی شربت پی ہی رہے تھے کہ دوسری چھاؤنی سے اچانک ٹینک کا ایک گولہ آ کر ہمارے درمیان زوردار دھماکہ سے پھٹا جس سے میں، غلام، سرور، عدیل اور محمد سرور تو زخمی ہو گئے اور برادر عبدالرحمٰن ٹوپہ ٹیک سنگھ والے شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گئے۔

قاری عبدالرشید کوثر صاحب روایت کرتے ہیں کہ ہم اپنے مرکز سے جنگ کے لئے رات تین بجے روانہ ہوئے جس کٹھن اور مشکل ترین مرحلے سے مجاہدین گزرے اس کو بیان کرنا ممکن نہیں، یہ ایک گھنٹہ کا سفر زندگی کا تاریخی سفر ہے

Marfat.com

حالت یہ تھی کہ رات کی تاریکی اور دشمن کا علاقہ تھا تقریبا چھ کلومیٹر اندر ناہموار پہاڑی پتھریلی زمین جہاں برف باری کی وجہ سے برف کی موٹی تہہ جم چکی تھی اور شدید یخ بستہ ہوائیں ہڈیوں کے گودے تک کو جمائے دے رہی تھیں۔ایسے میں ہم لوگ اپنے اپنے اسلحہ کے علاوہ گولوں اور راکٹوں کا بوجھ سنبھالے قدم بقدم آگے بڑھتے ہوئے دشمن کی دو پوسٹوں کے درمیان سے گزرے اور پھر ایک وسیع میدان سے رات کے اندھیرے میں گزر کر قرار گاہ کئی سو میٹر کے فاصلہ پر ایک برساتی نالے میں پہنچے یہ ہمارا پہلا ٹھکانا تھا یہاں رک کر ہم نے دن کا انتظار کیا۔

ہمارے آگے دشمن کی قرار گاہ تھی جو ہمارا ٹارگیٹ تھا، اور پیچھے خوست چھاؤنی، اور دائیں بائیں دشمن کی پوسٹیں تھیں۔ یہاں چھپنے کے بعد برساتی نالے کی معمولی آڑ تھی سب مجاہدین یہاں پہنچ گئے۔ کچھ دیر بعد صبح کی سفیدی مشرق سے نمودار ہونے لگی ہم سب باوضو تھے اس سے پہلے ہم دم سادھے خاموش بیٹھے تھے دشمن کو بے خبر رکھتے ہوئے ہم ان کے انتہائی قریب پہنچ چکے تھے۔ دن کو ایک بجے ہم نے اس جگہ سے پیش قدمی کرتے ہوئے جنگ شروع کی جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو مجھ سے نہ رہا گیا میں نے کھڑے ہو کر اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی میرے دل میں ائی کہ اے عبدالرشید آج خدا کے نام کا انکار کرنے والوں کے درمیان تو اس کا پاک نام بلند کر چنانچہ میں نے اذان دی۔اس وقت مورچوں میں دشمن کے سامنے جب مجاہدوں نے اللہ کا پیارا نام سنا تو ان پر روحانی کیفیت وسرور کا ایک وجد طاری ہو گیا یہ بھول گئے کہ ہم کس جگہ کس حالت میں ہیں خدا کی قسم وہ لذت وسکون دنیا کی کسی چیز میں نہیں رکھا۔

پھر ہم نے باجماعت نماز ادا کی، نماز کے بعد مجاہد مورچوں میں بیٹھ کر ذکر افکار اور تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو گئے اور صبح کا انتظار کرنے لگے، ایسی صبح جو انہیں ہر محبوب ترین شہ سے زیادہ پیاری تھی۔

مجاہدہ سعیدہ بی بی کا کارنامہ:

یہ ایک مسلمان لڑکی سعیدہ بی بی کا کارنامہ ہے جو [illegible]

ہے۔اس نے ماہنامہ ''ہجرت'' کے شمارے میں لکھا ہے کہ صوبہ نغمان کے سب ڈویژن اسثور نامی گاؤں میں ایک سولہ برس کی لڑکی مسمات سعیدہ بی بی رہتی تھی اس کا بھائی شیر افضل ایک کٹر کمیونسٹ تھا۔روسی سرخ انقلاب آنے کے بعد وہ بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ایک دن روسی خونخوار اور سرخ فوجی ایک بڑے حملے میں شریک تھے اس دن روسیوں اور بے رحم کمیونسٹوں نے تقریباً سو سے زائد بوڑھے مردوں، عورتوں اور معصوم بچوں کو بڑی بے دردی سے قتل کردیا تھا۔گلیوں کوچوں میں چوپایوں تک کی لاشیں ڈھیر پڑیں تھیں۔نہروں اور نالیوں میں پانی کی جگہ سرخ خون کی نہریں بہہ رہی تھیں۔جگہ جگہ ویران گھروں سے دھوئیں اٹھتے تھے معصوم بچوں اور ماؤں کی آہ وفریاد سے آسمان گونج رہا تھا جب شیر افضل چند وحشی کارل کمیونسٹ فوجیوں کے ہمراہ اپنے گھر پہنچ گیا تو اس کی بہن سعیدہ بی بی نے بڑے فہم اور فراست سے کام لے کر اپنے بھائی اور روسیوں کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا اور کہنے لگی آفرین ہے تم پر بہت اچھا کام کیا ہے کہ انقلاب دشمن کا قلع قمع کردیا ہے اب میرا دل ٹھنڈا ہوگیا ہے میں چاہتی ہوں کہ اب آپ کے ساتھ جاؤں اور انقلاب دشمن کے خلاف آپ کی مدد کروں البتہ میری خواہش ہے کہ آج رات آپ لوگ میرے گھر میں بطور مہمان ٹھریں صبح سویرے چلے چلیں گے اس کے بھائی اور سو (۱۰۰) روسیوں نے اس کی خواہش قبول کی اور رات وہیں ٹھر گئے۔غیرت مند بہادر لڑکی نے رات کا کھانا تیار کیا اور روسی مہمانوں کو پیش کردیا کھانا کھانے کے بعد روسی کمیونسٹ تو موسیقی اور شراب کے نشہ میں چور سو گئے جب سعیدہ نے محسوس کیا کہ وہ شراب کے نشہ میں گہری نیند کی آغوش میں چلے گئے ہیں تو اس نے ایک تلوار لے کر سب روسیوں کو ایک ایک کر کے ہلاک کردیا اور اپنے بھائی شیر افضل کو جگا کر کہنے لگی بھائی جان اپنے ساتھیوں کو دیکھو جب اس نے ان کو خون میں لت پت دیکھا تو غصہ سے چیخنے لگا لیکن غیرت مند لڑکی نے اپنے بھائی سے کہا بھائی جان تم کیوں سٹ پٹاتے ہو آپ کا بھی یہی حشر ہوگا تم نے خود دیکھ لیا ہے کہ تمہارے ان ساتھیوں کا کیا حشر ہوا ہے۔مجھے اس بات پر یقین ہے کہ

Marfat.com

ایک دن ضرور آئے گا کہ سارے روسیوں اور وطن فروشوں کی حالت ایسی ہی ذلت آمیز ہوگی جواب آپ کے سامنے ہے۔ میرا یہ بھی ایمان ہے کہ مسلمانوں کا خون اور قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ اور ایک دن افغانستان ضرور آزاد ہو جائیگا۔

بھائی نے بہن کا جذبۂ ایمانی دیکھ کر معافی مانگی لیکن ایماندار لڑکی نے اس کی معذرت قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا اگر میں آپ کو معافی دیدوں تو بھی ہمارا اللہ، ہمارا دین، ہمارا وطن، ہمارے معصوم بچوں بوڑھے مردوں اور عورتوں کا سرخ خون تمہیں معاف نہیں کرے گا، یہ کہتے ہوئے اس نے تلوار سے وار کر کے بھائی کا سرتن سے جدا کر دیا اور جذبۂ ایمانی اور وطن دوستی کا ثبوت پیش کیا۔

وہ لڑکی ایک دن گن شپ ہیلی کاپٹروں کی بمباری کے دوران جام شہادت نوش کر گئی مگر دوسروں کے لئے ایک مثال قائم کر گئی۔

صوبہ پروان مقام تجاب میں مجاہدین کے کمانڈر جناب احمدی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم دوسو مجاہد تھے اور ہم نے دشمن کے ایک فوجی قافلہ پر حملہ کیا جس میں کل ۵۰۰ ٹینک، بکتر بند اور فوجی گاڑیاں تھیں۔ ہم نے ان میں سے ۲۷ تباہ کیں اور دو عدد گاڑیاں صحیح حالت میں پکڑ لیں جو زمین سے زمین پر مار کرنے والے میزائلوں سے بھری ہوئی تھیں اور ۱۲۲ ملی میٹر ۲ توپ اور دیگر جنگی ساز وسامان غنیمت کے طور پر ہمارے ہاتھ لگا۔

مقامی لوگ دور سے ہمارا نظارہ کر رہے تھے اور ان کو یقین تھا کہ ہم تہس نہس نہیں ہونگے۔ جنگ کے بعد معلوم ہوا کہ مجاہدین میں سے کوئی ایک شہید ہوا نہ زخمی۔ اب ہم نے سوچا کہ اگر ہم پشاور والوں کو صحیح حالات بتادیں تو وہ ہماری بات پر یقین نہیں کریں گے اور نہ ہی مطلوبہ انتظامات کا بندوبست کریں گے لہذا ہم نے یہ بھی لکھا کہ مجاہدین میں کئی ایک شہید اور زخمی ہو چکے ہیں یہ اطلاع پشاور [illegible] جناب گلبدین حکمت یار صاحب نے مطلوبہ انتظامات کے [illegible] "زخمیوں کی بات کی تو ہم ہنس پڑے انہوں نے کہا [illegible]

Marfat.com

عرض کیا حقیقت کچھ اور ہے اور ہم نے خلاف حقیقت اطلاع اس لئے بھیجی تا کہ ہمیں جھوٹا نہ سمجھا جائے۔

ایک افغان خاتون کا جذبہ ایمانی

نورتان کے علاقہ میں خیر محمد نامی شخص کیمونسٹ دہریہ بن گیا اور مجاہدین کے خلاف لڑتا رہا اس کی بیوی مسلمان تھی اپنے خاوند کو سمجھاتی رہی کہ مسلمانوں کے خلاف نہ لڑے اور اپنے آپ کو کفر میں شامل نہ کرے۔ بہت سمجھانے کے باوجود بھی جب وہ قائل نہ ہوا تو اس کی بیوی نے منصوبہ بنایا اور کہا کہ مجھے یہاں خطرہ رہتا ہے اس لئے مجھے بھی اپنی محفوظ بیرک میں لے چلو۔ ایک رات طیش میں اور جلدی اس کا شوہر آیا اور بیوی کو چلنے کے لئے کہا، مسلمان غیور بیوی نے بہت سمجھایا جب دہری شوہر نے برابر انکار کیا تو مسلمان غیور بیوی نے پستول سے فائر کر کے اپنے کافر شوہر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

۵۰۰ سو مجاہدین کا سینکڑوں روسیوں سے ۳۰ دن مقابلہ

یہ ۱۹۸۰ء کی بات ہے عید کے موقع پر لوگ عید منانے میں اپنے گھروں میں مصروف تھے کہ دشمن کا کانوائے گردیز سے خوست کی طرف متحرک ہوا۔ کانوائے کئی ہزار فوجیوں اور بیسیوں ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں پر مشتمل تھا۔ راستہ کی حفاظت پر مامور چند مجاہدین نے اسے بڑی کامیابی سے روکے رکھا۔ فائرنگ کی آواز سن کر بہت سے دیگر مجاہدین بھی آنے لگے اور انکی تعداد پانچ سو ہوگئی۔ یہ پانچ سو (۵۰۰) آدمی صرف دیسی ساخت کی رائفلوں، کلہاڑیوں اور ڈنڈوں سے مسلح تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے نہ صرف تیس دن تک دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا بلکہ کانوائے کو بھی تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، اور خدا کے منکر دشمن کو آخر وقت تک اندازہ نہ ہو سکا کہ چند نفوس کس قدر معمولی ہتھیاروں کے ساتھ ان کے راستہ میں حائل ہو گئے تھے۔

Marfat.com

سلطان ایوبی کی غیرت ایمانی

سلطان صلاح الدین ایوبی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

جب عیسائی فوجیں بیت المقدس میں داخل ہوئیں تو بیت المقدس میں ایک مسلمان عبادت کر رہا تھا۔

عیسائی فوجوں کا ایک افسر اس مسلمان کے قریب گیا اور اسکو ٹھوکر مار کر طرف متوجہ کیا اور کہا:

''بلا اپنے نبی محمد کو جو تیری مدد کرے گا۔'' اور پھر اس مسلمان وتلوار مار کر شہید کر دیا۔ جب سلطان صلاح الدین ایوبی کو پتہ چلا کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر ایک کافر نے اتنی بڑی گستاخی اور چیلنج کیا ہے۔ تو اس کا دل تڑپ گیا اور اس نے اپنے اوپر آرام حرام کر لیا۔

دن رات گھوڑے پر سوار جہاد کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ طبیبوں نے مشورہ دیا کہ آپ کچھ آرام کر لیا کریں تو کہا میں کس طرح سے آرام کروں۔ جبکہ کافر میرے نبی ﷺ کو چیلنج کر رہے ہیں۔

پھر اللہ پاک نے وہ دن بھی دکھایا۔ جب سلطان صلاح الدین ایوبی تمام رکاوٹوں کو توڑتا ہوا تمام لشکروں کو شکست دیتا ہوا۔ بیت المقدس میں داخل ہو گیا۔ اور عام معافی کا اعلان کر دیا کہ ہم اس طرح سے قتل غارت نہیں کریں گے۔

دنیا نے دیکھا:

کہ جب عیسائی بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے تو ان کے گھوڑے مسلمانوں کے خون میں چل رہے تھے۔ مگر جب سلطان صلاح الدین ایوبی بیت المقدس میں داخل ہوئے تو عام معافی کا اعلان کر دیا۔ عام معافی کے اعلان کے باوجود سلطان ایوبی کی نظریں کسی کو تلاش کر رہی تھیں۔ اس کا بے قرار دل مچل رہا تھا۔ کہ مجھے وہ شخص کب ملے گا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی تھی یکایک تمام جرنیل سامنے لائے گئے سلطان نے سب کی [illegible]

Marfat.com

کیا۔اور گستاخ رسول کو بلا کر کہا۔تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چیلنج کیا تھا۔اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ سا غلام آ گیا ہے۔اس کا مقابلہ کر کے دیکھ ... وہ جرنیل سلطان کے قدموں میں گر گیا۔مگر سلطان نے ٹھوکر ماری اور کہا میں ایسے شخص کو معاف نہیں کر سکتا جس نے رسول کی شان میں گستاخی کی ہو۔اور نبی کی عزت کو چیلنج کرنے کی کوشش کی ہو۔

اس کی گردن پر تلوار مار کر اس کی گردن کاٹ دی وہ مردود زمین پر تڑپنے لگا اور سلطان کا دل ٹھنڈا ہو گیا۔

معتصم کا عموریہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا

معتصم باللہ خلافت اسلامی پر متمکن تھا کہ رومیوں نے عراق کے ایک شہر پر حملہ کر دیا۔ایک عورت کی حرمت پر ڈاکا ڈالنے کی ناپاک کوشش کی۔اس نے وامعتصماہ (اے معتصم میری مدد کر) کی فریاد کی۔ معتصم باللہ کو فریاد پہنچی۔وہ اس وقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا بیٹھے بیٹھے بولا لبیک لبیک یعنی میں پہنچا میں پہنچا۔تخت سے اترا اعلان جہاد کروا دیا۔وصیت کی میری وراثت کا ایک تہائی حصہ جہاد فی سبیل اللہ میں دے دیا جائے اور خود لشکر لے کر رومیوں کے سب سے مستحکم قلعہ عموریہ پر ٹوٹ پڑا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔قیدی عورتوں کو آزاد کروا لیا اور دشمنوں سے سخت انتقام لیا۔

طارق بن زیاد کا عیسائی لڑکی کی پکار پر لبیک کہنا

۹۲ھ میں ہسپانیہ سے ایک عیسائی اپنی بیٹی کی عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے پکارتا ہے تو طارق بن زیاد بارہ ہزار مجاہدین پر مشتمل لشکر لے کر اس کی دادرسی کے لئے جبرالٹر پہنچ جاتا ہے۔جاتے ہی اپنی تمام کشتیوں کو جلا دیتا ہے۔ ساتھیوں نے سمجھانے کی کوشش کی تو طارق نے کہا۔

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست۔ساری زمین ہماری ہے۔

Marfat.com

اس لئے کے ساری زمین اور ملک ہمارے اللہ کے ہیں۔ یہ کہہ کر واپسی کے امکان کو مسترد کر دیا۔

مسلمانوں کے لشکر جرار کی اطلاع پا کر شاہ اندلس راڈرک ایک لاکھ بہادروں کا لشکر لے کر مقابلہ میں اترا۔ طارق بن زیاد کو پتہ چلا۔ تو مجاہدوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

اما بعد! میدان جنگ سے اب کوئی مفر نہیں۔ اگے دشمن ہے پیچھے سمندر۔ اللہ کی قسم صرف پامردی اور استقلال ہی میں نجات ہے۔ اگر یہ دونوں باتیں موجود ہیں تو قلت تعداد تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ خبردار ذلت پر راضی نہ ہونا اور اپنے آپ کو کبھی بھی دشمن کے حوالے نہ کرنا۔ جہاد کی برکت سے دنیا مین تمہارے لئے جو عزت و شرف اور آخرت میں شہادت کا جو ثواب لکھا ہے اس کی طرف بڑھو۔ اگر تم ذلت پر راضی ہو گئے تو بڑے گھاٹے میں رہو گے۔ دوسرے مسلمان تمہیں قیامت تک برے الفاظ سے یاد کریں گے۔ التاریخ الاندلس من الفتح الاسلامی سقوط غرناطہ۔

پھر دونوں فوجوں مین گھمسان کا معرکہ ہوا۔ طارق بن زیاد کے مجاہدوں نے ہسپانویؒ عیسائیوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ ایک عیسائی بیٹی کی ناموس کی حفاظت کرتے ہوئے انہوں نے اندلس اور فرانس کو فتح کر لیا اور روم کے سب سے بڑے جزیرہ سسلی پر بھی اسلام کے جھنڈے لہرا دیئے طارق بن زیاد جدھر کا رخ کرتے فتح و کامرانی ان کے قدم چومتی۔

جب روسی ماں کو اپنے مردہ بیٹے کا خط ملا

یہ سن ۱۹۸۳ء کی بات ہے بحر ظلمات کے قریب میکوپ شہر کی مقامی حکومت کی طرف سے افغانستان میں لڑنے والے ایک روسی فوجی کے ماں باپ کو بلاوا آیا جب روسی ماں باپ وہاں پہنچے تو ایک مقفل بند تابوت ان کے [illegible] گیا۔ انہیں یہ بتایا گیا اس تابوت میں ان کے بیٹے کی لاش [illegible]

کی گئی اسے کھولے بغیر ہی دفنانا ہے۔

یہ روسی فوجی ۱۹۸۲ء میں افغانستان بھیجا گیا تھا۔بگرام میں اسنے ابھی آٹھ ماہ ہی گزارے تھے کہ وہ مجاہدین سے آملا۔مجاہدین کے حسن سلوک سے متاثر ہوکراس نے جلد ہی اسلام قبول کرلیا اور اس کا اسلامی نام اسلام الدین رکھا گیا اسے نورستان بھیج دیا گیا یہاں اس نے مولوی عبدالرزاق سے اسلامی تعلیمات حاصل کیں۔مزید تعلیم کے لئے وہ پریان چلا گیا۔تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسلام الدین نے روسی کمیونسٹوں کے خلاف جہاد میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا اور کمانڈر انجینئر احمد شاہ مسعود کی ایک کمانڈ یونٹ میں تربیت لینا شروع کردی۔اسے والدین کی یاد ستائی تو ایک دن اس نے انجینئر احمد شاہ مسعود کی اجازت سے اپنے والدین کو خط لکھا جو کابل میں موجود مجاہدین کے زریعہ پوسٹ کردیا گیا والدین کو جوں ہی خط ملا وہ حیران رہ گئے۔وہ قبرستان میں ڈوڑے گئے۔اور قبر سے تابوت نکال کر دیکھا تو تابوت کے اندر مٹی بھری ہوئی تھی یہ خبر فوراً ہی اردگرد کے علاقے میں پھیل گئی اور مقامی انتظامیہ نے باپ کو گرفتار کرلیا مقامی لوگ بڑی تعداد میں اکٹھے ہوگئے اور انہوں نے انتظامیہ پر دباؤ ڈالنا شروع کردیا کہ گم شدہ فوجی کے باپ کو رہا کیا جائے یہ ساری باتیں اسلام الدین کی والدہ نے اسے کابل میں مجاہدین کی معرفت بھیجے گئے خط میں لکھیں۔خط میں اس کی والدہ نے مجاہدین کی بہت تعریف کی کہ انہوں نے ان کے بیٹے کو قتل نہیں کیا۔اس نے مزید لکھا کہ اسلام الدین کے اسلام قبول کرنے کا بھی اسے کوئی دکھ نہیں ہوا۔خط کے آخر میں اس نے لکھا میں تمہاری صحت اور حفاظت کے لئے دعا گو ہوں۔

اسلام الدین نے بتایا کہ اگرچہ اس قصبہ کے لوگ مذہباً عیسائی ہیں مگر [illegible] خدا پر یقین نہیں رکھتا تھا۔

Marfat.com

اسلام الدین کو اپنے خاندان سے محبت ہے اس کی خواہش اور دعا ہے اس کے والدین بھی اسلام قبول کرلیں۔ (بشکریہ افغان نیوز)

انشاء اللہ روس دس گناہ طاقت بھی لے آئے تو مقابلہ کریں گے

مجاہدین کے مقابلہ میں روسی افواج کی سرگرمیاں کافی حد تک محدود ہوگئیں ہیں، روسی فوجیوں سے طویل مقابلہ کی توقع تھی مگر اب صورت حال بدل چکی ہے۔ چیچنیا سے فوج واپس بلانے کا روسی اعلان ایک سیاسی چال ہے روسی وزارت دفاع کشمکش کا شکار ہے۔

چیچنیا سے روسی فوج واپس بلانے کا روسی اعلان سیاسی چال ہے اور حالات کو اپنے حق میں کرنے کے لئے ایک کوشش ہے کیونکہ روسی حکومت پر عوامی دباؤ اور حزب اختلاف کا دباؤ ہے۔ روسی وزارت دفاع چیچنیا سے روسی فوج کا انخلاء چاہتی ہے ان خیالات کا اظہار کمانڈر شامل بسایوف نے ایک انٹرویو کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا مختلف اطراف سے روسی حکومت پر دباؤ ہے لہذا دباؤ سے نکلنے کے لئے حکومت نے یہ اعلان کیا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں بتایا کے ہم دیکھ رہے ہیں کہ مجاہدین کے مقابلہ میں روسی افواج کی سرگرمیاں کافی محدود ہوگئی ہیں۔ بلکہ ان کی سرگرمیاں ہمارے اپنے تصور سے بھی کم ہوگئی ہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں آج تک جیش محمد ﷺ کسی مجاہد کو پیٹھ پر گولی نہیں لگی

مجاہدین جیش سینہ تان کر بھارتی فوج کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ معاون شعبہ جیش محمد ﷺ مولانا ابواسامہ رضوان کہتے ہیں:

''بھارت انسانی حقوق کی تمام تر دھجیاں بکھیرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں مسلمان ماؤں اور بہنوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ

توڑ رہا ہے اور جیش محمد ﷺ ہندو فوجیوں کے سامنے سینہ تان کر ان کا مقابلہ کر رہی ہے۔"

ان خیالات کا اظہار جیش محمد ﷺ کے شعبہ دعوت وارشاد کے معاون مولانا ابو اسامہ رضوان نے گورنمنٹ ہائی اسکول خیابان سرسید راولپنڈی میں جہاد کشمیر کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا الحمد اللہ جیش کے جتنے بھی مجاہد شہید ہوئے ہیں اب تک کسی کو بھی پیٹھ پر گولی نہیں لگی۔

Marfat.com

بھارتی اور روسی فوجیوں پر مجاہدین کا

رعب اور دبدبہ

برق لباس میں لڑنے والے کہاں گئے؟

حضرت مولانا محمد صاحب اور جناب مسعود صاحب قندھار (مقام بولاک) کے رہنے والے کہتے ہیں کہ ۱۹۸۲ء میں عیدالفطر کے پانچ دن کے بعد ہم نے روسی فوج کے دستے پر حملہ بول دیا اور ہم نے انہیں گرفتار کرلیا، تسلیم ہونے کے بعد انہوں نے پوچھا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو تمہارے ساتھ تھے، جو لباس صاعقہ یعنی لباس برق میں ملبوس تھے۔ جنہوں نے ہمارے خلاف جنگ لڑی اور ہمیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا۔ ہم نے بتایا کہ ہمیں ایسے آدمیوں کی خبر نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں۔

روسی بھی کرامات کے قائل ہیں

جناب اسماعیل ابوجار کا بیان ہے کہ دو روسیوں نے دسمبر ۱۹۸۳ء کے ایک اخباری بیان میں تسلیم کیا ہے کہ ہم نے جنگ افغانستان میں کئی ایسے واقعات خود دیکھے ہیں جن کا عقل اور اسباب ظاہری سے کوئی تعلق اور مناسبت نہیں ہے۔ جن کا ایک نمونہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مجاہدین نے ہمارے قافلے پر حملہ کیا۔ حالانکہ ہمارا قافلہ بہت سے ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں پر مشتمل تھا۔ جدید ترین دفاعی ہتھیاروں سے لیس تھا۔ اب مجاہدین نے ہمیں تسلیم ہونے کے لیے کہا۔ ہم نے ان سے جنگ شروع کی۔ اب ہر طرف سے ہم پر حملہ شروع ہوا۔ جبکہ ہم کسی ایک مجاہد کو نہ دیکھ سکتے تھے

Marfat.com

نعرۂ تکبیر سے ہمارے دل لرز جاتے ہیں

جناب رحمت اللہ مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک روسی کو دوران جنگ گرفتار کیا، جس کا نام فیج تھا۔ اس نے کہا ہم پر تمہاری مشین گنوں اور دیگر اسلحہ کا ذرہ بھر رعب اور خوف نہیں ہے۔ لیکن تمہارے اللہ اکبر سے ہمارے دل لرز جاتے ہیں۔ یہ کس قسم کا جنگی ہتھیار ہے جو تم ہمارے خلاف استعمال کرتے ہو؟

روسیوں کا کہنا کہ تمہارے اللہ اکبر کا ہمارے پاس کوئی توڑ نہیں ہے

ایک مرتبہ خود مولوی نور محمد حضرت علامہ مجاہد اعظم، وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ حکومت افغانستان جناب عبدالرسول سیاف کے ساتھ جہاد کے مختلف موضوع پر گفتگو کر رہا تھا۔ سلسلہ گفتگو میں جناب سیاف صاحب نے فرمایا کہ ایک عجیب خبر سناتا ہوں وہ یہ کہ افغانستان میں برسر پیکار روسی فوج نے حکومت روس سے درخواست کی کہ مجاہدین ہمارے خلاف ایک قسم کا اسلحہ استعمال کر رہے ہیں جس کا ہمارے پاس کوئی توڑ نہیں ہے۔ اور دفاع نہیں ہے۔ وہ اسلحہ ہے ''اللہ اکبر'' انٹی اللہ اکبر کی شدید ضرورت ہے۔ چونکہ روسیوں نے آج تک اس اسلحہ کا نام تک نہیں سنا تھا، چہ جائیکہ اسکو پہچان لیتے، اس لیئے روسی حکومت نے افغان کٹھ پتلی حکومت سے رجوع کیا کہ مجاہدین جو اللہ اکبر کا اسلحہ استعمال کرتے ہیں یہ کس نوعیت کا اسلحہ ہے تاکہ ہم اسکی ضد انٹی اللہ اکبر اپنی فوجوں کو مہیا کریں۔ تب افغان حکومت نے روسیوں کو اللہ اکبر کی حقیقت سے آگاہ کیا اور وہ ضد اللہ اکبر مہیا کرنے میں ناکام ہو گئے۔

یہ لوگ انسان نہیں ہیں

بدخشاں کے علاقہ آجو میں مجاہدین کے قائد جناب ناصر جمال بیان کرتے ہیں کہ ہمارا قافلہ بدخشاں جا رہا تھا۔ جب ہم بغلان میں ''درائی'' اور

Marfat.com

''لیان'' کے مقام سے گذر رہے تھے تو ہمارا سامنا روس کے مورچہ بند اور گھات میں بیٹھے ہوئے دستوں سے ہوا۔ جن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ہمارے درمیان سخت جنگ شروع ہوئی۔ اوپر سے ہوائی جہاز بم برسا رہے تھے۔ اور نیچے پیدل فوج، ٹینک، بکتر بند اور توپ خانہ آگ برسا رہا تھا۔ اور یہ جنگ متواتر ۱۳ دن جاری رہی۔ آخرکار ہمارے پاس روسی فوج کا قاصد آیا اور پیغام دیا کہ ہم بدخشاں جانے کے لیے راستہ کھول دیں گے، بشرطیکہ تم ہمارے وہ ۳۰ فوجی رہا کر دو جن کو تم نے گرفتار کیا ہے۔ ہم نے قاصد کو بتایا کہ ہم نے تمہارے فوجیوں کو نہیں پکڑا بلکہ جو شدید بارش دوران جنگ ہوئی تھی اور پہاڑی ندی میں سیلاب کی طغیانی آئی تھی وہ طغیانی ندی مطلوبہ فوجیوں کو بہا کر لے گئی ہے۔ تب روسی فوجی نے اعتراف کیا کہ روسی اور افغانی فوج کے ۵۰۰ سپاہی مارے جا چکے ہیں اور دو طیارے گرائے گئے ہیں۔ روسی کہتے ہیں کہ مجاہدین انسان نہیں بلکہ جن ہیں۔

روسیوں پر طاری رُعب

اللہ کی طاقت اور قوت کے مقابلے میں کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔ اللہ تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ جہاد افغانستان میں روسیوں پر خوف کا یہ عالم ہے کہ باوجود خدا کے انکار کے مجاہدین سے برسرِ پیکار بعض روسی فوجی منہ مانگے دام دے کر قرآنی آیات کے لکھے ہوئے تعویذ گلے میں لٹکا لیتے ہیں۔ بعض روسی فوجی بازو پر باندھتے ہیں۔ بعض فوجی اپنے ٹھکانوں پر قرآن مجید رکھتے ہیں۔ بعض روسی افسروں نے تو یہ بھی کہا ہے کہ خطرہ ہے کہ ہمارے فوجی اسلام قبول نہ کر لیں۔ افغانستان میں جہاد کس جذبے سے جاری ہے؟ اسلام کی خاطر باپ بیٹے کو معاف نہیں کرتا۔ اور خواتین نے تو جہاد کے لیے کمال کر دکھایا ہے۔ ایک روسی فوجی نے بتایا کہ کابل میں طالبات نے روس کے خلاف جلوس نکالا۔ طالبات کے پاس کوئی جھنڈا نہیں تھا۔ ایک لڑکی نے اپنا سبز دوپٹہ اتار کر اسے [illegible] ببرک کارمل کے خلاف نعرے لگا رہی تھی۔ ہم نے گولی [illegible]

Marfat.com

ہو کر گر پڑیں۔اور کئی ہلاک (شہید) ہو گئیں۔پرچم والی لڑکی کا دایاں ہاتھ شدید زخمی ہو گیا تھا تو اس نے پرچم بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔بایاں ہاتھ بھی گولیوں سے چھلنی ہو گیا تو اس نے دونوں بازوں کو جوڑ کر پرچم کو اپنے سینے سے لگا لیا۔وہ نڈھال ہو کر گر پڑی تو دوسری طالبہ نے بڑھ کر پرچم کو تھام لیا۔

اس جلوس میں ہم نے زخمی طالبات کو ہسپتال لے جانے کے لیے گاڑیوں میں بٹھانا چاہا تو انہوں نے ہمارے منہ پر تھوکا اور کہا ہم ناپاک کافروں سے علاج نہیں کرانا چاہتے۔ہمیں یہاں سڑک پر مرنا قبول ہے مگر یہ منظور نہیں ہے کہ کوئی کافر ہمارے جسموں کو ہاتھ لگائے۔انکی اس گستاخی پر روسی افسر کے کہنے پر سب زخمی طالبات کو گولی ماردی گئی۔

تھکے ہوئے مجاہد کو قیدی اٹھا کر چلتا رہا

گل رحمن ایک اٹھارہ سالہ نوجوان تھا۔جس کی ابھی مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں۔اس نے پچاس کمیونسٹوں کو صرف ایک دن میں ہلاک کیا۔

ترہ کئی کے عہد میں ۱۹۷۸ء کے شروع میں یہ نوجوان جہاد میں شامل ہوا اور ۱۹۸۶ء تک لڑتا رہا۔اس نے ایک ٹینک کے نیچے بارودی سرنگ رکھ کر اسے تباہ کر دیا تھا۔اس وقت اسکی عمر مشکل سے دس سال تھی۔گل رحمن کے بارے میں اسکی چھاؤنی کا کمانڈر اسد اللہ کہتا ہے کہ گل رحمن انسانی بھیس میں ایک شیر تھا۔میں نے جہاد افغانستان میں گل رحمن سے بڑھ کر بہادر نہیں دیکھا۔ایک روز وہ ایک بڑے کمیونسٹ کو گرفتار کر کے لایا اور اس سے کہنے لگا میں تھک گیا ہوں مجھے اٹھالو۔اور لطف کی بات یہ ہے کہ قیدی نے آدھے رستے تک اسے اٹھائے رکھا۔اور جب قیدی نے اسے کندھے سے اتارا تو اس نے قیدی کو وہیں قتل کر دیا۔

اگلے روز ۱۲ اپریل ۱۹۸۶ء

روس نے اسامہ بن زید چھاؤنی پر حملہ کیا اور اس پر قابض ہو کر مورچے

Marfat.com

بنالیے۔اس وقت چھاؤنی کے پچاس شیر دل مجاہد روسیوں کو للکار کر میدان میں اتر آئے۔ ان میں اسد اللہ، گل رحمن، جعفر، شیر محمد اور مستقیم قابل ذکر ہیں۔ان نوجوانوں نے ایسی بے جگری سے مقابلہ کیا کہ روسیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔اور مجاہدین پھر چھاؤنی پر قابض ہو گئے۔اس معرکہ میں ایک بڑا نقصان یہ ہوا کہ گل رحمن کو گولی لگ گئی اور اس نے اپنی جان، جانِ آفریں کے حوالے کر دی۔لیکن شہادت کے بعد بھی فائرنگ کی پوزیشن میں بیٹھا رہا۔روسیوں نے سمجھا کہ وہ زندہ ہے اس لیے کوئی اسکے قریب جانے کی جرأت نہ کرسکا۔

اسد اللہ کہتا ہے کہ میں اسکی شہادت کے چار گھنٹے کے بعد اس کے پاس پہنچا تو اس وقت وہ اپنی پوزیشن پر قائم تھا۔اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔میں نے اس جیسا شہید آج تک نہیں دیکھا۔اللہ کنہر کے شیر پر رحم کرے اور ہمیں اسکا بہتر بدل عطا فرمائے۔آمین۔

مجاہد کا رعب

تم دنیا میں تو مایوس پھرتے ہو ہم کیا کرسکتے ہیں۔میدان میں نکل کر دیکھو کہ تم کیا کرسکتے ہو۔اللہ کس طرح تمہاری مدد فرماتے ہیں۔

ہمارا ایک کمزور سا مجاہد اتنا کمزور کہ جس کی ہڈیاں نکلی نظر آتی تھیں۔جب وہ خوست میں دشمن کے ایک مورچے پر گیا تو وہاں ایک دشمن کا بڑا کمانڈر اسکو دیکھ کر گر پڑا۔جب اسکی نبض دیکھی تو وہ مر چکا تھا۔اللہ تمہیں دکھاتا ہے کہ تمہاری شکل دیکھ کر کافر پر موت طاری ہو جاتی ہے۔مجاہدین دشمن کے ٹینکوں کی طرف پتھر مارتے تھے اور ان کو آگ لگ جاتی تھی۔

مجاہدین کی دعا

مولانا ارسلان رحمانی جو حرکت انقلاب اسلامی کے سپہ سالار ہیں نے مجھے بتایا (مولانا ارسلان پورے افغانستان میں مشہور ترین مجاہد ہیں اور

Marfat.com

کے دلوں میں انکے رعب و ہیبت کا یہ عالم ہے کہ وہ انکے بارے میں سپاہیوں کو خصوصی لیکچر دیتے ہیں اور انکے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ انسان کا گوشت کھاتا ہے)۔ایک معرکہ میں ہمارے ساتھ ٹینکوں کے مقابلے کے لیے صرف ایک راکٹ لانچر اور اسکا صرف ایک گولہ تھا۔ہم نے پہلے نماز پڑھی اور پھر اللہ پاک کے حضور دعا کی کہ یہ واحد گولہ دشمنوں کو لگ جائے اور خطا نہ ہو۔ہم نے دشمن پر گولہ پھینکا تو اللہ کے فضل سے یہ واحد گولہ دشمن کے اسلحہ بردار ٹرک کو جالگا جس کے نتیجے میں دشمن کے پچپاسی ٹینک اور دوسرے ٹرک اسباب وغیرہ مکمل طور پر تباہ ہو گئے اور دشمن پسپا ہو گیا۔اور ہمیں غنیمت میں بہت سامال واسباب ہاتھ آیا۔میں خود باطور میں اس نوجوان سے ملا جس نے یہ گولہ پھینکا تھا۔

پوری جنگ میں ایک بھی گولی نہیں چلائی

وقار احمد صاحب نے اپنا حیرت انگیز واقعہ بتایا کہ میں جب گولیوں کی بوچھاڑ میں قرارگاہ پر چڑھا تو میں نے کلاشنکوف کا لاک کھول رکھا تھا۔سامنے ہی ایک کمرہ نظر آیا۔جس میں تین فوجی چھپے ہوئے تھے میں نے دروازے کے قریب جاکر زور سے آواز دی ''تسلیم شاہ'' یعنی ہتھیار ڈالدو۔میری آواز سنتے ہی وہ کمرے سے باہر آئے اور ہاتھ اوپر کر کے معافی مانگنے لگے۔میں نے اور بھی کئی فوجی زندہ گرفتار کیے لیکن اس جنگ میں مجھے ایک بھی گولی چلانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔حالانکہ میں آگے آگے تھا مگر ایک بھی فائر نہیں کیا۔

فوجی افسر نے وفادار خان کی لاش کو سیلوٹ کیا

''آج اذان کیوں نہیں ہوئی'' یہ وہ الفاظ ہیں جو ہر گھر کے ہر فرد کی زبان پر تھے۔فجر کی اذان ہی انہیں رات کے خاتمے اور دن کے آغاز کی نوید دیتی تھی۔لیکن اذان بروقت نہ ہونے پر انکا ماتھا ٹھنکا۔ابھی اس بارے میں رائے زنی ہو رہی تھی کہ تھوڑی دیر بعد مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے کریک ڈاؤن کی اطلاع

Marfat.com

ملی۔خوف کی لہر سب کے جسموں سے گزر گئی۔آنے والے دنوں کی آزمائشوں اور اذیتوں کے تصور سے ہی انکے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔لوگ گاؤں میں مجاہدین کی موجودگی سے لاعلم تھے۔کوئی مخبر اپنا کام کر گیا تھا۔اسکی اطلاع پر پورے گاؤں کو محصور کر لیا گیا۔طلوع آفتاب کے بعد لوگ گھروں سے باہر نکل آئے، حسب معمول جوانوں، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کی الگ الگ ٹولیاں بنائی گئیں۔دو جوانوں کو نکال کر سختی سے انہیں ایک مکان کے اندر جانے کا حکم دیا گیا۔یہ مکان گاؤں سے باہر تھا۔اور لوگ اسکے قریب ہی جمع تھے۔اس مکان کو مکمل طور سے محصور کیا گیا اور لوگوں میں کانا پھوسی ہونے لگی کہ ضرور مکان میں مجاہد ہونگے ۔سب میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔دونوں جوان اندر داخل ہوئے اور مجاہدین کو فوج کا پیغام سنایا۔لیکن وہاں سے وہ فوجی کرنل کے نام یہ پیغام لائے کہ ہم نے اپنی زندگیوں کا سودا اللہ سے کر لیا ہے۔

اس مکان میں کمانڈر فاروق عرف اسلم عرف وفادار اور سات دوسرے مجاہدین تھے۔دونوں نوجوان مجاہد کمانڈر کا پیام لے کر باہر آئے، مجاہدین کا کڑوا جواب سن کر فوجیوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔انہوں نے دونوں معصوم نوجوانوں کو موقع پر ہی گولی سے اڑا دیا۔اگلے ہی لمحے مکان پر یلغار ہوئی۔مکان کی دوسری منزل تو گولوں اور گولیوں کی بارش سے ختم ہو گئی۔پانچ مجاہد شہید ہو گئے۔تو ایک پیغام رساں کو اندر داخل کیا گیا۔زندہ بچ جانے والے تینوں مجاہد شدید زخمی حالت میں تھے۔کمانڈر وفادار خان کا ایک بازو شدید زخمی ہو چکا تھا۔وفادار خان کو شہادت بالکل سامنے دکھائی دے رہی تھی۔اس نے پیغام سن کر زندگی کی آخری چال چلنے کی ٹھانی۔اس نے مطالبہ کیا کہ کمانڈر کو گرفتار کرنے کے لیے کمانڈر ہی آئے۔کرنل یہ پیغام سن کر بہت خوش ہوا اور چند فوجیوں کے ساتھ اپنے نائب میجر کو مکان کے اندر بھیجا۔وفادار خان نے پوری قوت کو استعمال کرتے ہوئے میجر کا نشانہ لیا اور اگلے ہی لمحے میجر دھڑام سے گر پڑا۔اسکی بندوق خالی تھی ۔اور اس نے ضروری کاغذات پھاڑ دیئے تھے۔میجر کی ہلاکت کے بعد

مکان کو مارٹر گولوں اور راکٹوں سے زمین بوس کر دیا گیا اور کرنل نے مقامی نوجوان کو کمانڈر وفادار خان کی لاش باہر لانے کا حکم دیا۔ لیکن وہ اپنے محبوب مجاہد کی لاش کی بے حرمتی سے خوف زدہ تھے۔ اس لیے ہچکچائے۔۔۔ جناب اب کیا فائدہ۔ وہ تو مر چکا ہے۔ بکواس بند کرو۔ یہ ہمارا دشمن تھا۔ اسے باہر پھینکو۔ اسکی بے عزتی کرو تا کہ ہمیں تسکین قلب ملے۔

انہوں نے بے دلی سے شہید کا جسد مبارک اٹھا کر باہر کی جانب ہوا میں اچھالا۔ دنیا دیکھ رہی تھی کہ عجیب معجزہ رونما ہوا۔ شہید کی لاش گھومتے گھومتے آہستہ آہستہ زمین کی طرف چلی آ رہی تھی۔ اور زمین پر گرنے کی بجائے ایک چھت کی چادر کے اوپر قبلہ رخ ہو کر لیٹ گئی۔ یہ عجیب منظر تھا۔ لوگ رو رہے تھے۔ کرنل حیران پریشان کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ وہ شہید کے ایک طرف کھڑا ہوا، وردی اتاری اور سیلوٹ مارا۔ بعد ازاں لاش کو فوجی گاڑی میں ڈال کر مقامی پولیس اسٹیشن لے گئے۔

روسی سپاہی کہتا ہے

روسی ٹیلی ویژن پر کابل سے لوٹنے والے روسی سپاہی کو دکھایا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ افغانستان میں تمہارا کیا حال ہے؟ کہنے لگا جب ہم اللہ اکبر کی بلند آواز سنتے تو ہمارا پیشاب کپڑوں میں ہی نکل جاتا تھا۔ یہ ٹی وی پر کہا، جسے ساری دنیا دیکھ رہی تھی، جہاد افغانستان نے گورباچوف کے ذہن میں کمیونزم کو اتھل پتھل کر دیا تھا۔ اب گورباچوف اس نظریے سے منحرف ہو چکا ہے، کمیونزم اپنی موت آپ مر گیا۔

اخبارات اٹھا کر پڑھیں، انکی وضاحتیں اور انکے تبصرے پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ گورباچوف پیچھے کی طرف لوٹ رہا ہے۔ کمیونسٹوں نے اسے سمجھایا تھا کہ مذہب افیون کی مانند ہوتا ہے۔ جو قوموں کو سلا دیتا ہے۔ لیکن اس نے دیکھا کہ مذہبی لوگوں نے تو دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کو بھی پیچھے دھکیل دیا ہے۔ سوویت

Marfat.com

یونین جو عالمی طاقت تھا، ختم ہو گیا۔ بے دینوں نے یہ باور کرایا تھا کہ مذہب اس بلائنگ پیپر کی طرح ہے جو قوموں کا خون چوس لیتا ہے، لیکن گورباچوف نے دیکھ لیا کہ ان مذہب پرست افغانوں نے جابر و طاقت ور کمیونسٹ اور انکی فوجوں کو شکست دے دی۔

بھارتی فوجی افسر کا شہید کی لاش کو سیلوٹ

ضلع بڈگام سے تعلق رکھنے والے مجاہد کمانڈر بشارت الٰہی بھارتی فوج پر قہر الٰہی بن کر ٹوٹ پڑتے تھے۔ بھارتی فوج پر انکی دہشت طاری تھی۔ درجنوں معرکوں میں انہوں نے سینکڑوں فوجیوں کو واصل جہنم کیا تھا۔ اس لیے بھارتی فوج ہر طرف انکی تلاش میں رہتی تھی۔ ایک دن بشارت الٰہی کی موجودگی کی اطلاع پا کر بھارتی فوج نے انکے گاؤں کا محاصرہ کر لیا۔ اور اعلان کیا کہ وہ ہتھیار ڈال دے۔ کمانڈر بشارت ایک مکان میں مورچہ بند تھے۔ انکے پاس ایمونیشن کی صرف تین میگزین تھیں۔ اس معمولی ایمونیشن سے وہ اکیلے چھتیس گھنٹے بھارتی فوج کے خلاف مسلسل لڑتے رہے۔ حالانکہ یہ گولیاں صرف چند منٹ کے لیے تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۳۶ گھنٹے تک متواتر وہ بھارتی فوج پر یہ گولیاں برساتے رہے۔ بھارتی فوجی مسلسل لاؤڈ اسپیکر پر انہیں ہتھیار ڈالنے کا کہتے رہے۔ اس معرکہ کا ایک معجزہ رونما ہوا کہ چاروں طرف سے بھارتی فوجوں پر گولیاں برستی رہیں۔ جس سے درجنوں بھارتی فوجی جہنم واصل ہوئے۔

بھارتی فوج یہ سمجھتی رہی کہ اس مکان میں سو کے قریب مجاہدین ان پر فائرنگ کر رہے ہیں۔ آخر میں بھارتی فوج نے مکان پر مارٹر گنوں کے گولے پھینکے جس سے مکان تباہ ہو گیا۔ اور بشارت الٰہی شہید ہو گئے۔ بھارتی فوج نے جب مکان کا معائنہ کیا تو صرف ایک مجاہد کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حالانکہ ان پر چاروں طرف سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ جب بھارتی فوج کا ایک کرنل شہید بشارت کی لاش کے پاس آیا تو یہ منظر دیکھ کر سکتے میں آ گیا کہ شہید ہونے کے بعد انہوں نے

Marfat.com

اپنی کلاشنکوف مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی۔ بھارتی فوج کے کرنل نے شہید بشارت کا چہرہ صاف کیا ان کی داڑھی کو کنگھی کی۔ انہیں سلوٹ کیا اوران کے ماتھے کو چوما اور کہا ان جیسے دس مجاہد بھی اگر کشمیر میں موجود ہوں تو ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان کیساتھ فرشتے ہیں جو ہم سے لڑ رہے ہیں۔

مجاہد کا انڈین آرمی پر خوف

انڈین آرمی کیا سوچ رہی ہے۔ آیئے یہ بھی آپ کو بتا دیتے ہیں۔ دسمبر ۹۴ء کے رسالہ میں بھائی ابوخبیب اور سیف اللہ عادل کے معرکوں کی رپورٹ شائع ہوئی تھی۔ یہ مجاہد گیارہ دن تک انڈین فوج کے دستوں سے برسرپیکار رہے۔ بھارتی فوج مارٹر توپیں اور جدید اسلحہ استعمال کرتی رہی۔ مگر اللہ نے انہیں محفوظ رکھا۔ اور جب وہ انکے ٹھکانہ کے قریب ہوتے تو یہ دستی بم مارتے اور وہ چیخیں مار کر بھاگ نکلتے۔ ان کے چالیس مردار ہوئے اوران سے کہیں زیادہ زخمی ہوئے۔ یہ معرکہ ہر ایک کو حیران کر دینے والا تھا۔ اور بعض سننے والوں کو یقین نہیں آتا تھا۔ مگر اب اس معرکہ کا عینی شاہد جو انڈین آرمی کا رپورٹر تھا، اس نے یہاں آ کر تصدیق کردی ہے۔ مجاہد ابو یحیٰی محمد اسحاق سے اس پورٹر کی ملاقات ہوئی۔ اس کا نام لال دین ہے اس نے بتلایا، میران گاؤں چوٹاں والی میں ہے۔ علاقہ بنیار کا رہنے والا ہوں۔ انڈین آرمی کا پورٹر (بوجھ اٹھانے والا) تھا۔ اب ہجرت کر کے آزاد کشمیر میں آ گیا ہوں۔ اس نے بتلایا کہ انڈین آرمی نے جاسوسی کرنے والے کتے ان کے پیچھے لگائے۔ وہ سونگھتے رہے مگر ناکام رہے۔ انہیں کچھ پتہ نہ چل سکا کہ مجاہدین کہاں ہیں۔ اس نے کہا کہ حیرانی تو یہ ہے کہ یہ دو مجاہد تھے۔ حالانکہ انہوں نے جو مورچہ تھوڑے سے وقت میں کھودا تھا اور جس میں بیٹھ کر وہ مقابلہ کرتے رہے، ہم نے وہ دیکھا اوراس نتیجے پر پہنچے کہ ہم ایسا مورچہ دو دن میں بھی نہیں کھود سکتے۔ ہم نے وہاں کرنسی بھی پھٹی ہوئی پائی۔

یہ کرنسی ان مجاہدوں نے اس وجہ سے پھاڑ دی تھی کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے

سمجھا اتنی بڑی فوج ہے۔ ہر طرف گھیراؤ ہے۔ شہادت یقینی ہے۔ لہٰذا ہمارا مال کافر کیوں استعمال کریں۔ چنانچہ ہم نے نوٹ پھاڑ دیئے۔ لال دین بتلاتا ہے کہ انڈین آرمی کا آفیسر کہنے لگا۔ پتہ نہیں یہ لوگ انسان ہیں یا جن ہیں۔ ہم نے سارے جنگل میں مارٹر کے گولوں کی بارش کردی مگر انہیں کچھ نہیں ہوا۔ اور پھر یہ فوجی گاؤں والوں سے کہنے لگے دیکھو، ہر گھر ان لوگوں کے لیے دس روٹیاں پکا کر رکھے۔ جب یہ لوگ تمہارے پاس آئیں تو تم انہیں کھلاؤ پلاؤ۔ جس جگہ کا نام لیں تو انہیں وہاں تک پہنچاؤ۔ واپس آئیں تو تب بھی انکو راستہ بتلاؤ۔ مگر بھگوان کا واسطہ۔ انکے بارے میں ہمیں نہ بتلاؤ یہ یہاں کہاں ہیں۔

لال دین کہتا ہے۔ ان مجاہدوں کے ساتھ بہار رجمنٹ کا سامنا ہوا تھا۔ پھر جب تک بہار رجمنٹ رہی، مجاہدین اندر آتے جاتے رہے مگر یہ مجاہدین کے قریب نہ آئے بھائی ابوخبیب نے بتایا کہ معرکے کے آخر پر ہم نے پاکستانی علاقہ سمجھ کر آگ جلائی اور نظمیں پڑھنے لگے مگر پھر قریب کی پوسٹ پر سرخ جھنڈا دیکھ کر احساس ہوا کہ ابھی تو ہم انڈین علاقے میں ہیں۔ ان کے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لال دین بتلاتا ہے کہ وہاں سے انڈین صوبیدار گزرا۔ اور اس نے ان مجاہدوں کو دیکھ لیا مگر کہنے لگا۔ یہ ہم پر کاروائی کریں گے۔ تو ہم اپنا دفاع کریں گے۔ بصورت دیگر ان پر پہل نہیں کریں گے۔

فوجی افسر بھیگی بلی کی طرح چارپائی کے نیچے دبکا نظر آیا

مولانا عبدالقیوم صاحب نے یہ واقعہ بتلایا ہے کہ دوران جنگ قرارگاہ کے ایک کمرے میں جب میں داخل ہونے لگا تو مجھے عبیداللہ اور طاہر نے آواز دے کر کہا، آپ اس کمرے سے دور رہیں اندر سے فائرنگ کی آواز آرہی ہے۔ مگر میں آگے بڑھا اور دروازے کے اندر ایک جگہ کھڑے ہو کر اندر کی طرف ایک دستی بم پھینکا۔ تھوڑے وقفے کے بعد دوسرا بم پھینکا، اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں مجھے صرف ایک کلاشنکوف پڑی نظر آئی جو کہ بالکل لوڈ تھی۔ ...

بھی چڑھا ہوا تھا لیکن کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ میں نے وہ کلاشنکوف اٹھائی اور باہر رکھ دی اور دوبارہ کمرے میں آیا تو مجھے چارپائی کے نیچے ایک فوجی آفیسر (جو کہ انکا بڑا کمانڈر تھا) کمبل میں لپٹا ہوا نظر آیا۔ یہی تھا جو تھوڑی دیر پہلے مجاہدین پر گولیاں برسا رہا تھا۔ مجھے اسکے ہاتھ میں اب بھی کلاشنکوف نظر آئی مگر وہ چارپائی کے نیچے بھیگی بلی کی طرف دبکا ہوا تھا میں نے بلا تاخیر اس پر فائر کیا اور جہنم میں پہنچا دیا۔

آٹومیٹک ہتھیاروں والے خنجر سے زیر ہو گئے

کمانڈر مولانا عبدالقیوم صاحب کی روایت ہے کہ قرارگاہ کے ایک کمرے میں بھائی علی احمد بنگلہ دیشی داخل ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ دو فوجی کمرے میں چھپے بیٹھے ہیں۔ انکے پاس لوڈ کلاشنکوف ہیں۔ علی احمد صاحب چونکہ راکٹ لانچر چلانے والے تھے اس لیے انکے پاس کلاشنکوف یا دوسری بندوق نہیں تھی۔ انہوں نے فوراً اپنا خنجر نکالا۔ اور فوجیوں کی طرف بڑھے۔ خدا کی شان دیکھیے کہ دشمن پر ان کا ایسا رعب بیٹھا کہ وہ اپنی تیار کلاشنکوفوں کو ان پر استعمال نہ کر سکے اور انکے ہاتھ کانپنے لگے۔ اور ایک خنجر کے سامنے انکی کلاشنکوفیں ناکارہ ہو گئیں۔ اتنے میں میں بھی اس کمرے میں داخل ہوا اور پھر ہم دونوں نے انکو گرفتار کر کے باندھ دیا۔

روسیوں کا اعتراف

اسماعیل ابو جار کہتے ہیں کہ ۲ روسیوں نے دسمبر ۱۹۸۳ء میں ایک پریس کانفرنس میں بتایا ہم افغانستان میں عجیب و غریب اور ناقابل یقین باتیں دیکھتے رہے ہیں۔ ایک روسی نے کہا کہ ہمارا ایک قافلہ جس میں بے شمار ٹینک تھے سفر کر رہے تھے۔ مجاہدین نے راستہ روکا اور حکم دیا۔ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ہمیں یہ احمقانہ بات لگی اور ہم نے ان پر حملہ کر دیا۔ لیکن جلد ہی ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ ہمارے چاروں طرف سے فائر ہونے لگے۔ ہمیں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا کہ کون فائر کر رہا ہے اور کہاں سے کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہمارے ٹینک تباہ

Marfat.com

ہو گئے۔ اور ہم ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے۔

روسیوں کی بوکھلاہٹیں

زامہ خولہ پوسٹ اور ارگون چھاؤنی سے روسی و نجیبی افواج جب شکست کھا کر بھاگیں تو ایسے واقعات دیکھنے میں آئے جن سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کے دلوں پر مجاہدین کا کتنا خوف سوار تھا اور یہ بھی کہ یہ فوج بھاگنے کے معاملے میں کتنی تیز واقع ہوئی ہے۔ حرکۃ الجہاد اسلامی کے گوریلا مجاہد خالد محمود کراچوی کہتے ہیں کہ ہم جب زامہ خولہ پوسٹ میں داخل ہوئے تو فوج کی گھبراہٹ اور بدحواسی کے عجیب مناظر ہمارے دیکھنے میں آئے۔

۱:...... ایک کمرے میں دیکھا کہ میز پر کاغذ رکھا ہے اس پر چند سطریں لکھی ہوئی تھیں اور قلم بھی کاغذ پر پڑا ہوا تھا۔ یہ ایک خط تھا جو کوئی فوجی اپنے کسی عزیز کو لکھ رہا تھا۔ کاغذ کی یہ کیفیت تھی کہ جملہ نامکمل تھا اور قلم کاغذ پر پڑا تھا۔ مجاہدین کے حملے کی آواز سن کر خط پورا کرنا تو کجا وہ قلم بھی نہ اٹھا سکا، قلم کاغذ پر رکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔

۲:...... دوسرے کمرے میں اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز منظر تھا۔ ایک پلیٹ چاول کی پڑی تھی جس سے صرف دو یا تین چمچ کھائے گئے تھے۔ پلیٹ اور چمچہ اسی حالت میں چھوڑ کر فوجی بھاگ کھڑا ہوا تھا اور ایک کمرے میں دودھ کا گلاس رکھا ہوا تھا۔ جس سے صرف دو گھونٹ دودھ پیا گیا تھا۔ بعض کمروں میں تاش کے پتے بکھرے پڑے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے مجاہدین نے ان پر چڑھائی کی ہے۔ ان پر مجاہدین کا اتنا خوف طاری تھا کہ جس حال میں جو کوئی بھی تھا اسی حالت میں اس نے فرار اختیار کرنے میں اپنی عافیت سمجھی۔

۳:...... زامہ پوسٹ سے بھاگ کر ارگون جانے والے ایک فوجی افسر نے وہاں جا کر کہا، پتہ نہیں کس ملک کی گوریلا فوج ہے جو نہ تو بارودی سرنگیں پھٹنے سے رکتی ہے اور نہ جس پر گولیاں اثر کرتی ہیں۔ وہ ہمارے فوجیوں کو پکڑ پکڑ کر کھا رہے ہیں۔ اور ایک پاؤں رکھ کر ہمارے مورچے کو توڑ دیتے ہیں۔

Marfat.com

۴:...... یہاں ایک عجیب بات ہوئی کمانڈر خالد زبیر کہتے ہیں کہ دو فوجی ہم نے ایک کمرے سے نکال کر گرفتار کیے۔ ان میں سے ایک نہایت خوفزدہ تھا۔ اور تھر تھر کانپ رہا تھا اور زار و قطار رو رہا تھا۔ اس کو بہت سمجھایا کہ ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ ڈرو نہیں اور خاموش ہو جاؤ۔ مگر وہ ڈر اور خوف کے مارے کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ اتنے میں خالد محمود کراچوی نے اسے پکڑ کر گلے لگایا اور اسکا ماتھا چوما۔ اور تسلی دی۔ کہ ڈرو نہیں ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ مگر بھاگتے ہوئے ایک فوجی نے یہ منظر دیکھا تو چیخنے لگا یہ آدم خور ہیں۔ چنانچہ اس نے ارگون چھاؤنی میں جا کر فوج میں خوف و ہراس پھیلا دیا کہ وہاں تو آدم خور ہیں۔ ارگون سے بھاگ چلو۔ ورنہ وہ یہاں بھی آجائیں گے۔ اور ہمیں کھا جائیں گے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ ہمارے فوجی کو گلے سے پکڑ کر وہ حملہ آور کھا رہا تھا۔

مجاہدین کا دباؤ بھارتی فوج میں خودکشی کے واقعات میں اضافہ

مقبوضہ جموں و کشمیر میں گزشتہ دس سالوں سے مجاہدین کشمیر ایک ایسے ملک کے خلاف برسر جہاد ہیں جو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریہ ہونے کی دعویدار ہونے کے باوجود نہ صرف اپنی اقلیتوں بالخصوص ۱۹ کروڑ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے پر تلی ہوئی ہے بلکہ اپنی سرحدوں کو وسعت دینے کے ایجنڈہ پر جنونیت کی حد تک اپنے وسائل صرف کر رہی ہے۔ اکھنڈ بھارت کے منصوبہ کے عملی جامہ پہنانے کے لیے وہ ملک بھوک و افلاس میں مبتلا اپنی غریب عوام کا پیٹ کاٹ کر جوہری ہتھیاروں کے انبار لگا رہا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر اور قابل غور ہے کہ ایک ایسا ملک جو توسیع پسندانہ عزائم بھی رکھتا ہے، اور اس پورے خطے پر اپنی چودھراہٹ بھی قائم رکھنا چاہتا ہے لیکن گزشتہ دس سالوں سے مٹھی بھر کشمیری مجاہدین کے ہاتھوں ذلت اور ہزیمت اٹھا رہا ہے۔ روزانہ دہلی کے ائیر پورٹ پر اپنے سپاہیوں اور افسروں کی لاشیں وصول کر رہا ہے جو کشمیری مجاہدین کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ جبکہ اب تک ۷۰۰۰ فوجی جوان ان مجاہدین کی وجہ سے بھگوڑے ہو چکے

Marfat.com

ہیں۔اور سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ بھارتی فوج مجاہدین کے حملوں کی وجہ سے ہر وقت خوف اور دہشت میں مبتلا رہتی ہے۔ جسکی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں فوجی اہلکار اور افسران ڈپریشن اور اعصابی دباؤ کا شکار ہیں۔ ذہنی امراض میں مبتلا فوجی اہلکار اپنے افسران یا اپنے ساتھیوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ بھارت کے معروف رسالہ انڈیا ٹوڈے کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ دس سالوں کے عرصہ کے دوراں مقبوضہ کشمیر کے مختلف علاقوں میں تعینات فوجی اہلکاروں نے اپنے ڈپریشن میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اپنے ہی افسران اور ساتھیوں پر آتشیں اسلحہ سے حملے کیے جس کی وجہ سے ۴۲۱ فوجی اہلکار ہلاک ہو گئے جن میں ۶۰ افسران بھی شامل ہیں۔ان میں زیادہ تر واقعات شمالی کشمیر، کے کپواڑہ، اوڑی، بارہ مولا، بانڈی پورہ، پٹن، تاپر، سوپور، اور ہندواڑہ میں رونما ہوئے ہیں جہاں تین ہزار کے قریب فوجی اپنے ہی ساتھیوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ جبکہ ڈوڈہ راجوری، پونچھ، اودھمپور، مینڈر اور سرنکوٹ میں ایسے واقعات کا رونما ہونا معمول بن چکا ہے۔

کیونکہ گزشتہ ڈیڑھ سال سے جموں کے اضلاع میں عسکریت کا گراف ایک دم اوپر چلا گیا۔ یہاں زیادہ تر مہمان مجاہدین بھارتی فوج کے خلاف لڑ رہے ہیں جو گوریلا کاروائیوں میں نہایت مہارت رکھتے ہیں۔ان میں افغانستان اور پاکستان اور دیگر کئی مسلم ممالک سے آئے ہوئے مجاہدین شامل ہیں۔ بھارت کے فوجی حکام نے فوج کے اندر اس سنگین صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے بھارت کے تین ممتاز اداروں سے سروے بھی کروائے جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ فوج ذہنی دباؤ کا شکار ہے۔

چوبیس گھنٹے حالت جنگ میں رہتے ہوئے فوجی جوانوں کو آرام کا موقع نہیں ملتا۔ جبکہ انہیں اپنے گھر والوں سے سالہا سال دور رکھنے سے بھی ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں، لیکن زیادہ تر واقعات مجاہدین کی طرف سے مسلسل دباؤ اور اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر فوجی جوان مایوسی کا شکار ہو رہے ہیں۔ مایوس کن صورتحال سے دل برداشتہ ہو کر بھارتی فوجیوں میں خودکشی کے بھی واقعات

رہے ہیں۔گزشتہ چھ ماہ کے دوران ۳۷ فوجی اہلکاروں نے خودکشی کر کے اپنے آپ کو ختم کر دیا اودھمپور میں ایک لیفٹنٹ کرنل این ایس سلاتھیا نے اس وجہ سے خودکشی کر لی کہ وہ اس علاقے میں عسکریت کو ختم کرنے میں بری طرح ناکام رہا تھا۔ بالآخر مایوس ہو کر مذکورہ فوجی افسر نے اپنے آپ کو ختم کر دیا۔سرینگر کے حول علاقے میں ایک بنکر تعینات چار سپاہیوں نے گزشتہ ماہ اجتماعی خودکشی کر لی۔ان سپاہیوں نے زہریلی گولیاں کھا کر خودکشی کی تھی۔خودکشی کے زیادہ تر واقعات مقبوضہ کشمیر کے سرحدی علاقوں میں رونما ہو رہے ہیں، جہاں فوج کو ہر وقت مجاہدین کے حملوں کا خدشہ لگا رہتا ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں تعینات بھارتی فوج کے اعلیٰ حکام اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ فوج انتہائی دباؤ میں ہے۔دس سال کے فوجی آپریشن کے باوجود بھی وہ کشمیر میں عسکریت کا خاتمہ نہیں کر سکی ہے۔جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ کشمیری عوام مجاہدین کو بھرپور سپورٹ کر رہے ہیں۔اگر ہمارے سپاہی ایک مجاہد کو گولی مار دیتے ہیں تو اس کی بندوق اٹھانے کے لیے دس اور کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فوجی حکام کا کہنا ہے کہ وہ کشمیر میں عسکریت کو ختم نہیں کر سکتے۔اس لیے بھارتی حکمرانوں کو چاہیے کہ اس مسئلے کو مذاکرات کے ذریعے حل کریں۔دوسری صورت میں ہماری فوج اس صورتحال کا نہ تو مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ ہی پھر ہماری فوج کسی ملک کے خلاف باضابطہ جنگ لڑنے کے قابل رہے گی۔

ایک ایسا ملک جس کی فوج دس سالوں میں بھی چند ہزار مجاہدین کو دبانے میں ناکام رہی ہو اور مسلسل ذلت و ہزیمت اٹھا رہی ہو۔ایسے ملک کو توسیع پسندانہ یا اکھنڈ بھارت کے منصوبے بنانے کے بجائے حقیقت پسندانہ راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔روس کا یہ حشر دیکھ کر بھارت کو چاہیے کہ وہ اپنی فوج کو مزید تباہی سے بچائے اور کشمیر کی سرزمین پر اپنا ناجائز قبضہ ختم کرے۔اس صورت میں بھارت کئی حصوں میں منقسم ہونے سے بچ سکتا ہے۔ (بحوالہ محاذ کشمیر)

Marfat.com

۷۰۰ بھارتی فوجی اپنے ساتھی کے ہاتھوں قتل

نئی دہلی (ایم ایل آئی) بھارتی فوج میں روز بروز بڑھنے والی بے چینی اور فوجیوں کے درمیان لڑائی جھگڑوں کی بڑھتی ہوئی وارداتوں نے بھارتی حکومت کی راتوں کی نیند اڑادی ہے۔ بھارتی حکومت نے اپنی تینوں افواج کے سربراہوں کی نگرانی میں ایک کمیشن قائم کیا ہے جو ان وجوہات اور مسائل کی نشاندہی کرے گا جو فوج میں باہم قتل عام کا باعث بن رہے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق بھارتی حکومت نے کشمیر، ناگالینڈ، اور منی پور میں چلنے والی علیحدگی پسند تحریکوں کو کچلنے کے لیے افواج کی بھاری تعداد مقرر کر رکھی ہے۔ یہ فوجی سخت ٹینشن اور لمبی ڈیوٹیوں اور چھٹیاں نہ ملنے کی وجہ سے مختلف قسم کی نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے انکے درمیان لڑائی جھگڑوں اور قتل جیسی وارداتیں عام ہوگئی ہیں۔ ایک سروے کے مطابق بھارتی فوج کے ۷۰۰ سپاہی اب تک مقبوضہ کشمیر میں اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔ ان میں ۱۱۱۸ اعلیٰ افسر اور ۱۳۲ جونیئر افسر بھی شامل ہیں۔ حال ہی میں بھارتی فوج کے سپیشل سروس گروپ کے ایک سپاہی نے فائرنگ کر کے چار افراد کو قتل کر دیا ہے۔ ان میں ایک انکا کمانڈر افسر کرنل، ایک کیپٹن اور دو جونیئر کیشنڈ آفیسر شامل ہیں۔ قتل کی ان وارداتوں سے بھارتی وزیر دفاع اور فوج کے اعلیٰ افسران میں خوف اور پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اور بھارتی حکومت نے ان وارداتوں کو روکنے کے لیے مختلف پروگرام شروع کیے ہیں۔ جن میں فوجیوں کی تنخواہ میں اضافہ وغیرہ شامل ہیں۔ اس سے فوج کے بجٹ میں ۴۰ ملین روپے کا اضافہ ہوا ہے۔

کشمیر میں بھارت کا دو جنگوں سے بھی زیادہ کا نقصان

پاکستان اور بھارت کے درمیان دو خوفناک جنگوں کے باوجود بھارتی فوج گزشتہ آٹھ سال سے کشمیر میں پھنسی ہوئی ہے۔ اور اعلیٰ ...

Marfat.com

ہے۔ یہ بات ایک مضمون میں کہی گئی جو بھارتی روزنامہ ''ٹائمز آف انڈیا'' میں چھپا ہے۔

مضمون میں انکشاف کیا گیا ہے کہ اتنا نقصان اور پریشانی دو جنگوں میں نہیں ہوئی جتنی گزشتہ آٹھ سال سے مقبوضہ کشمیر میں اٹھانا پڑ رہی ہے۔ سالانہ سینکڑوں فوجی ہلاک اور ہزاروں زخمی ہو رہے ہیں۔ جبکہ ملک کے اندر علیحدگی کی تحریکوں کو کچلنے کے لیے بھی سینکڑوں فوجی ہلاک اور زخمی ہو رہے ہیں۔ مضمون نگار کا کہنا ہے کہ یہ تحریکیں اب مستقل نوعیت اختیار کرتی جا رہی ہیں۔ صرف کشمیر میں فوج کا تیسرا حصہ مصروف عمل ہے۔ جس کی وجہ سے فوج کو شدید نوعیت کی بد نظمی کا سامنا ہے جس کا اعتراف کئی بھارتی جرنیل بھی کر چکے ہیں۔

بھارتی فوج جنگ کے قابل نہیں رہی

ہندوستان کی فوج آہستہ آہستہ اپنی طاقت اور صلاحیت سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ اور یہ فوج کوئی بھی بڑی جنگ لڑنے کے قابل نہیں رہی ہے۔ اسکی جنگی قابلیت صفر ہو چکی ہے۔ اس بات کا انکشاف بنگلور سے شائع ہونے والے ایک جریدہ ہفت روزہ نشیمن نے اپنی اشاعت میں کیا ہے۔ جریدے کے مطابق ہندوستان کی فوج دنیا کی چوتھی سب سے بڑی فوج ہے اور اس پر ۱۸ ہزار کروڑ روپے سالانہ خرچ کیے جا رہے ہیں۔ اس کے باوجود اسکی جنگی قابلیت صفر ہو چکی ہے۔ اور چوتھائی سے زیادہ سپاہی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ بے شمار ہوائی جہاز، ہوا باز نہ ہونے کی وجہ سے بے کار پڑے ہیں۔ ہندوستانی بحریہ میں دس فیصد سے زائد افراد کی کمی ہے۔ بہت سے فوجی افسران رضا کارانہ ریٹائر ہو کر سول ملازمتیں اختیار کر رہے ہیں اور ہر سال سینکڑوں کی طرف سے سبکدوش ہونے کی درخواستیں آ رہی ہیں۔ اچھے اور باصلاحیت نوجوان فوج میں ملازمت اختیار کرنے کو پسند نہیں کرتے۔ یہ ساری تحقیقات کرنے والی یکتا کمیٹی کا کہنا ہے کہ فوج میں شامل جوان فوجی افسر فوج کو خیر باد کہہ رہے ہیں۔ انکا کہنا ہے کہ فوج میں کم تنخواہ پر رہ کر عمر

Marfat.com

گنوانے سے سول ملازمت کر کے عیش و آرام کی زندگی بسر کرنا زیادہ بہتر ہے۔

رپورٹ کے مطابق بھارتی فوج بہترین دماغ اور جنگی صلاحیت رکھنے والوں سے محروم ہوتی جارہی ہے۔ اور انکی جگہ ناکارہ اور ناتجربہ کار لوگ لے رہے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۹۰ء کے دوران ۴۳۱ افسروں نے ریٹائرمنٹ لی ہے۔ ۹۳ء میں ۱۶۰۰ افسران نے درخواست روانہ کی۔ گزشتہ چار سالوں کے دوران فوج کے ۱۳۵۰۰ افسر ریٹائر ہو چکے ہیں۔ بھارتی نائب چیف آف آرمی سٹاف جنرل سود کے مطابق فوج کے تینوں بازوؤں میں کل نو ہزار افسروں کی کمی ہے۔ ایئر مارشل رام چندر کا کہنا ہے کہ بھارتی فضائیہ میں (۹۰۰) اسکواڈرن لیڈر سطح کے افسران اور ۱۶۰۰ ائیرمینوں کی کمی ہے۔

بھارتی فوج کی دفاعی اور جنگی صلاحیتوں کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ پیشہ ورانہ قابلیت سے متعلق ہونے والے امتحان میں صرف دو فیصد فوجی افسران کامیاب ہوئے۔ اس لیے مجبوری کے تحت کم قابل افسران کو ہی آگے بڑھایا جارہا ہے۔ بھارتی فوج میں ایک شکایت عام ہے کہ انکا درجہ مقام اور تنخواہ بہت کم ہے۔ آرمی چیف، نیوی کے سربراہ اور فضائیہ کے سربراہ کے عہدے دیکھنے میں تو بہت بڑے ہیں لیکن انکا درجہ ڈپٹی چیف منسٹر اور پلاننگ کمیشن کے ممبر کے برابر ہے۔ نائب چیف کا درجہ پارلیمنٹ کے رکن سے بھی کم ہے۔ لیفٹننٹ جنرل کا درجہ ہائی کورٹ کے ایڈوکیٹ کے برابر ہے۔ ایسے حالات میں کوئی فوج کیسے جنگ کرسکتی ہے؟

خوف زدہ بھارتی فوجی، انڈین ایکسپریس کی رپورٹ

نئی دہلی (کے پی آئی) بھارتی اخبار انڈین ایکسپریس نے انکشاف کیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین تنظیموں کے خلاف لڑنے والی بھارتی فوج اور سیکورٹی فورس کے اہلکار نفسیاتی مریض بن کر رہ گئے ہیں۔ اور وہ اس مسئلے کا سیاسی حل چاہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ مجاہدین کو ختم کرسکتے ہیں۔ لیکن جہاد ختم کرنا

انکے بس کی بات نہیں ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہو کر اپنے ساتھیوں اور افسروں پر گولیاں چلانا ان کا روزمرہ کا معمول بن کر رہ گیا ہے۔ جوان سریش کمار نے کہا کہ گذشتہ نو سال سے وہ ایک چھوٹے سے بنکر میں رہ رہے ہیں، اس عرصے میں اس نے جوتے بھی کم اتارے ہیں۔ سریش کے مطابق انکی بیویاں بیواؤں اور انکے بچے، یتیموں کی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔

سنٹرل ریزرو فورس کے ایک اہلکار کے مطابق انہیں اپنے والد کی آخری رسومات میں شرکت کے لیے بھی چھٹی نہ دی گئی۔ مجاہدین کے خلاف لڑنے والی اس فورس کے افسروں کا یہ خیال ہے کہ بھارت نے عارضی طور پر اس فورس کے جوانوں کو تحریک آزادی کچلنے کے لیے تعینات کیا تھا لیکن اب اس نے مستقل حیثیت اختیار کر لی ہے۔ اس فورس کے جوان بھی ذہنی اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہیں۔ فدائین کے حالیہ حملوں کی وجہ سے انکی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ ایک اور رپورٹ کے مطابق فدائیوں کے خوف سے کیمپ کے سنتری نے اپنے ہی اہلکار کو فدائی سمجھ کر ہلاک کر دیا۔

اطلاع کے مطابق ڈسٹرکٹ کپواڑہ وادی لولاب کے علاقہ داوڑہ میں موجود بارڈر سیکورٹی فورس کے کیمپ سے ایک اہلکار جورات کے وقت کسی کام سے باہر نکلا تھا واپس لوٹنے پر کیمپ کے سنتری نے اسے دیکھتے ہی چلانا شروع کر دیا ''فدائی آ گیا، فدائی آ گیا'' اور اپنے ہی اہلکار کو گولیوں سے بھون ڈالا۔ بی ایس ایف کے اہلکاروں کو اصل صورتحال کا اس وقت علم ہوا جب انہوں نے اپنے ہی ساتھی اہلکار کو مردہ حالت میں پڑے ہوئے دیکھا۔

بھارتی فوج کی اعلیٰ عسکری قیادت نے واقعہ کا علم ہونے پر سخت تشویش کا اظہار کیا اور کیمپ کے انچارج میجر کو اس واقعہ کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے ان کا کورٹ مارشل کرنے کا حکم دیا کہ کیمپ کے انچارج میجر نے اسی بنیاد پر ڈیوٹی سے استعفیٰ دے دیا کہ ہم تو پہلے ہی فدائیوں کی طرف سے ہونے والی کاروائیوں کی وجہ سے شدید نفسیاتی پریشانی کا شکار ہیں۔ بی ایس ایف کے مرنے والے اہلکار کا نام ... کمار کہا جاتا ہے۔

افغانستان میں مجاہدین کی غیبی امداد

صحرا میں پلنگ

عباس نے ہمیں بتایا کہ ہم چند مجاہدین ایک جگہ جمع تھے کہ اچانک روسی ٹینکوں اور طیاروں نے ہر طرف سے ہم پر حملہ کر دیا۔ کچھ مجاہدین تو فوراً پیچھے ہٹ کر اس گھیرے سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن ہم چھ مجاہد ایک اونچے سے ٹیلے پر بیٹھے اپنی موت کا یا وہاں سے نکلنے کے موقعے کا انتظار کرنے لگے اور تین دن تک بھوکے پیاسے وہاں چھپے رہے۔ چوتھے روز اللہ نے ہم پر بارش کا نزول فرمایا۔ اس بارش سے ہمارے سارے غم اور فکرات دھل گئے ہمیں اس بارش میں بھیگ کر بے انتہاء سکون اور طمانیت کا احساس ہوا اور ہم واپس لوٹنے کے قابل بھی ہو گئے۔

عباس کہتا ہے یہ بادل جو اچانک ہم پر برسا، نہ جانے کس طرف سے آیا۔ تھوڑی دیر پہلے بادل کا نشان تک نہ تھا۔ بادل اچانک نمودار ہوا تو ہم سمجھے کہ طیاروں نے ہم پر زہریلی گیس کے بم گرائے ہیں۔

واپس لوٹتے ہوئے ہمیں ایک زخمی ملا۔ ہم نے اسے اٹھایا لیکن جلد ہی تھک گئے۔ حتیٰ کہ ہم میں سے ایک مجاہد تو بے ہوش ہو گیا۔ یہ دیکھا تو زخمی نے جس کا نام انور تھا اللہ سے دعا کی اے اللہ کوئی ایسی چیز بھیج جس پر ہم سوار ہو کر منزل پر پہنچ جائیں۔

دعا کے بعد ہم صحرا میں تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر چلے ہوں گے کہ ایک پلنگ مل گیا جو بالکل نیا تھا۔ ہم نے زخمی کو اس پر ڈالا اور ایک محفوظ مقام تک پہنچا دیا۔ ہماری یہ خواہش تھی کہ ایک اونٹ یا کوئی اور ایسی سواری مل جائے جس پر زخمی کو پاکستان پہنچا دیں یہ خواہش پوری نہ ہوئی لیکن [illegible] آ گیا اور وہ لوگ ملا انور کو باویلی (پاکستان کی سرحد [illegible]

بادل طیاروں کے سامنے حائل ہوگیا

پغمان کے قاضی غلام ربانی نے بتایا ہم کچھ مجاہدین ایک جگہ جمع تھے گرمیوں کا موسم تھا اچانک ہم پر روسی طیاروں نے حملہ کر دیا اور بے تحاشا بم برسانے لگے ہم نے خیال کیا کہ بس اب زندگی کے آخر لمحات ہیں لیکن اچانک کہیں سے بادل نمودار ہوا اور ہمارے سروں پر چھا گیا یہ بادل ہمارے اور طیاروں کے درمیان حائل ہوگیا تھوڑی دیر بعد بارش بھی ہونے لگی۔ حالانکہ اس وقت بادل کے اس ٹکڑے کے سوا آسمان پر کہیں بادل نہ تھا۔

اس بادل کے سائے تلے چلتے ہوئے ہم بحفاظت ایک پر امن اور محفوظ مقام پر پہنچ گئے۔

نور مجھے رستہ دکھا رہا تھا

سرخاب میں معلم طور کے مرکز میں بیٹھے ہوئے جبران گل نے مجھے بتایا کہ میں تری منگل (پاکستانی سرحد) میں تھا کہ فوجی کانوائے کے محمد آغا (لوگر) پہنچنے کی خبر ملی۔ میں نے فوراً لوگر پہنچنے کا ارادہ کر لیا کہ وہاں اپنے مجاہدین بھائیوں کی مدد کروں چنانچہ میں فوراً تری منگل سے نکلا اور شام تک دوبندی پہنچ گیا۔

دوبندی پہنچ کر میں نے ارادہ کیا کہ رات یہیں گزاروں کیونکہ راستہ لمبا اور رات اندھیری ہے پھر میں نے سوچا کہ یہ کیسی بات ہوگی کہ میرے بھائی محاصرے میں بے خواب ہوں اور میں یہاں استراحت کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں نے دوبارہ چلنا شروع کیا تو دیکھا کہ ایک نور میرے راستے پر روشنی بکھیرتا چلا جا رہا ہے۔ میں نے اپنے اردگرد دیکھنے کی کوشش کی کہ یہ نور کہاں سے نکل رہا ہے لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی۔

اس وقت میرے ساتھ ضابطہ امان اللہ اور دو مجاہد اور بھی تھے انھوں نے مجھ سے پوچھا تم کیسے اندھیرے میں راستہ پہچان کر تیزی سے چل رہے ہو؟ میں نے جواب

Marfat.com

میں خاموشی اختیار کیے رکھی۔ انھوں نے پھر پوچھا تو میں نے انہیں ٹالنے کے لئے کہہ دیا کہ مجھے پہلے سے راستے کا پتہ ہے۔

یہ نور راستہ بھر میرے آگے آگے چلتا رہا یہاں تک کہ ہم رات ۲ بجے زرعون شہر کی مسجد میں آ پہنچے۔ میں نے اسی وقت امام صاحب کو جگا کر ان سے فوجی کانوائے کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے کل عصر کے وقت دشمن کو پسپا کر دیا۔ جیران گل اس واقعے پر قسم کھانے کے لئے تیار ہے۔

مجھے نہیں معلوم وہاں کیسے پہنچا؟

برک میں ایک دستے کے ایک مجاہد بابر نے ۲۹ جولائی ۱۹۸۶ء کو بتایا کہ روس اور ہمارے درمیان ایک معرکے میں دو روسی میرے بے حد قریب پہنچ گئے۔ وہ مجھ سے دو میٹر کے فاصلے پر رہ گئے تھے اور مجھے زندہ گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ میں نے ان پر فائر کیے لیکن ان میں سے کوئی بھی انھیں نہ لگا۔ میں خوفزدہ ہو گیا لیکن فوراً ہی خیال آیا یہ خوف میرے کمزور ایمان کی نشانی ہے۔ میں نے لا الہ الا اللہ فوراً پڑھا اور پھر دشمن پر فائر کیا اور اس بار وہ دونوں مردہ ہو کر گر پڑے۔

مجھ سے ۳۰ میٹر کے فاصلے پر ۳ اور روسی موجود تھے۔ مندرجہ بالا دونوں روسیوں کو قتل کرنے کے بعد میں نے ان تین پر پوری توجہ دی اور ایک ہی برسٹ میں سب کو واصل جہنم کر دیا۔ اسکے فوراً بعد میں نے دیکھا کہ ایک ٹینک جانے کس وقت چپکے سے میرے بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ یہاں تک کہ اسکی توپ کی نال میرے چہرے سے چند فٹ دور رہ گئی تھی میں نے سوچا کہ اب ٹینک سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ میں چھلانگ لگا اس پر سوار ہو جاؤں لیکن میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ٹینک نے رخ بدلا اور واپس جانے لگا۔

اس وقت میں نے راکٹ لانچر اٹھا رکھا تھا لیکن میرے پاس [illegible] تھے۔ اس کے علاوہ میرے پاس ایک کلاشنکوف تھی لیکن اس سے [illegible] کیا جا سکتا تھا۔ میں انہی پہلوؤں پر غور کر رہا [illegible]

Marfat.com

اونچی فصیل کے اوپر پہنچ گیا۔ یہ فصیل اتنی بلند تھی کہ عام حالات میں میرے لیے اس پر چڑھنا ممکن نہیں تھا۔ میں آج تک یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ پلک جھپکتے وہاں کیسے پہنچ گیا۔ بہر حال میں فصیل سے اتر کر مجاہدین کے پاس گیا۔ اور ہم نے راکٹ فائر کر کے ان کے تین ٹینکوں کو جلا دیا۔

اور سردی نے ہمیں بچالیا

احسان اللہ نے ہمیں بتایا کہ میں منطقہ شکل چمکتی اور جاجی وغیرہ کا کمانڈر تھا ہم تقریباً ۲۰۰ مجاہدین تھے۔ ایک آپریشن سے واپسی پر ہم نے ایک گاؤں وردندی میں چھپنے کی کوشش کی مگر گاؤں والوں نے حکومت کے خوف سے پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ ہم میدان کی طرف چل پڑے۔ وہاں سے ہم نے ۲ بچھڑے خریدے اور انہیں بھون کر کھالیا۔

اس دوران میں حکومت ملیشیا کے ۴۰۰ آدمی تعاقب میں بھیج چکی تھی۔ جنھوں نے چپکے چپکے اردگرد کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہمیں اس کا کچھ علم نہ تھا لیکن اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سردی کی ایک لہر بھیج دی۔ ہم نے سردی کی ایسی بڑی اور کثیف لہر پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ سردی سے ہمارے سروں میں ورم آگیا۔ ہم منطقہ چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ اس طرح ہمارے اللہ نے ہم سب کو بچالیا۔ اگر یہ سردی نہ ہوتی تو ہم ضرور ملائشیا سے بھڑ جاتے جس میں بھاری جانی نقصان کا خدشہ تھا۔

لوگر میں ابوبکر صدیق گروپ کے کمانڈر پرمدیر ہدایت اللہ نے ہمیں بتایا کہ ہم جبل تمرہ پر سرنگیں بچھا رہے تھے کہ تقریباً ۱۰۰ ٹینکوں اور ۵۰ گاڑیوں پر مشتمل ایک فوجی قافلہ ہمارے راستے میں آگیا۔ ہمارے درمیان ڈیڑھ گھنٹے تک جنگ جاری رہی۔ پھر تیرہ گاڑیوں کی تباہی کے بعد دشمن شکست کھا کر پسپا ہو گیا۔ یہ ستمبر ۱۹۸۵ء کی بات ہے۔ اس وقت ہم صرف ۱۱ مجاہد تھے۔

Marfat.com

دھند نے مجاہدین کی مدد کی :

عبدالجبار نے بتایا کہ روسی ٹینکوں نے سکی لکا میں ہم پر حملہ کیا اور ہمارا محاصرہ کرلیا۔ ہمارے اور ان کے درمیان باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی جس میں ہمارے چھ مجاہد ساتھی شہید ہوگئے۔ ہم نے چاہا کہ ان کی لاشیں اٹھالائیں لیکن زمین پر ٹینک اور فضا میں طیارے موجود تھے۔ لاشیں لانا ممکن نظر نہیں آرہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے عزم مصمم کررکھا تھا کہ اپنے شہیدوں کو وہاں سے ضرور لائیں گے۔ تھوڑی دیر میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ہر طرف دھند چھاگئی جس نے ہمیں مکمل طور پر ڈھانپ لیا یقیناً یہ اللہ کی مدد تھی جو ہمارے لیے آئی تھی۔ چنانچہ ہم نے نہایت اطمینان سے اپنے شہداً کی لاشوں کو اٹھایا اور کیمپ میں لے آئے۔

بادل چھاگئے

معلم طور نے بتایا کہ ہم اسلحہ اور گولہ بارود سے لدے ہوئے ایک قافلہ کے ساتھ لوگر جارہے تھے راستے میں ۲ کلومیٹر کے رقبے پر پھیلی ہوئی ایک چھاؤنی پڑتی تھی۔ ہمارے پاس اس کے پہلو میں ہوکر گزرے بغیر کوئی راستہ نہیں تھا۔ ہم رات کے وقت اس چھاؤنی کے قریب پہنچے۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ اور پورا خطرہ تھا کہ چھاؤنی کے فوجی ہمیں گھیرلیں گے۔ لیکن ہم اللہ پر توکل کرتے ہوئے چھاؤنی کے قریب پہنچے تو اللہ تعالی نے نہ جانے کہاں سے بادل کا ایک ٹکڑا بھیج دیا۔ اس نے چاند کو ڈھانپ لیا اور اسی طرح اندھیرے میں چلتے ہوئے ہم چھاؤنی کے قریب سے گزرگئے۔ اور جیسے ہی ہم خطرہ سے نکلے بادل چھٹ گیا اور چاند نکل آیا۔

مایوس مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد

اگلے پانچ واقعات کمانڈر سید الرحمان صاحب نے [illegible] سیدالرحمٰن صاحب کا تعلق حزب اسلامی گلبدین حکمت یار گر [illegible]

کے کمانڈر تھے۔ ۴۰ سالہ سید الرحمٰن صاحب نے کابل یونیورسٹی سے ایم۔ اے ۔ اکنامکس کیا۔ قبیلہ خروٹی سے ان کا تعلق ۔ ولایت لوگر کی تحصیل پلے عالم کے رہنے والے ہیں ۔ ترہ کئی انقلاب تک حکومت میں بطور ڈائریکٹر پلاننگ ایجوکیشن کام کرتے رہے ہیں۔ کمیونسٹوں نے انہیں سزائے موت سنائی۔ گاڑی میں بٹھا کر انہیں سزائے موت پر عمل درآمد کرانے کیلئے لے جایا جارہا تھا کہ محافظوں نے ان کی گفتگو سے متاثر ہوکر انہیں بھگا دیا۔ وہ خطرناک جنگلات ۔ صحراؤں اور پہاڑوں پر سے گزرتے ہوئے مجاہدین کے پاس پہنچ گئے۔ وہ حزب اسلامی کے ابتدائی ساتھیوں میں سے ہیں انہوں نے یہ واقعات مجھے ۹ دسمبر ۱۹۸۸ء کو افتح غنڈ میں سنائے۔

سید الرحمٰن صاحب نے کہا کہ اگر واقعات جہاد کو سنانا شروع کروں تو یہ ان گنت لمبی داستانیں ہیں جس قدر ایمان افروز واقعات میری آنکھوں نے دیکھے اور کانوں نے سنے ہیں وہ سارے واقعات سنانے کے لیے بہت وقت چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب اور جہاں بھی مجاہدین کمزور پڑنے لگتے ہیں تو اللہ تعالی کوئی نہ کوئی کرامت دکھا کر سب کا ایمان تازہ کر دیتا اور جذبہ جہاد بڑھا دیتا ہے۔

ایک دفعہ دشمن نے ہمیں محاصرہ میں لے لیا۔ کئی دن گزر گئے اسلحہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ اور کھانے پینے کو بھی ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ باہر سے مدد ملنے کی بھی کوئی امید نہ تھی۔ حالات سے مایوس ہوکر ہم لوگوں نے شہید ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ اس کے علاوہ کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔ گرفتار ہو سکتے تھے یا بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر سکتے تھے ۔ چند ساتھیوں کا خیال تھا کہ گرفتاری دی جائے اور انہوں نے گرفتاری دینے کا فیصلہ کرلیا۔ پھر دونوں گروپ مل کر طریقہ کار طے کرنے لگے۔ اسی دوران میں اللہ تعالی نے ہماری اس طرح مدد کی کہ سب حیران رہ گئے۔ دشمن کے طیارے آئے۔ دشمن اپنے ساتھیوں کو اسلحہ و خوراک پہنچانا چاہتا تھا۔ شہید ہونے والے ساتھیوں نے باہر نکل کر اپنی بندوقیں ہوا میں لہرکو طیاروں کو اپنی طرف متوجہ کیا ان کا خیال تھا کہ یہ طیارے ہمیں اپنا دشمن سمجھتے ہوئے بمباری کریں گے۔

اوراس طرح ہم شہید ہو جائیں گے۔لیکن ہوا یہ کہ دشمن کے طیارے یہ بات نہ سمجھ سکے انہوں نے یہی سمجھا کہ یہ حکومت کے ساتھی ہیں اور اسلحہ وخوراک کے ڈبے گرانے شروع کر دیئے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں دشمن کے ہاتھوں کمک پہنچا دی۔مجاہدین کو خوراک بھی مل گئی اور اسلحہ بھی اور اسلحہ وخوراک ملنے کے بعد مجاہدین نے محاصرہ توڑ دیا اور محاصرہ کرنے والوں کو گرفتار کر لیا۔غنیمت میں بہت زیادہ اسلحہ ہاتھ آیا۔دلچسپ بات یہ ہوئی کہ مرکز میں ہمارے دوست مجاہدین ہماری فاتحہ خوانی بھی کر چکے تھے۔جب اسلحہ اور قیدیوں سمیت ہم ان کے پاس پہنچے تو ہمیں دیکھ کر بھی انہیں ہماری زندگی کا یقین نہ آتا تھا۔

بارش نے مدد کی

نائب کمانڈر مولوی عبدالرحمٰن ہندی شہید جو کہ ۴ سال سے حرکۃ کے مستقل مجاہد اور مطوع تھے میدان جنگ میں موصوف کئی بار شدید زخمی ہوئے زامہ خولہ کی جنگ میں موصوف کا کردار بڑا اہم رہا ہے۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے مجھے بتایا کہ ہم نے نصرت خداوندی کا عجیب منظر دیکھا دشمن نے زامہ خولہ کے اردگرد پورے علاقے میں بارودی سرنگیں بچھا رکھی تھیں ہر پہاڑی اور ٹیلہ بارود بنا ہوا تھا ایسی حالت میں جب ہم پوسٹ کی ریکی (ترصد جاسوسی) کے لئے جاتے تو بہت خطرہ ہوتا۔ایسے ہی کئی واقعہ ہمارے مجاہد کسی پہاڑی ندی یا نالے میں گزرتے ہوئے بارودی سرنگ سے زخمی ہو جاتے۔

اس حالت میں پوسٹ پر حملہ کے لئے بہت بڑا خطرہ مول لینا تھا مگر خدائے تعالیٰ نے نصرت غیبی فرمائی۔ایک دن اتنی شدید بارش ہوئی کہ اس سے پہلے اتنی تیز کبھی نہیں ہوئی بارش کے رکنے کے بعد ہم جب [illegible] کے لئے گئے تو ہمیں چاروں طرف دشمن کی دبائی ہوئی بارودی [illegible] ہوئی صاف نظر آنے لگیں۔یوں اس دن ہم [illegible] بارودی سرنگیں نکال کر علاقہ کو صاف کر دیا [illegible]

Marfat.com

ہوتیں اور ہم انہیں نکال نہ لیتے تو کسی بھی صورت میں زامہ پر حملہ ہمارے لئے ممکن نہ تھا۔

کنوئیں میں بیس دن

۱۴ مئی ۱۹۸۶ء کو میرے گھر میں کمانڈر عبدالرحمن فدائی نے مجھے وہ عجیب وغریب قصہ سنایا جو کہ غزنی میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکا تھا۔ عبدالرحمن نے بتایا:

مجاہد نصر اللہ منصور ولد محمد زاہد پیدل جا رہا تھا کہ سامنے سے دشمن کے ٹینک آتے ہوئے دکھائی دیے چونکہ نصر اللہ کا چچا وہاں کے مجاہدین کا ایک مشہور کمانڈر تھا نصر اللہ کے دل میں خیال آیا کہ اگر دشمن نے مجھے زندہ گرفتار کرلیا تو وہ مجھے چچا کی کمین گاہ بتانے پر مجبور کریں گے اور اس طرح مرکز کے تمام مجاہدین تباہی سے دوچار ہو جائیں گے۔ اس خوف کے پیش نظر نصر اللہ نے ٹینکوں کے آگے بھاگنا شروع کردیا۔ ٹینکوں نے اسے دیکھتے ہی اسے گرفتار کرنے کے لئے گھیرے میں لینے کی کوشش کی۔ اب صورت حال یہ تھی کہ مجاہد نصر اللہ منصور آگے بھاگتا جا رہا تھا اور ٹینک اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ اسی دوران میں نصر اللہ کو کاریز کا کنواں نظر آیا۔ اس نے کنوئیں میں چھلانگ لگادی۔ کنواں تقریباً ۳۰ میٹر گہرا تھا اس کے باوجود وہ پاؤں پر جا کر کھڑا ہو گیا کچھ دیر بعد نصر اللہ کو باہر نکلنے کی فکر دامن گیر ہوئی اس نے اس خیال سے اپنی پگڑی پانی مین بہادی کہ جب یہ پانی پگڑی کو کسی جگہ زمین کی سطح پر پہنچادے تو شاید دیکھنے والے جان جائیں گے کہ کاریز کے کسی کنوئیں میں کوئی گرگیا ہے مگر یہ تدبیر بیکار ثابت ہوئی۔ پھر اس نے پانی میں ادھر ادھر سے مٹی ڈالنی شروع کردی کہ شاید گدلا پانی دیکھ کر کوئی یہ سوچے کہ کاریز میں پھنسا ہوا کوئی اسے مدد کے لئے بلا رہا ہے مگر یہ تدبیر بھی بے فائدہ رہی اور دیکھنے والوں نے اسے لڑکوں کی شرارت سمجھا اب بظاہر نصر اللہ زندہ درگور تھا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت تو ہر جگہ موجود ہے جو مچھلی کے پیٹ میں پھنسے ہوئے یونس علیہ السلام

Marfat.com

کی بھی مدد کو آتی ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں بھی زندہ سلامت رکھتی ہے۔

دو دن بعد نصر اللہ کو ان شہداء کی صورتیں نظر آنے لگیں جو اس سال شہید ہو گئے تھے ان میں شہید نصر اللہ اور شہید قاری عبداللہ تو کھانا لے کر آتے اور محبوس نصر اللہ پیٹ بھر کر یہ کھانا کھاتا۔ ایک دن مجاہد داء محمد کو دیکھا جو نصر اللہ کے کنوئیں میں گرنے کے بعد شہید ہوا تھا اسے دیکھنے کے بعد نصر اللہ جان گیا کہ داء محمد بھی شہید ہو گیا ہے۔ داء محمد نصر اللہ کے لئے چائے لے کر آتا۔ ایک دن نصر اللہ نے داء محمد سے کنوئیں سے باہر نکالنے کی درخواست کی تو داء محمد نے انہیں لکڑی کی کیل دے دی اور کہا کہ اس سے کنوئیں کی دیوار میں پاؤں رکھنے کے لئے جگہ بناتے جاؤ اور اوپر چڑھتے جاؤ۔ نصر اللہ نے کہا کہ کنوئیں کی اس پتھریلی دیوار میں لکڑی کی کیل کیا کام دے گی اس پر داء محمد نے کہا کہ میں تمہاری مدد کروں گا۔ جب نصر اللہ نے دیوار میں کیل ماری تو پتھر کی دیوار ریت کی طرح نرم نکلی۔ اب دونوں نے کام شروع کر دیا اور بیس دن بعد نصر اللہ کنوئیں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ بالکل تندرست اور چاق و چوبند تھا۔''

ٹینک اور بلڈوزر قبرستان کو توڑنے گئے خود کھلونے کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے

صوبہ وروک کے ۲۵ سالہ مجاہد محمد فاروق خاں نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ گریجویٹ ہیں نور محمد ترہ کئی کے زمانے سے جہاد میں شریک ہیں اور جمعیت اسلامی افغانستان سے ان کا تنظیمی تعلق ہے انہوں نے یہ واقعہ مجھے اس وقت بتایا جب میں ۱۵ اپریل ۱۹۸۸ء کو صوبہ پکتیا میں جمعیت اسلامی کے مرکز ''خند حضرت علیؓ'' میں تھا۔

محمد فاروق خان نے بتایا کہ صوبہ وروک میں شہداء کا ایک قبرستان ہے روسی اس قبرستان کو ختم کر کے وہاں عمارتیں بنانا چاہتے

Marfat.com

کے لئے وہ ٹینکوں اور بلڈوزر کے ساتھ وہاں پہنچے لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ان کے لئے ناقابل یقین تھا جونہی اگلا ٹینک قبرستان کی حدود میں داخل ہوا وہ خود بخود ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ دوسرے ٹینک رک گئے۔ روسی اپنے ٹینک کو اس حالت میں دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی بچوں کا کھلونا تھا جس پر کسی نے پاؤں رکھ کر اسے دو ٹکڑے کر دیا تھا اب انہوں نے اپنے بلڈوزر کو آگے بڑھایا اور ایک شہید کی قبر برابر کرنے لگے تو وہ بھی دو ٹکڑے ہوگیا۔ اس کے بعد روسی ڈر کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے۔ محمد فاروق نے اپنے بھائی کا بھی قصہ سنایا جو روسی ظلم وتشدد کا منہ بولتا شاہکار اور مجاہدین کی استقامت اور ایثار کا بھی اعلیٰ نمونہ تھا۔

فاروق خان کے بڑے بھائی نجیب اللہ فوج میں لیفٹیننٹ تھے تر ہ کئی جب برسر اقتدار آیا تو نجیب اللہ کو اخوان المسلمین کا حامی ہونے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتاری کے بعد جیل میں ان پر تشدد کی انتہا کر دی گئی بجلی کے جھٹکے دینے سے لے کر پلاسوں سے ان کے ناخن اکھاڑے گئے اور آنکھوں میں مرچیں ڈالی گئیں لیکن اس مرد مجاہد کے حوصلہ میں پھر بھی فرق نہ آیا۔ اس نے مجاہدین کے خلاف روسیوں کا آلہ کار بننے سے انکار کر دیا تو اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر زمین پر لٹا دیا گیا اور پھر اس کے اوپر سے ٹینک گزار کر شہید کر دیا۔ یہ واقعہ قندھار چھاؤنی میں پیش آیا۔

بادل کے ذریعہ اللہ کی مدد

یہ واقعہ ۱۹۸۲ء کا ہے اور اس کا راوی بھی مجاہد خان ولی ہے۔ مجاہد خان ولی صوبہ پکتیا کی تحصیل ورزی کے ایک گاؤں رجی خیل کا رہنے والا ہے اور داؤد کے آخری زمانہ سے جہاد میں شریک ہے وہ بتاتا ہے کہ

ایکئی صوبی پکتیا میں ایک قلعہ تھا یہ دشمن کا ایک اہم فوجی کیمپ اور تھانہ بھی تھا۔ مجاہدین نے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اور دشمن کا بہت زیادہ نقصان ہو رہا تھا۔ گوریلا جنگ میں تیز نقل وحرکت بہت اہم ہوتی ہے۔ اس نقل وحرکت کو کم کرنے

کے لئے دشمن مجاہدین کے راستوں پر بارودی سرنگیں بچھا دیتا تھا۔ بارودی سرنگیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ٹینک شکن بھی اور اینٹی پرسنل بھی۔ اینٹی پرسنل کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں ایک امبریلا نیز ہوتی ہیں۔ جو ہیلی کاپٹر اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ گرائی جاتی ہیں۔ امبریلا (چھتری) کی وجہ سے گراتے وقت تو نہیں مگر جونہی ان پر کسی کا پاؤں پڑتا ہے تو پھٹ جاتی ہیں۔ اور آدمی کو ہلاک یا شدید زخمی کر دیتی ہیں۔ ڈبگئ کے علاقہ میں بھی ۱۹۸۲ء میں دشمن نے ایسی ہی بارود کی سرنگیں بہت بڑی تعداد میں مجاہدین کے مراکز کے ارد گرد اور راستوں پر گرا دیں۔ بارودی سرنگیں اپنی شکل اور رنگ میں بالکل پتھر کے ٹکڑوں کی طرح ہوتی ہیں۔ اور راہ چلتے ہوئے ان کی شناخت بہت مشکل ہوتی ہے۔ کئی مجاہد ان بارودی سرنگوں سے شدید زخمی ہو گئے۔ اور مجاہدین کی نقل و حرکت محدود ہو کر رہ گئی۔ مجاہدین بہت پریشان ہو گئے۔ وسیع و عریض علاقے سے ان سرنگوں کی صفائی بہت بڑا مسئلہ تھا۔ جنگ کی صورت حال فوری اور تیز اقدام کا تقاضا کر رہی تھی۔ لیکن مجاہدین تو قدم تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان کی صفائی کیسے کی جائے۔ کمانڈر جلال الدین حقانی نے یہ صورتحال دیکھ کر مجاہدین کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کے حضور مدد کے لئے دعا مانگی۔ دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو بھیج دیا جو زبردست طوفان بن کر آئے۔ بڑے بڑے اولے بارش کی طرح برسنے لگے۔ بارودی سرنگیں اولوں سے پھٹنے اور بہنے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورا علاقہ چند منٹوں میں صاف ہو گیا۔

روسیوں کے ذریعہ مجاہدین کی مدد

بنی اسرائیل کے تین افراد کا واقعہ تو آپ نے یقیناً سنا ہوگا کہ جب وہ ایک غار میں پھنس گئے تھے اور غار کا منہ بند ہو گیا تو ان تینوں نے اپنے رب سے اپنے نیک اعمال کا واسطہ دیا اللہ تعالیٰ نے دعا کی [illegible] سے ملتا جلتا ایمان افروز واقعہ اپریل ۱۹۸۶ء کی [illegible]

کے ژاور کے مرکز میں پیش آیا۔

ژاور مرکز پر روس کی بہت بڑی فوج نے حملہ کر دیا اور مرکز کے تین اطراف کمانڈوز اتار دئے گئے۔ مرکز پر درجنوں طیارے بمباری کر رہے تھے۔ ہزار پونڈ کے بم گرائے جا رہے تھے اور ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے جہاز میں سے جہاز نکل رہے ہوں مجاہدین بمباری سے بچنے کے لئے پہاڑ کے اندر کھودے گئے ایک غار میں پچھلی طرف سے بند تھا، داخل ہو گئے۔

(اب ژاور، مرکز میں غاروں کو پچھلی طرف سے آپس میں ملا دیا گیا ہے تا کہ اگر کسی غار کا منہ بند بھی ہو جائے تو پچھلے راستے سے نکلا جا سکے) اسی دوران ایک بہت بڑا بم غار کے منہ پر گرا اور پہاڑ کا ہزاروں ٹن ملبہ نیچے آ گرا اور غار کا منہ بند ہو گیا (یاد رہے کہ یہ پہاڑ مٹی کا بنا ہوا تھا) چالیس کے قریب مجاہدین ملبہ کے نیچے دب کر شہید ہو گئے اور باقی اندر پھنس گئے۔ باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا بمباری بند ہونے کی بھی کوئی امید نہ تھی اور اگر بمباری بند بھی ہو جاتی تو غار کا منہ کھولنے کے لئے ہزاروں ٹن ملبہ جب مجاہدین ہٹا پاتے، اس وقت تک اندر پھنسے ہوئے مجاہدین سانس بند ہونے سے شہید ہو چکے ہوتے۔

غار کے اندر پھنسے ہوئے مجاہدین کو مرنے کا کوئی دکھ نہ تھا اس لئے کہ وہ اللہ کی راہ میں مر رہے تھے۔ دکھ صرف اس بات کا تھا کہ وہ بے بسی کی موت مر رہے ہیں۔ وہ اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوئے۔ مدد کے لئے دعا مانگی یہ تمام مجاہدین دنیا کی نگاہوں سے اوجھل تھے کہ ایک تاریک غار میں بند تھے۔ لیکن دیکھنے والا تو انہیں دیکھ رہا تھا وہ ان کے دلوں کا حال بھی جانتا تھا اور ان کی درخواست بھی سن رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کی دعا کو بہت جلد شرف قبولیت بخشا اور غار کا منہ کھل گیا۔

ہوا یہ کہ دشمن کے طیارے مسلسل بمباری کر رہے تھے روسیوں کی کوشش یہ تھی کہ مرکز میں کوئی شخص زندہ باقی نہ رہے۔ تا کہ کوئی ان کے کمانڈوز کا راستہ نہ روک سکے۔ اسی کوشش میں ان طیاروں سے مزید بم اسی غار کے منہ پر پڑے

ہوئے ملبہ پر آگرے اور ان کے پھٹنے سے ملبہ دور دور تک بکھر گیا اور غار کا منہ کھل گیا اللہ نے اپنے بندوں کو آزاد کرانے کا کام ان کے دشمنوں ہی سے لے لیا۔

مجاہدین کے ساتھ نصرت خداوندی کے عجیب واقعات

افغانستان کے جہاد کے خلاف اسلام دشمن قوتوں نے جان بوجھ کر اور بعض سادہ لوح مسلمانوں نے بھولپن سے جس بھرپور انداز سے پراپیگنڈہ مہم چلائی اس کے پیش نظر چاہئے تھا کہ کوئی بھی مسلمان اس جہاد کا نام نہ لیتا، چہ جائے کہ اس میں کوئی عملاً حصہ لیتا، مگر دوسری جانب گویا اللہ تعالیٰ نے دشمنان اسلام کی چلائی ہوئی مہم کو توڑنے کے لئے اپنی رحمت کے خزانے مجاہدین پر لٹا دیئے۔ اور جس نے ایک مرتبہ اخلاص کے ساتھ اس جہاد کی دہلیز میں قدم رکھا قدرت نے اسے ایسے عجائبات کا مشاہدہ کروایا کہ پھر اسنے جہاد افغانستان کی حقانیت کے خلاف کسی بھی پروپیگنڈہ پر کان نہ دھرا اور وہ دل و جان سے جہاد کا ہو رہا۔ اس ضمن میں چند مشاہدات بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

اللہ کی مدد کا ایک واقعہ

مولانا سعادت اللہ صاحب جو حیدر آباد کے رہنے والے ہیں اور جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فارغ التحصیل ہیں بتاتے ہیں۔

ارگن چھاؤنی پر دباؤ ڈالنے کے لئے ہم نے ایک پہاڑی پر دھشکہ نصب کی ہوئی تھی اس پر چار مجاہدین کی ڈیوٹی تھی۔ غالباً مجاہدین کی صفوں میں موجود دشمن کے جاسوسوں نے دشمن کو خبر کردی۔ دشمن رات کو ہمارے چاروں مجاہدین پر ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں اور پیدل فوج کے ساتھ چڑھ دوڑا اور گھیرے میں لے لیا اور روسی فوجی افسر کی کمان میں ایک پہاڑی چوٹی پر بھی قبضہ کر لیا ہمارا مورچہ کچھ فاصلے پر تھا مگر رات بھر ٹینکوں اور گاڑیوں [illegible] رہے۔ ہمارا خیال تھا کہ دشمن [illegible]

سمیٹ رہا ہے۔

صبح دھشکہ پر موجود مجاہدین نے دشمن کو اپنے اردگرد دیکھا تو فائر کھول دیا۔ فائر کی آواز سنتے ہی ہم سب مجاہدین مرکز سے دھشکہ کی طرف دوڑ پڑے مگر دشمن پورے علاقے پر توپوں مارٹروں اور مشین گنوں سے فائر کر رہا تھا ہم نے پہاڑیوں کے درمیان نالے کی اوٹ میں پیش قدمی جاری رکھی کہ اچانک ایک جگہ مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی میں کمانڈر سے منت کرنے لگا کہ مجھے پیشاب کرنے کی اجازت دی جائے، میں کسی صورت کنٹرول نہیں کر سکتا۔ میری بات سنتے ہی باقی مجاہدین نے بھی پیشاب کی ایسی شکایت کی۔

پیشاب کی وجہ سے ہمارے آگے بڑھنے میں آٹھ دس منٹ کی تاخیر ہوگئی۔ دشمن نے اس نالے میں مارٹر کے گولے برسانے شروع کر دئے۔ مگر یہ گولے ہمارے آگے آگے اتنے فاصلے پر گرتے جتنی دیر ہم پیشاب کے لئے نہ رکتے تو ہوتے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ کسی مخبر نے وائرلیس پر ہمارے دوڑنے کی جگہ اور رفتار سے آگاہ کر دیا تھا۔ اگر قدرت کی طرف سے اچانک پیشاب کی حاجت نہ ہوتی تو یقیناً ہم سب مارٹر کے گولوں کا نشانہ بنتے۔

آندھی کے ذریعہ مجاہدین کی مدد

یہ واقعہ ہمیں الفتح کے مرکز سید الرحمن نے سنایا، کابل کے قریب مجاہدین کے ایک عارضی مرکز کو جو نسبتاً ایک نیچے پہاڑی سلسلے پر قائم تھا اور جس کے عقب میں خاصا تیز نالہ بہتا تھا روسی کابل افواج نے چار اطراف سے ٹینکوں کے ذریعے گھیر لیا۔ سید الرحمان اس مرکز کا کمانڈر تھا اس نے اپنے ایک سو چالیس مجاہدین کی مدد سے گھیرا توڑنا چاہا لیکن تین دن تک جنگ کے باوجود انہیں ناکامی ہوئی آخر وہ وقت آیا کہ ان کے پاس بڑے ہتھیاروں کا گولہ بارود مکمل طور پر ختم ہوگیا۔ سید الرحمان کا کہنا ہے کہ ہم چاہتے تو اپنے چھوٹے ہتھیاروں سمیت الگ الگ وہاں سے نکل جاتے لیکن ہمارے لئے ۸۲ ملی میٹر کی ریکائل لیس توپوں، ۱۴،۵ ملی میٹر

Marfat.com

کی زکویک اور ۱۲،۷ ملی میٹر کی واشکا مشین گنوں کو چھوڑ کر جانا ممکن بھی نہ تھا کیونکہ اسلحہ مجاہدین کو جان سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ اسی دوران میں گھیرا مزید تنگ ہوتا گیا چوتھے روز صبح روسیوں نے ایک ٹینک پر لاؤڈ اسپیکر نصب کر کے مجاہدین کو وارننگ کی کہ وہ ہتھیار ڈال دیں ورنہ انہیں ٹینکوں سے کچل دیا جائے گا۔

مجاہد کمانڈر نے تمام مجاہدین کو ایک جگہ جمع کیا اور ان سے کہا کہ ہم تو اپنی کوشش کر کے دیکھ چکے اب آؤ سب مل کر اس رب السموات والارض سے دعا مانگیں جس نے اپنے دین کے نام لیواؤں کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے تمام مجاہدین نے تیمم کر کے دو رکعت نفل پڑھے اور گڑگڑا کر دعا مانگی کہ خدا انہیں اس مشکل سے نجات دلائے۔ سید الرحمٰن کہتے ہیں کہ ابھی ہم نے ہاتھ منہ پر پھیرے بھی نہ تھے کہ اچانک آسمان پر بادلوں کا جھمکٹا لگنا شروع ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے صاف شفاف اور چمکتا نیلا آسمان سیاہ گہرے بادلوں سے اٹ گیا۔ پھر فوراً کہر چھانے لگی تھوڑی دیر میں یہ حال ہو گیا کہ چند قدم سے آگے کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی میں نے اپنے مجاہدین سے کہا کہ خدا نے ہماری سن لی ہے اور ہمیں دشمن کے گھیرے سے بچ نکلنے کے لئے یہ آڑ فراہم کی ہے سامان اٹھاؤ اور اب عقب میں موجود نالہ عبور کر کے پیچھے کی طرف نکل چلو تمام مجاہدین نے فوری طور پر بھاری ہتھیاروں کو الگ حصوں میں کھولا کندھوں پر لادا اور نالے کی سمت روانہ ہو گئے۔ سید الرحمٰن کا کہنا ہے کہ اپنے مکمل ہتھیاروں سمیت اتنی حفاظت اور اطمینان سے اس گھیرے سے نکلے گویا اپنے ہی علاقے میں چہل قدمی کر رہے ہیں۔ دشمن کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی اور ہم نالہ عبور کر کے اس کے انتہائی قریب سے گزرتے ہوئے محفوظ علاقے تک پہنچ گئے۔ اس پورے عرصے میں ہمارے ایک مجاہد کی نکسیر بھی نہ پھوٹی تھی۔ بعد میں اس علاقے میں موجود ہمارے جاسوسوں نے ہمیں اطلاع دی کہ ہمارے اس طرح صحیح وسالم نکل جانے پر ہمیں گھیرنے والے روسی کمانڈر کو معزول کر دیا گیا ہے۔

گولہ بارود میں غیبی دھماکہ

سید احمد شاہ صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۷۸ء میں علاقہ جدران مقام دوسٹہ کانڈاؤ میں ہم تھے کہ اس مقام پر ۱۳۰۰ دشمن فوجی معہ جنگی ساز وسامان آ پہنچے ان کی آمد پر اکثر مجاہدین پیچھے ہٹ گئے مگر ہم پندرہ مجاہد وہیں جم گئے اور ہم نے فیصلہ کیا کہ پیچھے ہٹنے کے بدلے شہادت پالینا کہیں بہتر ہے۔

ہم نے اس فیصلہ کے بعد مقابلہ شروع کیا دشمن کی مزید فوج پہنچ گئی اور یہ فوجی قافلہ خوست جا رہا تھا چنانچہ اس قافلہ میں ٹینک، بکتر بند وغیرہ کی کثرت تھی اور ہمارے پاس ایسا کوئی اسلحہ نہ تھا جو کہ ٹینکوں پر اثر انداز ہوتا۔ قدرت کی شان دیکھئے کہ اچانک ہمارے سامنے ایک گاڑی رک گئی جس پر ہم نے فائر کیا چونکہ گاڑی گولہ بارود اور میزائل سے بھری ہوئی تھی۔ گاڑی میں زوردار دھماکہ ہوا اور میزائل وغیرہ چلنے لگے۔ جس کے نتیجے میں ۴۵ گاڑیاں ایک ٹینک اور ایک بکتر بند تباہ ہوگئی اور اس طرح ہمیں بغیر کسی نقصان کے مذکورہ قافلہ غنیمت میں اللہ نے دیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس فوجی کانوائے کے روسی افسر کو روسی افواج نے سزا دی اور اس شکست کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

بند دروازے خدا کی نصرت سے کھلتے گئے

مجاہد حزب اللہ ڈوگر واقعہ بیان کرتے ہیں کہ کمانڈر خالد زبیر صاحب نے مجھے اور عدیل کو کمروں (پوسٹ کے) کی تلاشی کے لئے بھیجا ہم نے تلاشی شروع کی ہر کمرے کو تالہ لگا ہوا تھا مگر ہم دروازے پر ایک لات مارتے دروازہ ٹوٹ کر دور جا گرتا حالانکہ دروازے ٹھیک ٹھاک مضبوط بنے ہوئے تھے میرے دل میں خیال آیا کہ دروازے کمزور بنے ہوئے ہیں اسی لئے ایک لات مارنے سے ٹوٹ جاتے ہیں اس کے بعد میں نے اگلے دروازے کو لات ماری مگر وہ نہ ٹوٹا میں نے دو تین بار زور زور سے لاتیں ماری مگر وہ نہ ٹوٹا عدیل نے اپنی پوری قوت

سے دروازے کو لاتیں ماریں مگر وہ ٹس سے مس بھی نہ ہوا صفدر آیا اس نے بھی کوشش کی مگر دروازہ نہ ٹوٹا جب ہم ناکام ہو گئے تو مجھے خیال آیا کہ میرے دل میں تھوڑی دیر قبل ایک غلط بات آئی تھی لہذا میں نے فوراً دل میں اللہ پاک سے استغفار کی اور کہا یا اللہ یہ دروازے بہت مضبوط ہیں ہم سے نہیں ٹوٹتے ہم تیری نصرت چاہتے ہیں یہ کہہ کر میں نے ایک لات ماری دروازہ ٹوٹ کر دور جا گرا۔

خواب میں فتح کی خوشخبری

کمانڈر نصر اللہ جہاد یار کہتے ہیں کہ ۳۰ ستمبر کی جنگ سے چار روز قبل ہم تمام ساتھی بہت مصروف ہو گئے آرام کرنے اور سونے کا وقت نہ ہونے کے برابر ملتا تھا جنگ والی رات یعنی جمعہ کی رات ہم ساڑھے گیارہ بجے تمام جنگی ساز و سامان اپنے مرکز سے لے کر عبدالرحمٰن درہ پہنچے اور تقریباً رات بارہ بجے سو گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ ہم تھکے ہوئے ہیں تین بجے تہجد کیلئے تو ہمیں جگا دے رات تین بجے میری آنکھ کھلی میں نے باقی ساتھیوں کا جگایا ساتھیوں نے نوافل پڑھے بعضوں نے روزے رکھے اور فتح اور نصرت کی دعا مانگی فجر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ نماز پڑھ کر ہم تھوڑی دیر سو گئے ہمیں معلوم تھا کہ آگے پورا دن جنگی کاروائیوں میں گزرنا ہے اور پھر پتہ نہیں آنے والی رات کوئی سو سکے گا یا نہیں؟ سوتے ہی مجھے خواب نظر آیا میں نے دیکھا کہ ہم نے جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی اور ہم فوجی قیدی پکڑ کر لا رہے ہیں اتنے میں ایک ساتھی نے آ کر مجھے جگا دیا کہ ناشتہ تیار ہے ناشتہ کر لیں میں نے کہا مجھے سخت نیند آئی ہے میں ناشتہ نہیں کرتا پھر سو گیا سوتے ہی خواب نظر آیا کہ جنگ میں ہمیں فتح حاصل ہوئی ہے اور ساتھی غنیمت کا دودھ پی رہے ہیں۔

پھر ساتھی نے آ کر جگایا کہ ناشتہ تیار ہے مگر مجھے نیند کا غلبہ تھا پھر سو گیا اور نیند آ گئی۔ سوتے ہی دیکھا کہ میں ایک راستے پر چل رہا ہوں راستہ میں جھاڑیاں ہیں ان جھاڑیوں میں ایک بلی اوجھڑی لے کر بھاگ گئی اور کسی دوسری [illegible]

Marfat.com

کی کوشش کر رہی ہے ابھی اتنا خواب دیکھا تھا کہ پھر کسی ساتھی نے آ کر مجھے زور سے ہلایا اور جگایا کہ اب اٹھو اب بہت دیر ہوگئی ہے مگر میں دوبارہ سو گیا اس طرح مسلسل یہ خواب مجھے کئی مرتبہ آیا میں نے اٹھ کر ساتھیوں کو بتایا کہ آج یقیناً فتح ہماری ہے۔ انشاء اللہ

دشمن پر آگ کا گولہ

جناب شیخ محمود صاحب ولد مولوی سراج الدین صاحب مقام وردک بیان کرتے ہیں کہ مجاہدین رات کے اندھیرے میں دشمن کی تاک میں جمع ہوئے اور مجاہدین کے مقابل دشمن افواج جوانمردی سے جمی ہوئی تھی جن کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ٹینک، بکتر بندکی کمی نہ تھی اور مسلسل آٹھ دن سے جنگ جاری تھی۔ اسی نویں رات ہم کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان کے کنارے سے آگ کا ایک گولہ جو کرہ نما تھا نمودار ہوا اور دشمن کے ٹینکوں پر گرتے وقت آگ کا یہ گولہ بہت زیادہ پھیل گیا اس کے نتیجہ میں راتوں رات دشمن کی افواج نے پسپائی شروع کی جبکہ اس جگہ انسانوں کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء دور دور تک بکھرے پڑے تھے اور تقریباً وہاں کی زمین ساری خون آلودہ تھی۔

شیخ عبداللہ عزام راوی لکھتے ہیں کہ میں جناب مولوی محمود (اصل راوی) سے پوچھا کہ آپ کے خیال میں مذکورہ آگ کے شعلے کی حقیقت کیا تھی؟ تو کہنے لگے وہی جو سورہ فیل میں ابابیل کی تھی یا اسی مناسبت سے جنگ بدر میں حضور علیہ السلام نے مٹھی بھر کر کنکریاں دشمن پر پھینکیں مگر کوئی ایک مشرک بھی اس کی پہنچ سے محفوظ نہ رہا۔

جناب مولانا شاہ محمد علاقہ ارگون بیان کرتے ہیں کہ ہم آٹھ مجاہد تھے کہ ہم پر دشمن کی فوج نے دو ٹینکوں ایک بکتر بند اور ایک قدہ پوش (ایک قسم کا بکتر بند ہے) کی مدد سے حملہ کیا۔ ہم نے ٹینک شکن اسلحہ سب فائر کیا ہمارے پاس راکٹ لانچر (آر۔ پی۔ جی۔ ۱۷) کا صرف ایک گولہ تھا۔ اب ہم نے بہت بے بسی کے

Marfat.com

عالم میں دعا شروع کی اور اللہ تعالیٰ سے عجز وزاری کی کہ یا اللہ ہم پر ان کافروں کو غلبہ نہ دے اور ہمیں نجات دے اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے ٹینکوں پر وہ آخری گولہ پھینکا چنانچہ وہ گولہ ٹینکوں پر صحیح جا لگا اور یوں وہ حملہ آور فوج تسلیم ہوگئی اس طرح دو ٹینک ایک بکتر بند ایک زرہ پوش ہمیں غنیمت ملی اور انہی دو ٹینکوں کی مدد سے بعد میں ہم نے قلعہ نیک محمد فتح کیا۔

غیب سے آواز آئی اور نہتے مجاہد کا اسلحہ مل گیا

محمد امتیاز احمد شامی امیر اسلامی محاذ پاکستان مولانا جلال الدین حقانی سے متعلق ایک واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بتاتے ہیں۔

''مولانا جلال الدین حقانی چند مجاہدین کے ہمراہ ایک مسجد میں موجود تھے۔ کہ ایک ٹینک اور چند بکتر بند گاڑیوں نے مسجد کا محاصرہ کر لیا مولانا کے پاس اعشاریہ اڑتیس کا ایک پستول اور دیسی ساخت کی ایک رائفل تھی۔ مولانا کچھ دیر رائفل کے ساتھ فائرنگ کرتے رہے مگر ٹینک اور بکتر بند گاڑیوں پر اس فائرنگ کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ ٹینک اور گاڑیاں مسجد کے قریب پہنچ گئیں اس وقت مجاہدین کے پاس جو مزید سامان جنگ موجود تھا وہ مٹی کے تیل کا کنستر اور گدھے پر بوجھ لادنے والا بوریا تھا۔ مولانا حقانی صاحب دونوں چیزیں لیکر مسجد کے اوپر چڑھ گئے۔ گدھے پر بوجھ لادنے والے بوریئے کو تیل میں بھگو کر آگ لگائی اور اسے ٹینک کے اوپر پھینک دیا۔ ٹینک کا ڈرائیور اور توپچی کچھ سمجھ نہ سکے اور گھبرا کر ٹینک سے باہر نکل آئے اور اس کے ساتھ مولانا کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ ٹینک کے پیچھے کچھ فاصلہ پر بکتر بند گاڑیاں کھڑی تھیں۔ اب مولانا نے تیل کا کنستر دے کر ایک مجاہد کو ان کے عقب میں بھیجا۔ وہ چھپتا چھپاتا گاڑیوں کے عقب میں پہنچ گیا اور گاڑیوں کے عین پیچھے تیل پھیلا کر آگ لگا دی۔ بکتر بند گاڑیوں کے سوار فوجی حواس باختہ ہو کر نیچے کود گئے کیونکہ آگے ٹینک پر بھی آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور پیچھے بھی آگ کے شعلے بھڑک اٹھے تھے اس آگ سے [illegible]

Marfat.com

بجھ سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلیں ماؤف کردی تھیں۔

اس مرحلے پر ایک فوجی نے عین اس وقت مولانا پر فائر کیا جب وہ ایک غیر مسلح مجاہد کو اپنا پستول اور گولیوں والی بیلٹ پکڑا رہے تھے گولی بیلٹ کو چیری ہوئی مولانا کے ساتھی کو لگی اور وہ شہید ہو گیا۔ مولانا کی جوابی گولی سے وہ فوجی بھی ہلاک ہو گیا اور بقیہ نے ہتھیار ڈال دیئے''۔ مولانا کے پاس گولیاں ختم ہو چکی تھیں اور وہ کچھ پریشان دکھائی دے رہے تھے کہ انہیں ایک طرف سے آواز سنائی دی۔ ''جلال الدین پریشان مت ہو یہ اسلحہ لے لو''۔ مولانا چونک گئے دائیں جانب جدھر سے آواز آئی تھی دیکھتے ہیں کہ کچھ فاصلہ پر اسلحہ سے لدا ہوا ایک فوجی ٹرک کھڑا ہے قریب جا کر دیکھتے ہیں تو اس میں کوئی فوجی سوار نہ تھا اور نہ اس کے قرب وجوار میں کوئی فرد تھا بڑی آوازیں دیں اور ڈھونڈا لیکن کوئی فرد نظر نہ آیا۔ مولانا نے جلدی سے ایک مجاہد کو آواز دی اس مجاہد نے چند روز قبل ہی مولانا کے سامنے اپنی مرضی سے ہتھیار ڈالے تھے اور فوجی سے مجاہد بن گیا تھا۔ وہ ڈرائیونگ بھی خوب جانتا تھا۔ مولانا اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ٹرک میں سوار ہوئے اور محفوظ مقام کی طرف روانہ ہو گئے۔

بادل نے ہماری پیاس بجھائی

ابھی ہم نے اللہ کی مدد کا مزید مشاہدہ کرنا تھا ہم میں سے چند ساتھی دھشکہ کے قریب پہنچ گئے اور دیگر مجاہدین آس پاس کی گھاٹیوں میں پھنس کر رہ گئے۔ دھشکہ والوں کے پاس گولیاں نہ ہونے کے برابر تھیں اور ہمارا ابھی یہی حال تھا کمانڈر صاحب نے فائر بند کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ پانچ منٹ تک ''نعرہ تکبیر'' بلند کیا جائے۔ پانچ منٹ پورے ہونے سے پہلے ہی دشمن کی فوج پسپا ہونے لگی اور اس دوران میں دشمن کے گیارہ فوجی ہم نے گرفتار کر لئے۔ گرفتار شدگان سے ہم نے پوچھا کہ اتنی بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود تم کیوں بھاگ اٹھے تھے تو انہوں نے بتایا کہ جب ہم پر چاروں طرف سے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگاتے ہوئے

مجاہدین کا سمندر ٹوٹ پڑا تو بھاگنے یا گرفتاری دینے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی راستہ ہی نہ رہ گیا تھا۔

ابھی ہم اللہ کی مدد کا شکر ادا ہی کر رہے تھے کہ کسی نے کہا کہ پہاڑ کی چوٹی پر روسی افسر مردار پڑا ہوا ہے اور اس کی شکل مسخ ہو چکی ہے۔ چند ساتھیوں نے روسی افسر کی مسخ شدہ لاش دیکھنے کا فیصلہ کیا اور چل پڑے۔ ابھی ہم پہاڑ کی نصف بلندی پر پہنچے ہوں گے کہ پیاس کی شدت اس قدر محسوس ہوئی کہ کسی میں بھی قدم آگے بڑھانے کی سکت نہ رہی۔ ایک مجاہد تو رونے لگا۔ ہم نے اس سے کہا کہ راہ جہاد میں مشکل ترین مقامات بھی آتے ہیں۔ اگر اس طرح موت مقدر میں ہے تو ڈرنے کا کیا فائدہ۔ اس پر وہ مجاہد اور دیگر ساتھی کہنے لگے" کاش گولی کھا کر شہادت پاتے اور پیاس کی وجہ سے موت کا سامنا نہ کرتے"۔

اس عالم میں ہم نے اللہ کے حضور ہاتھ اٹھائے اور رونے والے مجاہد سے دعا مانگنے کیلئے کہا۔ دعا مانگ کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ پہاڑوں کی اوٹ سے بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نمودار ہوا اور ہمارے سروں پر آ کر برسنے لگا۔ بارش کے قطرے پانی کی بجائے برف کے چھوٹے چھوٹے دانوں کی طرح تھے۔ ہم نے چادریں پھیلا کر ہاتھوں میں تھام لیں۔ تھوڑی ہی دیر میں چادریں برف دانوں سے بھر گئیں اور سب نے ان سے پیاس بجھائی اگر دانوں کے بجائے پانی برستا تو شاید کوئی اپنی پیاس نہ بجھا پاتا"۔

دشمن پر غیب کی طرف سے مار

مجاہدین کے کمانڈر محمد عمر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مقام "ستجاک" (بتوں کے کھنڈرات) پر حکومتی افواج پر تین اطراف سے حملہ کیا مگر ان میں سے دو اطراف سے بھرپور حملہ ہوا اور جنگ ہوئی، تیسری جانب ہم پیچھے ہٹ گئے کیونکہ اس جانب دشمن کی فوج بہت قوی اور مضبوط پوزیشن میں تھی۔ [illegible] تیسری جانب میں دشمن کی افواج کے پانچ سو [illegible]

Marfat.com

نقصان بھی ہوا ہے حالانکہ اس تیسری جانب ہم نے کوئی مؤثر کاروائی نہیں کی تھی۔

بادلوں کے ذریعے مدد

صوبہ کنہڑ کے اہم شہر خیوہ کے قریب سلام پور کے علاقہ کا واقعہ ہے۔۶۰ مجاہدین نے دشمن کے فوجی کانوائے پر حملہ کر دیا۔ دشمن کی نہ صرف تعداد بہت زیادہ تھی بلکہ وہ جدید ترین اسلحہ سے بھی لیس تھا۔ اس کے باوجود ایک بریگیڈیئر سمیت دشمن کے ۱۵۰ آدمی قتل کیے اور ۱۰ کو زندہ گرفتار کر لیا۔ اس حملہ میں اللہ تعالیٰ نے بادلوں کے ذریعہ ہماری مدد کی اور دشمن اپنے تحفظ کیلئے فضائی مدد حاصل نہ کر سکا۔ ایسا ہی ایک اور واقعہ خیوہ کے آگے کاماپل کے قریب بھی پیش آیا۔ صرف چند مجاہدین نے فوجی کانوائے پر حملہ کر کے ۶۰ فوجی ہلاک کر کے دشمن سے ایک ٹینک اور دوسرا اسلحہ بھی چھین لیا۔

زندہ مجاہد

یہ ۱۹۸۱ء کا واقعہ ہے۔ صوبہ لوگر میں برکی برک کے علاقہ میں روسی کابل فوج نے ہمیں دس دن تک محاصرہ میں لئے رکھا۔ مجاہدین کی تعداد صرف چار سو تھی جبکہ روسی کابل فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی۔ میدانی علاقہ تھا۔ ۲۰۰ مجاہدین شہید ہو گئے۔ ۵ ہزار سے زیادہ روسی افغان فوجی بھی مارے گئے۔ ۲۰ ہیلی کاپٹر اور ۳ مگ طیارے بھی لڑائی میں حصہ لے رہے تھے۔ ۳۰۰ ٹینکوں نے بھی حصہ لیا ۳۶ ٹینک مجاہدین نے تباہ کر دیئے۔ بمباری سے علاقہ کے عوام کا قتل عام بھی ہو رہا تھا۔ سو سے زیادہ شہری آبادی کے افراد بھی شہید ہو چکے تھے۔ محاصرہ اس قدر تنگ اور مضبوط تھا کہ باہر کے مجاہدین کو ہمارے بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ انہوں نے ہماری فاتحہ خوانی بھی کر دی میرے لیے (سید الرحمٰن) خاص طور پر دعا مانگی گئی۔ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی مجاہد بچ بھی سکتا ہے۔ محاصرہ سے نکل کر میں ایک مسجد میں صبح کی نماز کیلئے داخل ہوا۔ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو نمازی نماز کے بعد میرے

Marfat.com

لئے دعا کرنے لگے کہ یا اللہ سید الرحمٰن شہید کو جنت میں اعلیٰ مقام دینا۔ وہ ایک اچھا مجاہد اور کمانڈر تھا۔ میں یہ سب دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میں نے لوگوں کو بتایا کہ میں زندہ ہوں تو کسی کو یقین نہ آیا۔ وہاں ایک آدمی مجھے پہچانتا تھا۔ اس نے میری تصدیق کی تو سب لوگ حیران رہ گئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح یہاں ہماری دستگیری کی اس کا ہم خود بھی تصور نہیں کر سکتے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ دشمن کو مجاہدین کی تعداد کے بارے میں بہت بڑا دھوکہ ہوا۔ دشمن یہ سمجھتا رہا کہ مجاہدین کی تعداد ۳۵ ہزار سے بھی زیادہ ہے اسی لئے وہ ڈر کر محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہو گیا۔

اللہ کی غیبی مدد ونصرت

ارگن' پکتیا کے مولوی ارسلان کے چچازاد محمد شادیم نے مجھے بتایا کہ ایک معرکے میں میں نے پانچ میگزین دشمن پر خالی کر دیئے لیکن وہ سب میگزین خود بخود پھر بھر گئے مجھے علم نہیں ہے کہ یہ کیسے ہوا؟

دشمن کے میزائیل ہماری طرف آتے تھے لیکن ہمارے پاس پہنچتے ہی دشمن کی طرف واپس لوٹ جاتے تھے۔ اسی طرح توپ کے گولے بھی واپس لوٹ جاتے تھے۔

یہاں میں آپ سے محمد شادیم کا ذرا تفصیلی تعارف کرادوں۔

اس کا نام شاہ محمد شادیم اور عمر ۳۵ سال ہے۔ میں نے پوچھا تم نے جہاد کب شروع کیا؟ تو اس نے جواب دیا تر کئے کے زمانے ۱۹۷۹ء میں۔ میں نے دوسرا سوال کیا آپ جنگ کیوں کر رہے ہیں؟ تو اس نے کہا ہم اسلام کے دشمن کمیونسٹوں سے جہاد کر رہے ہیں وہ دین کے دشمن ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور بجھا دیں، لیکن ہم جب تک زندہ ہیں ان کی یہ کوشش کامیاب نہ ہونے دیں گے ہم ان سے جہاد کرتے رہیں گے! میں نے کہا کیا آپ کا خیال ہے کہ آپ روس کے

مقابلے مین جیت جائیں گے؟ اس نے جواب دیا اگر میرے رب نے چاہا تو! ہمارا ایمان ہے اور ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہم ہی کامیاب ہوں گے۔ اور اس کامیابی کی کیا نشانی ہے؟ میں نے پوچھا۔ اس کا جواب تھا ہمیں ہر محاذ پر ایسے خارق العادت اور خلاف معمول واقعات پیش آرہے ہیں کہ ہم بالیقین کہہ سکتے ہیں کہ خدائی قوتیں ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ہی آخر کار کامیاب ہوں گے۔ ہمین کچھ کرامات بتایئے! اور کیا آپ ان کرامات پر قسم کھانے کو تیار ہیں؟ میں نے درخواست کی۔ اس نے کہا چند واقعات بھی سن لیجئے۔ ا۔ زار محمد صبح پانچ بجے شہید ہوا اور ساڑھے ۹ بجے تک لڑتا رہا، یعنی اپنی شہادت کے ساڑھے ۴ گھنٹے بعد تک مصروف جہاد رہا۔ کیا آپ کے علاوہ بھی کسی نے شہادت کے بعد اسے لڑتے دیکھا؟ ہاں عبداللہ جان نے دیکھا کہ وہ دشمن سے لڑرہا ہے۔ اور سنئے۔ ایک معرکے میں دس گھنٹے تک ہمارے اردگرد بمباری ہوتی رہی لیکن ہمیں کسی بم کا ایک ٹکڑا تک نہیں لگا۔ کئی بار میگزین خالی ہونے کے بعد خود بخود بھر گئے۔ دشمن ہم پر ''ھوان'' کے گولے برساتا تھا لیکن یہ گولے ہم پر گرنے کی بجائے خود دشمن پر ہی جا گرتے تھے۔ اس بات کو بہت لوگوں نے دیکھا ہے۔ ایک بار محاذ کے اندر دشمن کی تعداد ۲ بریگیڈ تھی۔ ایک بریگیڈ میں ۱۸ ہزار سپاہی ہوتے ہیں۔ جبکہ مجاہدین کی تعداد اگلے مورچوں پر کل ۱۲ تھی۔ ان میں سے ۷ شہید ہو گئے اور باقی ہم پورے دو روز تک دشمن کا مقابل کرتے رہے اور ان دو دنوں میں ہم نے دو ٹینک جلا دیئے جبکہ ۴ ٹینک بارودی سرنگوں پر آکر ہوا میں اڑ گئے پھر کہیں تیسرے روز حقانی اور ارسلان کے مجاہدین ہماری مدد کو آئے۔ آپ نے کس طرح مقابلہ کیا دشمنوں کی اتنی بڑی تعداد کا؟ اللہ کی مدد سے پہلے روز ہم نے ۱۰۰ فوجی ہلاک کئے اور ۶ ٹینک معطل کر دیے۔ اگلے روز ہم نے دو ٹینک جلا دیے۔ اس سے اندازہ کر لیجئے ہلاک

Marfat.com

ہونے والے سپاہیوں کی تعداد کتنی ہوگی۔

مجاہدین نے سلیمانی ٹوپی پہن لی

کرنل عبدالواحد نے مجھے بتایا کہ میں دس مجاہدین کے ایک گروپ کے ساتھ شہر میں اس وقت داخل ہوا کہ روشنیاں چمک رہی تھیں اور دشمن جاگ رہا تھا، مگر کسی نے ہمیں نہیں دیکھا۔ ہم چپکے سے روسی کیمپ میں گھس گئے۔ وہاں ہم نے کئی فوجیوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد ہم کیمپ سے باہر نکل آئے۔ ایک مجاہد پیچھے رہ گیا تھا لیکن تھوڑی دیر بعد وہ بھی بخیریت ہم سے آملا۔

نصرت غیبی

یہ واقعہ اگر میں نے خود ان جانبازوں سے بدرجہ تواتر نہ سنا ہوتا تو مشکل سے اس پر یقین آتا کہ یہ باقی ماندہ جانبازای باڑھ میں بے تحاشا پھلانگتے پھلانگتے پار ہوگئے ان کے پاؤں تلے کوئی بھی بارودی سرنگ نہیں پھٹی یہ کمانڈر زبیر، مولوی عبدالرحمن، عدیل احمد اور خالد احمد کراچوی وغیرہ تھے۔

چھریرے بدن کے عدیل جن کا تعلق فیصل آباد سے ہے، اور ۸۵ء سے سر ہتھیلی پر لئے پھر رہے ہیں کہتے ہیں:

''ہمارے ساتھ ایک مجاہد ''بھائی سرفراز'' تھے، جو حال ہی میں تبلیغ میں ایک چلہ لگا کر آئے تھے۔ جنگ سے قبل تین دن تک وہ بار بار یہ دعا کرتے رہے کہ ''یا اللہ ہماری ایسی نصرت فرما ایسی نصرت فرما کہ ہم تیری نصرت کو اترتے ہوئے دیکھیں''۔ ہمیں بارودی سرنگوں کی باڑھ میں واقعی اللہ تعالیٰ کی نصرت آئی، ہمیں ایسے راستے ملتے گئے کہ بس کیا کہوں، وہاں بارود...

ونشان بھی نہ ملا''۔

نصر اللہ جہاد یار مزید تفصیل سناتے ہیں کہ:

''جن راستوں پر یہ ساتھی گئے تھے، میں نے اگلی صبح ان راستوں کو چیک کیا، تو وہاں بے شمار بارودی سرنگیں ملیں جن کو میں نے ناکارہ بنایا مجاہدین ان کے اوپر سے گزر رہے تھے''۔

غرض یہ باقی ماندہ جانباز جن میں مولانا ارسلان رحمانی کے بھیجے ہوئے کچھ افغان ساتھی بھی تھے جب رستے ہوئے زخموں کے ساتھ اس موت کی وادی سے پار ہوئے تو کمانڈر زبیر کہتے ہیں کہ:

''میں نے ساتھیوں کو دیکھا تو پندرہ نظر آئے، باقی زخمی ہو گئے تھے یا پیچھے رہ گئے تھے''۔

ایک فرانسیسی صحافی کی رپورٹ

فرانس کا ایک صحافی جو اللہ پاک کو نہیں مانتا تھا۔

افغانستان میں رپورٹنگ کرنے کیلئے چھ ماہ تک مختلف محاذوں اور مورچوں پر رہا۔ مجاہدین کے حالات دیکھے اور واپس جا کر اس نے ایک کتاب لکھی۔ اور ایک عرب نے اس کا ترجمہ کیا جس کا عنوان تھا۔ ''رأیت اللہ فی افغانستان''

میں نے مسلمانوں کے اللہ کو افغانستان میں دیکھ لیا کہ واقعی اللہ موجود ہے۔ پینتیس مجاہدین کلاشنکوفیں لے کر گئے دشمن کے ایک سو پچاس آدمیوں کو گرفتار کر کے لے آئے۔ پچاس مجاہدین گئے دشمن کے اڑھائی سو ٹینک تباہ کر دیئے۔ کبھی آسمان سے اترتے گھوڑوں کو دیکھتے ہیں کبھی دشمن کہتے ہیں تمہارے گھوڑے جب زمین پر اترے ان پر سوار مجاہدین نے کوئی چیز ہماری طرف پھینکی ہم اندھے ہو گئے کبھی کسی شہید کو دیکھا اس کے خون سے خوشبو آ رہی ہے کبھی کوئی مجاہد زخمی ہو گیا

Marfat.com

دونوں ٹانگیں کٹ گئیں مگر آخری وقت بھی وصیت کرتا ہے کہ میرے ساتھیو! کبھی جہاد نہ چھوڑنا کہ جو چیز میں مرتے وقت دیکھ رہا ہوں تمہیں بھی نصیب ہو جائے۔ نصرت کے ایسے واقعات تمہارے سامنے آئیں گے کہ دشمن کی قوت تمہاری نظروں میں ہیچ ہو جائے گی۔ اس کی کوئی طاقت نہیں رہے گی۔ تمہارے دل میں کفر کی کوئی قوت کوئی عظمت اور کوئی شوکت نہیں رہے گی۔ دشمن بے یار و مددگار ہو جائے گا۔ اور تمہیں یقین ہو جائے گا کہ:

"ذالک بان اللہ مولیٰ الذین آمنوا وانالکافرین لا مولیٰ لھم" ﴿محمد آیت: ۱۱﴾

''یہ اس لئے کہ اللہ رفیق ہے ان کا جو یقین لائے۔ اور یہ کافر ہیں ان کا کوئی رفیق نہیں۔''

افغانستان اور کشمیر میں مجاہدین کی ملائکہ کے ذریعے مدد اور نصرت

افغانستان میں فرشتوں کے گھوڑے

گھمسان کی جنگ کے بعد قلیل تعداد مجاہدین کو اپنے طاقت ور دشمن کے مقابلے میں فتح ہو چکی تھی۔ اور پورا علاقہ روسی اور کمیونسٹ فوجیوں کی لاشوں سے اٹا ہوا تھا۔ نور خداوندی کو بجھانے اور مسلمانوں کو تر لقمہ سمجھ کر حملہ کرنے والے جدید اسلحہ سے مسلح فوج لاشوں میں تبدیل ہو چکی تھی۔ مجاہدین کے سنجیدہ باوقار امیر نے ایک مجاہد کو اشارے سے بلا کر دشمن کے گرفتار شدہ فوجیوں کی تعداد معلوم کرنا چاہی۔ وہ مجاہد نہایت ہی ادب سے اجازت لے کر اس کا اندازہ لگانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجاہد بھاگتا ہوا آیا خوشی اور مسرت کے آثار اسکے سرخ وسپید چہرے سے نمایاں تھے۔ لمبی گھنی داڑھی اور بڑی پگڑی باندھے ہوئے ہاتھ میں کلاشنکوف لیے ہوئے یہ مجاہد اسلامی تشخص اور رعب کی زندہ تصویر بنا ہوا تھا۔ اس نے کلاشنکوف کی گولیوں سے بھرا پٹہ بڑے قرینے کے ساتھ اپنے سینے سے باندھا ہوا تھا۔ امیر نے پوچھا کہ کیا خبر لائے ہو۔ مجاہد نے جواب دیا دشمن کے پانچ سو فوجی مارے گئے ہیں اور اسکے تراسی فوجی زندہ گرفتار ہوئے ہیں اور ہمارے رفقاء میں سے ایک کو شہادت کا رتبہ نصیب ہوا۔ آخری الفاظ ادا کرتے وقت اسکے الفاظ میں کچھ ارتعاش پیدا ہوا اور موٹی آنکھوں میں آنسو بھی نظر آنے لگے، مگر اس نے فوراً اپنی کیفیت پر قابو پالیا۔ اپنے عزیز اور رفقاء کی جدائی انسان کے لیے بہت بڑا صدمہ ہوتی ہے مگر عظمت اسلام کی خاطر قربانیاں دینا اور اپنے عزیزوں کے ٹکڑے اپنے ہاتھوں سے دفن کرنا اس قوم کے لیے قابل فخر سرمایہ بن چکا

ہے۔ اس قوم کے بوڑھے، بچوں اور جوانوں نے ایسے ہزاروں مناظر دیکھے ہیں مگر ان کا سر کسی کفریا طاقت کے سامنے نہیں جھکا ہے۔ اب امیر محترم کے گرد وہ غیر ملکی صحافی بھی جمع ہو چکے تھے، جو تھوڑی دیر قبل مجاہدین کی قلیل تعداد دیکھ کر یہ اندازہ لگا چکے تھے کہ ان میں سے کسی کا زندہ بچ جانا معجزے سے کم نہ ہوگا۔ لیکن جنگ کے بعد کی صورتحال سے وہ وہ نہایت حیرت زدہ تھے اور بار بار استفسار کر رہے تھے کہ آخر اتنی بڑی فتح کیسے نصیب ہوئی ہے۔

مجاہدین کے باوقار امیر نے حکم دیا کہ دشمن کے گرفتار شدہ فوجیوں کو لایا جائے تھوڑی دیر کے بعد دنیا کی سب سے بڑی طاقت کے تربیت یافتہ فوجی مجاہدین کے درمیان سر جھکائے کھڑے تھے۔ ان کے چہروں سے خوف اور ہزیمت کے آثار تا حال باقی تھے۔ اب فریقین میں بات چیت شروع ہو چکی تھی۔ ہر آدمی ان قیدیوں سے پوچھ رہا تھا کہ بتاؤ تو سہی۔ بالآخر تم نے اس قدر نقصان اتنی جلدی کیسے اٹھالیا اور اتنی آسانی سے تم نے غیر منظم مجاہدین کے سامنے ہتھیار کیسے ڈال دیئے۔ سوالات کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔ دشمن اپنی ہزیمت کی وجوہات بیان کر رہا تھا۔ اسکی زبان سے اللہ رب العزت کی تائید و نصرت کے غیبی کرشمے سن کر مجاہدین کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو رہی تھیں۔ قیدی مسلسل بول رہا تھا کہ ہم اسقدر کمزور نہیں تھے کہ تمہارے سامنے ہتھیار ڈال دیتے۔ اور نہ ہی ہمارے پاس اسلحہ کی کمی تھی لیکن جب تمہارے گھڑ سوار فوجوں نے حملہ کیا تو ہم پر تمہارے عجیب و غریب گھوڑوں کی وجہ سے رعب طاری ہو گیا۔ اگر پھر یہ حملہ ایک طرف سے ہوتا تو شاید ہم مقابلہ کر سکتے۔ مگر تمہاری یہ گھڑ سوار فوج ہر طرف سے امڈ رہی تھی۔ اور انتہائی برق رفتاری سے ہماری طرف پیش قدمی کر رہی تھی۔ جس کی وجہ سے ہمارے اکثر فوجی مارے گئے۔ اور ہمارے لیے سوائے ہتھیار ڈالنے کے کوئی اور چارہ کار نہیں رہا تھا۔ مگر اب ہمیں وہ گھوڑے نظر نہیں آ رہے ہیں نہ معلوم تم نے کہاں چھپا دیئے۔ قیدی خاموش ہو چکا تھا اور پورے مجمع پر سناٹا طاری تھا۔ ہر آنکھ پرنم تھی۔ اچانک امیر محترم کی آواز گونجنے لگی کہ اے میرے نہتے ساتھیوں اگر تم اسلام کی عظمت اور سربلندی کے لیے اسی طرح ڈٹے رہے تو رب العزت کے فرشتے اسی طرح گھوڑوں پر سوار ہو کر [illegible]

Marfat.com

و نصرت کے لیے آتے رہیں گے۔

وہ سفید کپڑوں والے

پغمان کے وحید اللہ نے بتایا۔ کافر فوج نے منطقہ پغمان پر حملہ کیا۔ سخت معرکہ کے بعد مجاہدین پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے۔ کیونکہ انکی ایک بڑی تعداد زخمی یا شہید ہو چکی تھی۔ لیکن مجاہدین کے میدان سے ہٹ جانے کے بعد بھی جنگ پورا دن جاری رہی۔

اسی دوران میں کمیونسٹوں نے گاؤں والوں سے کہا وہاں مجاہدین ہیں جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ سروں پر کفن باندھے ہوئے ہیں۔ اور رات بھر ہم سے جنگ کرتے رہے ہیں۔

ٹارچ کس نے جلائی

مجاہد محمد الیاس کشمیری نے آج جبکہ اس جنگ کو کافی دن گزر چکے تھے، میرے شدید اصرار پر یہ واقعہ بتایا۔ اگرچہ وہ تحریر کرنے سے منع کرتے رہے لیکن میں نصرت خداوندی کے اس عجیب واقعہ کو بیان کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ رات کو جب ہم دشمن کے علاقے میں گھس کر ۶ کلو میٹر اندر اپنے ابتدائی مورچہ برساتی نالے کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت یہ واقعہ پیش آیا۔ مجھے کمانڈر صاحب نے دس ساتھیوں کو لے کر ایک طرف سے مقررہ جگہ پر پہنچنے کا حکم دیا۔ میں ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوا۔ انتہائی تاریک رات تھی۔ کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ ہم اونچے نیچے ٹیلوں، پتھروں اور جھاڑیوں پر چلتے ہوئے جن پر برف بھی پڑی ہوئی تھی، آگے بڑھنے لگے۔ چلتے چلتے مجھے یوں لگا جیسے میں ساتھیوں کو لے کر غلط سمت کی طرف جا رہا ہوں۔ آگے آگے میں تھا اور میرے پیچھے دس مجاہدین قطار میں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ میں سخت پریشانی کی حالت میں مبتلا ہو گیا۔ اندھیرا اتنا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا۔ مجھے یہ خطرہ ہوا کہ کہیں غلط سمت میں چلتے ہوئے دشمن کی کسی قریبی پوسٹ یا مائنز فیلڈ میں نہ پھنس جائیں۔ تذبذب اور پریشانی کے عالم میں میرے دل اور میرے لبوں سے بے ساختہ یہ الفاظ جاری ہوئے۔ ''اے میرے اللہ

Marfat.com

تو ہمیں راستہ بتلا۔ ہم تیرے دین کے راستے میں نکلے ہیں"۔ اچانک مجھے سامنے راستہ بالکل صاف نظر آنے لگا۔ مجھے یوں لگا کہ جیسے میرے پیچھے والے ساتھی نے ٹارچ جلائی ہے۔ اور میں فوراً پیچھے مڑا اور پیچھے والے ساتھی کو ڈانٹ کر کہا کہ اللہ کے بندے تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ہم دشمن کے علاقے میں ہیں، تم نے ٹارچ کیوں جلائی ہے؟ اس نے کہا الیاس بھائی میں نے تو ٹارچ نہیں جلائی بلکہ میرے پاس تو ٹارچ ہے ہی نہیں۔ یہ سن کر میں پھر آگے کی طرف چلنے لگا اور چند قدم چلنے کے بعد پھر سخت اندھیرے میں روشنی ہوئی۔ اور میرے آگے راستہ صاف چمکنے لگا۔ میں سمجھا کہ شاید پیچھے والے ساتھی نے پھر ٹارچ جلائی ہے۔ میں نے پیچھے مڑ کر اسے دوبارہ ڈانٹا اور کہا خدا کے لیے تم باز آ جاؤ۔ کیوں ساتھیوں کو مروانا چاہتے ہو۔ دشمن نے اگر دیکھ لیا تو ہماری خیر نہیں ہوگی۔ اس ساتھی نے خدا کی قسم اٹھائی اور مجھے یقین دلایا کہ اس نے ٹارچ ہرگز نہیں جلائی۔

بہر حال الیاس کہتے ہیں کہ اب تو میں بڑا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ پھر برساتی نالے تک مجھے آگے آگے ٹارچ کی روشنی مسلسل نظر آتی رہی میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے دل میں خدائے تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ جس نے غیبی نصرت سے تاریک رات میں ہماری مدد کی اور میں ساتھیوں کو لے کر بخیریت مقررہ مقام تک پہنچ گیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

ترجمہ۔ جو ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم ان کی صحیح رہنمائی کرتے ہیں۔

غیب سے حفاظت

مجاہد عظیم مولانا محمد صدیق شکری جو کہ کابل خورد موضع تشکر کا رہنے والا ہے اور مدینہ منورہ کے جامعہ اسلامیہ یونیورسٹی کا فاضل ہے کابل خورد میں مجاہدین کے کمانڈر کی حیثیت سے ابھرا اور اہم ترین مقامات پر یلغار کرنیکا جو شرف محمد صدیق کو حاصل ہوا وہ بہت کم مجاہدین کو ملا ہے۔ یہاں تک کہ افغانستان کے سابق کٹھ پتلی صدر ببرک کارمل کے [illegible] صدر، وزارت دفاع، مسلح افواج کے مراکز اور روسی افواج کے افسروں کی [illegible] بھی محمد صدیق کے اچانک حملوں کی [illegible]

محمد صدیق خود بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے مرکز ''تشکری'' کو آخر کار حکومت نے منصوبے کے تحت ہوائی حملوں کے لیے بطور خصوصی نشانہ اور ہدف چن لیا اور مسلسل تین ماہ تک روزانہ دو، تین مرتبہ لڑاکا طیارے، بمبار، جہاز اور گن شپ ہیلی کاپٹر حملہ آور ہوتے تھے۔ اور پیدل افواج توپوں اور میزائلوں سے برابر حملے کرتے رہتے تھے۔ محمد صدیق کہتا ہے کہ ایک دن میں نے چاہا کہ دشمن کے ان مراکز کا جائزہ لوں جہاں سے وہ ہم پر آگ برساتے ہیں۔ چنانچہ میں اس کام کے لیے نکلا اور میرے ساتھ ۲ عدد باڈی گارڈ کے طور پر مجاہد بھی تھے۔ جب ہم بالکل صاف اور چٹیل میدان میں پہنچے تو دشمن کے دو ہیلی کاپٹر گن شپ نے ہمیں آگھیرا اور نیچی پرواز سے مڑ مڑ کر راکٹ اور میزائل اور دو شکہ مشین گنوں سے آدھ گھنٹے تک آگ برساتے رہے۔ اور جب انکا لدا ہوا ذخیرہ گولہ بارود ختم ہوگیا تو ہیلی کاپٹر واپس چلے گئے۔ اور اب قریب کے پہاڑ سے ہم پر توپوں ،ھاوان، مارٹر توپ شکہ اور چھوٹی مشین گنوں کے دہانے کھول دیئے۔ جہاں سے ہم پر حملہ ہوا، یہ وہ مقام تھا جہاں مجاہدین نے حفاظتی چوکیاں قائم کی تھیں۔ اس لیے میں نے سمجھا کہ مجاہدین نے ہم پر غلطی سے فائرنگ کردی ہے۔ انہوں نے ہمیں دشمن سمجھ لیا ،حالانکہ بھول پن مغالطہ تھا۔ روسی اور افغانی فوجوں نے راتوں رات آکر یہاں مورچہ بندی کی تھی لیکن وہ اپنی خوش فہمی میں مبتلا تھے۔ اس اپنے بچاؤ کی خاطر انکی جانب بڑھنے لگا تا کہ قریب پہنچ کر ہمارے ساتھی ہمیں پہچان لیں اور فائر کرنا بند کردیں۔ جب میں سو ڈیڑھ سو میٹر کے قریب پہنچا تو انہوں نے مجھ پر آگ برسانی شروع کردی۔ میں نے انہیں بلند آواز سے پکار کر اپنا نام بتانا شروع کیا اور یہ کہ میں تمہارا کمانڈر ہوں کیوں مجھے مارتے ہو لیکن فائر کرنے والوں نے سنی ان سنی کردی۔ اور اندازاً انکی تعداد اسی ۸۰ نفر تھی۔ تین گھنٹوں تک مجھ پر فائرنگ کرتے رہے۔ میرے کپڑوں میں چالیس کے قریب گولیاں لگ چکی تھیں۔ کپڑے اکثر جل گئے تھے لیکن مجھے معمولی زخم اور گزند تا ہنوز نہیں پہنچی تھی۔ اب میں یہاں سے پہاڑی پتھریلی ٹیلے کی طرف بھاگنے لگا جو کہ تقریباً نصف کلومیٹر دور تھا اور پیچھے سے مجھ پر گولیوں کی بارش برسائی جارہی تھی۔ جب میں پہاڑی چٹان کے قریب پہنچا تو وہاں پہلے سے تقریباً ۴۰ دشمن فوجی تاک میں بیٹھے ہوئے تھے۔

اب انہوں نے سامنے سے مجھ پر آگ برسانا شروع کر دی۔ اور میں نے وہاں سے جنگل کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ جو کہ پندرہ منٹ کے فاصلے پر تھا۔ اب ہر طرف سے مجھ پر گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ لیکن آخر کار صحیح سالم میں جنگل میں جا پہنچا۔ اور اطمینان کی سانس لینے کے بعد میرے ذہن میں خیال آیا کہ تاریخ اسلام کی جنگوں میں حفاظت کی ایسی مثال ہو گی۔

وہ کیا تھا؟

سرخاب میں معلم طور پر مرکز میں حیران گل نے بتایا کہ ایک دن روسی طیاروں نے ہمارے مرکز پر حملہ کر دیا۔ اس وقت ہمارے پاس اینٹی کرافٹ میزائل نہیں تھے۔ نہ ہی اینیر کرافٹ گنیں تھیں۔ اس رات میں نے دیکھا کہ میزائل کی شکل کی ایک چیز ہمارے مرکز کے قریبی پہاڑ سے نکلی اور کمیونسٹوں کے مرکز پر جا گری۔

روسی ہم سے گھڑسوار غیبی نصرت کے بارے میں پوچھتے رہے

امیر المجاہدین استاد سیاف صاحب نے بتایا کہ مجاہد میر قیمت خان نے جنگی حالات بتاتے ہوئے کہا کہ ہم آٹھ مجاہد تھے کہ ہم پر دشمن فوج نے ستر ٹینک اور بکتر بند فوج سے حملہ کیا اور ہمارے پاس ٹینک شکن اسلحہ میں سے صرف ایک راکٹ لانچر (آر.پی.جی) تھا اور گیارہ گولے تھے۔ جب ایک گولہ ہم نے ٹینک پر چلایا اور ٹینک تباہ ہوا تو ہمیں معلوم ہوا کہ باقی دس گولوں کے لیے بارودی پٹاخے موجود نہیں ہیں۔ جس کی طاقت سے گولہ پھینکا جاتا ہے۔ لیکن ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اتنے میں دشمن شکست کھا کر بھاگنے پر مجبور ہوا جس کا ظاہری سبب کوئی نہ تھا اور پانچ فوجی بھاگ کر ہمارے پاس آئے۔ بعد میں ان فوجیوں نے ہم سے پوچھا کہ گھوڑا سوار فوج کہاں گئی۔ ہم نے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کوئی ایک گھوڑا سوار مجاہد نہیں ہے۔ ہم تو صرف آٹھ مجاہد تھے اور اب بھی ہیں لیکن انہوں نے ہماری بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے ہزاروں کی تعداد میں گھوڑوں پر سوار مجاہدین دیکھے جو ہر طرف سے ہمیں گھیرے ہوئے تھے۔

Marfat.com

سفید کپڑوں میں ملبوس ایک شخص کا واقعہ جس کے دونوں ہاتھوں میں دو کٹے ہوئے روسیوں کے سر تھے۔

اتحاد اسلامی کے ایک نڈر کمان دان جناب سید عمر امیر مرکز حاجی بیان کرتے ہیں کہ کٹھ پتلی افغان حکومت کے کچھ فوجی بھاگ کر ہمارے پاس آئے اور ہمیں تسلیم ہوئے جس میں سے ایک قندھاری تھا۔ اس نے عجیب واقعہ سنایا وہ کہنے لگا کہ روسی افواج کے مرکز اور قرارگاہ میں فوج جمع تھی، جن میں ہم بھی تھے۔ اچانک ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا فوجی مرکز کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور کندھے پر راکٹ لانچر (آر پی جی) رکھا ہوا ہے۔ یہ ظہر کے بعد تین بجے کا وقت تھا۔ اس نے ہمارے چار عدد ٹینک تباہ کرڈالے اور اسکے بعد اطمینان اور سکون کے ساتھ واپس جانے لگا۔ حالانکہ فوجی مراکز سے اس پر آگ اور گولیوں کی بارش برسائی جارہی تھی۔ لیکن اسے گزند نہیں پہنچی۔ اس واقعے کے دو یا تین گھنٹوں کے بعد وہی شخص پھر اسی حلیہ اور کیفیت کے ساتھ ہمارے مرکز کی طرف آرہا تھا اور فوج نے اس پر بندوقوں اور مشین گنوں کے دھانے کھول دیئے اور پھر ہمارے دو ٹینک تباہ کرڈالے اور اطمینان کے ساتھ واپس چلا گیا۔ تیسری بار اسی حلیہ میں نمودار ہوا۔ لیکن اس مرتبہ اسکے ہاتھ میں خنجر تھا۔ وہ آکر روسی افسروں اور فوجیوں کے احاطے اور کمین گاہ کے اندر داخل ہوا۔ اور واپسی پر ہم اسے دیکھ رہے تھے کہ اس کے ہاتھوں میں دو روسیوں کے کٹے ہوئے سر تھے۔ پھر اسی اطمینان کے ساتھ وہ چل کر غائب ہوا۔

فرشتوں کا نعرہ تکبیر

صوبہ کنٹر کے علاقے دوشاخیل میں روسیوں کی لڑائی ہورہی تھی ہم صرف پندرہ آدمی تھے اور روسی بہت بڑی تعداد میں تھے۔ وہ ہمیں محاصرے میں لینے میں کامیاب ہوگئے۔ افغان کمیونسٹ فوجی افسر نے میگافون پر ہمیں زور سے آواز دی کہ

ہتھیار پھینک دو اور گرفتاری دے دو ورنہ سب مار دیئے جاؤ گے۔ ہم میں سے کوئی مجاہد ہتھیار ڈالنے کو تیار نہ تھا۔ بچ کر محاصرہ سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ ہم نے اللہ کے حضور دعا کی۔ کچھ دیر کے بعد ہمیں نعرۂ تکبیر کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی بھی نہ تھا۔ مگر دشمن بھاگتا ہوا واپس جا رہا تھا۔ اس طرح اللہ نے محاصرہ توڑ دیا اور ہم صحیح سالم واپس آ گئے۔

وہ بجلی کے لباس والے کہاں ہیں

بولدک، قندھار کے علاقے میں دارالحدیث (درہ) کے ملا محمد اور مسعود نے مجھے بتایا کہ عید الفطر ۱۴۰۳ھ کے پانچ روز بعد ہم نے کمیونسٹوں کے ایک گروپ پر حملہ کر کے انہیں گرفتار کر لیا۔ گرفتاری کے بعد انہوں نے پوچھا۔ وہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں جنہوں نے بجلی کا لباس پہن رکھا تھا؟ مسعود کہتا ہے کہ ہمارے ساتھ تو کوئی بجلی کے لباس والا نہیں تھا۔ یقیناً یہ خدائی امداد تھی۔ کہ انہوں نے بجلی کے لباس والوں کو دیکھا۔

مدد کے گھوڑے

مولانا ارسلان مجھ سے بیان کرتے ہیں کہ ارگون کے ایک مقام پر روسیوں نے ہم پر حملہ کیا۔ اس معرکہ میں ہم نے ۵۰۰ کمیونسٹ فوجیوں کو ہلاک کیا اور ۸۳ قیدی ہمارے ہاتھ آئے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ اس معرکہ میں تمہاری شکست کے کیا اسباب ہیں۔ جبکہ تم ہمارے مجاہدین میں سے سوائے ایک کے کسی کو نہ مار سکے۔ قیدیوں نے جواب دیا کہ تم لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر کیوں آئے تھے؟ جب ہم تمہارے اوپر فائر کھولتے تھے تو تم لوگ غائب ہو جاتے اور ہمارے سارے نشانے خطا ہو جاتے تھے۔

قرآن کریم کے نص سے ثابت ہوا کہ ملائکہ جنگ بدر میں مدد کے لیے نازل ہوئے تھے۔ اس گاؤں میں آ گئے تو اس شہید کا کم سن بچہ جس کی عمر تین سال تھی ماچس لے کر آیا تاکہ ٹینک میں آگ لگا دے۔ اس پر روسی کمانڈر نے اس سے پوچھا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ وہ ٹینک میں آگ لگانا چاہتا ہے۔

Marfat.com

وہ پورے میدان میں پھیلے ہوئے تھے

کرنل عبدالواحد نے مجھے بتایا کہ ۵۸ مجاہد صوبہ میدان سے گزرنے والی کابل قندھار شاہراہ پر گھات میں بیٹھے تھے کہ ایک قافلہ وہاں سے گزرا۔ اس وقت ہمارے پاس صرف چار آر پی جی راکٹ تھے۔ اس کے باوجود ہم نے قافلے میں سے ۱۲۱ افراد کو گرفتار کرلیا۔ ۶۵ گاڑیاں اور پرسنل کیرئیرز تباہ کردیئے۔ قیدیوں میں سے ایک افسر حراست سے بھاگ نکلا۔ ہم اسکے پیچھے بھاگے اور آخرکار اسے پکڑ لیا۔ اس سے پوچھا کہ تم کیوں بھاگ رہے ہو؟ حالانکہ تم نے ایک گولی نہیں چلائی۔ اس نے کہا کہ جب میں گاڑی سے اترا، میں نے اپنے اردگرد بہت سے لوگ دیکھے جنہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ پورے میدان اور پہاڑوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ بس میں انکی دہشت سے بھاگ نکلا اور میں نے انکے خوف سے کوئی گولی فائر نہیں کی۔

سفید لباس والے نماز جنازہ میں کون لوگ ہیں؟

مجاہد محمد ظاہر اور عبدالظاہر بیان کرتے ہیں کہ ہم پر دشمن کے ہوائی جہازوں نے سخت بمباری کی۔ ان بموں میں سے بہت سے بم مس ہوگئے، پھر ہم نے ان بموں کو دشمن کے ٹینکوں اور گاڑیوں کی آمدورفت کے راستوں میں مخفی طور پر نصب کیا۔ اس طرح ان ناکارہ بموں کے ذریعے چار ٹینک اور سات گاڑیاں تباہ ہوئیں۔ پھر سولہ ٹینک اور آگئے جنہوں نے ہم میں سے پانچ مجاہدوں کو شہید کردیا۔ ان شہداء کو چار مجاہدین اٹھا کر لائے تھے۔ جب ہم انکی نماز جنازہ پڑھنے لگے تو ہم نے دیکھا کہ ہمارے ساتھ نماز جنازہ میں سات لمبی لمبی صفیں بنائے ہوئے غازی شریک ہیں۔ جن کو ہم نہیں پہچانتے تھے۔ البتہ ان کا لباس ہمارے لباس جیسا تھا۔ نماز جنازہ اور تدفین میں یہ لوگ ہمارے ساتھ رہے۔ اس کے بعد ہم سے ایسے گم ہوگئے کہ ہمیں نہیں پتہ چلا کہ کہاں گئے اور کیسے گئے۔

Marfat.com

ان کے ساتھ ملکر فرشتے لڑتے ہیں:

ضلع بڈگام سے تعلق رکھنے والے مجاہد کمانڈر بشارت الٰہی بھارتی فوج پر قہرالٰہی بن کرنوٹ پڑتے تھے۔ بھارتی فوج ہر طرف سے ان کی تلاش میں رہتی تھی ایک دفعہ بشارت الٰہی کی موجودگی کی اطلاع پاکر بھارتی فوج نے ان کے گاؤں کا محاصرہ کرلیا اور اعلان کیا کہ وہ ہتھیار ڈال دیں۔ کمانڈر بشارت ایک مکان میں مورچہ بند تھے۔ ان کے پاس ایمونیشن کی صرف تین میگزینیں تھیں اسی معمولی ایمونیشن سے وہ اکیلے چھتیس گھنٹے بھارتی فوج کے خلاف مسلسل لڑتے رہے۔ حالانکہ یہ گولیاں صرف چند منٹ کے لئے تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ۳۶ گھنٹے تک متواتر وہ بھارتی فوج پر یہ گولیاں برساتے رہے، بھارتی فوج مسلسل لاؤڈ اسپیکر پر انہیں ہتھیار ڈالنے کا کہتی رہی، اس معرکہ کا ایک معجزہ رونما ہوا کہ چاروں طرف سے بھارتی فوج پر گولیاں برستی رہیں، جس سے درجنوں فوجی واصل جہنم ہوئے بھارتی فوج یہ سمجھتی رہی کہ اس مکان میں ایک سو کے قریب مجاہدین ان پر فائرنگ کررہے ہیں۔ آخر میں بھارتی فوج کی طرف سے مکان پر مارٹر گنوں کے گولے پھینکے گئے جس سے بشارت الٰہی شہید ہوگئے۔ بھارتی فوجیوں نے جب مکان کا جائزہ لیا تو وہ صرف ایک مجاہد کو دیکھ کر حیران رہ گئے، حالانکہ ان پر چاروں طرف سے فائرنگ ہورہی تھی، جب بھارتی فوج کا ایک کرنل شہید بشارت کی لاش کے پاس گیا تو وہ یہ منظر دیکھ کر سکتے میں آگیا کہ شہید ہونے کے بعد بھی انہوں نے اپنی کلاشنکوف مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی، بھارتی فوج کے کرنل نے شہید بشارت کا چہرہ صاف کیا۔ ان کی داڑھی کو کنگھی کی اور انہیں سلیوٹ کیا اور کے ماتھے کو چوما اور کہا کہ ان جیسے دس مجاہد بھی کشمیر میں موجود ہوں تو ہم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ ان کے ساتھ فرشتے ہیں جو ہم سے لڑرہے ہیں۔

مدد کو آنے والے دو سو مجاہد کون تھے؟

سوپور کے مجاہد محمد اسحٰق سناتے ہیں کہ ۱۳ اپریل ۱۹۹۴ء کا دن تھا۔ ہم چند مجاہد سوپور کے قریب ایک کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فوج نے محاصرہ کرلیا، فوجیوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی جبکہ ہم صرف بارہ تھے، فوج کے پاس مشین گنیں، بکتر بند گاڑیاں، اور دوسرا جدید اسلحہ تھا جب کہ ہم صرف کلاشنکوفوں سے مسلح تھے، اور ہمارے پاس گنی چنی گولیاں تھیں، بے سروسامانی کے اس عالم میں بھی ہم نے لڑنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے دل کی گہرائی سے اللہ رب العالمین سے دعا کی ...... اے اللہ! تو ہمیں فتح دے چند منٹ بعد ہم نے دشمن کا محاصرہ توڑنے کے لئے فائرنگ شروع کردی، اچانک ہم نے دیکھا کہ ہم بارہ نہیں بلکہ دو سو سے زائد مزید مجاہد ہمارے ساتھ مل کر لڑ رہے ہیں، یہ خون ریز معرکہ چار گھنٹے تک جاری رہا اور بالآخر بھارتی فوج پسپا ہوکر بھاگ نکلی، اس معرکے میں بھارتی فوج کے تیس اہلکار مارے گئے جن میں ایک کیپٹن بھی تھا۔ درجنوں زخمی ہوئے ہم نے مرنے والے فوجیوں کی گنیں اور دیگر ساز وسامان جمع کر کے سنبھال لیا۔

بھارتی فوج کی پانچ گاڑیاں تباہ ہوئیں، ایک گاڑی کو ہم نے خود آگ لگائی، سرِشام ہم سب ساتھی خیریت سے اپنے محفوظ ٹھکانوں پر پہنچ گئے، لیکن سراغ نہ لگا سکے کہ ہماری مدد کو آنے والے دو سو مجاہد کون تھے، کہاں سے آئے تھے اور کہاں چلے گئے؟ ہم یہی سوچ کر خاموش ہوگئے کہ اللہ تعالیٰ نے غیب سے ہماری مدد کا اہتمام فرمایا۔

مافوق الفطرت مخلوق کے ذریعے مدد:

ایک کشمیری نے ہی یہ ایمان افروز واقعہ بھی سنایا ...... یہ پیر پنجال کے بلند وبالا پہاڑوں کا واقعہ ہے، ہم ایک نہایت مشکل جگہ سے گزر رہے تھے کہ اچانک ہمارے ایک ساتھی کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے گر کر لڑھکتا ہوا دور ہماری نگاہوں سے

Marfat.com

اوجھل ہو گیا۔ یہ اتنی گہرائی تھی کہ وہاں تک نگاہ بھی نہیں جاتی تھی۔ اب یہ ہمارے بس میں نہ تھا کہ ہم نیچے اتر کر وہاں تک جاتے اور اس کی لاش اٹھا کر لاتے۔ حالات ٹھہرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے تھے، چنانچہ ہم فاتحہ پڑھ کر آگے بڑھ گئے، آٹھ دن بعد کے بعد یہ مجاہد ہمارے پاس بیس کیمپ میں آ پہنچا، ہم اسے زندہ سلامت دیکھ کر حیران رہ گئے، ہم نے پوچھا آپ پر کیا گزری؟ یہ معجزہ کیسے رونما ہوا؟ تو اس نے کہا کہ گرنے کے بعد جب میں لڑھکتا ہوا آپ سے دور جا گرا تو چوٹیں لگنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہوش میں آیا تو اپنے آپ کو زندہ دیکھ کر حیران ہوا، دیودار کے درخت کے نیچے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، چلنا پھرنا مشکل تھا، نہ کھانے کی کوئی چیز تھی اور نہ پینے کو۔ بھوک اور چوٹوں سے نڈھال اور اندھیرے کا خوف الگ سخت پریشانی کا عالم تھا تاہم یہ اطمینان تھا کہ جسم کی کوئی ہڈی ٹوٹی نہ تھی۔ اسی پریشانی کے عالم میں وہاں بیٹھا تھا کہ سبز پوشاک پہنے ایک خاتون میرے عین سامنے آئی اس کے ہاتھ میں کھانا اور پانی تھا یہ چیزیں میرے سامنے رکھ کر وہ دفعتاً وہاں سے غائب ہو گئی۔

میرے لئے چلنا پھرنا دشوار تھا، تاہم پیٹ بھرنے کا انتظام ہو گیا تھا اس لئے میری ایک پریشانی جاتی رہی، چھ دن اسی طرح گزر گئے، اس کے بعد میں تھوڑا بہت چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا، تو وہ خاتون مستقل غائب ہو گئی، اب میں نے اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا۔ عرض پرداز ہوا یا اللہ! میں ناواقف راہ ہوں، میری رہنمائی فرما، اس کے بعد میں بغیر کسی رہنمائی کے ہی ایک طرف چل پڑا، جدھر میرا دل رہنمائی کر رہا تھا، ادھر بڑھنے لگا۔ راستے میں ایک بوڑھے سے ملاقات ہوئی اس نے بڑی شفقت سے مجھے مخاطب کیا، تم راستہ بھول گئے ہو میں تمہیں راستہ بتاؤں گا، پہلے تو میں گھبرا گیا کیا پتہ کوئی مخبر نہ ہو، لیکن پھر دل نے کہا...... یقیناً یہ بھی اللہ کا کوئی فرشتہ ہے، اس کی حرکات وسکنات سے اچھی طرح اطمینان ہو گیا تو میں اس کے پیچھے چل پڑا اور خیر خیریت سے آپ تک آ پہنچا ہوں۔

Marfat.com

روسیوں پر گولے کون پھینک رہا تھا:

جہاد افغانستان کے دوران مرکز میں مجاہدین کی تعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ مضبوط غاروں اور مورچوں کے علاوہ اب ہم یہاں پر پچاس ساتھی ہو چکے تھے۔

دوسری طرف دشمن بھی غافل نہیں تھا، اس غیر معمولی جرأت مندانہ اقدام نے اس کی بے چینی کو بڑھا دیا اور بزدل دشمن اس مرکز کو تباہ کرنے کے لئے پر تولنے لگا، چنانچہ جہازوں کے ذریعے سے مرکز کی تصویر کشی کی گئی کمانڈوز کے ذریعے سے افرادی قوت کا اندازہ بھی لگایا گیا، ان کارروائیوں کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا کہ خوفزدہ دشمن کسی چھوٹے حملے کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ وہ ہمیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کی تگ ودو میں لگا ہوا ہے، ادھر رفقا کی تعداد بہتر نفوس تک پہنچ چکی تھی، اور جذبہ ایمانی سے سرشار یہ شاہین صفت جیالے کسی قسم کے خوف سے بالکل بے پرواہ اپنی تیاریوں میں مگن تھے۔

ادھر اچانک دشمن نے حملہ کر دیا اور اس حملے سے قبل چاروں طرف ہمارا محاصرہ بھی تقریباً مکمل ہو چکا تھا ایسا لگتا تھا کہ یہ حملہ نہیں بلکہ روس اور افغانستان کے کمیونسٹوں کی قوت کی ایک بڑی نمائش تھی۔ آسمان سے طیاروں کے ذریعے آگ برسائی جا رہی تھی، سامنے آہنی ٹینک آگ اور لوہے سے دھاوا بول رہے تھے گویا کہ یہ ایک قیامت کا منظر تھا لیکن ادھر موت کی لذت سے آشنا مجاہدین انتہائی بے باکی سے کم تعداد اور کم اسلحہ کے باوجود سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے ہوئے تھے۔ ثابت قدمی کا یہ عالم تھا کہ اپنے بیس شہید رفقاء کو اپنے ہاتھوں سے اس جنگ کے درمیان دفن کرنے کے باوجود کسی کے ارادے میں معمولی سی لرزش نہیں آئی۔ بلکہ بیس ...... سابقین کے نقش قدم پر اللہ کی رضا کے یہ متوالے شہادت یا فتح کے لئے بے چین تھے، یہ جنگ دشمن کے کثیر اسلحے اور ہمارے ناقابل شکست عزائم کی بنا پر طویل ہوتی چلی گئی درمیان میں کمانڈوز ایکشن کے ذریعے ماسدۃ

Marfat.com

الانصار کے ان باقی ماندہ شیروں کو گرفتار کرنے کی کوشش بھی کی گئی مگر ابھی کفر کی گود میں ایسے افراد نہیں تھے جو دست بدست ان دیوانوں کا مقابلہ کر سکتے۔ اس قسم کی ہر کوشش میں انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ اس طرح ۱۸ دن گزر گئے مجاہدین کے پاس سوائے کھجوروں کی گٹھلیوں کے اور کچھ نہ تھا، جنہیں وہ چوس کر اپنی بھوک پیاس بجھا رہے تھے۔ اسلحہ بھی نہ ہونے کے برابر تھا مگر عزم و یقین، ایمان و ایقان کی قوت اور اسلحے سے وہ لیس تھے۔

اور پھر امیر محترم نے شہادت کے فضائل بیان کئے سب نے نمناک آنکھوں سے ایک دوسرے کا دیدار کیا اور پھر اللہ رب العزت کے سامنے سب ہی گڑگڑانے لگے۔ اللہ سے ملاقات کا یقین ہو چکا تھا، دعا کی لذت بھی عجیب تھی اچانک دشمن کی طرف سے زوردار دھماکوں کی آواز آنے لگی۔ اوپر کے مورچے سے ہمارے ساتھی نے وائرلیس کے ذریعے سے پوچھا کہ تم میں سے کون دشمن پر توپ کے گولے پھینک رہا ہے، اس کی یہ بات سن کر تمام رفقاء حیرانی کے عالم میں اوپر کے مورچوں پر چڑھ گئے اور دشمن کی طرف دیکھنے لگے۔

یہاں تو عالم ہی کچھ اور تھا آسمان سے دشمن اسلام پر آگ برس رہی تھی۔ چاروں طرف سے خطرناک گولے ان پر برس رہے تھے۔ ان کا اپنا اسلحہ بھی پھٹ کر تباہی مچا رہا تھا اور خود کو مضبوط طاقت سمجھنے والا دشمن بے بسی کی تصویر بنا اس آگ کا لقمہ بن رہا تھا دشمن پر یہ قیامت کا منظر تین گھنٹے تک ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ دشمن کے سارے مورچے تباہ ہو گئے، اور ان میں سے بمشکل سو افراد بھاگتے ہوئے ہم تک پہنچے اور خود کو انہوں نے ہمارے سپرد کر دیا۔

جب یہ آگ ٹھنڈی ہوئی اور ہم اس علاقے میں پہنچے تو دشمن کا سارا اسلحہ اور جنگی ساز و سامان جل کر راکھ ہو چکا تھا۔

تمام رفقاء نے اسے اللہ پاک کی عظیم نصرت سمجھ کر خوب عجز و انکساری کے ساتھ اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا۔

Marfat.com

افغانستان میں مجاہدین کی تعداد کی کمی اور دشمن پر غلبے کے واقعات

میری خالی کلاشنکوف کے سامنے دشمن کے ۱۸ فوجی بھیک مانگ رہے تھے

جناب عبدالرشید شہید حرکت المجاہدین کے کمانڈر تھے انہوں نے جہاد افغانستان میں کئی سال تک حصہ لیا اور ۱۹۹۰ء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت کے اعزاز سے نوازا۔ اپنے ایک واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے وہ بتاتے ہیں کہ میں جب نیا نیا خوست کے محاذ پر آیا تو دلی تمنا تھی کہ زیادہ سے زیادہ جنگوں میں شرکت کی جائے مگر کافی دن گزرنے کے باوجود بھی اس کا موقع نہ مل سکا اکثر ایسا ہوتا کہ جب ہم کسی کام سے محاذ سے واپس جاتے تو جنگ ہو جاتی اور ہم محروم رہ جاتے ایک مرتبہ میں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ جب تک جنگ میں شرکت نہ ہو جائے محاذ سے نہیں ہٹوں گا اسی اثنا میں پنجاب کے کسی علاقے میں مولانا جلال الدین حقانی کا جلسہ تھا تمام ساتھی اس میں شرکت کے ارادے سے روانہ ہو گئے مجھے بھی سب نے جانے کے لئے کہا لیکن میں نے محاذ سے جانا گوارا نہ کیا پاکستانی ساتھیوں میں سے میں اور میرا ایک ساتھی محاذ پر رہ گئے۔

اللہ کی قدرت دیکھئے کہ ساتھیوں کے روانہ ہونے کے بعد ایک جنگ کا پروگرام بن گیا اس جنگ کی کمان حقانی صاحب کے کمانڈر سید حنیف شاہ الحسینی کر رہے تھے ہم کمانڈر شیریں جمال کی قیادت میں جنگ میں شرکت کے لئے روانہ ہو گئے جب ہم میدان جنگ میں پہنچے تو تعارض (حملہ) شروع ہو چکا تھا ہم تاخیر سے پہنچے تھے لیکن یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ دشمن کی کئی چوکیوں کی طرف مجاہدین کی کامیاب پیش قدمی ہو رہی تھی بعض چوکیاں فتح بھی ہو گئی تھیں۔

میں اکیلا ان مفتوحہ چوکیوں کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور ایک پانی کے

نالے میں چھپ کر بیٹھ گیا دشمن کی طرف سے بھرپور آخری دفاعی کوشش ہو رہی تھی اور گولیاں بارش کی طرح برس رہی تھیں اچانک میرا دوسرا پاکستانی ساتھی بھی وہاں پہنچ گیا سامنے دشمن کی اہم چوکی تھی جہاں سے دشمن آگ برسا رہا تھا ایک عجیب بات یہ بھی تھی کہ میری کلاشنکوف خالی تھی اس میں ایک گولی بھی نہیں تھی۔ گولیوں سے بھرے میگزین ہمارے ایک افغانی ساتھی مرزا خان کے پاس رہ گئے تھے میرے دل میں یہ یقین پختہ ہو چکا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے اور اسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ چلو ہم اس کی چوکی پر حملہ کرتے ہیں مگر گولیوں کی اس متواتر بارش نے اسے اس سے باز رکھا لیکن میری کیفیت اس وقت کچھ اور تھی میں نے اللہ کا نام لیا اور آگ کے اس سیلاب میں کود گیا گولیوں کی پرواہ کئے بغیر میں بھاگتا ہوا دشمن کے اس مورچے پر چڑھ گیا اور پوری قوت سے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر بلند کیا اس آواز نے دشمن میں تہلکہ برپا کر دیا یہ صدا ان پر بجلی بن کر گری جب میں نے دشمن کو تسلیم کرنے کی آواز لگائی تو وہاں پر موجود دشمن کے اٹھارہ فوجیوں نے اپنی کلاشنکوفیں رکھ دیں اور انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا لئے یہ عجیب منظر تھا کہ ایک مومن کے سامنے (جس کے پاس ایک خالی کلاشنکوف تھی) کفار کے اٹھارہ تربیت یافتہ فوجی ہاتھ اٹھائے ہوئے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے۔

واقعی جہاد کی برکت سے اللہ پاک کافروں کے دل میں رعب ڈال دیتا ہے

میں نے فوراً اپنے دوسرے ساتھی کو آواز دی وہ بھی اوپر آ گیا اسی طرح ہمارا افغانی ساتھی مرزا خان بھی پہنچ گیا اب اٹھارہ فوجیوں کے علاوہ وہاں پر دشمن کا ایک روسی ساخت کا ٹینک بھی موجود تھا جس کا ڈرائیور اور توپچی فرار ہو چکے تھے میں نے ان فوجیوں سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی اسے چلانا جانتا ہے انہوں نے انکار میں جواب دیا میں نے خود ٹینک میں داخل ہو کر اسے چلانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اس لئے ٹینک کو جلا دیا۔ اور اب اٹھارہ فوجیوں کو لے کر دشمن کا محاصرہ توڑتا ہوا [illegible] پہنچ گیا۔ چنانچہ مال غنیمت میں اٹھارہ فوجی اور اٹھارہ کلاشنکوفیں [illegible]

Marfat.com

مجاہد نے کنکریاں پھینکیں وہ دشمن پر ٹینک شکن گولہ بن کر لگیں

ڈاکٹر احسان اللہ خان ترین (میو ہسپتال) بیان کرتے ہیں کہ حاجی جلال الدین حقانی نے بتایا کہ دشمن کی فوج نے سی کنڈاؤ کو عبور کر کے زدران پر حملہ کر دیا تھا (سی کنڈاؤ یہ اس جگہ کا نام ہے جہاں گردیز خوست روڈ میدانی علاقہ کو چھوڑ کر پہاڑوں میں داخل ہو جاتی ہے یہ جگہ گردیز سے ۷،۸ میل جنوب مشرق میں واقع ہے خوست گردیز روڈ کا کافی حصہ اوسمونائی نالہ (اور بعض لوگ اسے زدران بھی کہتے ہیں) کے ساتھ ساتھ ہے ایک جگہ خوست گردیز روڈ نالے کو کراس کرتی ہے اور اس جگہ نالے پر پل بنا ہوا ہے) دشمن ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کے ساتھ مسلح تھا حملہ بہت شدید تھا ہم اسے زیادہ دیر روک نہ سکے اور وہ آگے بڑھتا رہا جن مجاہدین کے پاس اسلحہ ختم ہو گیا تھا وہ واپس بستی میں چلے گئے میرے ساتھ صرف ساتھ مجاہدین رہ گئے ہم نے آخری دم تک لڑنے کا فیصلہ کیا مگر ہمارے پاس بھی اسلحہ نہ ہونے کے برابر تھا۔

جس جگہ سڑک نالے کو کراس کرتی ہے اور پل بنا ہوا ہے وہاں قریب ہی ہم چھپے ہوئے تھے میں نے مجاہدین کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور مدد کے لئے دعا مانگی کنکریاں ہاتھ میں لیں اور دل ہی دل میں اللہ کے حضور گزارش کی کہ یا اللہ ہماری مدد کر اور ان کنکریوں کو ابابیل کی طرح دشمن کے لئے تباہ کن بنا دے۔ ان کنکریوں کی طرح جنھوں نے ابرہہ کے ہاتھیوں کے لشکر کو بھوسہ بنا ڈالا آج ہاتھیوں کی جگہ ٹینک آ گئے ہیں مگر اے اللہ اگر تو چاہے تو یہ کنکریاں ٹینک شکن گولوں میں بدل سکتی ہیں یہ دعا کر کے میں نے کنکریاں دشمن کے ٹینکوں کی طرف پھینک دیں جونہی میں نے کنکریاں پھینکیں ایک مجاہد جو پل کے قریب چھپا بیٹھا تھا اور ٹینک پل پر سے گزر رہے تھے اس مجاہد نے پل پر دستی بم پھینک دیا اتفاق سے وہ ایک بکتر بند گاڑی کے قریب جا کر پھٹا گاڑی کا ڈرائیور یہ سمجھا کہ ٹینک شکن بارودی سرنگ پھٹی ہے، گاڑی کو ہچکولے لگے اور وہ بدحواس ہو گیا اس کی بدحواسی

Marfat.com

سے ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں آپس میں ٹکرا کر گہرے نالے میں گرنے لگیں یہ صورتحال دیکھ کر حملہ کرنے والے کانوائے نے یہ سمجھا کہ مجاہدین کے بہت بڑے لشکر نے حملہ کر دیا ہے اس نے ہتھیار ڈال دیئے اس سے بڑی اللہ کی مدد کیا ہو سکتی تھی کہ تقریباً ۶۰ مجاہدین کے سامنے ۲۰۰۰ فوجی ہتھیار ڈالے کھڑے تھے

صرف ایک گولہ سے تباہی

مولانا ارسلان خان رحمانی صاحب بیان کرتے ہیں:

صوبہ پکتیا کے علاقہ ارگن میں روسی فوج نے تقریباً ۲۰۰ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کی مدد سے ہم پر حملہ کیا ہمارے پاس ٹینک شکن اسلحہ میں سے صرف ایک راکٹ لانچر تھا اور اس کا بھی صرف ایک گولہ ہمارے پاس موجود تھا مقابلہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور ہمارے پاس فرار کا بھی کوئی راستہ نہ تھا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی آسرا نہ تھا اس لئے سب مجاہدین اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے اور گریہ وزاری شروع کر دی صلوٰۃ حاجت پڑھی اور پھر سب نے مل کر دعا کی کہ یا اللہ ہمارے پاس راکٹ لانچر کا صرف ایک گولہ ہے اسی ایک گولے سے دشمن کو شکست فاش دے دے دعا کے بعد ہم نے گولہ فائر کیا جو سیدھا اس گاڑی پر جا کر گرا جس میں میزائل، راکٹ اور گولہ بارود لدا ہوا تھا راکٹ لانچر کا گولہ لگتے ہی آگ لگ گئی اور کئی میزائل، راکٹ اور گولہ بارود چلنے لگا جس سے فوجی قافلہ میں شامل ٹینک، بکتر بند گاڑیاں اور جنگی سازوسامان لے جانے والی دیگر گاڑیاں تباہ ہو گئیں دشمن کی فوج کو پسپا ہونا پڑا اور ہمیں بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا۔

مٹھی بھر مٹی سے ٹینک جل کر راکھ ہو گیا

مجاہدین کے کمانڈر مولانا عبدالحمید صاحب، مولانا شاہ محمد جو کہ مولانا ارسلان صاحب کے چچا زاد بھائی ہیں اور مولانا سید عبدالحق صاحب کا بیان ہے کہ [illegible] میں جناب گل محمد مجاہد نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا جو کہ گل محمد کو [illegible]

Marfat.com

گل محمد نے بتایا کہ ہم بارہ مجاہد راؤنڈ لگانے کے لیئے نکلے اور رات کے اندھیرے میں واپس اپنے مرکز لوٹ کر آنے لگے لیکن راستے سے بھٹک گئے یہاں تک کہ اچانک میں نے اپنے آپ کو دشمن کی فوج کے نرغے میں پایا اس حالت میں کہ میں کلاشنکوف سے مسلح تھا اور مجھے دشمن کی فوج نے گرفتار کیا جب انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ تو میں نے صاف بتایا کہ میں طالب علم ہوں اور مجاہد ہوں اور تمہیں قتل کرنے کے لئے نکلا ہوں تب ان فوجیوں نے مجھے اپنے روسی افسر کے سامنے پیش کیا روسی افسر نے مجھ سے وہی سوال کیا اور میں نے وہی صاف بات بتادی اور مزید کہا کہ جب تک افغانستان سے روسی فوج نکل نہ جائے تب تک لڑتا رہوں گا۔

اب روسی افسر نے سوال کیا اور کہا کہ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم لوگ ہمارے ٹینکوں کو کس طرح جلاتے ہو یعنی تمہارے فائر سے ہمارے ٹینک کیوں کر جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں؟ میں نے بتایا کہ کلمہ طیبہ کی طاقت سے اور وہ ہے **لا الـٰه الا الله والله اکبر** اس کلمے کے پڑھنے کے بعد ہم تمہارے ٹینک پر پتھر بھی پھینک دیں تو بھی ٹینک جل جائیگا تب روسی افسر نے کہا کہ یہ ہے سامنے ٹینک تم اس کو اپنے کلمہ کی طاقت سے جلا کر رکھ دو، گل محمد کہتا ہے کہ اب میں سخت مشکل میں مبتلا ہوا کیوں کہ میں اپنے آپکو سمجھتا تھا کہ میں اس رتبے کا نہیں ہوں مگر اب چارہ کار نہ تھا چنانچہ میں نے وضو کے لئے پانی مانگا، بڑی احتیاط سے وضو کیا اور دو رکعت نماز حاجت ایسی پڑھی کہ شاید میری نوافل کی پونجی میں ایسی دوگانہ نہ ہوگی اور بہت بے کسی اور بے بسی کے عالم میں حالت سجود کے اندر دعا مانگی کہ یا اللہ مجھے ان کافر اور منکرین قوم پر نصرت دے اور اپنے دین اور کلمہ کی لاج رکھ اور اپنے دوست کی مدد کر، اور اس طرح بہت لمبی دعائیں مانگیں آخر کار دعائیں مانگنے کے بعد میں نے سلام پھیر دیا اور مٹی اور کنکریوں سے مٹھی بھر کر ٹینک پر دے مارا جس کے ساتھ ٹینک پر آگ بھڑک اٹھی اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے راکھ کا ڈھیر بن گیا اس کو دیکھ کر روسی افسر نے مجھے سلامی دی (سلوٹ) کیا اور مجھے میری کلاشنکوف واپس کی اور مجھے امن وامان کے ساتھ اپنے مرکز پر جانے کی اجازت دی **وما ذلک علی الله**

Marfat.com

سامانِ غرور تباہ

مولانا عبدالصمد سیال فرماتے ہیں کہ شربت کے علاقے میں اکتوبر ۱۹۸۵ء کو ہم نے ایک بڑے روسی کانوائے (فوجی قافلے) کو بارودی سرنگوں کے ذریعے تباہ کیا تھا جس میں سات سو بڑے فوجی ٹرک، ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوئیں اور بے شمار فوجی (روسی) مارے گئے جبکہ مجاہدین کا کوئی نقصان نہیں ہوا اور اس مہم میں حصہ لینے والے مجاہدین کی تعداد صرف ۲۰ تھی (الفاروق)۔

امام مہدی علیہ السلام کے زمانے کی علامات

مولانا ارسلان رحمانی فرماتے ہیں عزیزان محترم علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی کا زمانہ قریب آ گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ امام مہدی کے معاونین میں سے بنیں اس کے لئے وحدت امت کی کوشش کریں اور عملی جہاد قائم کریں۔ وعظ و نصیحت اور صرف تحریر و تقریر سے اس وقت تک کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا جب تک عملی جہاد نہ ہو۔ مولانا رحمانی فرماتے ہیں کہ شروع جہاد افغانستان میں ہمارے پاس دیسی خاندانی بندوقیں ہوتی تھیں ان سے ہم کارمل روسی فوجوں کا مقابلہ کرتے تھے اس وقت ہمارے پاس ۷۔R.P.G وغیرہ نہیں تھا ہم نے پٹرول اور صابن کو بوتل میں ڈال کر ایک بم بنایا جسے ہم ٹینک پر مارتے اور ٹینک کو اس سے آگ لگ جاتی۔ میں نے انہی دنوں درہ سے ایک توپ 3.3.m عدد خریدی تھیں مجاہدین اس چھوٹی توپ سے دشمن کی چھاؤنی پر ایک گولہ پھینکتے تو خوشی سے اچھلتے کہ دشمن کی چھاؤنی تباہ ہو گئی ہے اس کا قلعہ جل گیا بعض اوقات ان کا یہ معصومانہ انداز خدائے ذوالجلال کو ایسا پسند آیا کہ ایک ایک گولہ سے دشمن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا اور دشمن کے قدم اکھڑ گئے۔

اینٹی ٹینک گن کے بغیر ٹینک تباہ کر دیا

سید احمد شاہ نے ہمیں بتایا کہ ۱۹۷۸ء میں ہم تحصیل جدران کے علاقے میں

سیری میں تھے جو شاہراہ شی کنڈاؤ پر واقع ہے۔ ایک دن مختلف گاڑیوں پر سوار تقریباً ۱۲۰۰ روسی فوجیوں کا قافلہ اُدھر آنکلا اس کی قوت کا اندازہ کر کے مجاہدین پیچھے ہٹ گئے مجھ سمیت صرف ۱۱۵ افراد اس جگہ رہ گئے اور ہم نے طے کیا کہ گرفتار ہونے یا شکست کھا کر بھاگنے سے بہتر ہے کہ ہم لڑتے ہوئے میدان جنگ میں شہید ہو جائیں چنانچہ جان ہتھیلیوں پر رکھ کر ہم نے پوری بے جگری سے حملہ کیا اور آن کی آن میں دشمن کے ۴۵ ٹینک، گاڑیاں اور آرمرڈ کیریئر تباہ کر دیئے اس وقت ہمارے پاس کوئی اینٹی ٹینک توپ نہیں تھی دشمن کا ایک ٹینک اس لئے جل اٹھا تھا کہ اس کے قریب کھڑی ایک گاڑی کو ہم نے نشانہ بنایا تھا یہ گاڑی خراب ہو گئی تھی ہم نے اس پر چند برسٹ مارے تو وہ دھماکے سے خود بھی اڑ گئی اور ٹینک کو بھی لے ڈوبی

یہ فوجی قافلہ خوست کی طرف جا رہا تھا اور ۶ ہزار بندوقیں لے جا رہا تھا کیمونسٹ فوجی افسر پر جو اس قافلہ کی قیادت کر رہا تھا گرفتار کر کے اسلامی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا جس نے اسے پھانسی کی سزا سنائی

روسی گرفتار نہ کرسکیں گے

منطقہ چہاردیہہ کے رضا خان نے ہمیں بتایا کہ جول کول درہ میں ایک معرکہ ہوا جس میں ایک مجاہد عبدالرؤف دریا کے قریب زخمی ہو گیا زخمی ہونے کے بعد ساتھ ہی اس پر غنودگی طاری ہو گئی اور وہ سو گیا خواب میں اس نے اپنے شہید کمانڈر عبدالغنی کو دیکھا جو کہہ رہا تھا روسی تمہیں گرفتار نہ کرسکیں گے۔

عبدالرؤف بتاتا ہے کہ روسی آئے اور میرے پہلو کے قریب سے پانی کے برتن بھرنے لگے برتن پانی سے بھرنے کے بعد وہ خاموشی سے چلے گئے اور مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا۔

ایمونیشن ختم ہونے کے بعد اللہ پاک کی طرف سے نصرت وامداد

وردک کے علاقہ چکنو کے قائد مولوی پوردل بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اور

Marfat.com

کمیونسٹ فوجیوں کے درمیان ایک شدید معرکہ ہوا جو سات دن تک جاری رہا ساتویں روز ہمارے پاس گولہ بارود کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ اسی رات کو روسی فوجیوں پر تینوں اطراف سے گولہ باری شروع ہو گئی۔ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ دشمن پر ہونے والی آگ کی بارش کا مصدر و منبع کیا ہے جبکہ کفار اپنے اوپر ہونے والی گولہ باری کی نوعیت اور نئی قسم ہونے پر حیرت زدہ تھے کیونکہ اس سے قبل انہوں نے اس انداز کے گولے نہیں دیکھے تھے۔ اس معرکہ میں پانچ سو کفار ہلاک ہوئے جن میں ۲۳ میجر تھے اور باقی فوج فرار ہو گئی اور وہ پسپا ہوتے ہوئے اپنے بعض مسلمان قیدیوں سے پوچھنے لگے کہ تمہارے پاس یہ گولہ بارود کہاں سے آیا تھا کیونکہ ہم روسیوں نے اس سے قبل ایسا گولہ بارود کہیں نہیں دیکھا۔

جانے کیسے؟

حاجی محمد نبی نے ہمیں بتایا کہ ۲۹ ر ذیقعد ۱۴۰۵ کا واقعہ ہے ہم اٹھارہ مجاہدین ایک جگہ جمع تھے کہ چالیس ٹینکوں اور ۲ طیاروں نے ہمیں آ گھیرا اور زوردار گولہ باری کرنے لگے گولہ باری اتنی شدید تھی کہ فضا دھواں دھواں ہو گئی۔

ہم نے اپنے رب سے دعا کی کہ اگر ہمارا کوئی عمل تجھے پسند آیا ہو تو اس کے صدقے اس مصیبت سے بچا لے۔

تھوڑی دیر بعد جانے کیسے ۴ ٹینک تباہ ہو گئے اور ۷۵ کمیونسٹ مارے گئے۔ ہم میں سے ۲ مجاہدین شہید اور زخمی ہوئے معلوم نہیں یہ فتح ہمیں کس طرح حاصل ہوئی۔

ناقص گولوں کی کارکردگی

ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ ایک دفعہ جب میں ہوائی فائر کر رہا تھا کہ گولے ختم ہو گئے صرف ۵ ناقص گولے باقی رہ گئے جن کو ہم عام دنوں میں استعمال نہیں کرتے میں نے اپنے ساتھی سے کہا اس وقت وہی لے آؤ پھر میں نے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ﴿الانفال ۱۷﴾ (اور اے نبی) تم نے (مٹھی بھر ریت) نہیں پھینکی بلکہ

پھینکی) پڑھ کر یہ سب ناکارہ گولے فائر کر دیئے اور اس طرح خدا کی مدد سے روسی پسپا ہو گئے۔

اللہ کی مدد

یہ ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے ہم صرف ۲۴ مجاہد تھے اور دشمن کا بہت بڑا کانوائے بارہ بار کے قریب سڑک پر جا رہا تھا کانوائے میں بیشمار ٹینک بھی تھے جبکہ ہمارے پاس فرسودہ ہتھیار، اس کے باوجود اللہ کے بھروسے پر ہم نے کانوائے پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا کانوائے اور ہمارے درمیان دریائے کنڑ حائل تھا۔ کشتی والے نے دریا پار کرانے سے انکار کر دیا تو مجاہدین نے اس سے کشتی چھین لی عصر کا وقت تھا جب ہم دریا کے پار اترے اور فوراً حملہ کر کے دشمن کے تین ٹینک اور دو موٹر گاڑیاں تباہ کر دیں اور ۷۵ آدمی ہلاک کر دیئے اور ۵۰ کو زندہ گرفتار کر لیا باقی اسد آباد بھاگ گئے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد تھی کہ اتنا بڑا فوجی کانوائے صرف ۲۴ مجاہدین کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوا۔

۱۵ مجاہد دو ہزار پر بھاری

مولانا ارسلان خان رحمانی صاحب ایک واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بتاتے ہیں بمقام شاطوری دشمن کی فوج کی تعداد تقریباً دو ہزار تھی اس کے مقابلے میں مجاہدین کی تعداد صرف ۱۵ تھی جنہوں نے اتنی بڑی فوج پر اللہ کے بھروسے پر حملہ کر دیا چار گھنٹے کی جنگ کے بعد دشمن نے شکست کھائی۔ ۷۰ تا ۸۰ روسی فوجی قتل ہوئے جبکہ ۲۶ فوجیوں کو ہم نے گرفتار کیا۔ گرفتار شدگان سے ہم نے پوچھا کہ اتنی زیادہ تعداد میں ہونے کے باوجود تم لوگ ہم سے کیوں شکست کھا گئے۔ اس پر انہوں نے کہا چاروں اطراف سے توپوں اور مشین گنوں سے ہم پر فائر ہو رہا تھا اور ہمارے لئے مقابلہ ناممکن ہو گیا تھا۔۔۔ جبکہ حقیقت یہ تھی کہ ہمارے پاس کوئی توپ تھی نہ مشین گن بلکہ ہم سب کے پاس صرف بندوقیں تھیں۔

دو ٹینکوں اور ۲۲ روسی فوجیوں کو ۵ مجاہدین نے گرفتار کیا

اس واقعے کے راوی اسلم شیروانی صاحب ڈائریکٹر اسلامک سنٹر اسلام آباد ہیں۔ انھیں جکری گاؤں کے رہنے والے ایک مجاہد محمد صدیق نے بتایا کہ ایک دفعہ ہماری دشمن سے ایسے عالم میں جھڑپ ہوئی کہ ہم تعداد میں صرف پانچ ساتھی تھے اور دشمن کی تعداد، جیسا کہ ہمیں بعد میں معلوم ہوا، دو ٹینکوں کے علاوہ بائیس فوجیوں پر مشتمل تھی۔ ہمارے پاس اسلحہ بھی برائے نام تھا لیکن ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جب ایک مجاہد نے جس کے ہاتھ میں صرف ایک گرنیڈ تھا دشمن کو بلند آواز میں کہا کہ ہتھیار پھینک دو تمہاری خیر نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسی دہشت ڈال دی کہ بالکل غیر متوقع طور پر انہوں نے ہتھیار پھینک دیے۔ اس طرح ۲ ٹینکوں سمیت ۲۲ فوجیوں کو ۵ مجاہدین نے گرفتار کر لیا۔ اس سے پہلے وہ ہمیں ہتھیار پھینکنے کی دھمکیاں دے رہے تھے لیکن وہ ہمارے لئے بے معنی تھیں جب یہی بات ہماری طرف سے کہی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بے معنی نہ رہنے دیا۔

مجاہدین کی قلیل تعداد دشمن پر بھاری ہو گئی

عیدالاضحیٰ کی مبارک رات تھی۔ اکثر مجاہدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کو زندہ کرنے اور ان کی یاد منانے گھروں کو جا چکے تھے اور چھاؤنی (جس پر مجاہدین کا قبضہ تھا) میں مجاہدین کی قلیل تعداد تھی جو باقی رہ گئی تھی۔ روسی دشمن نے اس موقع کو غنیمت جانا اور بڑی تیاری اور بہت بڑی بھاری فوج کے ساتھ چھاؤنی پر حملہ آور ہوا اور اسی ٹینکوں، دسیوں بکتر بند گاڑیوں اور ہوائی جہازوں سے مجاہدین کی چھاؤنی پر زبردست بمباری کی اور مجاہدین کو ہراساں کرنے کی کوشش کی۔ مجاہدین نے استقامت اور پامردی سے دشمن کا مقابلہ کیا، صبح تک جنگ جاری رہی، آخر دشمن کو جو ہر طرح کے سامان جنگ سے مسلح تھا اپنی بھاری اکثریت کے باوجود کم اور قلیل مجاہدین کے مقابلہ میں بری طرح ناکامی ونامرادی اور عبرتناک شکست کے ساتھ واپس ہونا پڑا مجاہدین کو بڑی تعداد میں اسلحہ توپیں مشین گنیں اور پچاس مختلف قسم کی گاڑیاں مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوئیں

Marfat.com

اور روسی کارمل فوجیوں میں سے دو سو چالیس سے زائد افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔

پہلی ہی بوچھاڑ میں

ابو عبیدہ نے عید الاضحیٰ ۱۴۰۳ سے ۲ یا ۳ روز پہلے مجھے بتایا کہ ہم نے ایک دستہ زکویک ا۔ .ZK پر تربیت دے کر تیار کیا ہم اس وقت ۳ افراد تھے کہ اچانک روسی طیارے آگئے اور میں نے زکویک کی پہلی بوچھاڑ میں ایک مگ ۲۵ مار گرایا جو ہمارے سامنے آکر گرا۔

بندوقیں ان کے پہلو میں بھری پڑی تھیں

ابو عبیدہ ہی نے بتایا کہ ہم ایک ٹینک میں بیٹھ کر ارگن میں داخل ہوئے کمیونسٹوں کے پاس اس وقت ۱۲۰ ملی میٹری توپیں بھی تھیں اور آر پی جے بھی، اور تقریباً ساٹھ ۱۰۶ ملی میٹری اینٹی ٹینک توپیں بھی تھیں لیکن اسکے باوجود ہم نے ان کی ۳ فوجی چھاؤنیوں پر قبضہ کرلیا۔ ایک چھاؤنی میں روسیوں کا ایک کمرہ ان کے قبضے میں تھا، جس میں ہماری اطلاع کے مطابق ۱۷ روسی موجود تھے ہمیں یہ اطلاع ان روسی فوجیوں ہی نے دی تھی جنہوں نے تھوڑی دیر پہلے ہتھیار ڈالے تھے ابو عبیدہ کہتا ہے کہ ہم نے ان کمیونسٹوں کو زندہ گرفتار کیا ان کے ہاتھ کانپ رہے تھے گولیوں سے بھری ہوئی ان کی کلاشنکوفیں ان کے پہلو میں پڑی ہوئی تھیں اور وہ رو رہے تھے۔

شاندار کامیابی

خوست پکتیا کے پیر محمد روحانی نے مجھے بتایا کہ دو طیاروں اور تقریباً ۵۰ بکتر بند گاڑیوں اور ٹینکوں نے ہم پر حملہ کیا اس وقت ہم ۱۳ مجاہد تھے ہم میں سے دو شہید ہوگئے۔ پیر محمد قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس جنگ میں مجاہدین نے روسیوں کے ۸ ٹینک جلا دیئے اور ۴۵ کفار کو ہلاک کر دیا اور اس طرح وہ یہ نقصان اٹھا کر واپس بھاگنے پر مجبور ہوگئے ہمیں شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔

Marfat.com

۹ سال کا ٹینک شکن بچہ

جناب نور اللہ عماد نائب امیر جمیعت اسلامی افغانستان بیان کرتے ہیں، مجھے یہ واقعہ معتمد، ثقہ اور سچے مجاہد نے سنایا کہ ایک ۹ سال کا بچہ دشمن کے ٹینکوں کے راستے میں ٹینک شکن مائن بچھانے کے بعد فارغ ہوا ہی تھا کہ دشمن کے ٹینک آ پہنچے۔ بچے کو مشتبہ حالت میں دیکھ کر ٹینک رک گئے۔ ایک فوجی نیچے اترا اور بچے سے پوچھنے لگا تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟ بچے نے جواب دیا میں چرواہا ہوں تم چرواہے ہو تو تمہارا ریوڑ کہاں ہے؟ روسی فوجی کا یہ سوال سن کر بچہ سہم گیا اور کوئی جواب نہ دے پایا۔ روسی فوجیوں نے بچے کو مشکوک سمجھتے ہوئے اپنے ساتھ ٹینک میں بٹھالیا۔ جب ٹینک بچے کی نصب کردہ مائن (بارودی سرنگ) پر آ پہنچا تو بچہ سمجھ گیا کہ اب بارودی سرنگ پھٹے گی اور ٹینک کے پرخچے اڑیں گے اور میں شہید ہو جاؤں گا یہ سوچ کر اس نے زور سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اتنے میں زوردار دھماکے سے ٹینک کے پرخچے اڑ گئے مگر قدرت کی شان دیکھئے کہ بچہ اچھل کر صحیح سالم دور جا گرا جبکہ ٹینک میں سوار دیگر افراد سب جل کر راکھ ہو گئے۔

۱۲۰ مجاہد ۱۰ ہزار روسیوں کے مقابلے میں

یہ واقعہ شمالی کابل میں روس کے افغانستان پر حملے کے ابتدائی ایام کا ہے۔ اس معرکے میں مجاہدین کی تعداد ایک سو بیس تھی اور ان کے مقابلے میں دس ہزار روسیوں کا لشکر تھا۔ ان کے ساتھ آٹھ سو ٹینک اور پچیس لڑاکا طیارے تھے۔ اس معرکے میں چار سو روسی قتل ہوئے، ایک سو تیس ملیشیا کے فوجی مارے گئے ایک سو پچاس ٹینک تباہ ہوئے اور مجاہدین کو مال غنیمت کے طور پر گیارہ گاڑیاں اسلحے اور گولہ بارود سے بھری ہوئی ملیں۔

Marfat.com

روسیوں کی لاشوں کی بدبو

مجاہد کمانڈر محمد گل نے بتایا کہ کابل کے علاقے میں ایک معرکے کے دوران میں مجاہدین کی تعداد پانچ سو تھی اور دشمن دس ہزار سے زیادہ جمعیت اور ٹینکوں وغیرہ کے ذریعے حملہ آور تھا۔ اس جنگ میں ایک ہزار دو سو دشمن قتل ہوئے ان کی لاشوں کے سڑنے کی وجہ سے ایک مہینہ تک پورے علاقے میں سخت بدبو رہی۔

Marfat.com

افغانستان میں مجاہدین کی کھانے پینے کی چیزوں کے ذریعہ کی غیبی امداد

محض اللہ اکبر کے نعرہ سے دشمن کو شکست اور آسمانی ڈول سے ٹھنڈا پانی پینا

مورخہ ۲۴ رمضان المبارک یکم مئی ۱۹۸۹ء کو میں کسی مہم کے سلسلے میں افغانستان جا رہا تھا۔ ہمارا قافلہ دو گاڑیوں پر مشتمل تھا، جس میں سندھ، پنجاب اور سرحد کے علماء تھے۔ جن کا تعلق حرکت الجہاد الاسلامی پاکستان سے تھا۔

میرے ساتھ پک اپ میں مولانا سعادت اللہ خان جو کہ حیدر آباد کے رہنے والے اور نیو ٹاؤن کراچی کے فارغ التحصیل ہیں ہم سفر تھے۔ مولانا موصوف جید عالم اور نڈر مجاہد ہیں۔ میں نے مولانا سے سوال کیا کہ آیا آپ نے اس جہاد میں کسی ایسے واقعہ کا ذاتی طور پر مشاہدہ کیا ہے کہ جس کو آپ نے محض تائید غیبی سمجھا ہو۔

مولانا موصوف نے بتایا کہ ۱۹۸۲ء سے میں جہاد میں شریک ہوا ہوں اور بحمد اللہ تا ہنوز یعنی ۱۹۸۹ء تک میں اسی مشغلہ میں مصروف ہوں۔ اگرچہ اس سات سالہ زمانہ میں جہاد میں سینکڑوں ایسے واقعات کا خود مشاہدہ کر چکا ہوں مگر ابتدائی سال میں جو چند واقعات کا مشاہدہ ہوا ہے اس کے بعد میرے لئے جہاد افغانستان کی حقانیت میں لمحہ بھر کے لئے نہ تو دل میں کوئی کھٹک پیدا ہونے کی کوئی گنجائش رہی اور نہ ہی مخالفین کے دلائل پر کان دھرنے کی واقعہ یوں تھا کہ صوبہ [illegible] ارگون چھاؤنی کے محاذ پر ہم نے چھاؤنی پر دھاوا بولنے کے لئے [illegible]

دوھشکہ (ایک بڑی مشین گن ہے جو بڑی دور تک مار کر سکتی ہے۔ اور ہوائی جہاز کو بھی ہدف بنا سکتی ہے۔) نصب کی تھی جس چھاؤنی ارگون اور اس کے آس پاس فوجیوں کو آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا تھا۔ رات کے وقت دھشکہ پر صرف چار مجاہد پہرہ دیا کرتے تھے۔ مجاہدین کی صفوں میں غالباً موجود جاسوسوں نے دشمن کی خبر دی چنانچہ فوج نے رات کو ہمارے چار مجاہدین پر ٹینکوں۔ بکتر بند گاڑیوں اور پیدل فوج سے گھیرا ڈالا یہاں تک کہ مجاہدین کے ساتھ ایک بہت بلند پہاڑ کی چوٹی پر دشمن فوج، جس کی کمان روسی افسر کر رہا تھا، مورچہ زن ہو گئی۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ ہمارا مرکز کچھ فاصلے پر تھا جہاں شاید ہیلی کاپٹروں سے سامان گرایا جا رہا تھا۔ چھاؤنی والے رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سامان سنبھالتے رہے ہوں گے۔

صبح تڑکے جب دھشکہ پر موجود مجاہدین نے دشمن کو اپنے گرد دیکھا تو انہوں نے دشمن پر فائر کیا۔ فائر کی آواز سنتے ہی ہم سب مجاہدین مرکز سے دھشکہ کی طرف دوڑنے لگے مگر دشمن نے پورے محلِ وقوع (ایریا) پر توپوں۔ مارٹروں مشین گنوں کے دہانے ایسے کھولے کہ ہم نے بچاؤ کی خاطر پہاڑیوں کے درمیان گہرے نالے کی اوٹ میں اپنے ساتھیوں کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ یقین کیجئے بارش کی طرح گولیاں بھی ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ پھر ہم بھی دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

اسد اللہ، فاروق اور سمیع اللہ نے مجھے بتایا کہ ہم نے کیمونسٹوں کی وسطی پشت پر حملہ کیا۔ اس حملے میں ۷۰ مجاہدین نے حصہ لیا اور اپنا یہ اپریشن مکمل کرنے کے بعد ہم بخیریت لوٹ آئے۔ ہم میں سے کوئی مجاہد زخمی تک نہ ہوا تھا۔ لیکن اس وقت ہمارے قویٰ بھوک کی شدت سے مضمحل ہو رہے تھے۔ کیونکہ ہم نے گزشتہ دو روز سے کچھ نہ کھایا تھا۔ بھوک کی شدت سے مرکز واپس پہنچنا مشکل نظر آ رہا تھا، اس وقت ہم نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے رب، ہمیں رزق عطا فرما۔ تھوڑی دیر بعد مولوی گل رحمن پانی پینے گیا تو اسے ایک بند ڈبہ مل گیا اور وہ اٹھا کر ہمارے پاس لے آیا۔ ہم نے چاقو سے اسے کھولا تو دیکھا کہ یہ بکری کا مکھن ہے۔ ہم

Marfat.com

ڈر گئے کہ کہیں اس [illegible] سے پہلے میں کھاتا ہوں، اگر مر گیا تو تم [illegible] کھن کھانا شروع کر دیا، اور وہ ٹھیک رہا تو ہم بھی کھن پر ٹوٹ پڑے اور اسے کھا کر اس خدا کا شکر ادا کیا جو وہاں رزق دیتا ہے جہاں انسان گمان بھی نہیں کر سکتا۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب •

(جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا۔ اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔ اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ ہو جاتا ہو)

پانی سے چائے بن جانا

زیارت خان نامی بیان کرتا ہے کہ رمضان میں دوران جہاد افطاری کے لئے ہم نے چائے دانی کو پانی سے بھر کر آتش دان پر رکھ لیا اور چائے کی پتی جب ہم نے دیکھی تو بالکل ختم اب ہم نے بہت کوشش کی لیکن پتی نہ مل سکی۔ جب ہم نے کھولتا ہو خالص پانی آگ سے اتارا تو اس سے چائے کی خوشبو آنے لگی اور جب ہم نے دیکھا تو پانی کا رنگ چائے جیسا تھا اور جب چکھا تو ذائقہ بہترین چائے کا تھا۔ ہم حیران تھے کہ مولانا جلال الدین افغانی صاحب (جو ہمارے ساتھ تھے) نے فرمایا کہ یہ جہاد کی برکت ہے کہ روسی طیاروں نے مجاہدین پر راشن گرایا۔

جناب اسد اللہ العربی (ابو سید) بیان کرتا ہے کہ ہم مجاہدین نے مزار شریف میں روسی فوجیوں کو محاصرے میں لے لیا یہاں تک کہ ان کا خوراک کا ذخیرہ ختم ہوا۔ اب انہوں نے روسی مراکز سے راشن طلب کیا۔ تو روسی جہازوں نے اپنی فوج پر رات کے اندھیرے میں خوراکی مواد اور علاج کا مواد گرانا شروع کیا مگر ان میں سے ۸۰ تھیلے مجاہدین کے پاس گرے اور ۱۲ تھیلے روسی فوج پر آ گرے۔

Marfat.com

اچانک ویرانے میں خیمہ نمودار ہونا

جناب سید کریم بانجی لشکری علاقہ کابل خود بیان کرتا ہے کہ ہم ۱۱ مجاہد تھے روسی ہوائی جہازوں نے ہم پر بم گرائے اور زہریلی گیس کے بم پھینکے جس کے نتیجے میں ہم میں سے تین مجاہد شہید ہو گئے۔ ہم تین دن سے بھوکے تھے کھانے کیلئے کوئی چیز نہیں ملی اور ہمارے اور ہمارے مرکز کے درمیان طویل اور ویران بیاباں حائل تھا جس کو پار کرنے کی ہم میں قوت نہ تھی۔ اور تھکاوٹ سے ہم چور تھے تاہم ہمت نہیں ہاری اور چیونٹی کی رفتار سے چلتے رہے کہ اچانک سامنے ایک خیمہ پر نظر پڑی جس میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ہم خوش ہو کر ان کے پاس جا پہنچے اور بھوک کی کیفیت عورت کو بتا دی عورت نے ہمیں تازہ روٹی اور حلیب دے دیا ہم سیر ہو کر روانہ ہوئے جب ہم چند قدم چلے اور مڑ کر دیکھا تو نہ کہیں خیمہ تھا۔ اور نہ عورت اب ہم سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیب سے کھانا کھلانے کا انتظام کیا تھا۔

نہ ختم ہونے والا آٹا

انجینئر علی نے بتایا کہ میں نے اپنے اہل خانہ کے لئے ۳۵ افغانی سیر ۲۴۵ کلوگرام آٹا خریدا۔ میرا گھرانہ ۱۶ افراد پر مشتمل تھا۔ یہ آٹا ہمیں دو ماہ کے لئے کافی تھا کیونکہ ہمارے ہاں ہر روز کچھ نہ کچھ مجاہدین ضرور آتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود یہ آٹا ہمارے ہاں ۹ ماہ چلا اور اس وقت تک ختم نہ ہوا جب تک کہ میرے خاندان نے ہجرت کا پروگرام نہیں بنایا اور لطف کی بات یہ ہے کہ کچھ آٹا اس وقت بھی موجود تھا جو ہم نے اپنے ہمسائے کو دے دیا۔ اس وقت اس کا تہائی حصہ یعنی ۸۴ کلوگرام باقی تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف مجاہدین کے کھانے میں شمولیت کی برکت تھی۔

Marfat.com

صحرا میں انگور

کابل میں مولوی یونس خالص کے ایک کمانڈر عبدالجبار نے مجھے بتایا کہ ہم نے کابل کے اطراف میں ایک اپریشن کیا۔ اس وقت ہمیں شدید بھوک اور پیاس لگ رہی تھی۔ ہم پانی کے ایک گھونٹ اور روٹی کے ایک ٹکڑے کو ترس رہے تھے کہ صحرا میں ہمیں ایک جگہ انگور مل گئے۔ حالانکہ وہاں نہ کوئی انسان تھا۔ اور نہ کوئی درخت۔

نصر اللہ بمقابلہ ہیلی کاپٹر

سیف الاسلام نے مجھے بتایا کہ میرا بھائی نصر اللہ منصور طالب علم تھا۔ وہ مدرسے میں تعلیم القرآن ملتان کا فارغ التحصیل تھا۔ اور گزشتہ ۴ سال سے مسلسل جہاد کر رہا تھا۔ ۴ مئی ۱۹۸۶ء کو وہ ایک گاڑی میں سوار ہو کر سید اٹل پکتیا کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ بعض چیزیں سپید اناری پہنچانا چاہتا تھا۔ جب وہ سپید اناری پہنچا تو روسی طیاروں کی آوازیں سن کر ایک لمحے کو رک گیا۔ اس نے اپنے بھائی حسین احمد اور دوسرے بھائی محمد ماجد کو پہاڑی کی طرف بھیجا۔ دونوں بھائی ماشاء اللہ حافظ قرآن تھے۔ دونوں نے پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر دوسری طرف دیکھا تو کچھ ہیلی کاپٹر زمین پر اتر رہے تھے۔ ۲ ہیلی کاپڑ زمین پر اتر چکے تھے اور کمانڈوز کے ۲ دستے وادی میں اتار رہے تھے۔ نصر اللہ نے فوراً حملہ کر دیا اور معرکہ شروع ہو گیا۔ نصر اللہ کے پاس اس وقت کلاشنکوف اور ایک آر پی جی تھی اس نے کلاشن کوف سے پیادوں پر فائر کیا اور لانچر سے ہیلی کاپڑ پر حملہ آور ہوا۔ ہیلی کاپٹر کو راکٹ لگا ضرور لیکن اس سے پہلے ہی فضا سے نصر اللہ پر حملہ ہو گیا۔ کلاشنکوف کی ایک گولی اس کی آنکھ کے قریب لگی اور کان کے نیچے سے نکل گئی۔ دوسری گولی اس کی ران کے نچلے حصے میں لگی جس سے اس کی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی اور بم کا ایک ٹکڑا اس کی کمر میں لگا۔ ایسی حالت میں روسیوں نے چاہا کہ اسے زندہ گرفتار کر لیں مگر اس نے زخمی حالت میں بھی ان میں سے ۴ آدمیوں کو جہنم واصل کر دیا۔ پھر کچھ

نے اسے ہسپتال پہنچایا۔ یوں اس کی جان بچ گئی۔

دستر خوان اور لالٹین

جاوید اور محمد کبیر نے مجھے بتایا کہ ہم مرکز جاجی سے سید خان کیطرف جا رہے تھے۔ راستے میں ہمیں یاد آیا کہ کچھ عرب دوستوں نے ہمیں دستر خوان اور ہینڈ لیمپ (لالٹین) لانے کو کہا تھا۔ ہم وہاں رک کر مشورہ کرنے لگے۔ ہم نے سوچا کہ واپس جاتے ہیں اور یہ چیزیں لے کر آتے ہیں تاکہ دوستوں کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ لیکن دوبارہ واپس آکر یہ چیزیں لے جانا بڑا مشکل کام تھا۔ چنانچہ ہم اپنے راستے پر چلتے رہے اور حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ راستے میں ہمیں ایک بالکل نیا دستر خوان مل گیا اور تھوڑی دور اور چلے تو ایک لالٹین بھی مل گئی۔

سبحان اللہ، کتنی پاک ہے رب کی وہ ذات جو دلوں کے بھید جانتی ہے اور خواہشات پوری کرتی ہے۔ کاش میرے پاس ایک روٹی کے پیسے ہوتے۔ شیخ سیاف نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک غریب طالب علم تھا ان دنوں للچا گیا۔ میں نے اپنے رب سے خواہش کی کہ اے رب۔

''کاش میرے پاس ایک روٹی کے پیسے ہوتے''

میں ابھی دو تین قدم ہی چلا ہوں گا کہ بلدیہ کابل کے میر کی گاڑی میرے قریب آکر رکی، وہ چیکنگ کے لئے آیا تھا۔ اس نے دیکھا روٹی کا وزن کم تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے سزا کے طور پر نانبائی کی سب روٹیاں بازار میں موجود لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیں اور ایک روٹی مجھے بھی دے دی۔ میں نے سوچا ایک اور لے لوں۔ لیکن پھر یاد آیا کہ میں نے اپنے رب سے ایک ہی روٹی مانگی تھی اور وہ مجھے مل گئی۔ سبحان اللہ۔

Marfat.com

پتھروں کی ڈش

ڈاکٹر محمد سعید جو آج کل پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں شعبہ فارنزک میڈیسن (Forensic Medicin) کے سربراہ کے طور پر کام کر رہے ہیں دوران طالب علمی مین انہوں نے کافی عرصہ افغان مجاہدین کیساتھ گزارا وہ ایک ناقابل یقین واقعہ کا تذکرہ کرتے ہیں کہ میں مریضوں کو دیکھ رہا تھا کہ ایک مجاہد میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا پیٹ خراب رہتا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ آج کل آپ کیا کھا رہے ہیں اس نے جن چیزون کا نام لیا ان میں کوئی قابل اعتراض چیز نہ تھی۔ میرے مزید پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ایک دفعہ وہ اور چند مجاہدین دشمن کے محاصرے میں آ گئے۔ سامان خورد و نوش بھی کچھ نہ تھا۔ چند جھاڑیاں تھیں ان کے پتے اور نرم شاخیں بھی ختم ہوگئیں۔ اس کے بعد پیٹ بھرنے کے لئے ہم پتھر کھاتے رہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ پتھر کس طرح کھا لیتے تھے تو اس نے میرے سامنے پتھر کے ٹکڑے اٹھائے اور منہ میں ڈال کر چبانے لگا۔ اور پھر نگل گیا۔ اب بات میری سمجھ میں آگئی کہ اس کا پیٹ ان پتھروں نے خراب کیا ہوا تھا۔

غازیوں کی کرامتیں

محمد یاسین لوگری بیان کرتا ہے کہ ہم ۳۱ مجاہد تھے مقام دوہندی میں کھانے کے لئے کوئی چیز نہ تھی۔ پھر ہم دوہندی (مبدار) اترے کھانے کی غرض سے مگر وہاں کے باشندوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ شاید انہوں نے ہمیں حکومتی ملیشیا سمجھ کر۔ اگرچہ ہمارے بس میں تھا کہ ہم جبراً ان سے کھانے کی چیزیں چھین سکتے تھے۔ مگر ہم نے ایسا کرنے پر بھوک کو ترجیح دی زمین برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور ساڑھے چار گھنٹے سفر کیا۔ اب بھوک سے ہم نڈھال ہوگئے کیوں کہ پچھلی دو رات اور ایک دن یعنی ۳۶ گھنٹے

نے کو کچھ نہیں ملا تھا دوران سفر ہم نے برف کے اوپر سبز تھیلا دیکھا جب ہم نے اٹھایا تو تقریباً ایک کلو گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ ہم نے ادھر اُدھر دیکھا مگر برف پر کسی انسان کے قدموں کے کوئی نشان نہ تھے۔ ہم سمجھ گئے کہ یہ غیب سے مہمانی ہوئی ہے مگر پھر بھی ہمیں اس مہمانی میں کمی محسوس ہوئی کیونکہ ۱۲ بھوکوں کو ایک کلو گوشت کیا کفایت کرے گا۔ جب ہم نے گوشت پکا لیا اور کھانے لگے لیکن گوشت کم ہونے کا نام نہیں لیتا ہے۔ یہاں تک کہ ہم سب سیر ہو گئے اور گوشت جوں کا توں تھا۔ دوران سفر سات افغانی فوجی ہم سے آملے انہیں اسی گوشت سے کھلایا ہمارا سفر بار کنار کی جانب تھا۔ راستے میں جو کوئی ملا اسے گوشت کھلایا اس کے بعد وہاں تین دن تک ہم اسی گوشت کو کھاتے رہے۔ راستے میں تقریباً ۳۰ آدمیوں کو کھلا چکے تھے۔ جناب محمد یاسین کے بیان کے مطابق یہ ۱۹۸۵ء کا واقعہ ہے۔

بھوکے مجاہدین کی غیبی مدد

صوبہ پکتیا کے معروف کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی بیان کرتے ہیں کہ یہ جہاد کا ابتدائی دور تھا۔ مجاہدین کی حالت ہر لحاظ سے خراب تھی۔ اسلحہ تھا نہ سامان خورد ونوش۔ اکثر مجاہدین کی جائیدادوں اور اثاثوں کو کمیونسٹوں نے نذر آتش کر دیا تھا۔ جلال الدین حقانی کا گھر بھی نذر آتش ہو چکا تھا۔ پاکستان نے بھی ابھی مجاہدین کی مدد شروع نہیں کی تھی۔ مجاہدین کئی دن سے بھوکے تھے۔ میں بہت پریشان تھا کہ خوراک کا انتظام کیسے کروں۔ نماز فجر سے فارغ ہوا تو قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گیا۔ اس پریشانی کی حالت میں مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں ایک بزرگ آئے وہ بہت غصے میں تھے۔ مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے جلال الدین تم پریشان کیوں ہوتے ہو۔ جب تم جہاد نہیں کر رہے تھے تو تمہیں کون رزق دیتا تھا؟ تم تیس سال کی عمر تک جہاد سے غافل رہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ تمہیں رزق دیتا رہا اب جب کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہو تو کیا تمہیں اپنے رازق پر اعتماد نہیں رہا کہ اب بھی تمہیں اور تمہارے ساتھ دوسرے مجاہدین کو رزق دے سکتا ہے؟ خدا پر

Marfat.com

پورا بھروسہ رکھو۔ اور اس کے متعلق کسی بدگمانی کو اپنے ذہن میں نہ آنے دو۔ تم جب اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے تو اللہ بھی تم پر کبھی رزق کی تنگی نہ آنے دیگا۔ اس کے بعد اس بزرگ نے قریبی درخت کی طرف اشارہ کیا اور کہا، تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے تو تم کو ان درختوں میں سے گوشت لٹکتا ہوا ملے گا۔

اس کے ساتھ میری آنکھ کھل گئی۔ خواب نے میرا حوصلہ مزید بلند کر دیا۔ اور میری پریشانی جاتی رہی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی دو بکرے پکڑے ہماری طرف آ رہا ہے۔ اس نے آتے ہی کہا کہ یہ بکرے اللہ کی راہ میں میری طرف سے قبول کریں۔ پھر بکرے لانے والے نے بکرے ذبح کئے اور ان کو درختوں کے ساتھ لٹکا دیا ان درختوں کے ساتھ جن کی طرف خواب میں بزرگ نے اشارہ کیا تھا۔

اس واقعہ میں ہم سب کے لئے ایک نصیحت ہے کہ جو بھی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور اسکی راہ میں جہاد کرتا ہے تو اللہ بھی اس کی مدد کے لئے سب کچھ کرتا ہے لیکن اس مدد کے لئے استقامت شرط ہے۔

پیاس لگی تو بے موسم کے برف برسنے لگی

گل محمد نے ہمیں بتایا کہ ایک بار ایک بڑی فوج نے ہم پر حملہ کیا۔ دشمن کی مادی برتری کے پیش نظر مولوی بزرگ بہرام کے ساتھ ہم کوہ سلطان سیف کی طرف پسپا ہونے پر مجبور تھے۔

پہاڑوں میں چلتے چلتے پیاس نے ستایا تو مولوی بزرگ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور بڑی دیر تک گڑگڑا کر دعا کرتے رہے کہ اے رب ہم تیرے کمزور بندے ہیں، تیرے راستے میں نکلے ہیں اور تیری رضا چاہتے ہیں۔ اب ہمیں پیاس لگی ہے۔ تو ہمیں پانی پلا۔

اسی وقت آسمان سے بے موسم برف گرنے لگی اور ہم نے اس سے اپنی پیاس بجھائی۔

Marfat.com

برکتی سیب:

ایک بار ہم ۵۰ مجاہدین روسی فوجیوں کے نرغے میں آ گئے، دشمن بہت بڑی تعداد میں تھا جبکہ ہم مجاہدین کی تعداد اس کے مقابلے میں بہت تھوڑی تھی۔ ہمارے پاس خوراک کا جو ذخیرہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم و احسان کی بدولت دشمن پر مجاہدین کی ہیبت بٹھادی اور وہ ہم پر بھرپور حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ البتہ اکادکا فائرنگ کا سلسلہ جاری رہا، دشمن کی طرف سے یہ محاصرہ بڑھتا چلا گیا۔

ہماری خوراک ختم ہوئے چار روز گذر چکے تھے اور مجاہدین بھوک سے نڈھال تھے، پانچویں روز مجاہد کھانے کے لئے پھل وغیرہ کی تلاش میں نکلے تو تھوڑی ہی دور ایک تباہ شدہ مکان میں سیب کا ایک درخت نظر آ گیا، سیب کا درخت پھلوں سے لدا ہوا تھا۔ ۵۰ مجاہدین نے ۲۵ روز تک انہی سیبوں پر گزارا کیا، سب سے حیران کن بات یہ تھی کہ سیب کے درخت پر ہر روز سیبوں کی تعداد کم ہونے کے بجائے پہلے سے بھی بڑھ جاتی تھی۔

افغانستان اور کشمیر میں مجاہدین پر گولیوں اور بموں کے اثرات نہ ہونے کے واقعات

دشمن کے تین بم ناکارہ ہو گئے

۱۹۸۸ء میں کمانڈر جلال الدین حقانی نے مجھے ایک واقعہ سنایا۔

''ابھی حال ہی میں خوست کی لڑائی میں دشمن نے ایسے بم استعمال کیے جو میزائل یا راکٹ کے ذریعے پھینکے جاتے تھے۔ جب یہ میزائل یا راکٹ مخصوص نشانے پر بم پہنچالیتا ہے تو ہوا میں ٹھہر کر وہاں سے عمومی زاویہ پر بم پوری قوت سے مار دیتا ہے۔ یہ طریقہ روسیوں نے سنگر میزائلوں کی مار سے طیارے کو محفوظ بنانے کی خاطر ایجاد کیا ہے۔ لڑائی کے دوران مجاہدین کے ایک دستے کے ہمراہ میں بھی موجود تھا۔ دشمن نے ایسا بم چلایا جو ہمارے سروں پر آ کر ٹھہر گیا۔ ہم زمین پر لیٹ گئے اور شہادت کے انتظام میں تھے کہ ہم نے اپنے نیچے زمین کو لرزتے ہوئے پایا۔ زبردست دھماکہ ہوا لیکن بم کچھ دور گرا اور ہمیں کوئی گزند نہ پہنچی۔ بال بال بچنے پر ابھی ہم اللہ کا شکر ہی ادا کر رہے تھے کہ دوسرا بم بردار راکٹ ہمارے سروں پر پہلے سے بھی قریب آ کر رک گیا۔ بم اتنا قریب گرا کہ ہم سب گرد و غبار اور مٹی کے سنگریزوں کی زد میں آ گئے مگر ہم میں سے کوئی پھر بھی زخمی نہیں ہوا۔ چند ہی لمحوں کے بعد تیسرا بم بردار راکٹ بھی ہمارے سروں پر عموداً آ کر رک گیا۔ اب ہمیں شہادت کا سو فیصد یقین ہو گیا تھا۔ مگر بم چند گز کے فاصلے پر زمین میں بغیر پھٹے دھنس گیا اگر پھٹ جاتا تو ہم سب کی بوٹیاں بھی نہ ملتیں۔

میں گولیوں کی بارش میں نکل گیا: خلیفہ سبحان بتاتے ہیں

''میں بھیس بدل کر ایک بڑے روسی افسر کو قتل کرنے کے لیے موٹر سائیکل پر سوار ہو کر مطلوبہ شخص کے احاطے میں داخل ہوا تو قبل اسکے کہ میں کوئی کاروائی کرتا سینکڑوں فوجیوں نے مجھے گھیرنے کی کوشش کی۔ یہ دیکھ کر میں نے راہ فرار اختیار کی۔ اس پر سب فوجیوں نے مجھ پر فائر کھول دیا، مگر مجھے اور میری موٹر سائیکل کو کوئی گولی نہ لگ سکی البتہ میں آج تک یہ نہ سمجھ سکا کہ میں گولیوں کی بارش میں سے کیسے بچ نکلا!''۔

میزائل کی مجاہدین سے دوستی:

علاقہ پکتیا کے رہنے والے اور کمانڈر جلال الدین حقانی کے مجاہدین کے ایک نامور کمانڈر ضابط عمر خان بتاتے ہیں:

''یہ ۱۹۸۵ء کا واقعہ ہے مجاہدین ایک خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک میزائل خیمے پر آ کر گرا خیمے کے اندر سب کچھ جل گیا مگر کسی مجاہد کو کوئی نقصان نہیں پہنچا''۔

(ایسا ہی ایک واقعہ ژاور مرکز میں کئی مجاہدین نے مجھے سنایا اور خیمہ بھی دکھایا)

ایک مجاہد نے خالی گن سے چار مسلح فوجیوں کو گرفتار کیا

حرکۃ کے گوریلا مجاہد خالد محمود کراچوی کہتے ہیں کہ بارودی سرنگوں کی باڑ کراس کرنے میں ہمارے جن ساتھیوں کو شدید زخم آئے تو وہ وہیں رہ گئے باقی چھوٹے موٹے زخموں والے اپنے رستے زخموں کی پرواہ کیے بغیر پوسٹ پر چڑھنے لگے اوپر دشمن کے مورچے تھے۔ وہ مورچہ بند ہو کر ہم پر برسٹ مار رہے تھے، ہر مجاہد زبردست جوش اور ولولہ کے ساتھ پوسٹ کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ مجھے اوپر جانے والی ایک پگڈنڈی مل گئی فوراً اس پر آگے بڑھنے لگا۔ اب مجھے بارودی

Marfat.com

سرنگوں کا کوئی خوف نہیں رہا تھا، کیونکہ میں جس پگڈنڈی پر چل رہا تھا، فوجیوں کی بنائی ہوئی تھی۔ تھوڑا آگے چلنے کے بعد مجھے دائیں جانب ایک مورچے میں تین فوجی بیٹھے نظر آئے، جو ہمارے ساتھیوں پر کلاشنکوفوں سے فائر کر رہے تھے میں انکے بالکل قریب سے گزر رہا تھا، چھپنے کی کوئی جگہ میرے پاس نہیں تھی، مگر اندھیرے میں وہ سمجھے کہ میں ان کا آدمی ہوں۔ مجھے دیکھتے ہی وہ زور زور سے کہنے لگے برادر بزن، بزن اس طرف اشرار ہستند (بھائی مارو مارو اس طرف اشرار (مجاہدین کو کہتے ہیں) بڑھ رہے ہیں) میں انکی بات سن کر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ چند قدم آگے مجھے ایک ٹوٹا ہوا کمرہ نظر آیا۔ میں نے بھاگ کر فوراً اسکی آڑ میں پوزیشن سنبھال لی اور اپنی کلاشنکوف سے مورچے میں بیٹھے ہوئے فوجیوں پر برسٹ مارا ان پر جب پیچھے سے فائر ہوا تو وہ گھبرا کر مورچے سے نکلے اور اندھیرے میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ مجھے پتہ تھا کہ مغرب کی طرف انکی بڑی توپ نصب ہے۔ چنانچہ میں اس پر قبضہ کرنے کے لیے اس طرف بڑھا۔ اندھیرے میں توپ کے مورچے کے بالکل قریب آ گیا۔ اس مورچے میں ۴ مسلح فوجی بیٹھے تھے۔ جبکہ توپچی بھاگ گیا تھا۔ ان کی پیٹھ میری طرف تھی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ میری کلاشنکوف کی چڑھی ہوئی میگزین خالی ہو چکی ہے۔ میں فوجیوں کے بالکل سر پر کھڑا تھا۔ اگر میگزین بدلنے کی کوشش کرتا تو ہلکی سی کھٹک سے آواز انہیں چونکا دیتی اور وہ پیچھے مڑ کر مجھے دیکھ لیتے پھر جتنی دیر میں میں نئی میگزین چڑھاتا اس سے پہلے وہ میرا جسم چھلنی کرنے میں دیر نہ لگاتے۔ میرے ذہن میں فوراً ایک خیال آیا اور میں بلی کی چال چلتے ہوئے ان کے اور قریب آ گیا اور عقب سے پوری قوت سے دہاڑا تسلیم شو (یعنی ہتھیار ڈالدو)

خدا کی قدرت دیکھیئے میری آواز سنتے ہی ان پر اتنا خوف و ہراس چھایا کہ وہ سب بیک زبان چیخ اٹھے تسلیم تسلیم یعنی ہم نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

میں نے دوبارہ چیخ کر کہا تم سب اوندھے منہ زمین پر لیٹ جاؤ اور اپنے ہتھیار دور پھینک دو۔ انہوں نے کمشینی انداز میں میرے حکم کی تعمیل کی

Marfat.com

ہتھیار پھینک کر زمین پر اوندھے منہ لیٹ گئے اور میں نے موقع پاکر فوراً اپنی کلاشنکوف کی میگزین بدلی اور نئی میگزین لگاتے ہی دو چار ہوائی فائر کیے تاکہ وہ مزید سہم جائیں۔ پھر میں نے اپنی جیب سے کچھ تسمے نکالے جو اس نیت سے رکھے ہوئے تھے۔ میں نے وہ تسمے انکی طرف پھینکتے ہوئے کہا یہ تسمے اٹھالو اور فوراً ایک دوسرے کے ہاتھ باندھ دو۔ فوجیوں نے چوں چراں نہ کی اور میرے حکم کی تعمیل کی۔ اور ایک دوسرے کے ہاتھ پیٹھ پر باندھ دیئے۔ اب میں نے آگے بڑھ کر ان کی کلاشنکوفوں سے میگزین نکالی اور ان فوجیوں کو اسلحہ سمیت لیکر آگے چل دیا۔ اتنے میں میرے اور ساتھی بھی آ گئے پھر ہم نے انکو دوسرے قیدیوں کے ساتھ باندھ دیا۔

مجاہد کی پگڑی پر راکٹ سے سوراخ

۱۵ جولائی ۱۹۸۵ء کو میں نے خوست یڑرا کے مقام پر بچشم خود دیکھا کہ ۱۶ مجاہدین ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے ان میں ایک نوجوان مجاہد یار خان بھی تھا۔ دشمن کا ایک راکٹ آیا اور یار خان کی پگڑی اچک کر دو میٹر کے فاصلے پر جا کر پھٹ گیا مگر اللہ تعالیٰ نے سب مجاہدین کو محفوظ رکھا۔ جب ہم نے یار خان کی پگڑی دیکھی تو اس میں کئی سوراخ تھے۔

بے مثال شجاعت

کمانڈر قاری نعمت اللہ صاحب بتاتے ہیں کہ پیش قدمی کرتے ہوئے جب ہم دشمن کی قرارگاہ تک پہنچے تو آگے ایک چھوٹی سی ایسی پہاڑی کو ہمیں عبور کرنا تھا جس پر دشمن نے اپنی گنیں لگائی ہوئی تھیں۔ اور بارش کی طرح دشمن گولیاں برسا رہا تھا۔ میں نے ساتھیوں سے کہا کہ اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو اور گولیوں کی بوچھاڑ میں اس پہاڑی سے آگے بھاگ چلو جو گریں وہ وہیں پڑے رہیں باقی آگے پہنچیں۔

Marfat.com

یقین کیجیے کہ دشمن کی گولیاں مینہ کی طرح برس رہی تھیں۔ اور پھر اس جگہ مائنز کا بھی خطرہ تھا۔ مگر میرے کہنے کی دیر تھی کہ وقار احمد جن کا تعلق جہلم سے تھا آگے بڑھے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ مائنز اور گولیوں کی بارش میں قرارگاہ کی طرف دوڑ لگادی۔ اس کو دیکھ کر باقی مجاہدین بھی آگے دوڑ پڑے اللہ پاک نے سب کو محفوظ رکھا۔ اور کوئی بھی زخمی نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ اس پہاڑی کو پار کر کے ہم قرارگاہ تک جا پہنچے۔

گولہ نہیں پھٹا

نصر اللہ جہاد کا دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ۳۰ ستمبر کو میری ڈیوٹی مارٹر توپ پر تھی، میں نے ۱۰۰ گولے پوسٹ پر پھینکے تھے۔ نشانہ فٹ کرتے وقت ۲ گولے پوسٹ میں آگے نکل گئے اور تقریباً پچاس میٹر کے فاصلے پر پیچھے گرے اسکے بعد میرا نشانہ سیٹ ہو گیا اور میں نے پوسٹ پر گولے پھینکنا شروع کر دیئے۔ مجھے توپ سیٹ کرنے میں کافی دیر لگ گئی۔ میں نے چھاؤنی پر گولہ باری شروع کی تو مغرب کا وقت ہو رہا تھا اور میں دوربین سے دیکھ رہا تھا کہ کہیں اپنے ساتھیوں کو نہ لگ جائیں چونکہ وقت کم تھا میں جلدی جلدی فائر کر رہا تھا میں نے ۶۴ گولے پھینک دیئے پھر ایک گولہ مارٹر توپ میں ڈالا لیکن اس کا بارود کمزور تھا۔ وہ ہمارے ساتھیوں کے قریب جا کر گرا میں نے دوربین سے دیکھا تو بے ساختہ میرے منہ سے الحمد للہ نکلا کیونکہ وہ گولہ پھٹا نہیں تھا۔ اگر وہ گولہ پھٹ جاتا تو پتہ نہیں کتنے شہید اور کتنے زخمی ہوتے۔

ٹرالی میں بڑے گولوں کا دشمن پر حملہ

صوبہ پکتیا میں ہم ایک ٹرالی میں سفر کر رہے تھے۔ ٹرالی میں راکٹ لانچر کے گولے بھی پڑے ہوئے تھے۔ علاقہ میدانی تھا اور دشمن نے ہمارے راستے میں گھات لگائی ہوئی تھی۔ ہمیں دیکھتے ہی دشمن نے ہم پر فائرنگ شروع کی

Marfat.com

اچانک تھا۔ اسکے باوجود ہم ٹرالی سے چھلانگیں لگا کر زمین پر لیٹنے میں کامیاب ہو گئے۔ ٹرالی پر پڑے ہوئے گولہ بارود کو آگ لگ گئی۔ راکٹ لانچر کے گولے بھی پھٹنے لگے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا رخ دشمن کی طرف کر دیا جس سے نہ صرف دشمن بھاگ اٹھا بلکہ ہم بھی زندہ بچ گئے۔

یہ واقعہ مولانا فضل الرحمن خلیل امیر حرکۃ المجاہدین نے مئی ۱۹۸۷ء کو مجھ سے بیان کیا تھا۔

زہریلی گیس کا اثر زائل ہو گیا

غازی عبدالغفار خان بیان کرتے ہیں:

''ہم نو مجاہد تھے جبکہ ہمارے مقابل دشمن کی فوج کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ اور اسے ٹینکوں کی امداد حاصل تھی۔ قریب تھا کہ ہم دشمن کی فوج کو شکست فاش دیتے، کہ دشمن نے جہازوں سے ہم پر پیلے رنگ کی بارش برسانا شروع کر دی۔ (یہ ایک زہریلی گیس کا مرکب ہے جس سے انسان بے ہوش ہو جاتا ہے) کچھ دیر کے بعد اللہ تعالیٰ نے تیز ہوا چلائی اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ جس سے زہریلی گیس کا اثر زائل ہو گیا''۔

بموں سے مجاہدین کی دوستی: مجاہد غوث اللہ کا کہنا ہے:

''دوران جنگ غازی محمد فتح کے سینے میں مشین گن کی گولی لگی جب ہم اسکے پاس گئے تو اس کی پیشانی پر پسینہ آ رہا تھا۔ ایک مجاہد نے زخم کو دیکھنے کے لیے قمیص کے اندر ہاتھ ڈالا تو جیب بھری ہوئی محسوس ہوئی۔ جب جیب میں ہاتھ ڈالا تو قرآن مجید نکلا جس کی جلد میں گولی پھنسی ہوئی تھی۔ مگر قرآن مجید کے کسی ورق کو کوئی بھی گزند نہ پہنچی تھی۔''

زندہ معجزہ: ڈاکٹر عبدالحمید بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

''ہم علاج کے لیے ایک زخمی مجاہد شفیق کو لائے۔ جس کے سینے میں گولی لگی تھی اور کمر سے پار نکل گئی تھی۔ زخم کی چوڑائی پیٹھ کی جانب ۱۵ سینٹی میٹر تھی۔ آپریشن کے دوران معلوم ہوا کہ معدہ اور جگر کے کئی ٹکڑے اڑ گئے ہیں۔ علاج بظاہر ناممکن تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے آپریشن کر دیا۔ مریض بہت جلد روبصحت ہو گیا اور ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی جب ایکسرے کے بعد معلوم ہوا کہ زخمی مقامات پر جیسے کوئی زخم آیا ہی نہ تھا''۔

۳۰ گولیاں پسلیوں کو زخمی کرتی ہوئی نکل گئیں

یہی کمانڈر جان داد خان اپنے بارے میں ایک واقعہ کا تذکرہ ہوئے کہتے ہیں۔

''ایک دفعہ روسیوں نے ہم پر حملہ کیا۔ دشمن بھاگ گیا اور میں مال غنیمت اکٹھا کرتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ دو مسلح روسی میرے مقابلے پر آ گئے۔ میں نے آگے بڑھ کر دونوں بازوؤں سے دونوں کی کلاشنکوفیں پکڑ لیں۔ انکی کلاشنکوفوں سے تیس گولیاں فائر ہوئیں اور میری دونوں پسلیوں کو زخمی کرتی ہوئی نکل گئیں۔ اور میرا ہاتھ بھی زخمی ہو گیا۔ اسکے باوجود میں نے ہمت نہ ہاری۔ اور دونوں سے کلاشنکوفیں چھین کر دونوں کو ہلاک کر دیا۔ اس موقع پر جانداد خان نے راقم کو اپنی پسلیوں پر کلاشنکوف کی گولیوں کے زخم بھی دکھائے۔''

گولیوں سے چھلنی زندہ مجاہد

لاہور کی صحافت و ادب کی معروف شخصیت محترم منہاج الدین اصلاحی صاحب بیان کرتے ہیں۔ پشاور میں میں حزب اسلامی کے دفتر میں مقیم تھا ...

Marfat.com

ایک مجاہد آیا۔ اسکے کپڑے گولیوں سے چھلنی ہو چکے تھے۔ مگر مجاہد بالکل ٹھیک ٹھاک تھا میرے پوچھنے پر مجاہد نے بتایا کہ یہ سب اللہ کی مدد کی وجہ سے ہوا ورنہ یہ کیسے ممکن ہے، کہ گولیاں لباس کو چھلنی کر دیں اور پہننے والے کو کوئی گولی نہ چھو کر جائے۔

گولیاں قریب آ کر جست لگا کر آگے نکل گئیں

مولانا سعادت اللہ ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''مولانا ارسلان خان نے ارگن چھاؤنی پر دباؤ ڈالنے کے لیے مجاہدین کے مختلف گروپوں کو منظم کیا اور فیصلہ ہوا کہ ہیوی مشین گنوں سے فائرنگ کی جائے۔ رات کو دو طرفہ فائرنگ کا عجیب سماں ہوتا ہے۔ پہرہ دینے کے لیے میں نے رات کا وقت مانگ لیا۔ کسی طرح دشمن کو ہماری دھشکہ کا محل وقوع معلوم ہو گیا اور دشمن نے صحیح نشانے پر فائر کھول دیا۔ رات کے وقت عموماً ہر پانچویں گولی روشنی کی فائر کی جاتی ہے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ آیا گولیاں نشانے پر لگ رہی ہیں یا نہیں۔ اس وقت میری حیرانی کی کوئی انتہا نہیں رہی جب میں نے دیکھا کہ ''دھشکہ'' کے قریب آ کر گولیاں جست لگا کر نکل جاتی ہیں اور دھشکہ پر موجود مجاہدین بالکل محفوظ رہتے ہیں۔ صبح میں نے اپنے ساتھیوں سے تذکرہ کیا تو وہ نہ مانے اور رات کو خود مشاہدہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب آنکھوں سے دیکھ چکے تو کچھ دوست پھر کہنے لگے کہ سامنے بڑا پتھر ہے جس سے ٹکرانے کے بعد جمپ لگتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر وہاں کوئی اور پتھر ہوتا تو ٹکرانے کی آواز پیدا ہوتی اور ہر گولی ایک ہی سمت میں جست لگاتی۔ پھر بھی فیصلہ صبح کو تحقیق کا ہوا۔ صبح کو دھشکہ کے ارد گرد کا پورا جائزہ لیا مگر وہاں کوئی بھی پتھر نہیں تھا۔ اب ان سب ساتھیوں کو یقین آ گیا کہ یہ سب اللہ کی مدد سے ہو رہا ہے''۔

Marfat.com

وہ مجاہد جسکا جسم بم سے دو ٹکڑے ہوا پھر بھی وہ دو ۲ گھنٹے زندہ رہا

صوبہ پکتیا میں زوران کے علاقے میں فخری گاؤں ہے۔ گاؤں کے مغرب میں پہاڑی کے اوپر شہیدوں کا قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں صوبہ؟؟؟ کی تحصیل؟؟ کے رہنے والے ایک تیس سالہ کمانڈر مولوی ظریف شہید کی قبر بھی ہے۔ مولوی ظریف شہید کی جرات اور بہادری کی داستانیں اب بھی مجاہد بڑی عقیدت اور محبت سے سناتے ہیں۔ آپ انکی زندگی کے آخری معرکے کی روداد سے اندازہ لگالیں کہ وہ کیسے مجاہد تھے۔ اس معرکے میں جب وہ ٹینکوں کے ایک کانوائے سے مقابلہ کررہے تھے، تو توپ کے ایک گولے سے انکی چھاتی کا دایاں حصہ اور بازو مکمل طور پر علیحدہ ہوگئے۔ اسکے بعد بھی مولوی ظریف دو گھنٹے تک زندہ رہے اور ان دو گھنٹوں میں بھی وہ مجاہدین کی مکمل رہنمائی کرتے رہے اور انہوں نے محاذ سے پیچھے ہٹنے سے انکار کردیا۔ دو گھنٹے کے اندر اندر دشمن کو شکست فاش ہوگئی۔ اور اسکے ساتھ ہی مولوی ظریف کی روح بھی جنت کی طرف پرواز کرگئی۔

طب کی دنیا میں آدھے جسم کے علیحدہ ہوجانے کے بعد دو گھنٹے ہوش و حواس کے ساتھ زندہ رہنا معجزے سے کم نہیں۔ لیکن یہ معجزہ رونما ہوا اس لیے کہ ایک طرف اللہ مجاہدین کو فتح سے ہمکنار کرنا چاہتا تھا، اور دوسری طرف وہ اپنے مخلص بندے کو اس کے ساتھیوں کی فتح دکھانا چاہتا تھا۔

مائن پر لیٹے رہے لیکن وہ نہیں پھٹی

عدیل احمد فیصل آباد کے رہنے والے ہیں اور عرصہ سے حرکۃ کے انتہائی نڈر اور پرجوش مجاہد ہیں۔ عدیل احمد نے بتایا کہ۔

"جب ہم شام کو پوسٹ پر حملہ کررہے تھے اس وقت دشمن نے ہم پر شدید فائر کھول دیا۔ اور برسٹ پر برسٹ مارنے لگا

تو خالد زبیر صاحب ہمارے آگے آگے تھے وہ فوراً زمین پر لیٹ گئے اور ہم سب نے انکی تقلید کی۔ یہیں پر انکا وائرلیس سیٹ گم ہوا۔ اگلی صبح جب وائرلیس سیٹ تلاش کرتے کرتے وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جہاں خالد زبیر صاحب گرے تھے اور لیٹے رہے وہاں ایک مائن (بارودی سرنگ) تھوڑی سی زمین سے باہر نکلی ہوئی تھی خدا کی قدرت دیکھئے کہ کمانڈر خالد زبیر صاحب اس مائن پر لیٹے رہے مگر وہ نہ پھٹی اگر وہ پھٹ جاتی تو کمانڈر خالد زبیر صاحب کی شہادت یقینی تھی۔''

اللہ نے ساتھیوں کو بچالیا راکٹ نہیں پھٹا

حزب اللہ ڈوگر (جو کہ حرکت کا بہت پرانا لڑاکا مجاہد ہے) نے مجھے بتایا کہ زامہ پوسٹ میں داخل ہوتے وقت میں مولانا عبدالرحمٰن ہندی کے ساتھ جا رہا تھا۔ آگے جا کر مجھے پتہ نہیں چلا کہ وہ کس طرف چلے گئے تاہم میرے سامنے ایک کمرہ تھا میں نے اس کمرے کے دروازے میں سے ایک راکٹ اندر مارا۔ لیکن اندر سے راکٹ کے پھٹنے کی آواز نہیں آئی، میں اس بات پر حیران تھا کہ راکٹ پھٹنے کی آواز تو بہت زیادہ ہوتی ہے۔ آواز کیوں نہیں آئی؟

اسی اثناء میں ایک فوجی کمرے میں بنے ہوئے مورچے میں سے باہر نکلا اور اسکے پیچھے مولانا عبدالرحمٰن ہندی اور دو ساتھی نکلے وہ بھی اسی کمرے میں تھے، مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ بھی اسی کمرے میں ہیں میں نے بعد میں جا کر دیکھا کہ راکٹ کا گو ٹوٹ گیا تھا پھٹا نہیں تھا، اگر وہ پھٹ جاتا تو مولانا عبدالرحمٰن اور دوسرے ساتھی بھی زخمی ہوتے۔

حزب اللہ کہتے ہیں کہ اسی طرح میں نے دستی بم گرنیڈ ایک کمرے میں ایک روشن دان سے اندر پھینکا وہ روشن دان میں جا کر پھنس گیا اور وہاں سے اندر نہ گیا اور نہ ہی پھٹا۔ جبکہ گرنیڈ بم (دستی بم) کی پن نکال کر اسے پھینک دیا جائے تو

اس نے ہر حال میں پھٹنا ہوتا ہے اور اسکا کوئی حل نہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ قریب اپنے مجاہد ساتھی تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بم پھٹا ہی نہیں اگر وہ پھٹ جاتا تو بہت سے مجاہد ضرور زخمی ہوتے۔

فیوز موجود تھا لیکن گولہ پھٹا نہیں فیوز نہیں تھا لیکن گولہ پھٹ گیا

حرکۃ الجہاد الاسلامی کے کمانڈر نصر اللہ جہاد یار ولد محمد رمضان مرحوم ۲۷ فروری ۱۹۶۳ء کو لاہور میں پیدا ہوئے انہوں نے انٹر تک تعلیم حاصل کی۔ اسکے بعد ۱۹۸۶ء میں حرکۃ سے منسلک ہو گئے۔ موصوف نے اپنی پوری زندگی حرکۃ کے لیے وقف کردی ہے اور ۱۹۸۶ء سے اب تک مسلسل جہاد میں مصروف ہیں، نصر اللہ جہاد یار حرکۃ الجہاد الاسلامی کے نائب کمانڈر چہارم ہیں۔

نصر اللہ جہاد یار کہتے ہیں کہ جنگ سے چند روز قبل غالباً ۱۵ ستمبر کی بات ہے کہ دشمن نے اچانک مارٹر توپ کا ایک گولہ فائر کیا جو ہمارے مورچے میں آکر گرا مگر وہ پھٹا نہیں۔ میں نے وہ گولہ اٹھایا تا کہ دیکھوں کہ وہ کیوں نہیں پھٹا تو اس گولے کو پھٹانے والی پٹاخی پھٹ گئی تھی جس سے گولے کا پھٹنا ضروری تھا مگر خدائے واحد نے مجاہدین کو بچانا تھا کہ گولہ نہیں پھٹا۔ اب وہ گولہ بیکار تھا ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ اس گولہ پر حرکۃ کے اسٹیکر اور کچھ لکھ کر دوبارہ دشمن کی چھاؤنی کی طرف پھینکتے ہیں تا کہ وہ بھی دیکھ لے کہ ہمارے ساتھ اللہ کی مدد اور نصرت ہے۔ بہرحال گولے پر اسٹیکر اور کچھ لکھ کر اسے مارٹر توپ کے ذریعہ دشمن پر فائر کر دیا۔ دوربین سے دیکھا تو یہی گولہ جو فیوز ہونے اور پٹاخی کے پھٹنے کے باوجود ہمارے مورچے پر نہیں پھٹا لیکن ہم نے بغیر فیوز کے جب دشمن پر پھینکا تو ٹھیک ان کے مورچے کے درمیان جا کر گرا اور دھماکے سے پھٹ گیا۔ جس سے دشمن کو خاصا جانی نقصان ہوا۔

بارودی سرنگوں کا راستہ مل گیا

مجاہد عدیل احمد کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک مجاہد ساتھی [illegible]

Marfat.com

احمد صاحب تھے جو حال ہی میں ایک تبلیغی جماعت میں چلہ لگا کر آئے تھے۔ جنگ سے قبل تین روز تک وہ اس دعا کا تکرار کرتے رہے۔ یا اللہ تو ہماری ایسی نصرت فرما، ایسی نصرت فرما کہ ہم تیری نصرت کو اترتے ہوئے دیکھیں۔ جنگ کے روز واقعی ہمیں خدا کی نصرت اترتے ہوئے نظر آئی اور وہ اس طرح کہ جب ہم بارودی سرنگوں کے علاقے میں پہنچے تو ہمارے اندازے کے مطابق ہر طرف بارود ہونا چاہیے تھا مگر ہمیں ایسے راستے مل گئے کہ بس آپ کو کیا بتائیں وہاں بارود کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ نائب کمانڈر نصر اللہ جہادیار نے بتلایا کہ زامہ خولہ پوسٹ پر حملے کے دوران جن راستوں پر یہ ساتھی گئے، بعد میں ان راستوں کو چیک کیا تو مجھے وہاں بے شمار بارود ملا جسے میں نے بعد میں ناکارہ کر دیا۔ مجاہدین ان کے اوپر سے گزر گئے تھے۔

قرآن والوں کی دلیری اور غیب سے حفاظت

کنٹر میں لشکر گاہ اسامہ ابن زید کے کمانڈر اسد اللہ اور مجاہد فاروق بیان کرتے ہیں کہ مجاہدین کے شیخ اور استاد محمد امین ملکزائی ''یشت'' (چھوٹا ماسکو) نامی گاؤں کے قریب نہر کنٹر کے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک دشمن نے ان پر مارٹر توپ کے گولے برسانے شروع کر دیئے۔ شیخ کے گرد تشریف فرما نوجوان مجاہدین نے ابتداً شرم کے مارے بھاگ کر جانے سے ہچکچاہٹ کی لیکن جوں ہی گولے قریب گرنے لگے تو سب اپنی حفاظت کی خاطر بھاگ اٹھے مگر حضرت شیخ وہیں اطمینان کے ساتھ بیٹھے رہے اور اسی اطمینان اور وقار کے ساتھ تلاوت کلام پاک میں مصروف رہے جیسے گولہ باری سے پہلے تھے، حالانکہ شیخ بالکل کھلے میدان میں تشریف فرما تھے جہاں بچاؤ کے لیے کوئی حائل اور پناہ نہیں تھی۔ شیخ کے گرد گیارہ گولے گرے۔ جن میں سے ایک صرف نصف میٹر کے فاصلے پر گرا۔ شیخ گرد و غبار میں گم ہو گئے۔ مجاہدین شیخ کی شہادت پر چیخ چیخ کر رونے لگے مگر جب گرد و غبار ہٹا

Marfat.com

تو شیخ اسی ہیت و کیفیت میں صحیح سلامت بیٹھے ہوئے تھے اور تلاوت کلام پاک میں محو تھے، بعد میں جب مجاہدین نے ان سے دریافت فرمایا کہ آپ کیوں نہ حفاظت کی خاطر بھاگے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آئی کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کریں گے کہ تیرا فلاں بندہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے موت سے ڈر کر بھاگ گیا۔

تاکہ وہ اسے جھوٹ نہ سمجھیں

ولایت پروان میں نجاب کے کمانڈر راحمری نے ہمیں بتایا کہ ہم دو سو مجاہدین نے روسیوں کے ۵۰۰ ٹینکوں اور گاڑیوں کے ایک قافلہ پر حملہ کیا اور ۴۷ گاڑیاں تباہ کر دیں۔ اس قافلے سے ہمیں دو گاڑیاں مال غنیمت میں حاصل ہوئیں جن پر زمین سے زمین پر مار کرنیوالے میزائل اور اوبوس ۱۲۲ ملی میٹری توپیں لدی ہوئی تھیں۔ اسکے علاوہ وہاں سے ہمیں اور بہت سا دوسرا اسلحہ بھی ملا۔

اہل منطقہ دور سے ہماری یہ کاروائی دیکھ رہے تھے۔ وہ سمجھے کہ ہم سب مارے جا چکے ہیں۔ معرکے کے بعد جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ ہم زندہ سلامت ہیں تو بہت حیران ہوئے۔

چند روز کے بعد حکمت یار صاحب نے شہیدوں کے اہل خانہ کے لیے کچھ چیزیں بھیجیں۔ جب یہ چیزیں ہمارے پاس پہنچیں تو ہم ہنس پڑے۔ انہوں نے ہم سے وجہ پوچھی تو ہم نے کہا۔ ہم میں سے کوئی شہید نہیں ہوا تھا۔

تم مجھے پتھر کیوں مار رہے ہو؟

محمد اکبر نے مجھے بتایا کہ ہوان کے گولے کی تیز آواز سن کر میں زمین پر لیٹ گیا جب کہ میرا ساتھی زرجان وہیں کھڑا رہا۔ اچانک بم کا پنکھا اسکے کندھے پر آ کر لگا اور اسکے پیچھے گر گیا۔ لیکن پھٹ نہ سکا۔ زرجان نے مڑ کر دیکھا اور اپنے دوستوں کو برا بھلا کہنے لگا۔ اس نے کہا تم مجھے پتھر کیوں مار رہے

Marfat.com

ہو؟ ہم نے اسکی توجہ بم کی طرف دلائی تو وہ خود حیران رہ گیا کہ کتنا بڑا حادثہ رونما ہوا اور وہ زندہ رہا۔

دھماکہ ہوا مگر

قندھار میں معروف ارغستان بولدک اور شگام کے علاقوں کے امیر غلام محمد غریب نے مجھے بتایا کہ ہم چتری ضلع ارغستان میں ۷۵ مجاہدین جمع تھے کہ رات کے ساڑھے نو بجے طیاروں نے حملہ کر دیا۔ میں نے حکم دیا کہ سب وہاں سے نکل جائیں اور ہمارے وہاں سے نکلنے کے صرف پانچ منٹ کے بعد اسی کمرے پر بم آکر گرا اور سب کچھ جل گیا۔ وہاں پڑی ہوئی ہر چیز تباہ ہوگئی۔

مجاہدین کا ایک کمانڈر محمد مجبور کسی وجہ سے اس کمرے کے دروازے پر رک گیا تھا۔ دھماکے سے وہ فضا میں اچھلا اور دور جا کر مٹی میں دھنس گیا، لیکن اسے کوئی زخم تو کیا خراش تک نہ آئی۔ حالانکہ اگلی صبح ہم نے وہاں سے ۳۰۰ زخمی اور مردہ چڑیاں جمع کیں۔ اس بم کا وزن ایک ہزار کلوگرام تھا۔

اسی موقع پر دس گیارہ مجاہد درختوں کے ایک جھنڈ کے نیچے جمع تھے۔ میں نے آواز دے کر انہیں بلایا۔ اور جیسے ہی وہ میرے پاس پہنچے ایک بم عین اسی جگہ پر گرا۔ یہ بم اتنا وزنی تھا کہ اردگرد کے ۴۵ درخت زمین سے اکھڑ گئے اور بعض درخت اکھڑ کر ۵۰۰ میٹر دور جا گرے۔

آخری شخص کے نکلتے ہی مکان گر گیا

داؤد نے مجھے بتایا کہ ہم ہاشم خیل جاجی کے ایک مکان میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اامیزائل مکان کو لگے۔ ہم جلدی سے مکان سے باہر نکل آئے لیکن افراتفری میں اپنی بندوقیں نہ اٹھا سکے۔ اس غلطی کا احساس ہوا تو ہم واپس آئے اور اپنی اپنی بندوقیں اٹھا کر باہر نکل آئے اور جیسے ہی ہمارا آخری ساتھی باہر نکلا مکان دھڑام سے زمین بوس ہوگیا۔ اس خوفناک حادثے میں ہم میں سے کسی کو کچھ

Marfat.com

نہیں ہوا۔ سوائے آخری ساتھی کے، جسے معمولی زخم آئے۔

لباس جل گیا لیکن جسم سلامت رہا

معلم عبدالغنی نے ہمیں بتایا کہ ہم پغمان میں تھے کہ ۸ طیاروں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ وہ بمباری کر کے واپس چلے گئے تو میں نے اپنے ساتھی مجاہدین کو ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ اسی اثناء میں دیکھا کہ ایک شخص جسکا پورا لباس جل چکا تھا لیکن اسکے جسم کو بالکل نقصان نہ پہنچا تھا۔

ہم نے اسے اٹھایا اور مرکز لے آئے۔ دو گھنٹے کے بعد اسے ہوش آیا تو ہم نے اس سے پوچھا کہ یہ کیسے ہوا کہ تمہارا لباس جل گیا لیکن تم سلامت رہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ ایک بم میرے قریب آ گرا اور میرے کپڑے جل گئے لیکن میری جلد کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

ایک مرغی کے علاوہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا

معلم طور نے مجھے بتایا کہ منطقہ سرخاب ولایت لوگر میں ایک احاطہ میں ہم ۱۱ خاندان بستے تھے۔ ایک روز روسی طیاروں نے ہم پر بمباری کی اور ایک بڑا بم اس احاطے میں صحن کے وسط میں گرا اور پھٹ گیا۔ لیکن اس بڑے بم سے ایک مرغی کے علاوہ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

لیکن ہمیں کچھ نہیں ہوا

پغمان کے شیر علم نے ہمیں بتایا کہ روسی طیاروں نے حملہ کر کے ایک مجاہد کو زخمی کر دیا۔ میں اور میرا ایک دوست اسکے علاج اور کھانے پینے کے لیے کچھ لینے کے لیئے قریبی بستی میں گئے ابھی ہم وہاں پہنچے ہی تھے کہ طیاروں نے ایک بار پھر حملہ کر دیا اور دو بم گرائے جو ہمارے قریب آ کر گرے۔ ان میں سے ایک بم تو اسی وقت پھٹ گیا، مگر دوسرا بم نہ پھٹ سکا، تاہم صرف پہلے بم کے دھماکے نے ہمیں

Marfat.com

ہوا میں اچھال کر دور پھینک دیا۔ ہمارے اوپر گرد و غبار کی ایک تہہ جم چکی تھی۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ جسمانی طور پر ہمیں کچھ تکلیف نہیں پہنچی تھی۔

شکر ہے گولی پھٹی نہیں

انند گل جان (چکر دار) نے مجھے بتایا کہ مجھے کلاشنکوف کا ایک برسٹ لگا جس سے میرے ہاتھ میں سوراخ ہو گیا۔ پھر گولیاں کنپٹی پر لگیں جن میں سے پانچ گولیوں کا خول اتر گیا، لیکن ان میں سے کوئی بھی میرے پیٹ پر نہیں پھٹی۔ میں نے (عبداللہ عزام نے) خود انند گل کے ہاتھ پر گولیوں کے نشانات دیکھے۔

میزائل کہاں گئے

امیر پکتیا محمد افضل نے مجھے بتایا کہ ہم رقیان جاجی میں تھے کہ ہم پر گولہ باری شروع ہو گئی۔ میں نے ۳ مجاہدین کو جو اس وقت کمرے میں موجود تھے، حکم دیا کہ کمرے سے باہر نکل جائیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھ لیں تو پھر نکلتے ہیں۔ چنانچہ وہ کمرے میں ہی رہے اور تھوڑی دیر میں تین میزائل کمرے کی چھت پر لگے۔ میں دوڑ کر کمرے میں پہنچا کہ دیکھوں کہ ان مجاہدین پر کیا گذری جو اندر نماز پڑھ رہے تھے اور یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہیں رہی کہ میزائل چھت پھاڑ کر کمرے میں آ گرے تھے لیکن عجیب بات یہ تھی کہ نہ کمرے میں ان کا کوئی نشان ملا اور نہ وہ کسی جگہ نظر آئے۔

گولی دل کے قریب آ کر رک گئی

شیخ سیاف کے ایک کمانڈر موسیٰ خان نے مجھے بتایا کہ خالی خان کو ۲۰ میٹر کے فاصلے سے دس سے زیادہ گولیاں ماری گئیں۔ ایک گولی سینے میں لگی وہ گوشت پھاڑتی ہوئی دل تک پہنچ گئی لیکن دل کے عین سامنے آ کر رک گئی۔ خالی خان آج بھی زندہ سلامت موجود ہیں۔

Marfat.com

ہم بچ نکلے

زرغون شہر کے عبدالجبار نے ہمیں بتایا کہ گذشتہ رمضان ۱۴۰۵ھ میں قطب خیل سے گزرنے والے ایک فوجی قافلے پر ہم ۶۰ مجاہدین نے حملہ کیا۔ حملے کے وقت ہم ایک خندق میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک میزائل خندق میں آ کر گرا۔ جس سے انجینئر غلام محمد تو شہید ہو گیا لیکن ہمیں کچھ نہ ہوا۔ حالانکہ بظاہر ہمارے بچ جانے کا کچھ امکان نہیں تھا۔

مجھے ذرا بھی تکلیف محسوس نہ ہوئی

پغمان کے محمد صالح قندھاری نے مجھے بتایا کہ مجھے ۱۴ گولیاں لگیں، لیکن ذرا بھی درد محسوس نہیں ہوا۔ میں نے (عبداللہ عزام نے) خود اس کے ہاتھ پر گولیوں کے نشانات دیکھے۔

صالح نے مزید بتایا کہ انہوں نے مجھے گرفتار کر کے میرے گیارہ ناخن اکھیڑ ڈالے، لیکن مجھے ذرا بھی درد نہیں ہوا۔ حفیظ اللہ امین کے دور میں انہوں نے مجھے قید میں ڈال دیا اور بجلی سے اذیتیں دیتے رہے، مگر مجھے کچھ محسوس نہیں ہوا۔

۲:...... صالح قندھاری نے ہی بتایا کہ ایک گولی گل جان کے منہ پر لگی اور اسکی گردن سے نکل گئی لیکن اسے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

ایک اور مجاہد دل آقا کو ایک گولی منہ میں لگی اور گردن سے نکل گئی، لیکن اسے کوئی درد محسوس نہیں ہوا۔

۳:...... صالح نے ہی بتایا کہ ایک معرکے میں انار گل کا ہاتھ کٹ گیا اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ اور اپنی بندوق اٹھائی اور مرکز آ گیا۔

۴:...... ایک اور واقعہ پغمان کے واز خان کا ہے۔ اسکے پیٹ میں گولی لگی اور پشت سے نکل گئی لیکن اسے کچھ تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔

Marfat.com

میزائلوں کی تاریخ کا عجوبہ

لوگر کے محمد ہاشم نے ۳۱ جولائی ۱۹۸۶ء کو سرخاب میں نماز ظہر کے بعد ہمیں بتایا کہ جاجی میں محمود نامی ایک مجاہد تھا اسے بخار تھا۔ لیکن اوپر سے بی ایم ۴۱ ہم پر مسلسل برس رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم یہاں سے ہٹ جاؤ کہیں تمہیں کوئی میزائل نہ لگ جائے۔ اس نے کہا میں بیمار ہوں میں ہل تک نہیں سکتا۔ یہ کہہ کر وہ لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک میزائل اسکی ٹانگ سے نصف میٹر کے فاصلے پر لگا۔ میزائل اپنی ٹانگوں سے نصف میٹر کے فاصلے پر دیکھ کر محمود دہشت زدہ ہوکر وہاں سے بھاگا۔ اور جب وہ تقریباً ۵۰ میٹر دور گیا تو میزائل ایک زوردار دھماکے سے پھٹ گیا۔ (فوجی سائنس میں یہ بات طے ہے کہ میزائل زمین کو چھوتے ہی پھٹ جاتا ہے) اس وقت اسکا نہ پھٹنا ایک معجزہ ہی تھا۔

مجاہد نصر اللہ کو دو گولیاں لگتی ہیں لیکن جیب میں جا گرتی ہیں

محمد منگل مجاہد نصر اللہ سے روایت کرتے ہوئے مجھے بیان کرتے ہیں کہ نصر اللہ غزنی میں جہاد کرتا تھا۔ ایک معرکہ میں دو گولیاں اسے آ کر لگیں۔ لیکن اسے زخمی کرنے کی بجائے اس کی جیب میں آ کر گریں۔ نصر اللہ نے وہ گولیاں اپنی جیب سے نکال کر اپنے ساتھی مجاہدین کو دکھائیں۔

وردک کے قائد پوردول نے مجھے بتایا کہ میں دو گاؤں کے درمیان جن کی مسافت تقریباً دس کلومیٹر تھی، پیدل جا رہا تھا، اسی اثناء میں آٹھ جنگی طیاروں نے مجھ پر حملہ کیا لیکن الحمدللہ میں بالکل زخمی نہ ہوا، جبکہ طیارے میرے اتنے نیچے آ گئے تھے کہ میں طیاروں کے ہوابازوں کو بخوبی دیکھ رہا تھا، میرے ساتھ میرا اسلحہ بھی موجود تھا۔

Marfat.com

سنگینوں کے ۶۷ وار اور زندہ شہید

پغمان کے سیف اللہ نے مجھے بتایا کہ مجاہدین اور کمیونسٹوں کے درمیان ایک معرکے میں ایک مجاہد اکیلا رہ گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ اکیلا دشمن سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ وہ تھوڑا سا پیچھے آ کر شہداء کے درمیان لیٹ گیا۔ اور شہداء کے خون سے اپنے آپ کو لت پت کر لیا۔

تھوڑی دیر کے بعد کفار وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے شہداء کو دیکھا اور سنگین مار مار کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرنے لگے۔ انہوں نے اس زندہ شہید کو بھی اپنی سنگینوں کا نشانہ بنایا اور اس پر ۶۷ وار کیے۔ لیکن زخم کھانے کے باوجود سیف اللہ زندہ رہا۔

لوگ شہداء کی لاشیں اٹھانے کے لیے آئے تو انہوں نے کراہنے کی آوازیں سنیں اور اسے اٹھا کر لے گئے اور اسکا علاج کیا۔ اب مجاہد بالکل صحت مند ہے اور جہاد کر رہا ہے۔

گولی پشت سے ٹکرا گئی

مجھے ابو ضیب نامی ایک عرب نوجوان نے بتایا کہ میں ایک افغانی کے ساتھ قندھار میں زکو یک پر پوزیشن لیے بیٹھا تھا کہ اچانک ایک گولی دور سے آئی اور میرے افغانی ساتھی کی پیٹھ پر لگی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ گولی پشت پر لگ کر پھسلی اور پھر ایسے پھسلتی ہوئی نیچے گر گئی جیسے بلٹ پروف فولاد سے گر جاتی ہے۔ میں نے وہ گولی سنبھال کر رکھ لی۔

بم پیٹ پر آ کر لگا

میں نے جعفر کے پیٹ پر بم کے زخم کے نشانات دیکھے، لیکن یہ صرف نشانات ہی تھے، کوئی مہلک زخم نہ لگا تھا۔ اور یقیناً یہ نرالی بات تھی۔ بم تو انسان کے پرخچے اڑا دیتا ہے۔

Marfat.com

اس نے بتایا کہ ایک بم پیٹ پر لگا اور پھٹ گیا مگر پیٹ کو اس سے زیادہ زخم نہیں آیا۔

دھماکے نے اسے درخت پر ٹانگ دیا

پغمان کے کمانڈر عبدالباقی نے ایک روز ہمیں بتایا (یہ بدھ ۲۴ اپریل ۱۹۸۶ء کا واقعہ ہے) سرکاری لشکر نے مجاہدین پر حملہ کیا جس میں طیارے بھی شریک ہوئے، معرکے کے دوران اچانک ایک بم محمد امان اللہ کے بالکل قریب آ کر گرا اور پھٹ گیا۔ بم کے اس قدر قریب پھٹنے سے محمد امان کا جو حشر ہوتا ظاہر ہے، لیکن یہ عجیب بات ہوئی کہ بم کے دھماکے سے وہ اپنی کلاشنکوف سمیت ایک درخت پر پہنچ گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد کیمونسٹ منطقے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ محمد امان درخت پر بے ہوش ٹنگا رہا۔ کیمونسٹوں کے جانے کے بعد چند عورتیں وہاں پہنچیں انہوں نے اسے درخت سے اتارا اور وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا اور عورتوں سے پوچھنے لگا کہ مجاہدین کہاں ہیں؟

عورتوں نے اسکی رہنمائی کی اور یوں وہ روسیوں کے حصار میں سے ہوتا ہوا مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

بم نہیں پھٹے

مجھے عبدالمنان نے بتایا کہ ایک چھاؤنی میں ہم تین ہزار مجاہدین تھے، روسی طیارے ہم پر بمباری کرنے آئے اور تقریباً ہمارے اوپر تین سو نیپام بم گرائے لیکن خدا کے فضل سے ان میں سے ایک بھی نہیں پھٹا۔ ہم یہ تین بم جمع کر کے اٹھا لائے۔

جناب شیخ احمد شریف نے مجھے بیان کیا کہ میرا ایک بیٹا معرکہ سے واپس آیا، اس حالت میں کہ اسکے لباس کی دھجیاں بکھر چکی تھیں لیکن اسے کوئی زخم

نہیں لگا تھا۔

اتحاد کے سیکرٹری جنرل مولانا نصر اللہ منصور نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ آج بتاریخ ۱-۴-۱۹۸۵ کو مجاہد اس حالت میں واپس آیا ہے کہ اس کے سر میں دس گولیاں اور بازو میں ۱۵ گولیاں لگی ہوئی تھیں لیکن اللہ کے فضل سے وہ مجاہد زندہ سلامت ہے۔

مولانا پیر محمد بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ پکتیا صوبہ میں مجاہدین کی تعداد صرف ۱۲ تھی۔ دشمن کی ایک بہت بڑی طاقت نے تقریباً ایک سو آٹھ جنگی طیاروں کے ساتھ ہم پر شدید حملہ کیا اور ایک کھلے علاقے میں ہمیں گھیرے میں لے لیا اور پھر ہم پر ہر طرف سے پوری شدت کے ساتھ بمباری کرنے لگے، جب معرکہ کا اختتام ہوا تو ہمارے لباس کی دھجیاں بکھر چکی تھیں لیکن الحمد للہ ہم میں سے کوئی بھی زخمی نہیں ہوا تھا، ہم نے ایک سو ساٹھ روسی فوجیوں کو قتل کر دیا اور تین ٹینک تباہ کر دیئے اور مجاہدین میں سے دو شہید ہو گئے۔

مولانا ارسلان نے بتایا کہ دو مرتبہ میرے قدموں میں گولے آ کر لگے لیکن اللہ کے فضل سے مجھے کوئی زخم نہیں پہنچا۔

مجاہد ۱۰۰ فٹ بلندی سے گرنے کے بعد بھی کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑا ہو گیا:

ایک دن اسلام آباد کے مضافات میں ایک ویران جگہ پر اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ رات کے اندھیرے میں چل رہے تھے۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا، اچانک وقاص کا پاؤں پھسلا اور دوسرے ساتھی صرف اتنا ہی سن سکے "یا اللہ مدد تو ہی بچانے والا ہے" ایک زوردار آواز پتھروں کے گرنے کی آئی۔ چند منٹوں بعد وقاص کی آواز دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"ساتھیوں میں خیریت سے ہوں" کچھ دیر کے...

Marfat.com

ساتھی اس مقام پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں وقاص بڑے سکون سے کھڑے تھے، جب چاند نکلا اور غور سے دیکھا تو تقریباً ایک سو میٹر بلندی سے وہ گرے تھے۔ لیکن وہ آرام سے کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے انہیں خراش تک نہ آئی۔

ایک دن یہ مجاہدین ایک گاؤں میں مقیم تھے، بھارتی فوج کو معلوم ہوا تو انہوں نے محاصرہ کر دیا، مردوں اور عورتوں کو گھروں سے باہر آنے کا حکم دیا، مجاہدین نے یہ صورتحال دیکھی تو جنگل کی جانب ہٹتے گئے، ایسے میں جب وہ بلندی پر پہنچ گئے تو فوجیوں پر ایسی یلغار کی کہ چند مجاہدین تو تھوڑے وقت میں جنگل میں روپوش ہو گئے اور بھارتی اپنی لاشیں سمیٹنے لگے۔ اس کے بعد گاؤں والوں پر کیا بیتی وہ ایک الگ داستان ہے، وقاص جہادی واپس اپنی کمین گاہ میں پہنچے تو سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے تمام کپڑے گولیوں سے چھلنی تھے لیکن جسم پر کوئی زخم نہ تھا۔

ضلع کپواڑہ کے انتہائی گھنے جنگلوں میں مجاہدین نے پناہ گاہ بنا رکھی تھی، رات کے وقت گشت کے دوران دیکھا کہ ایک شیر ان کی پناہ گاہ کے آس پاس گھوم رہا ہے، چار راتوں تک مسلسل ایسا ہی ہوتا رہا پانچویں رات مجاہدین نے شیر کا پیچھا کرنے کا فیصلہ کیا لیکن شیر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا یہ ان کے لئے غیبی پہرہ تھا۔

ٹینک بے اثر:

مجھے الحاج محمد یوسف نائب امیر لوگو نے بتلایا کہ ہمارے ایک مجاہد بھائی کے اوپر سے دشمن کا ٹینک گذر گیا مگر نہ وہ زخمی ہوا اور نہ شہید۔

گولہ نہیں پھٹا:

مقبوضہ کشمیر پہنچنے کے ایک ماہ بعد بھی شفقت کے گروپ کو بھٹکتے رہنا پڑا کیونکہ اندر کے ساتھی انہیں نہیں مل رہے تھے۔ اسی دوران ان کی انڈین آرمی سے ایک زبردست فائٹ بھی ہو گئی جس میں ان کے گروپ کے معمر ساتھی ''چاچا'' شہید اور قارودڈ کھوڈ والے ابن قاسم بھائی زخمی ہو گئے مگر شفقت سمیت باقی

گھیرا توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ آخر کار شفقت کے گروپ کو ساتھیوں نے وصول کر لیا وصولی کے وقت بھی شفقت کے ساتھ عجیب واقعہ ہوا جب ساتھیوں نے گروپ وصول کیا تو تمام ساتھی ایک گھر میں بیٹھ گئے۔ شیر خان جو کہ البدر کی طرف سے جموں سائیڈ میں ہمارے ذمے دار تھے (اب شہید) اپنی کلاشنکوف اور گرنیڈ تھرور کی صفائی کرنے لگے تھرور کلاشنکوف سے اتار کر انہوں نے ایک طرف رکھا جو کہ لوڈ تھا، شفقت حسب عادت تھرور اٹھا کر کھیلنے لگا (شفقت کی یہی لاپروائی کی عادت تھی جس پر اکثر میں اس سے ناراض ہو جایا کرتا تھا) اچانک اس سے تھرور کا ٹرائیگر دب گیا اور گولا نکل گیا باقی ساتھی جو کمرے کے اندر ہی بیٹھے تھے اس غیر متوقع صورتحال کو دیکھ کر فوری زمین پر لیٹ گئے اور سب نے اپنی شہادیت کو یقینی سمجھ لیا گولا شفقت کی قمیض کے دامن میں سوراخ کرتا ہوا کمرے کے کونے میں رکھی گڈ ہی (پانی رکھنے کا برتن) میں سوراخ کر کے گھس گیا ساتھی دم سادھے لیٹے تھے مگر گولہ نہیں پھٹا۔ اس میں سوائے اللہ کی نصرت اور اس کی رحمت کے علاوہ اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ ساتھی بتاتے ہیں کہ اگر وہ گولا پھٹ جاتا تو کئی ساتھی زخمی اور شہید ہوتے۔

تشدد کا احساس نہیں ہوا:

مجاہد محمد رفیق نے بتایا کہ بھارتی فوج نے کریک ڈاؤن کے دوران اسے پکڑ لیا جائنٹ انٹروگیشن سینٹر میں چھ ماہ تک تشدد کا نشانہ بنایا جاتا رہا، بھارتی فوجی جتنا تشدد کرتے اس کا احساس نہ ہوتا۔ آج جب بھی میں اس تشدد کا تصور کرتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا حالانکہ اس کے پاؤں کے ناخن اکھاڑ دیئے گئے لیکن اسے درد کا بالکل احساس نہیں ہوا، اس مجاہد کی عمر ۱۴ سال ہے۔

Marfat.com

بھارتی آگ اور گولیاں گلزار بن گئیں:

یہ ۱۹ جنوری ۲۰۰۱ء کی رات تھی جب دشمن کی برستی گولیوں میں فیصل آباد کے مجاہد ندیم شہید اور ان کے ہمسایہ مجاہد عزیز زخمی ہوئے۔ یہ گروپ سات مجاہدین پر مشتمل تھا، مجاہدین جموں کے علاقے سے گزر کر وادی پر خار کی طرف رواں دواں تھے، تیسری رات ہائیڈ آؤٹ میں پہنچے، ساتھیوں نے کچھ دیر کے لئے آرام کرنا چاہا لیکن آرام مقدر میں نہ تھا۔ فوجی پاگل کتوں کی طرح بو سونگھتے اور پاؤں کے نشانات دیکھ کر ان کے سر پر پہنچ چکے تھے۔ ایک ساتھی نے فوج کو دیکھ کر دوسروں کو آگاہ کیا، فوج صرف چند گز کے فاصلے پر تھی وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اگر وادی ادھر ہی کہیں چھپے ہوئے ہیں کیوں کہ پاؤں کے نشانات یہاں آکر ختم ہو رہے ہیں، یہ باتیں مجاہدین سن رہے تھے اسی اثناء میں ندیم بھائی نے اپنا سر باہر نکالا تو پورا برسٹ ان کے ہاتھ پر آلگا ایک قیمتی ساتھی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اب مجاہدین پر گولیوں کی برسات ہو رہی تھی دوسرے ساتھی عزیز کی ٹانگ میں تین گولیاں لگ چکی تھیں۔

چھ مجاہدین بھارتی فوجیوں کے گھیرے میں آچکے تھے۔ مجاہدین بھی مرنے مارنے پر تیار تھے، انہوں نے پوزیشن لے کر جوابی فائرنگ شروع کر دی ایک طرف مٹھی بھر اللہ کے سپاہی تھے اور دوسری طرف ایک ہزار سے زائد کفر کے اہلکار۔ بظاہر یہ کوئی مقابلہ نہیں تھا لیکن یہ صرف تعداد کا مقابلہ نہیں تھا، بلکہ یہ حق و باطل کا معرکہ تھا، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی مدد فرمائی۔ بھارتی فوج کی گولیاں مجاہدین کے دائیں بائیں زمین کے سینے میں پیوست ہو رہی تھیں، اس کی گرد سے مجاہدین کے چہرے اور کپڑے آلودہ ہو رہے تھے، لیکن حیرت انگیز طور پر گولیاں مجاہدین سے آنکھیں نہیں ملا رہی تھیں، وہ عزم و ثبات کے ان پیکروں سے پہلو بچا کر گزر رہی تھیں، گولیوں کے بعد مارٹر گولے اور گرینیڈ داغے جانے لگے۔ ایک گرینیڈ حمزہ بھائی کی ٹانگوں کے درمیان گرا، دوسرا مجاہد عرفان کے بالکل پیچھے

Marfat.com

آ گرا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو محفوظ رکھا اس وقت تک مجاہدین کی گولیوں سے پندرہ فوجی واصل جہنم اور اس سے کہیں زیادہ زخمی ہو چکے تھے، یہ معرکہ سات گھنٹے جاری رہا جب بھارتی فوجیوں نے اپنی فوج کی لاشوں اور زخمیوں کے ڈھیر دیکھے تو شکست تسلیم کر لی، گولیوں اور گولوں سے مایوس ہو کر انہوں نے خشک گھاس کو آگ لگائی لیکن یہ آگ بھی مجاہدین کے لئے گلزار بن گئی۔ آگ پھیلتے پھیلتے مجاہدین سے چند گز کے فاصلے پر پہنچ کر ٹھنڈی ہو جاتی بار بار کی کوششوں کے باوجود آگ آگے بڑھ کر مجاہدین کو چھونے سے انکار کر دیتی، اللہ کی اس رحمت نے مجاہدین کو بے پناہ سکوت اور سکینت سے نوازا، ان کی گھبراہٹ اور خوف ختم ہو گیا کچھ دیر بعد فائرنگ بند ہو گئی، مجاہدین اطمینان سے وہاں سے نکلنے لگے، حیرت انگیز طور پر بعد میں وہ جگہ بھی جل کر راکھ ہو گئی جہاں کچھ دیر پہلے مجاہدین مورچہ زن تھے ۔اللہ تعالیٰ کی اس مدد نے کفر کے سپاہیوں کو بھی خوف زدہ کر دیا۔ مجاہدین ان کے سامنے سے نکلتے رہے اور وہ خاموشی سے انہیں تکتے رہے، واپسی کے اس سفر میں مجاہدین کے پاس پانی کی صرف ایک بوتل تھی جو وہ وقفے وقفے سے زخمی ساتھی کو پلا رہے تھے چوتھے دن صبح پانچ بجے مجاہدین اپنی پوسٹ پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

سرفراز بھائی جو اس معرکے میں شامل تھے بتاتے ہیں وہ جب ہم ان کے گھر پہنچے تو انہوں نے خندہ پیشانی سے ہمارا استقبال یا، ندیم شہید کے بڑے بھائی نے مجھے گلے لگا لیا اور دیر تک روتے رہے، میں نے کہا آپ کیوں رو رہے ہیں کہا آپ میرے لئے ندیم ہیں یہ خوشی کے آنسو ہیں۔

ندیم کی شہادت کے فوراً بعد ندیم شہید کے بڑے بھائی نے اپنے چہرے کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین کیا، غائبانہ نماز جنازہ کے موقع پر نامور مجاہد عرفان بھائی سمیت دیگر جہادی قائدین نے تقاریر کیں۔ تقریباً چالیس ہزار نقد اور زیورات کی شکل میں جہاد فنڈ جمع ہوا۔ ندیم کے والدین نے بیٹے کی شہادت پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم بڑے خوش بخت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دی۔ ندیم نے شہید ہو کر ہمیں بتا دیا کہ کامیابی کا حصول

Marfat.com

افغانستان میں مجاہدین کی شہادت کے بعد تروتازہ لاشیں

جہاد افغانستان میں ظہور کرامات

حضرت شیخ عبداللہ عزام ایک عرب شیخ ہیں۔ قرآن، فقہ اور ادب میں متجر عالم ہونے کے ساتھ ساتھ باعمل متقی ہیں۔ اور خود بھی ایک عظیم مجاہد ہیں۔ افغانستان کے جہاد میں نہ صرف مالی امداد کرتے ہیں، بلکہ محاذ جنگ میں ابتداء سے آج تک بذات خود شریک ہیں۔ موصوف نے اپنا زور قلم اور زور بیان بھی اسی جہاد کے لیے صرف کر دیا ہے۔ آپ نے کئی کتابیں اس بارے میں تالیف کی ہیں۔ آپ عبداللہ عزام شہید لکھتے ہیں۔

وانا کنت اجمع هذه الروايات من افواه المجاهدين انفسهم ولا اقبل رواية الا ممن خصلت معه اورآها بعينه و كنت اتتبع هذه الروايات و قد بلغت عندي حد التواتر و كثيرا ما كنت استحلف المجاهد على القصه فقصص الشهداء و عجائبهم متواترة معنويا.

(آیات الرحمٰن فی جہاد الافغان۔ص ۳۶)

ترجمہ: ''اور میں جمع کر رہا تھا ان روایات کو ان مجاہدین کے منہ سے جو صاحب واقعہ تھے اور میں کوئی روایت قبول نہیں کرتا مگر اس سے جس کو خود وہ واقعہ پیش آیا یا جس نے خود مشاہدہ کیا اور میں ان

Marfat.com

روایات کو ٹٹولتا ہوں جہاں تک کہ میرے نزدیک تواتر تک پہنچا اور بعض اوقات میں اس مجاہد سے حلفیہ بیان لیتا، پس مجاہدین اور شہداء کے عجیب قصے معنی تواتر کو پہنچ چکے ہیں۔"

شہیدوں کے آنکھوں دیکھے مشاہدات

۱:...... میں نے آج تک کسی شہید کے جسم میں نہ تو کوئی بدصورتی دیکھی ہے اور نہ ہی بدبو محسوس کی ہے۔

۲:...... میں نے کسی شہید کی ایسی لاش نہیں دیکھی ہے جسے درندوں نے کھایا ہو جبکہ روسیوں اور انکی منشاء کے تحت لڑنے والے کابل فوجیوں کی لاشوں کو درندے چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں۔ حالانکہ دونوں فریقین کی لاشیں ایک ہی علاقے میں بکھری پڑی ہوتی ہیں۔ اور ان پر کبھی کبھار کئی دن گزر جاتے ہیں۔

۳:...... میں نے بذات خود ۱۲ شہیدوں کی قبریں، دو سال تین سال کے بعد شرعی مصلحت کے پیش نظر کھودیں، جن کے اجسام صحیح سلامت تھے اور ان میں سے کسی قسم کے تغیر اور بدبو کا اثر نہ تھا۔

۴:...... میں نے ایسے شہداء دیکھے جن کی قبریں ایک سال بعد کھولی گئیں (شرعی مصلحت کے تحت) اور انکو صحیح طریقے پر دفن کرنے یا وہاں سے منتقل کرتے ہوئے ان کے زخموں سے خون نکلنے لگا۔

امام مسجد:

علامہ عبداللہ عزام لکھتے ہیں کہ مجھے پیش امام صاحب نے بتایا کہ شہید عبدالمجید محمد کو شہادت کے تین ماہ بعد میں نے بچشم خود دیکھا کہ ویسا ہی تھا جیسا کہ زندگی میں البتہ اس کے جسم سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔

جناب حاجی عبدالمجید صاحب کہتے ہیں کہ قریہ لائیکی کے پیش امام کو شہادت کے سات ماہ بعد میں نے بچشم خود دیکھا۔ اس کے جسم میں بجز ناک کے کسی

Marfat.com

تغیر اور فرق نہ تھا۔

موذن:

جہاد کمیٹی کے ممبر شیخ موذن صاحب کا بیان ہے کہ شہید نثار احمد شہادت کے بعد سات ماہ مٹی کے اندر دبا پڑا رہا (جسے روسی بلڈوزروں کے ذریعے زندہ درگور کر دیا گیا تھا) اور جب شہید کو نکالا گیا (صحیح تدفین کی غرض سے) تو ان کا جسد خاکی سلامت تھا۔

عبدالجبار نیازی

آپ کا کہنا ہے کہ میں نے بچشم خود ۴ شہداء دیکھے ۳۔ اور ۴ ماہ بعد ان میں سے ۳ شہداء تو بالکل صحیح سلامت تھے بلکہ انکی ڈاڑھیاں اور ناخن پہلے سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے چہرے کا ایک حصہ خراب ہو چکا تھا اور میرا اپنا بھائی شہید ہوا اور دو ہفتے کے بعد جب ہم نے اسکی قبر کھولی تو وہ صحیح سالم تھا۔

حکایت

حضرت مولانا ارسلان خان نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ طالب علم عبدالبصیر رات کے اندھیرے میں شہید ہوا۔ لڑائی بند ہوتے ہی ہم عبدالبصیر کی تلاش میں نکلے میرے ساتھ مجاہد فتح اللہ صاحب بھی تھے۔ اسی دوران فتح اللہ نے کہا کہ شہید کہیں قریب ہی ہے، کیونکہ میں عجیب قسم کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں، جو دنیا کی خوشبو سے مختلف ہے۔ اتنے میں میں بھی وہ خوشبو محسوس کرنے لگا پھر رات کے اندھیرے میں اس خوشبو کا پیچھا کرتے ہوئے ہم شہید عبدالبصیر کے پاس پہنچ گئے۔ مولانا ارسلان خان فرماتے ہیں کہ عبدالبصیر کے زخموں سے ایسا نور پھوٹ رہا تھا کہ اس نور کی روشنی میں میں نے بہنے والے خون کا سرخ رنگ خود دیکھا۔

Marfat.com

شہادت کے بعد مجاہد نے خواب میں اپنی لاش کی نشاندہی کرائی:

مجاہدین کی ایک جماعت نہتے ہاتھوں روسی دشمن کے مسلح فوجیوں کا مقابلہ کرتی رہی، یہ مقابلہ بہت سخت تھا۔اور پہلے کی نسبت زیادہ صبر آزما۔جب لڑائی بند ہوئی اور مجاہدین اپنے ٹھکانوں پر واپس لوٹے،اور ایک دوسرے کا حال معلوم کیا،مگر مجاہد بسم اللہ شہید کا حال معلوم نہ ہوسکا۔خیال تھا کہ روسی دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے ہیں یا جام شہادت نوش کر کے ابدی نیند سو گئے ہیں۔تلاش جاری ہوئی رفقاء نے لڑائی کے تمام محاذوں کو چھان مارا مگر کہیں کوئی نشان نہ مل سکا۔رفقاء مایوس ہو چکے تھے اور یہی سمجھنے لگے تھے کہ دشمن نے انہیں گرفتار کرلیا ہوگا ،یا انکی نعش کو کہیں غائب کر دیا ہوگا۔مگر رب العالمین کی قدرت کی نیرنگیاں بھی عجیب ہیں،تیسری شب مجاہد بسم اللہ کی والدہ کو اپنے لخت جگر کی خواب میں زیارت ہوتی ہے عرض کرتا ہے۔

امی جان تمہیں اپنے لخت جگر کے دفنانے کا غم کیوں نہیں ہے؟والدہ نے ڈبڈباتی آنکھوں سے کہا عزیز بیٹے!ہم نے تو اپنی حد تک تلاش بسیار کرلی ہے مگر تمہارا کوئی پتہ نہیں چل سکا ہے۔آخر ہمیں اتنا تو بتادو کہ تم کہاں ہو؟خواب میں بسم اللہ جان شہید نے وہ مقام بتایا جہاں انکی لاش پڑی تھی،صبح انکی والدہ نے مجاہدین کے امیر سے بات کی۔اسلامی فوج کے سپاہی اشارہ پاتے ہی اس مقام پر پہنچ گئے جس طرح اور جن آثار کے ساتھ والدہ نے مقام کی نشاندہی کی تھی اسی طرف انہی آثار کے ساتھ شہید بسم اللہ جان کو وہیں پایا گیا۔

تیسرے روز مل جانے والے شہید کا جسم اطہر اتنا نرم،ملائم اور تروتازہ اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے خدا کی رحمت نے اسے ابھی ابھی اپنی آغوش میں لے لیا ہو۔

شادی کے دن شہادت

ولایت غزنی سے تعلق رکھنے والا نوجوان مجاہد محمد ظاہر خان شہید ہے

Marfat.com

مجاہدانہ کارناموں اور بے مثال جان فروشی کے باعث معروف اور تمام مجاہدین کے محبوب تھے اور کافی عرصہ سے اشتراکیت اور کمیونزم اور روسی سماج سے برسر پیکار تھے۔ موصوف کی شادی کی تقریب تھی، مجاہدین بڑی تعداد میں شریک تقریب تھے۔ عصر کا وقت تھا اور اپنے محبوب قائد کی برات کا انتظار کیا جارہا تھا۔ کہ مخبروں نے روسی دشمن کو اطلاع کردی۔ دشمن نے اس موقع کو غنیمت جان کر بڑے زور سے حملہ کیا۔ مجاہدین مدافعت کے لیے آگے بڑھے، مجاہد محمد ظاہر خان بھی اپنے دوسرے رفقاء کے ساتھ بڑی بے جگری اور دلیری کے ساتھ میدان کارزار میں مردانہ وار کود پڑا۔

دوستوں نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی اور کہا کہ تمہاری شادی ہو رہی ہے۔ یہی بہتر ہے کہ تم اس معرکہ سے اپنے آپ کو الگ رکھو۔ مگر محمد ظاہر خان میں اسلامی حمیت، جانثاری، اور سرشاری کا خون متلاطم تھا، ملت اسلامیہ کی بقاء کی خاطر اس کے دل کی دھڑکنیں بے قرار تھیں اور وہ اپنی بڑی سے بڑی خوشی وحدت پر جاں سپاری میں قرار سمجھتے تھے۔ چنانچہ وہ دوسرے مجاہدین کے شانہ بشانہ دشمن سے مردانہ وار لڑتے رہے۔ خدا جانے کتنے دہریئے اور روسی دشمنوں کو جہنم رسید کرتے ہوئے خود خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔

جب مجاہد محمد ظاہر خان کی خون شہادت میں ڈھلی ہوئی لاش گھر لائی گئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دولہا نے خون شہادت کو شب عروسی کے لیے لباس کے طور پر زیب تن کرلیا ہے، قدرت کی نیرنگی اور رب کائنات کی بے نیازی دیکھئیکہ عین اس وقت جب شہید محمد ظاہر خان گھر لائے گئے، ان کی دلہن بھی گھر لائی گئی اور اتفاق سے اسکی عروس بھی سرخ تھی ادھر شہید محمد ظاہر خان کی نگاہ انتخاب بھی خوب کو چھوڑ کر خوب تر پر جم گئی اور آج شہید موصوف کی نگاہیں زوجہ فی الدنیا کے بجائے جنت کی حوروں پر مچل رہی تھیں۔

Marfat.com

میں تمہارے پہلو میں دفن ہونگا

لوگوں نے گل رحمان شہید کا جنازہ گہرے ملال اور مہیب خاموشی کے ساتھ اٹھایا۔ اس موقع پر محمد ہاشم نے کہا '' میں تمہارے پہلو میں دفن ہونگا۔ گل رحمٰن!'' اور اسکے چند گھنٹے بعد طیاروں نے بستی پر حملہ کر دیا اور وہاں نیپام بم گرائے۔ جس سے محمد ہاشم شہید ہو گیا۔ اسے گل رحمٰن کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ گل رحمٰن مجاہدین کا ایک مشہور اور بڑا بہادر کمانڈر تھا۔

شہادت کے بعد مجاہد کی زبان پر اللہ کا ذکر

عید الاضحیٰ کا بارھواں روز تھا، جب مجاہد حبیب نور کا جنازہ انکے گھر پہنچایا گیا، انکی شہادت کا آج تیسرا روز تھا، لواحقین اور رشتہ داروں کے علاوہ سینکڑوں مسلمان تھے جو شہید حبیب نور کا آخری دیدار کر رہے تھے کہ اچانک مرحوم کے لبوں میں حرکت پیدا ہوئی، دیکھا جا رہا تھا اور دیکھنے والے ایک نہیں سینکڑوں تھے، کہ مرحوم کی آنکھیں بند ہیں وجود بے حس ہے اور جسم سارا لہولہان۔ مگر ہونٹ تیزی سے حرکت کیے جا رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مرحوم کچھ پڑھ رہے ہیں اور امیر صاحب نے کان قریب کیے تو معلوم ہوا کہ مرحوم ذکر کر رہے ہیں جسے کان لگا کر آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

پھر ایک نہیں سب نے دیکھا اور سب نے سنا کہ اللہ کے راستے میں جان کی بازی لگا دینے والا اب بھی زبان سے یہ شہادت دے رہا ہے۔ کہ اللہ والے ''یذکرون اللہ قیاما و قعودا وعلیٰ جنوبھم'' کا عملی پیکر تو ہوتے ہیں ہی لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ رب غیور کے فضل و کرم سے مرنے کے بعد بھی ذکر اللہ سے رطب اللسان رہتے ہیں، دنیائے عالم کے لیے موجب حیرت و درس عبرت بن جاتے ہیں۔

سچ ہے کہ شہداء ہی بل احیاء ولکن لا تشعرون کے مصداق

Marfat.com

مجاہد حبیب اللہ شہید جنہیں ابھی چند روز قبل روسی دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے بارگاہ الوہیت سے خلعت شہادت نصیب ہوئی کے بیسیوں رفقاء کا بیان ہے کہ شہادت سے قبل مجاہد حبیب نے بار با کہا صرف کہنا نہیں بلکہ قسم کھا کھا کر یقین دلایا۔

دوستو! وہ دیکھو سامنے جنت ہے۔ تمام رفقاء حیرت میں تھے، مجاہد حبیب اللہ نے فرمایا۔ حیران کیوں ہوتے ہو جنت تو میرا مشاہدہ ہے، اللہ کی قسم جنت مجھے دنیا میں دنیا کی آنکھوں سے نظر آرہی ہے۔ نگاہیں جنت پر تھیں، منزل مقصود پر روانہ ہوئے، روسی دشمن سے مقابلہ ہوا۔ ابھی تھوڑی دیر بھی نہیں گزرنے پائی تھی کہ مرحوم جس مقام کو دیکھ رہے تھے وہیں پہنچ گئے۔

شہید سے خوشبو کی مہک

یہ دسمبر ۱۹۸۵ء کی بات ہے کہ جب ۶۵ء کی جنگ کے ہیرو ریٹائرڈ ائیر کموڈور ایم ایم عالم صاحب کو ساتھ لیے ہم مجاہدین کے ایک دستہ کے ہمراہ شمالی ولایت پروان کی جانب سفر کررہے تھے۔ اس سفر کا آغاز ہم نے کوہ سفید کی ڈھلانوں میں اسپنہ تنگہ کے مقام پر قائم مجاہدین کے ایک بریگیڈ ہیڈ کوارٹر ''الفتح'' سے کیا تھا۔ ابھی ہم الفتح میں ہی قیام پذیر تھے۔ کہ چند کلومیٹر دور جاجی چھاؤنی پر (جواب مجاہدین کے قبضے میں ہے) سینئر کیپٹن غنی خان کی قیادت میں کوئی تین سو مجاہدین نے یلغار کی۔ سارے دن کی جنگ کے بعد مجاہدین نے چھاؤنی کے مرکزی بڑے برج پر قبضہ کرلیا اور کچھ مجاہدین چھاؤنی کے اندر داخل ہوگئے عین اس وقت جب کہ یہ حملہ کامیابی سے ہمکنار ہونے والا تھا مجاہدین کے پاس ایمونیشن ختم ہوگیا۔ انہوں نے بچے کھچے ایمونیشن کے ساتھ حملہ جاری رکھنا چاہا لیکن دشمن جس کی جان پر بنی ہوئی تھی، نہ صرف تمام توپوں، ٹینکوں اور بھاری مشین گنوں اور دستیاب ہتھیاروں سے دھواں دار فائر کررہا تھا، بلکہ اس نے قریبی پوسٹ سے بھی کمک طلب کرلی تھی۔ چنانچہ ان مقامات سے بھی آگ مجاہدین پر برسانا شروع

Marfat.com

کر دی۔ اس دوران میں ۱۴ مجاہدین شہید ہو گئے اور ان سے زیادہ زخمی۔ ناچار غنی خان نے اپنے مجاہدین کو واپس لوٹنے کا حکم دیا چنانچہ مجاہدین اپنے شہداء، زخمی اور اسلحہ اٹھائے افتح مرکز آ گئے۔

ہم وہیں موجود تھے کہ غنی خان اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ہماری قیام گاہ (جو دراصل مرکز کے کمانڈر کی قیام گاہ تھی) میں داخل ہوا اور انکے ساتھیوں کے کپڑے اپنے ہی شہید اور زخمی دوستوں کے خون سے تر تھے۔ ان میں سب سے زیادہ سرخ کپڑے ایک ایسے مجاہد کے تھے جو اپنے چھوٹے بھائی کی نعش اٹھا کر پیچھے لایا تھا وہ بھائی جو چھاؤنی کی دیوار پر چڑھتے ہوئے کنپٹی پر گولی لگنے سے شہید ہو گیا تھا۔

ہمارے سامنے اس مجاہد نے اپنے کمانڈر غنی خان سے کئی بار اصرار کیا کہ وہ دشمن پر دوسرے حملہ کی منصوبہ بندی جلد از جلد کرے اور اسے دم نہ لینے دے۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ اطلاع آئی کہ اس کے چھوٹے بھائی کا جسد مسجد میں رکھ دیا گیا ہے۔ ہم اور عالم صاحب مسجد میں داخل ہوئے تو پوری فضا میں خاصی تیز خوشبو مہک رہی تھی اور ہمارے سامنے ایک اٹھارہ انیس سالہ انتہائی دمکتے چہرے کا حامل نوجوان شہید ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے چارپائی پر دراز تھا۔ خوشبو کا منبع یہی نوجوان تھا۔ ہم نے خوشبو کو اپنا واہمہ جان کر عالم صاحب سے تصدیق چاہی تو انہوں نے اقرار کیا کہ واقعی ہر طرف بہت عمدہ اور تیز خوشبو ہے۔

تب ہم نے شہید کے سرہانے کھڑے ایک مجاہد سے دریافت کیا کہ کیا یہ خوشبو مجاہدین نے چھڑکی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہم تو ابھی ابھی اس شہید کو میدان جنگ سے لائے ہیں، ابھی تو اسے دیکھنے کی بھی فرصت نہیں ملی خوشبو کون لگائے گا؟

پیارے بھائی ہم سے بات کرو

ملا محمد مسعود اور عبدالمجید نے مجھے بتایا کہ ہمارا ایک طالب علم ساتھی محمد حنیف شہید ہو گیا۔ جب اسے ہم دفن کرنے لگے تو اسکے ایک [illegible]

Marfat.com

عبدالمجید نے کہا: پیارے بھائی! ہم سے بات کرو اور شہید محمد حنیف نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ عبدالمجید نے اسے کہا اچھا! اب اپنا ہاتھ نیچے کرلو اور محمد حنیف نے اپنا ہاتھ نیچے کرلیا۔

مجھے بندوق دو میں ان سب کو ختم کردوں گا

میاگل کی کہانی آنے والی کئی صدیوں تک بغلان اور قندوز کے عوام کے لیے جہاد کے راستے پر روشنی کا کام دیتی رہے گی۔

میاگل بچپن سے ہی تحریک اسلامی سے وابستہ ہوگیا تھا۔ جب تحریک اسلامی کے نوجوانوں نے محمد داؤد خان کی حکومت کے خلاف مزاحمت کا آغاز کیا تو میاگل ان میں سب سے آگے تھا۔ پھر تره کئی کا زمانہ آیا تو لوگوں نے اسے اپنا رہبر بنالیا۔ رہبر و رہنما بننے کے بعد میاگل کی صلاحیتیں خوب نکھر کر سامنے آئیں۔ اس نے اپنے دشمن روس کو ایسی ایسی ضربات پہنچائیں کہ اسے چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا۔ وہ کئی برس تک جارحانہ کاروائیاں کرتا رہا، یہاں تک کہ اس کا آخری وقت قریب آپہنچا۔

ایک روز وہ اپنے گروپ کے ایک مجاہد سے تعزیت کرنے نکلا اسکے باڈی گارڈ اسکے ساتھ تھے ادھر کیمونسٹوں کو اپنے جاسوسوں کے ذریعے خبر مل گئی اور انہوں نے اپنی پوری قوت کے ساتھ اس چھوٹے سے قافلہ پر حملہ کیا اور مردانہ وار مقابلہ کرنے کے بعد میاگل نے شہادت کے جام کو نوش جان کرلیا۔

اسکی قیادت میں لڑنے والے کمانڈر محمد نعیم نے مجھے بتایا کہ اسکی شہادت سے کیمونسٹ اتنے خوش ہوئے کہ انہوں نے اعلان کیا کہ وہ پل خمری میں اسکی لاش کے گرد ناچیں گے۔ انہوں نے پورے بغلان اور قندوز میں اعلان کروادیا اور اسکی لاش پر پہرہ بٹھادیا۔

میاگل جو شہید ہو چکا تھا، بار بار چیخ کر کہتا تھا مجھے میری بندوق دو میں ان سب کو قتل کردوں گا یہ پہرے دار بعد میں مجاہدین کے ساتھ آملے اور انہوں نے ہی

Marfat.com

یہ واقعہ سنایا۔

اس علاقے کا ایک کمیونسٹ اپنا سینہ ٹھنڈا کرنے کے لیے اس کی لاش کے پاس آیا اور اسے ٹھوکر لگانے کی کوشش کی لیکن اسکا پاؤں مفلوج ہو گیا۔ یہ واقعات جلد ہی پورے منطقے میں زبان زد عام ہو گئے کیمونسٹوں نے اپنی آنکھوں سے میا گل کی کرامات دیکھ لی تھیں۔ اسکے بعد وہ اسکی لاش کے قریب جانے کی جرأت نہ کر سکے۔

وہ کفن لے کر آئے اور انہیں مقامی علماء کو سونپ کر کہا۔ لو! انہیں دفنا دو جب تمہارے درمیان ایسے لوگ موجود ہیں تو تم شکست نہیں کھا سکتے۔

میا گل کو دفن کر دیا گیا تو اسکی قبر سے نور پھوٹ پڑا اور وہاں سے نعرہ تکبیر کی آوازیں بلند ہونے لگیں، ان تکبیروں کے جواب میں لوگوں کا ایک غیر مرئی گروہ اللہ اکبر کہتا اور یہ آواز گونجتی محسوس ہوتی، جواب دینے والوں کی شکلیں نظر نہیں آتی تھیں۔

پشاور میں میا گل کے رشتہ دار سخت افسوس کر رہے تھے اور بڑے غمگین تھے، خصوصاً اسکی بیوہ اور بھائی تو بہت حزیں نظر آتے تھے، اسکے بھائی نے ایک رات عشاء کی نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی کہ اسکی شہادت قبول ہونے کا کوئی ثبوت دکھا دے اور انکا غم کم کر دے، رات کو جب وہ سویا ہوا تھا پھولوں کا ایک گلدستہ چھت سے زمین پر آ گرا، اس گلدستے سے عطر کی سی خوشبو پھوٹتی تھی، اس کی خوشبو سے میا گل کا بھائی جاگ اٹھا، اور اس نے اپنی بہنوں کو اٹھایا، پھر انہوں نے اسکے ہم زلف محمد یاسر کو جگانے کا ارادہ کیا، لیکن پھر سوچا کہ ہم یہ گلدستہ قرآن کریم میں رکھ دیتے ہیں، صبح ہم یہ کرامت اسے دکھا دیں گے، لیکن اگلی صبح انہوں نے مصحف کھولا تو وہاں کوئی گلدستہ وغیرہ نہیں تھا۔

یہ قصہ اتحاد اسلامی کی سیاسی کمیٹی کے سربراہ محمد یاسر نے سنایا۔

میا گل نے اپنی شہادت کے بعد اپنی بیوی کو زندگی سے ... اسے اپنی ملاقات کے شوق میں مبتلا کر ... [illegible]

سے کہا کہ "تم شادی کرلو" تو اس خدا کی بندی نے کہا "میں جنت میں میاگل کی بیوی بننا چاہتی ہوں، میں دوسری شادی نہیں کروں گی۔" ہر ہفتے اسے خواب میں میاگل نظر آتا تھا۔ بلکہ بعض اوقات تو ہر رات خواب میں اس کی ملاقات میاگل سے ہوتی ہے، آج کل وہ قرآن مجید حفظ کرنے کی کوشش کررہی ہے۔

شہید کے جسم سے نورانی شعائیں

مجھے مجاہد عبدالمنان محمد نے خبر دی جو کہ ہیلمند مغربی قندھار کے قائد ہیں، کہتے ہیں کہ ہم مجاہدین کی تعداد چھ سو تھی، جبکہ کفار کی تعداد چھ ہزار تھی، وہ سب روسی تھے، ان کے ساتھ چھ سو ٹینک اور ۴۵ طیارے تھے، انہوں نے پوری شدت سے حملہ کیا، یہ شدید معرکہ ۱۸ دن تک جاری رہا جس کے نتائج یہ نکلے کہ:

مجاہدین میں سے ۳۳ شہید ہوگئے، جبکہ دشمن کے نقصانات کی تفصیل یہ ہے کہ چار سو پچاس ۴۵۰ قتل ہوئے، ۳۶ قید کرلئے گئے اور ۳۰ ٹینک ہم نے تباہ کردیئے اور دو طیارے گرائے۔ یہ معرکہ شدید گرمی میں ہوا تھا، لیکن شہداء کے جسم میں سے کسی کا جسم اس طویل مدت میں متغیر نہیں ہوا اور نہ ہی ان سے بو آئی۔ شہداء میں سے ایک مجاہد عبدالغفور ابن دین محمد تھے۔ روزانہ رات کو اس کے جسم سے نورانی کرنیں پھوٹ کر آسمان کی طرف بلند ہوتی نظر آتی تھیں اور تین منٹ تک یہ کیفیت رہتی تھی۔ پھر وہ شعائیں نیچے آجاتیں یہ نورانی شعائیں سب مجاہدوں نے دیکھیں۔

عمر حنیف نے مجھے بتایا کہ ۱۹۸۲ء شعبان کے مہینہ میں عشاء کے بعد ہر رات آسمان سے نور کی کرنیں مجاہدین کے گھروں کے اوپر اتر آتیں اور ایک گھنٹے تک ان کے گھروں کی حدود کے چکر لگا کر پھر غائب ہوجاتیں۔

مولانا ارسلان بیان کرتے ہیں کہ شاہی کوٹ میں ایک شدید معرکہ کے دوران انہیں تقریباً دس منٹ تک اونگھ آگئی، جبکہ ہر طرف سے مختلف انواع واقسام کی ان پر گولہ باری ہورہی تھی۔

Marfat.com

شہید عمر یعقوب اور اس کی بندوق کی گولیاں

عمر حنیف نے مجھے بتایا کہ مجاہدین میں سے ایک مجاہد جس کا نام عمر یعقوب تھا، جہاد کا بڑا عاشق تھا، پھر وہ شہید ہوگیا، ہم اسکے پاس گئے کہ اس نے بندوق کی گولیاں اپنے ہاتھوں کے ذریعہ اپنی گود میں مضبوطی سے دبائی ہوئی ہیں، ہم نے اسکی گود سے گولیاں چھڑانی چاہیں تو اس پر قادر نہ ہوسکے، ہم حیرت زدہ کھڑے رہ گئے، پھر ہم نے اس سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے یعقوب! ہم تمہارے بھائی ہیں تو فوراً اس نے اپنی گود کھول کر گولیاں چھوڑ دیں۔

شہدأ کی کرامات

شہداء کے خون کی معطر خوشبو مجاہدین کے درمیان ایک معروف ومشہور بات ہوگئی ہے۔ اور مجاہدین بعید مسافت سے اس خوشبو کو سونگھ لیتے ہیں۔

مولانا نصر اللہ منصور نے مجھ سے بیان کیا، انہیں حبیب اللہ یاقوت نے بتایا کہ میرا بھائی شہید ہوگیا تھا، اسکی شہادت کے تین مہینہ بعد میری والدہ نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ والدہ سے کہہ رہا تھا کہ میرے تمام زخم مندمل ہوگئے ہیں۔ بس ایک زخم سر میں باقی ہے، خواب دیکھنے کے بعد والدہ نے اصرار کیا کہ اپنے بھائی کی قبر کھولو۔ میرے بھائی کی قبر کے ساتھ ہی ایک اور قبر بھی تھی، قبر کھولتے ہوئے ایک گڑھے میں سے .... ایک اور قبر نکلتی ہوئی محسوس ہوئی، اس قبر میں میت کے اوپر ہم نے بچھو دیکھے، یہ دیکھ کر والدہ نے کہا کہ قبر نہ کھودو میں نے والدہ سے کہا کہ میرا بھائی شہید ہوا ہے یہ ممکن نہیں ہے کہ اسکے پاس بچھو ہوں۔ جب ہم اپنے شہید بھائی کے جثے تک پہنچے تو اس سے معطر خوشبو کا ایک جھونکا آیا اور ہماری ناکوں میں خوشبو اچھی طرح رچ بس گئی، حتیٰ کہ خوشبو کی تیزی وکثرت کی وجہ سے ہماری برداشت سے وہ باہر ہوگئی اور ہم نے دیکھا کہ اس کے سر میں زخم تھا، اس سے خون بہہ رہا تھا، میری والدہ نے اپنی انگلی اس کے خون میں ڈال اور [illegible]

میری والدہ کی انگلی معطر ہوگئی اور تین مہینہ تک کی مدت گزرنے کے باوجود ابھی تک اسکی انگلی معطر رہتی ہے، اور اس سے خوشبو پھوٹتی رہتی ہے۔

محمد شیرین نے مجھے بتایا کہ بوت وردک کے مقام پر ہمارے ساتھ چار مجاہدین شہید ہوگئے، چار مہینہ کے بعد ہم نے ان سے مشک کی مانند خوشبو پھوٹتی ہوئی محسوس کی۔

محمد شیرین نے ہی مجھے بتایا کہ میں نے عبدالغیاث کو اس کی شہادت کے تین مہینہ کے بعد دیکھا کہ چاق و چوبند بیٹھا ہے میں سمجھا کہ وہ زندہ ہے میں اسکے قریب گیا اور اسکے جسم کو چھوا تو پھر اسکا جسم کمر کے بل لڑھک گیا۔

محمد شیرین نے بتایا کہ مجاہد محمد اسماعیل اور غلام حضرت نے اپنی شہادت کے بعد اپنا اسلحہ ہمارے حوالے کرنے سے انکار کردیا۔

شہداء کا تبسم

مولانا ارسلان بیان کرتے ہیں کہ مجاہد عبدالجلیل ایک صالح طالب علم تھا۔ ایک معرکہ میں اسے طیارہ کا بم لگا اور وہ شہید ہوگیا نماز جنازہ کے بعد شہید کی میت کو اس کے والد کے گھر بھیج دیا گیا، یہ عصر کا وقت تھا، اگلے روز صبح تک شہید کا جنازہ والد کے گھر میں رہا، مجاہدین کی کافی بڑی تعداد وہاں پر موجود تھیشہید اپنی آنکھیں کھولتا اور مسکراتا یہ دیکھ کر مجاہدین مولانا ارسلان کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے کہ عبدالجلیل مرا نہیں ہے، مولانا ارسلان نے کہا کہ ہاں وہ مرا نہیں بلکہ شہید ہوا ہے۔ مجاہدین ان سے کہنے لگے کہ ان کا دفن کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے، جب تک اسکی موت کا یقین نہ ہوجائے، اور اسکی نماز جنازہ دوبارہ پڑھانی ضروری ہے اس پر مولانا ارسلان نے سمجھایا کہ وہ تو گزشتہ کل ہی شہید ہوگیا تھا لیکن یہ شہادت کی کرامات ہیں۔

بغلان کے قائد محمد عمر نے مجھے بتایا کہ ہمارے ساتھ مجاہد حمید اللہ شہید ہوگیا۔ اس کو دفن کرتے وقت میں نے اسے اپنا وہم و گمان کیا، میں نے اپنی

Marfat.com

آنکھیں اچھی طرح ملیں اور دوبارہ آنکھیں کھول کر دیکھا تو اسے پہلے کی طرح ہنستا ہوا پایا۔

جناب پورول اور اسکے مددگار محمد کریم بیان کرتے ہیں کہ مجاہد منگل کی بیوی اور اسکا شیر خوار بچہ شہید ہو گیا تھا، شہادت کے وقت بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا، لوگوں نے شیر خوار بچے کو اسکی ماں کی گود سے الگ کرنا چاہا تو بچہ نے ماں کا دودھ چھوڑنے سے انکار کر دیا اور لوگ اسے ماں کی گود سے نہ چھڑا سکے، حنفی مسلک میں دو آدمیوں کے ایک قبر میں دفن کرنا منع ہے۔ الا یہ کہ ضروری ہو اسی بناء پر علماء نے ان دونوں کو ایک ساتھ دفن کرنے کا فتویٰ دیدیا۔

سر کا سفر

جاجی کے کمانڈر سار وال محمد صاحب نے جس کا تعلق گردیز کے ضلع زرمت سے ہے، مجھے بتایا (وہ کابل کی شریعہ فیکلٹی کا فارغ التحصیل بھی ہے) کہ ہم ایک معرکے میں لڑ رہے تھے، معرکے کے بعد ایک مجاہد لاپتہ ہو گیا کافی تلاش کے بعد بھی نہیں ملا رات کو میں نے اسے خواب میں دیکھا، وہ مجھ سے کہہ رہا تھا میں فلاں مقام پر ہوں ہم اس جگہ پر پہنچے تو ہمیں وہاں اسکا کٹا ہوا سر ملا، ہم نے اسے اٹھا لیا اور پورے احترام کے ساتھ لا کر دفنایا۔

کچھ عرصے کے بعد ایک اور معرکہ پیش آیا، اس بار ہم نے ایک کمیونسٹ کو گرفتار کر لیا، ہم نے اس سے پوچھا کہ اس شہید کا سر کس نے کاٹا تھا؟ اس نے بتایا یہ فلاں کمیونسٹ نے ایسا کیا تھا وہ اسے اپنے گھر لے گیا تھا اور شہید کر دیا تھا۔ لیکن اگلے دن اس نے دیکھا کہ لاش تو موجود ہے لیکن اس کے ساتھ سر نہیں ہے اس سے اگلے روز شہید کی لاش کو دیکھا تو سر جسم کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ اس نے دوبارہ اسے کاٹا اور اپنے روسی کمانڈر کے دفتر میں رکھ دیا، لیکن سر وہاں سے بھی غائب ہو گیا اور یہاں بھی پہلا واقعہ دہرایا گیا یعنی سر شہید کی گردن سے جڑا ہوا ملا تھا۔ لوگ بہت حیران ہوئے، وہ حکومت کے وفادار ایک عالم کے پاس پہنچے اور ان سے

اس نے کہا اگر تم اس کا جسم پیشاب سے ناپاک کردو تو اس کا سر واپس نہیں آ سکے گا، چنانچہ انہوں نے اسکا جسم پیشاب سے ناپاک کر دیا اور اسکا سر کاٹ دیا اور اس جگہ پھینک دیا جہاں سے ہمیں یہ ملا۔

خواب میں مجاہد نے اپنی قبر کی نشاندہی کرادی

حفیظ اللہ امین کے زمانے کی بات ہے کہ زرمت میں حکومت نے اپنے لوگوں کو جمع کیا اور انہیں مجاہدین کے خلاف فوج کا ساتھ دینے اور مجاہدین کو کچلنے کے لیے کہا مجاہدین کی تعداد بہت کم تھی مگر زبردست لڑائی ہوئی، ۲۴ مجاہدین شہید ہو گئے ایک مجاہد طالب خان گم ہو گیا بڑا ڈھونڈا مگر نہیں ملا اور نہ اسکی لاش ملی، طالب خان کا ایک بھائی ژاور خان تھا اس نے خواب میں طالب خان کو دیکھا طالب خان نے خواب میں ژاور خان کو بتایا کہ ''میری لاش وہاں دفن ہے جہاں تم نے مارٹر توپ نصب کی ہوئی تھی''۔ ژاور خان نے خواب ساتھیوں کو سنایا ساتھیوں نے اس پر یقین نہیں کیا اس نے جلال الدین حقانی کو خواب سنایا تو جلال الدین حقانی نے اجازت دے دی کہ وہ وہاں جائے اور لاش کو تلاش کرے پہاڑی کے دامن میں جہاں مارٹر توپ نصب ہوتی تھی، وہاں ایک قبر بنی ہوئی تھی اور اسے کھولا گیا تو وہاں واقعی طالب خان کی لاش تھی۔ چھ دن گزرنے کے بعد بھی اسکے زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا کہ اسکو وہاں کس نے دفنایا تھا۔ (طالب خان جلال الدین حقانی کا قریبی رشتہ دار تھا)۔

شہید کے خون سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بنتا چلا گیا

زرعون شہر میں شیر آغا کے ساتھ چھاپہ مار کارروائیوں میں حصہ لینے والے عبدالجبار نے بتایا کہ یکم جولائی ۱۹۸۶ء کو یغمان میں ہمارا ایک ساتھی محمد آغا کمیونسٹوں کے ایک مرکز پر حملے کے دوران شہید ہو گیا ہم نے اسے سفید کفن میں دفنایا تھوڑی دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ اس کا خون بہہ بہہ کر کفن پر لا الہ الا

Marfat.com

اللہ محمد رسول اللہ لکھ رہا ہے۔ یہ واقعہ میرے ساتھ کئی اور مجاہدین نے بھی دیکھا۔

سبحان تیری قدرت

قطب خیل ولسوالی محمد آغا کا نقیب اللہ بن عبدالسلام اپنے چار دوسرے بھائیوں سمیت محمد آغا میں جہاد کر رہا تھا، اس نے ہمیں بتایا کہ عرفہ ۱۴۰۴ھ کے روز دشمن سے ہمارا سامنا ہوا جس میں ہم نے ۱۰۰ ٹینک، موٹریں اور بکتر بند گاڑیاں غنیمت میں حاصل کیں۔

اس معرکے کے بعد ہمارا ساتھی محمد نعیم شہید ہو گیا محمد نعیم اس معرکہ کا واحد شہید تھا میں نے عرفہ کا پورا دن شہید کی لاش پر پہرہ دیتے گزار دیا اور عیدالاضحیٰ کے روز میں نے پتھروں، درختوں اور دریاؤں کو قرآن پڑھتے سنا۔ میں سمجھا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا سو رہا ہوں اور میرا امام قرآن کی تلاوت کر رہا ہے لیکن میں نے دانتوں سے کاٹ کر یقین کر لیا کہ میں جاگ رہا ہوں اور یہ خیال نہیں حقیقت ہے کہ میرے اردگرد کی ہر چیز قرآن مجید پڑھ رہی ہے۔

شہید کی خواب میں مدد۔ ذخیرہ وہاں ہے

مطیع اللہ اور عتیق اللہ نے مجھے بتایا کہ ہمارے درمیان ایک نیک، صالح پاکباز اور پارسا مجاہد تھا، اس کا نام قاضی غلام محمد تھا، اس کی نگرانی میں ایک خفیہ اسٹور تھا۔ ایک معرکے میں غلام محمد شہید ہو گیا اور اسکی شہادت کے ساتھ ہی اسٹور بھی ہم سے کھو گیا کیونکہ اس کے مقام کا علم ہم میں سے کسی کو نہ تھا ہم نے اسے ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے، مایوس ہو کر دو رکعتیں نماز پڑھیں اور اپنے رب سے دعا کی اے اللہ! اگر فلاں شخص واقعی شہید ہے تو ہمیں خواب میں دکھا تاکہ ہمیں اسٹور کا پتا سکے۔

عتیق اللہ نے کہا میں نے اسی رات غلام محمد ...

کہہ رہا تھا اسنو رفلاں جگہ پر پتھر کے نیچے ہے ہم وہاں گئے اور ہم نے اسے پالیا۔

مطیع اللہ کہتا ہے کہ میں نے شہید کا ایک چھوٹا سے بال توڑ کر قرآن میں رکھ دیا، یہ قرآن ہر وقت میری جیب میں رہتا تھا یہ بال جو نصف انگلی کے برابر تھا، تھوڑے ہی دنوں میں بڑھ کر دو انگلی کے برابر ہو گیا۔

میں (عبداللہ عزام) کہتا ہوں وہ بال میں نے خود مطیع اللہ کے پاس دیکھا۔

شہید کی بندوق پر گرفت

ایک مجاہد نے بعض عرب دوستوں کو یہ واقعہ سنایا جو خود انکے ایک محافظ کے ساتھ پیش آیا تھا یہ محافظ جس کی ڈیوٹی ایک معروف کمانڈر کے ساتھ تھی محاذ پر جانے کے لیے سخت بے چین اور مضطرب رہتا تھا جب بھی کوئی موقع پاتا تو پروفیسر موصوف سے بضد اصرار جہاد پر جانے کی اجازت طلب کرتا تھا کئی ماہ گزر گئے ایک دن یکا یک وہ بھاگا بھاگا پروفیسر کے کمرے میں داخل ہوا اور انکے پیر پکڑ لیے کہ میرے علاقے کے مجاہدین کا ایک گروہ جہاد کے لیے جا رہا ہے برائے خدا مجھے بھی اسکے ساتھ جانے کی اجازت دیں۔ کمانڈر صاحب نے یہ اشتیاق دیکھ کر اسے اجازت دے دی اور وہ مجاہد خوشی سے نہال ہو گیا اور اچھلتا کودتا باہر نکل گیا۔

محاذ جنگ پر پہنچ کر اس نے بہ اصرار سب سے اگلی صف کے مورچوں میں جگہ حاصل کی پھر ایک دن شدید جنگ کے دوران یہ مجاہد شہید ہو گیا۔

جنگ ختم ہوئی تو مجاہدین نے شہداء کو تلاش کرنا شروع کیا نوجوان اپنی بندوق ہاتھ میں تھامے دشمن پر فائرنگ کرتے ہوئے مورچہ زن حالت میں شہید ہوا تھا مجاہدین نے اسے اٹھانے سے قبل اسکے ہاتھوں میں دبی ہوئی گن نکالنی چاہی تو انہیں ناکامی ہوئی۔ بندوق پر شہید کی گرفت پتھر کی طرح سخت تھی بار بار کی کوششوں کے باوجود جب ساتھی مجاہدین کو ناکامی ہوئی تو اچانک ایک مجاہد کو خیال آیا اور اس نے قریبی مرکز کے مولوی صاحب کو بلوایا مولوی صاحب آئے اور مقتول [illegible] کے سرہانے کھڑے ہو کر با آواز بلند قرآن کی وہ آیات تلاوت

Marfat.com

کیں جن میں ایمان والوں کو شہید کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ وہ زندہ ہیں۔۔۔۔آیات کی تلاوت کے بعد مولوی صاحب شہید سے مخاطب ہو کر بولے کہ" مبارک ہو تم نے شہادت کا رتبہ پالیا ہے اس طرح تم نے اپنا وہ فرض بھی ادا کر دیا ہے جو اللہ جل شانہ کی جانب سے تمہیں ودیعت کیا گیا ہے اب تم اپنی بندوق چھوڑ دو تا کہ یہ تمہارے کسی دوسرے بھائی کے کام آ سکے اور ہم تمہیں دینی احکامات کے مطابق سپرد خاک کر سکیں کمانڈر صاحب کا کہنا ہے کہ ان کلمات کے بعد جونہی مولوی صاحب نے شہید کے ہاتھوں سے بندوق واپس لینی چاہی تو وہ اتنے آرام سے چلی آئی کہ گویا اس پر کبھی شہید کی گرفت تھی ہی نہیں۔۔۔۔

شہادت کے بعد وہ ہنس رہا تھا

محمد شادیم نے حافظ قرآن، قاری عبدالرحمٰن کے بارے میں بتایا کہ وہ دوپہر ۱۲ بجے شہید ہوا میں نے اسے مغرب کے وقت دفن کیا دفن کے وقت وہ زور زور سے ہنس رہا تھا۔ جب بھی میں قبر پر پتھر کی سل رکھتا وہ ہنس پڑتا، ہم نے آپس میں کہا یہ مردہ نہیں ہے یہ واقعہ تین دفعہ ہوا اس وقت اسکی قبر کے ارد گرد تقریباً ۱۰۰ مجاہدین موجود تھے۔ ایک اور عجیب بات ہے کہ اس کی قبر سے عطر کی سی خوشبو آ رہی تھی جن حضرات نے اسے اس حالت میں دیکھا ان میں شیخ فتح اللہ اور رحمٰ اللہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

عبدالواحد بن فیض محمد جو تره کئی کے زمانے میں فوج کے کرنل تھا، اور بھاگ کر مجاہدین سے آملا تھا اس نے میدان جنگ میں مجھے بتایا کہ میں نے ہرات کے ایک کمیونسٹ افسر کو گرفتار کیا تھا، اس کا نام عبدالوہاب تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے ہتھیار کیوں ڈال دیئے؟ اس نے جواب دیا میں نے دیکھا کہ پورے میدان میں سفید کپڑے پہنے فوجی بھرے پڑے ہیں۔

Marfat.com

قبروں سے نور بلند ہوتا رہا

رحمت اللہ نے بتایا کہ ہمارے تین مجاہد ساتھی شہید ہو گئے کمانڈر شیخ عبدالمجید، روزی خان اور محمد ایوب، ہم نے تینوں کو دفن کر دیا اور ان کو دفنانے کے بعد تین راتوں تک مسلسل میں انکی قبر سے ایک نور اٹھتا ہوا دیکھتا رہا گاؤں والوں نے نور کے بارے میں باتیں کرنا شروع کر دیں تو غائب ہو گیا۔

تین سال پرانی تر و تازہ لاش

صوبہ لوگر میں برکی برک کے علاقے میں چرخ کے مقام پر میں اور ڈاکٹر حمید اللہ ایک مورچہ میں ڈیوٹی پر تھے۔ڈاکٹر حمید اللہ شہید ہو گئے ہمارا علاقہ پہلے آزاد ہو گیا تھا اس لیے ہم نے ڈاکٹر حمید اللہ کو اپنے علاقہ میں دفنایا، حمید اللہ کا علاقہ بعد میں آزاد ہوا تھا ڈاکٹر حمید اللہ کے علاقے کے لوگوں نے کہا کہ ہمارا علاقہ اب آزاد ہو گیا ہے اس لیے حمید اللہ شہید کی لاش کو ہم یہاں سے لے جا کر اپنے علاقہ میں دفنائیں گے۔انہیں بڑا سمجھایا مگر وہ نہ مانے میرا خیال تھا کہ گیارہ مہینوں کے بعد لاش خراب ہو چکی ہوگی۔میں نے انہیں اپنے ان خدشات سے آگاہ کیا تو وہ کہنے لگے اس مٹی میں شہید کے جسم کو کھانے یا خراب کرنے کی قوت نہیں ہے میں نے انکے اصرار کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہم نے قبر کے ارد گرد پہرہ لگا دیا تاکہ لوگ ادھر نہ آئیں خدانخواستہ شہید کی لاش خراب نکلی تو کہیں لوگوں پر اس کا برا اثر نہ پڑے۔

رات کو میں نے اور انکے بھائیوں نے قبر کھوذی اور لاش نکالی لاش کو کفن نہیں دیا گیا تھا پہنے ہوئے کپڑے خستہ ہو گئے تھے، مگر جسم بالکل تر و تازہ تھا، ناخن اور داڑھی کے بال بڑھ گئے تھے اور انکے جسم سے خوشبو پھوٹ رہی تھی، دو گھنٹے کی مسافت پر ہم لاش کو لے گئے علاقہ کے لوگوں نے لاش کا دیدار کیا اور لاش کو گیارہ ماہ بعد یوں تازہ دیکھ کر سب اللہ کی ثناء کرنے لگے۔

اس طرح کے اور بھی بے شمار واقعات ہیں کہ دو تین سال کے بعد بھی

Marfat.com

لاش بالکل ٹھیک حالت میں نکلی۔

اگر تم شہید ہو تو مسکرا کر دکھاؤ

کنہر میں اسامہ بن زید چھاؤنی پر ایک حملے کے دوران میں شیر محمد ۲۹ مارچ ۱۹۸۶ء بروز ہفتہ شہید ہو گیا۔ شیر محمد جعفر کا بھائی تھا اور جہاد کے میدانوں میں بڑی جوانمردی کا مظاہرہ کرتا رہا تھا جعفر کے بارے میں بھی یہ لوگ گواہی دیتے ہیں کہ وہ جرأت، بہادری اور مستقل مزاجی کا مظاہرہ کرنے والے اولین مجاہدین میں سے ہے۔ روسی حملہ آوروں کے خلاف کاروائی کی گئی، اس میں جعفر، شیر محمد، اسد اللہ، گل رحمٰن، یوسف اور عبدالباقی شامل تھے۔ اس کاروائی میں شیر محمد اور مولوی گل رحمٰن شہید ہو گئے ان کی شہادت کے بعد جعفر اپنے شہید بھائی شیر محمد کے پاس آیا اور کہنے لگا "اگر تم شہید ہو تو مسکرا کر دکھاؤ"۔

شیر محمد مسکرا دیا، یہاں تک کہ اسکے دانت دکھائی دینے لگے۔ جعفر نے جلدی سے اپنی ماں کو بلایا کہ وہ آ کر اپنے بیٹے کی مسکراہٹ کو دیکھ لے، لیکن اس کی یہ مسکراہٹ لال محمد (جعفر کے بھائی) نے تو دیکھ لی، مگر اسکی ماں نہ دیکھ سکی۔ کیونکہ وہ جب تک وہاں پہنچی شیر محمد سنجیدہ ہو چکا تھا۔

لاشوں سے نور

سرخاب کے قاضی زمرے نے ہمیں بتایا کہ کئی سال پہلے "موسیٰ" میں ایک معرکہ ہوا جو تین روز تک جاری رہا۔ اس معرکے میں ۸۰ مجاہدین شہید ہوئے، جبکہ ایک ہزار آٹھ سو روسی کمانڈوز مارے گئے۔

معرکہ ختم ہوا تو عجیب بات یہ دیکھی گئی کہ شہداء کی لاشوں کی وجہ سے پورے منطقے میں نور پھیل گیا تھا جو بہت سے لوگوں نے دیکھا۔ اس کے علاوہ کئی روز تک سبز کبوتر آ کر ان شہداء کی لاشوں کے قریب اترتے رہے اور ایک سے دوسری لاش کی طرف جاتے رہے۔

Marfat.com

یہ واقعہ اتنے زیادہ لوگوں نے دیکھا کہ ان کے جھوٹ پر جمع ہونے کا گمان نہیں ہوسکتا۔

لاش سے خوشبو

قطب خیل کی کابل گردیز شاہراہ پر معرکہ جاری تھا۔ محمد نعیم میرے پہلو میں شہید پڑا تھا۔ اس وقت مجھے یاد ہے کہ محمد نعیم نے ''کولنگر'' سے اپنے اہل خانہ و معرکے سے ایک روز قبل کابل روانہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ ''آپ لوگ عید کی نماز کابل میں پڑھیے گا''۔ میں عید کی نماز انشاء اللہ جنت میں پڑھوں گا۔

اسکے شہید ہونے کے بعد اس کے اندر سے ایک خوشبو نکل کر پہاڑوں اور وادیوں میں پھیل گئی یہ خوشبو اتنی تیز اور اتنی زیادہ تھی کہ میں نے محسوس کیا کہ ہر چیز سے خوشبو نکل رہی ہے۔

قبر سے نور

سارنوال محمد صاحب نے بتایا کہ اس نے زرمت میں ایک شہید کی قبر سے نور پھوٹتے ہوئے دیکھا۔

یہ ہم میں سے نہیں یہ تم میں سے ہیں

۳۱ جولائی ۱۹۸۶ء کو ہم سرخاب میں خوبانی کی چھاؤں میں بیٹھے تھے کہ شیر محمد نے ہمیں بتایا کہ غزنی کے محاذ پر کمیونسٹ حکومت کے ۲ سکھ فوجیوں نے ہمارے پاس پناہ لی اور پھر ہماری طرف سے لڑنے لگے ایک معرکے میں وہ دونوں مارے گئے۔ ہم نے کابل میں موجود انکے اہل وعیال کو خبر بھیجی کہ آکر انکی لاشیں لے جائیں سکھوں کے ہاں رواج ہے کہ وہ اپنے مردوں کو جلاتے ہیں۔ انکے اہل وعیال بھی انہیں جلانے کے لیے ایندھن لے آئے انہوں نے دونوں کی لاشوں پر لکڑیاں رکھ کر آگ لگادی لیکن جب آگ بجھی تو سب نے دیکھا کہ انکی لاشیں ویسی کی ویسی

تیں آگ نے انہیں بالکل نہیں جلایا، یہ دیکھ کر سکھوں نے کہا یہ ہم میں سے نہیں تم میں سے ہیں ہم نے انکی لاشیں لیں اور انہیں اسلامی طریقے سے دفنا دیا۔

یہاں آؤ! کمیونسٹ میری لاش لے جانا چاہتے ہیں

حاجی احسان اللہ نے غلام نبی کے بھائی کے حوالے سے بتایا کہ منطقہ چمکنی میں حزب اسلامی کا کمانڈر رحیم شاہ اور میرا بھائی غلام نبی ایک معرکے میں شہید ہو گئے ہم نے دونوں شہیدوں کو پاس پاس دفنا دیا۔ اسی رات میں نے خواب میں غلام نبی کو دیکھا وہ مجھے مدد کے لیے پکار رہا تھا وہ کہہ رہا تھا "یہاں آؤ کمیونسٹ میری لاش لے جانا چاہتے ہیں"۔

میں سمجھا کہ میری یہ خام خیالی ہے اور پریشان فکری ہے یہ سوچ کر میں پھر سو گیا وہ پھر میرے خواب میں نمودار ہوا اور مدد کے لیے پکارنے لگا۔ "جلدی یہاں آؤ! کمیونسٹ میری لاش کو لے جانا چاہتے ہیں"۔ میں اسی وقت رحیم شاہ کے گھر گیا اور اسکے چند عزیزوں کے ہمراہ قبرستان میں پہنچا۔ وہاں واقعی دونوں قبروں پر کمیونسٹ موجود تھے اور قبر کھودنے کا پروگرام بنا رہے تھے ہم نے ان پر فائر کیا تو وہ بھاگ نکلے۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ کمیونسٹ مجاہد کمانڈروں کی شہادت کے بعد انکی لاشیں اڑا لے جانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ان کے گرد ناچیں اور خوشی کا اظہار کر سکیں کہ انہوں نے ایک بڑا کمانڈر ہلاک کر دیا ہے اور اس طرح دوسرے فوجیوں کے دلوں سے مجاہدین کا رعب اور خوف دور کر سکیں۔

ٹھنڈی برف میں گرم شہداء

لوگر کے اندر سردیوں میں بہت زیادہ برف پڑی ہوئی تھی کم از کم دو ڈھائی فٹ برف ہو گی دشمن نے حملہ کر دیا اور چند بزرگوں کو گرفتار کر کے ... طرف لے گئی ہمارا خیال تھا کہ بزرگوں کو جیل ...

Marfat.com

بعد میں پتہ چلا کہ انہیں تو ایک صحرا میں لے جا کر شہید کر دیا گیا ہے ایک کی ٹانگ پر گولیاں لگیں اور وہ نیچے دب گیا اور باقی اسکے اوپر گرے۔

روسی فوجیوں کے جانے کے کچھ دیر بعد زخمی نے سر اٹھا کر دیکھا تو لاشوں کو چاروں طرف سے بھیڑیوں نے گھیر رکھا تھا لیکن بھیڑیوں نے کسی لاش کو کچھ نہیں کہا لیکن ایسے لگا کہ جیسے وہ لاشوں کی حفاظت کر رہے ہیں بھیڑیے کچھ دیر کے بعد چلے گئے تو زخمی نے اپنے آپ کو باہر نکالا اور اپنے آپ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسکے جسم میں جگہ جگہ گولیاں لگی ہوئی ہیں اسکے جسم پر تقریباً بیس گولیاں لگی تھیں۔ وہ گرتا پڑتا مجاہدین تک پہنچ گیا اور واپس آ کر ساری تفصیلات بتلائیں اور کئی کئی فٹ گہری برف سے شہداء کی لاشوں کو نکالا گیا تو انکے جسم ٹھنڈے ہونے کے بجائے اب بھی گرم تھے۔

۱۸ ماہ پرانی خون بہتی لاش

حاجی سردار محمد معلم طور خان اور معلم داؤد خان بیان کرتے ہیں۔

''قریہ کتب خیل میں ۴۵ مجاہدین شہید ہوگئے اور وہیں دفن کیے گئے۔ اٹھارہ ماہ کے بعد اگست ۱۹۸۶ء میں دشمن نے اس گاؤں اور اسکے آس پاس سخت بمباری کی بمباری سے شہداء کی قبریں بھی متاثر ہوئیں اور ان میں سے تین شہید جن میں مبارک شاہ شہید، حاجی محمد شہید اور محمد یاسین شہید شامل ہیں، ان کی لاشیں ننگی ہوگئیں جب ہم لاشوں کو دیکھنے لگے تو شہداء کی ان لاشوں کے جسموں سے خون بہہ رہا تھا اور انکے ناخن اور مونچھوں کے بال لمبے ہو چکے تھے۔ اور عنبر جیسی خوشبو انکے جسم سے اٹھ رہی تھی یہ منظر تقریباً ۳۰۰ مجاہدین نے دیکھا''۔

۵ ماہ پرانی تروتازہ لاش

۱۹۸۷ء میں گردیز سے خوست کی طرف دشمن کا کانوائے آیا۔ایک ساتھی بادشاہ شہید ہوگیا وہ عین دشمن کے درمیان شہید ہوا تھا اور ہم اسکی لاش کو نکال نہ سکے چار ماہ کے بعد اطلاع ملی کہ اسکی لاش گردیز کے قریب پڑی ہے پانچویں ماہ اسکی لاش واپس لائی گئی لاش بالکل تازہ تھی اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ ابھی ابھی شہید ہوا ہو جنگل میں لاش کو نہ تو درندوں نے خراب کیا اور نہ کیڑے مکوڑوں نے کھایا۔

ژاورکی ۱۹۸۶ء کی لڑائی کے بعد ایک شہید کی لاش آٹھ ماہ کے بعد ملی اور بالکل تروتازہ تھی اور اس کے جسم سے خوشبو پھوٹ رہی تھی۔

نوجوان کی شہادت کے بعد ماں سے پانچ روز تک ملاقات

درج ذیل واقعہ ہمیں برادر فریدون نے سنایا جو ایک عرصہ تک کابل میں ہونے والی کاروائیوں میں شریک رہے ہیں۔کوئی آٹھ برس پہلے کی بات ہے کہ کابل سے متصل صوبہ لوگر سے تعلق رکھنے والے دو نوجوان لڑکوں نے جو کابل کی پولیس اکیڈمی میں زیر تربیت تھے، باہمی مشورے کے بعد مجاہدین سے جا ملنے کا فیصلہ کیا۔دونوں چھٹیوں پر گھر آئے تو واپس نہ لوٹے اور انہوں نے اپنے علاقہ کے مجاہدین سے رابطہ کیا اور ان میں جا شامل ہوئے۔

وقت گزرتا رہا اور جنگ کی شدت میں خاک کندن بنتا رہا آخر ایک وقت آیا جب ان میں سے ایک نوجوان اسی گروپ کا کمانڈر ہوگیا جس میں وہ شامل ہوئے تھے اور دوسرا ایک آزمودہ مجاہد کے طور پر گروپ کا رکن یہ مجاہد اپنے پیچھے صرف ایک بوڑھی ماں رکھتا تھا۔جس گاؤں میں اسکی والدہ رہائش پذیر تھی، اسکے اور اسکے مجاہد گروہ کے قیام گاہ کے درمیان کابل لوگر شاہراہ حائل تھی۔گاؤں والے مکمل طور پر مجاہدین کے حامی تھے اور یہیں سے ان مجاہدین کو روٹیاں [illegible]

جاتی تھیں اپنی باری آنے پر مذکورہ مجاہد کی ڈیوٹی گاؤں سے روٹیاں لانے پر لگی تو اس نے کمانڈر سے اس امر کی اجازت بھی لے لی کہ وہ اپنی بوڑھی والدہ سے بھی مل آیا کرے۔

ایک دن صبح یہ نوجوان بیدار ہوا تو اپنے ساتھیوں سے بولا کہ آج میں شہید ہو جاؤں گا۔ اسکے ساتھی اسکے اس جملے کو اسکی خواہش سمجھ کر ٹال گئے پھر وقت مقررہ پر یہ مجاہد حسب معمول روٹیاں لیکر فارغ ہوا اور اسی رات کابل سے ایک بڑا فوجی کانوائے اسی شاہراہ پر گاؤں کے عین سامنے آ کر ٹھہرا تھا جہاں موجود چند مجاہدین اور کانوائے کے درمیان جنگ جاری تھی۔ نوجوان مجاہد نے یہ منظر دیکھا تو خود بھی اس جنگ میں شریک ہو گیا انہوں نے دشمنوں کو خاصا نقصان پہنچایا لیکن آخر کار چاروں طرف سے گھر جانے اور گولیاں ختم ہو جانے کے باعث چالیس مجاہدین زندہ گرفتار کر لیے گئے جبکہ کچھ دیگر مجاہدین بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے روسیوں نے تمام گرفتار شدگان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں ایک بہت بڑے گڑھے میں لٹا دیا اور اوپر سے بلڈوزر چلا کر ٹنوں مٹی تلے زمین میں دفن کر دیا یہ نوجوان مجاہد بھی انہی شہداء میں شامل تھا۔

نوجوان مجاہد کی شہادت کی خبر اس کے گروپ کو ان مجاہدین نے پہنچائی جو بچ نکلے تھے اور جنہوں نے یہ دردناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس نوجوان کی شہادت کے دو دن کے بعد کا ذکر ہے کہ اسکی بوڑھی والدہ اسکے کمانڈر اور پرانے دوست کے پاس پہنچی اور اسے اطلاع دی کہ ہمارے گاؤں کے ساتھ والے ٹیلے پر دشمن نے ایک نئی پوسٹ قائم کی ہے تم اپنے گروپ کیساتھ محتاط رہو اور میرے بیٹے کو بھی منع کر دو کہ اب وہ مجھ سے ملنے نہ آیا کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ انکی آمد و رفت دشمن کی نظر میں آ جائے اور وہ اسے نقصان پہنچائیں مجھے اس سے ملنا ہو گا تو از خود یہاں آ جاؤں گی۔

کمانڈر نے شہید کی والدہ کی یہ گفتگو سنی تو اسے ہمت نہ ہوئی کہ اسے اپنے اکلوتے بیٹے کی شہادت کی خبر سنا سکے جس سے وہ تا حال بے خبر تھی اس نے

شہید کی والدہ کو ایسا ہی کرنے کا یقین دلایا اور نہایت عزم و توقیر سے واپس بھیج دیا۔ تین دن کے بعد یہی خاتون دوبارہ آئیں اور آتے ہی کمانڈر سے شکوہ کناں ہوئیں کہ تم نے میرے بیٹے کو منع نہیں کیا چنانچہ وہ اب بھی مجھ سے ملنے میرے گھر آتا ہے۔ برائے خدا اسے حکم دو کہ وہ ایسا نہ کرے کمانڈر نے یہ سنا تو اندر سے لرز گیا اس نے خاتون سے استفسار کیا کہ کیا آپ کا بیٹا اب بھی آپ سے ملنے آتا ہے؟ خاتون نے اثبات میں سر ہلایا۔ کمانڈر پسینہ پسینہ ہو گیا اور اسکی حالت غیر ہو گئی لیکن اسکے لبوں کی خاموشی پھر بھی نہ ٹوٹی۔ خاتون یہ کہہ کر واپس لوٹ گئیں کہ اب بھی وقت ہے اسے سمجھاؤ کہ وہ دشمن کی نئی پوسٹ کے اتنے قریب سے گزر کر گھر نہ آیا کرے کیوں وہ اتنا بڑا خطرہ مول لیتا ہے۔ کوئی پانچ دن کے وقفے کے بعد وہ خاتون سہ بارہ کمانڈر کے پاس پہنچیں اب وہ قدرے غصے میں تھیں اور کمانڈر کا سامنا کرتے ہی انہوں نے اسے ڈانٹا کہ تم کیسے کمانڈر ہو تم سے اپنا ایک مجاہد نہیں سنبھلتا۔ پچھلی بار جب میں تم سے شکایت کر کے لوٹی تو بجائے اسکے کہ میرا بیٹا محتاط ہو جاتا اس نے تو گھر آنا جانا پہلے سے بھی زیادہ کر دیا۔ اور پچھلے پانچ دن سے وہ بلا ناغہ گھر آ رہا ہے کیا تم اسے روک نہیں سکتے؟

کمانڈر جس نے بڑی مشکل سے خود پر قابو پایا ہوا تھا، یہ سن کر تاب کھو بیٹھا اور چیخ کر بولا کہ تمہارے بیٹے کو شہید ہوئے آج دسواں دن ہے۔

اسی کمانڈر نے فریدون کو جب یہ واقعہ سنایا تو اسکی آنکھوں میں اشک رواں تھے اس نے کہا میرے انکشاف کے بعد شہید کا اپنی والدہ سے ملنے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

شہادت مبارک ہو! لیٹے رہو

مامور ببرک نے اسی روز انہی حضرات کی موجودگی میں بیان کیا ہے کہ ۱۸ سالہ انند گل ''کلای شیخک'' میں شہید ہو گیا۔ یہ گاؤں ضلع محمد آغا ولایت لوگر کے نواح میں واقع ہے۔ ہم اسکے پاس آکر دائیں طرف کھڑے ہو گئے

Marfat.com

پورے جسم کے ساتھ بائیں کروٹ لے لی۔ پھر ہم بائیں طرف کھڑے ہو گئے تو اس نے بائیں طرف کروٹ لے لی۔ پھر ہم اسکے سرہانے کھڑے ہو گئے تو اس نے اپنا سر اور سینہ اٹھا کر ہمیں دیکھنا چاہا۔

میں نے اسے شہادت کی مبارکباد دی تو وہ اپنی طبعی حالت میں دوبارہ لیٹ گیا۔

شہید رو پڑا

ڈاکٹر ببرک ایک ماہر اور متقی، زاہد، پرہیزگار، اور پارسا آدمی تھا جیسا کہ سب لوگ اسکی ان صفات کی گواہی دیتے ہیں۔ وہ اپنے مریضوں کا علاج کرتے ہوئے اسلامی اقدار کا خیال رکھتا تھا۔

ڈاکٹر ببرک نے ارگن کے میدان کو جہاد کے لیے منتخب کیا اور وہیں شہید ہوا اسکی شہادت کے بعد اسکی تدفین میں بوجوہ دو روز کی تاخیر کردی گئی۔

اسکے بچے یاس کی تصویر بنے اسکی لاش کے قریب کھڑے تھے اور لوگ غم و اندوہ میں ڈوبے ہوئے تھے یہ منظر بڑا ہی غم انگیز تھا اور شاید یہ اسی کا اثر تھا کہ خود شہید کی آنکھیں بھی محبت اور شفقت کے آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔ شیخ سیاف کے ایک کمانڈر اختر محمد نے ہمیں بتایا کہ یہ واقعہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا شہید کی ماں نے رومال سے اس کے آنسو صاف کیے۔

شہید مجاہد کا نعرہ تکبیر

کمانڈر عبدالرحمن نے مجھے بتایا۔

''میری کمان میں ایک پاکستانی مجاہد شیر علی جہاد کرتا رہا ہے وہ اکثر یہ دعا کرتا تھا کہ یا اللہ مجھے پاکستان زندہ نہ لوٹانا شہادت کے روز جنگ میں شرکت سے پہلے اس نے اپنے کپڑے لوگوں میں تقسیم کرنے شروع کردیے اور فرمایا'' انشاء اللہ آج میں

Marfat.com

شہید ہو جاؤں گا''۔ میدان جنگ میں اس نے ڈٹ کر روسیوں کا مقابلہ کیا اور ایک وقت آیا کہ اس کے پاس تمام گولیاں ختم ہو گئیں تو اس نے پوری آواز سے روسیوں کو مخاطب کیا اور کہا۔ ''او لینن کی اولاد! یہاں مارو'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا قدرت کی شان دیکھیے کہ چند ہی منٹ بعد ایک گولی سیدھی آ کر اس کے سر میں لگی اور وہ شہید ہو گیا۔ میدان جنگ میں وہ مخصوص انداز میں نعرہ تکبیر لگایا کرتا تھا اسکی شہادت کے دو ماہ بعد تک میں میدان جنگ میں نعرہ تکبیر شیر علی کی آواز میں خود سنتا رہا''۔

شہادت کے بعد رحمت اللہ کا پسینہ بہتا رہا

محمد یونس نے مجھے بتایا کہ لوگر کا ایک مجاہد رحمت اللہ شہید ہو گیا ہم اسے لوگر کے ایک کونے ''خوش'' سے اٹھا کر دوسرے کونے ''دوبندی'' میں لائے۔ اس دوران میں اس کا پسینہ بہتا رہا اور اس کے پسینے میں سے عطر کی خوشبو آتی رہی۔

شہید سید شاہ اور ریشمی شال

عمر حنیف نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ساتھ ایک مجاہد حافظ قرآن تھا جس کا نام سید شاہ تھا تہجد گزار اور بڑا عابد نوجوان تھا بہت سچا خواب دیکھنے والا تھا کہ رات کو خواب دیکھتا اور صبح اس خواب کی تعبیر روز روشن کی طرح سامنے آ جاتی بکثرت کرامات ان کے ہاتھ ظاہر ہوئی تھیں جب سید شاہ شہید ہوئے تو ہم نے عارضی اور وقتی طور پر دفن کیا۔ اور دفن کرنیوالوں میں (عمر حنیف) خود تھا۔ بلکہ قبر کے اندر میں نے سید شاہ کو اپنے ہاتھوں سے رکھا اڑھائی سال کے بعد جب میں سید شاہ کی قبر کھولنے گیا تو میرے ساتھ کماندان نور الحق بھی تھے۔ قبر کھولنے کے بعد یہ منظر دیکھنے میں آیا کہ شہید پر سیاہ ریشم کی چادر پڑی تھی کہ اس جیسی ریشمی چادر میں

نے زندگی بھر نہیں دیکھی تھی، جب چادر کو ہاتھ لگایا تو اس میں سے ایسی خوشبو آنے لگی کہ جس کی نظیر دنیا میں شاید نہیں ہوگی نہ مشک کی، نہ عنبر کی، جب میں نے شہید کا چہرہ کھولا تو میں نے محسوس کیا کہ شہید کی داڑھی پہلے سے لمبی ہوگئی ہے۔

اسے اس باغ میں ڈھونڈو

محمد آغا لوگر میں حزب اسلامی کے کمانڈر صفی اللہ کے معاون انجینئر علی نے ہمیں بتایا کہ روسی فوج نے ہم پر حملہ کر دیا ہم نے ملا عبدالقدوس اور ملا عبداللہ کو بھیجا کہ وہ ٹینکوں کے راستے میں سرنگیں بچھا دیں۔

یہ لوگ اپنی مہم پر جارہے تھے اور ابھی راستے میں ہی تھے کہ دشمن نے انہیں دیکھ لیا اور انہیں نشانے پر لے کر گولہ داغ دیا اس گولے سے ملا عبداللہ شہید ہو گیا، لیکن عبدالقدوس کی آنکھوں میں زخم آئے اور اسکی بینائی ختم ہوگئی۔ ہم ملا عبداللہ کو ڈھونڈنے نکلے تو ایک باغ کے قریب سے گزرتے ہوئے ہمیں عطر کی سی پاکیزہ خوشبو محسوس ہوئی۔ کمانڈر جعفر نے کہا اسے باغ میں ڈھونڈو وہ یہیں ملے گا چنانچہ ہم باغ میں داخل ہوئے اور کمانڈر جعفر کی توقع کے عین مطابق ملا عبداللہ کو وہیں پایا۔

چھ ماہ بعد

محمد یونس نے ہمیں بتایا کہ ایک مجاہد شہید ہو گیا ہمیں ۱۴ روز کے بعد اسکی لاش ملی اس وقت اسکی ڈاڑھی کے بال تو بڑھ چکے تھے لیکن اسکے سوا اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ اسے ''دوبندی'' میں دفن کر دیا گیا، ۶ ماہ بعد اس کے اہل خانہ یہ اطمینان کرنے آئے کہ وہ شہید ہو گیا ہے یا ابھی زندہ ہے لوگوں نے انہیں اس کی قبر کا پتہ بتا دیا انہوں نے قبر کھولی تو اسے ویسا ہی پایا جیسا کہ وہ تدفین کے روز تھا اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

Marfat.com

شہید کی پیشانی کے پسینے سے مشک کی خوشبو

محمد صاحب نے جو شریعہ فیکلٹی کابل کا فارغ التحصیل ہے مجھے بتایا کہ میں نے شہید عید محمد کی پیشانی سے پسینہ بہتے ہوئے دیکھا، حالانکہ اس کی شہادت کو تین روز گزر چکے تھے عید محمد گردیز کے علاقے زرمت کا طالب علم تھا جب ہم اسکی پیشانی سے پسینہ پونچھتے، مشک کی خوشبو چاروں طرف پھیل جاتی اور پسینہ دوبارہ بہنے لگتا۔

اپنا ہاتھ ہٹالو

زرمت پکتیا کے رحمت اللہ وحید یار نے مجھے بتایا ہے کہ محمد قسیم شہید ہو گیا اس نے اپنا ہاتھ اپنے زخم پر رکھا ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد اسکا دوست محمد رسول وہاں آیا اور اس نے شہید کا ہاتھ اسکے زخم سے ہٹانے کی کوشش کی تو ہاتھ نہ ہٹا سکا اب اس نے بلند آواز سے کہا ''میں تمہارا دوست ہوں''۔ زخم سے اپنا ہاتھ ہٹالو اور شہید نے یہ سن کر اپنا ہاتھ ہٹالیا۔

شہید کے جسم کے دو ٹکڑے

ڈیرہ غازیخان کے ذوالفقار علی جو افغانستان کے کافی اندر تک گئے تھے پاکستان کے ان چند نوجوانوں میں شامل ہیں جنہوں نے جہاد کے دوران افغانستان کے سب سے زیادہ صوبوں کا دورہ کیا ہے۔ اور بطور ایک ڈاکٹر اور مجاہد کے خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ ایک شہید اور اسکے باپ کا تذکرہ کرتے ہوئے بتاتے ہیں۔

''صوبہ جوزجان کا عبدالرؤف اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا، اسکے باوجود وہ جہاد میں شریک تھا۔ ایک دن میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ٹانگ پر زخم ہے، مرہم پٹی کردیں۔ میں نے کہا یہ تو چھوٹا سا زخم ہے اور مجاہد تو بڑے بڑے گہرے زخموں کی مرہم

Marfat.com

پٹی نہیں کرواتے۔تم کیسے مجاہد ہو اس نے کہا میں تو نہیں آرہا تھا ،ساتھیوں نے زبردستی بھیجا ہے دوسرے دن جہاں وہ مجاہد پہرہ دے رہا تھا ،توپ کا گولہ گرا اور اسکے جسم کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر گیا۔باپ نے اپنے بیٹے کی لاش کو دیکھا تو کہا" اے خدا تیری امانت تیرے حوالے"۔

شہید کی گرم قمیص

ڈیرہ غازیخان کے جناب اقبال ہاشمی صاحب بیان کرتے ہیں کہ خوست میں "البدر قرارگاہ" میں ہماری ملاقات ایک مجاہد بلال سے ہوئی۔اس نے باریک کپڑے کی بنی ہوئی قمیص جس کے دونوں بازو پھٹے ہوئے تھے پہن رکھی تھی سردی کا موسم تھا ہم نے اسے کہا کہ بھائی جرسی پہن لو اس نے کہا مجھے سردی نہیں لگتی مزید وضاحت کرتے ہوئے اس نے بتایا کہ یہ قمیص میرے ایک شہید دوست کی ہے جسے شہید ہوئے ایک سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔قمیص جب میلی ہو جاتی ہے تو دھو کر دوبارہ پہن لیتا ہوں پھر اس نے کہا کہ قمیص کو سونگھو ہم نے سونگھا تو بہت ہی پیاری خوشبو محسوس ہوئی اس نے وضاحت کی کہ یہ خوشبو شہید کے خون کی ہے جو کئی مرتبہ دھونے کے باوجود ختم نہیں ہوئی۔

ایک ماہ پرانی تازہ دم لاش

ژاور مرکز پر اپریل ۱۹۸۶ء کی لڑائی میں دشمن نے قبضہ کر لیا تھا اگرچہ وہ چوبیس گھنٹے سے زیادہ قبضہ برقرار نہ رکھ سکا مگر جانے سے پہلے پورے مرکز میں بارودی سرنگیں بچھا گیا ایک ماہ سے زیادہ عرصہ بیت چکا تھا اور مجاہدین ابھی تک بارودی سرنگوں کی صفائی کر رہے تھے ایک جگہ پہاڑ کے ملبے کے نیچے ایک شہید کی لاش ملی ایک ماہ گزر جانے کے باوجود بھی لاش بالکل تازہ تھی ،اور خون اسی طرح بہہ رہا تھا جیسے تازہ دم شہید ہونے والے کے جسم سے بہتا ہے۔

Marfat.com

اسکے جسم سے ایک عجیب وغریب خوشبو نکل رہی تھی اس واقعہ کے را
ہیں مجاہد خان ولی جنہوں نے یہ واقعہ مجھے جون ۱۹۸۶ء میں بتایا تھا۔

وہ چاول اور گوشت کھا رہے تھے

مقام امان صاحب کندوز کے حاجی محمد گل نے مجھے بتایا کہ طیاروں نے سات مجاہدین کے ایک گروپ پر حملہ کیا جس سے ۶ مجاہد شہید ہو گئے صرف جان محمد زندہ بچا۔ جان محمد کہتا ہے کہ میں بمباری سے بچنے کے لیے شہداء کے درمیان لیٹا ہوا تھا جب بھی میں سر اٹھا کر دیکھا تو انہیں چاول اور گوشت کھاتے ہوئے پایا۔

خان محمد اپنے گھر لوٹا تو اسکے کپڑے خون سے لتھڑے ہوئے تھے۔اس نے اپنے والد سے کہا ''میں کپڑے تبدیل نہیں کروں گا۔میری خواہش ہے کہ انہی کپڑوں میں شہادت کا درجہ حاصل کروں''۔اور اگلے روز خان محمد کی خواہش پوری ہوگئی اور وہ انہی کپڑوں میں شہید ہو کر اپنے شہید ساتھیوں سے جا ملا۔

شہادت خواب میں

ایک مرتبہ میں نے خود خواب میں دیکھا اللہ تعالیٰ نے شہادت عطا فرمائی ساتھی رو رہے ہیں، جسم سے جب روح نکلی تو ایسا سکون محسوس ہوا اتنی لذت ملی کہ آج تک اس کی لذت محسوس کر رہا ہوں اور کسی چیز میں اتنی لذت زندگی میں، میں نے نہیں دیکھی ہے۔

شہادت اتنی لذیذ چیز ہے کہ انسان اسکا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

قبر سے عجیب وغریب خوشبو:

ارگن کے علاقہ میں ایک بنگالی مجاہد شہید ہو گیا۔ ہم نے اس کی لاش کو جنگل میں دفنا دیا۔ جونہی لاش دفنائی گئی اس کی قبر سے عجیب وغریب خوشبو نکل کر دور دور

Marfat.com

دور تک پورے جنگل میں پھیل گئی اس خوشبو کو سونگھ کر ہر فرد اللہ کی حمد بیان کرنے لگا۔ یقیناً یہ خوشبو بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی اور اس کے انعام واکرام میں سے شہید کے لئے ایک انعام تھی۔

یہ واقعہ حمید اللہ خاں سابق ڈی آئی جی بلوچستان، کراچی، سرحد نے اسلام آباد میں ۲ ستمبر کو ایک اجلاس میں بتایا۔

جنگل میں لاش سے خوشبو:

صوبہ پکتیا می حاجی چھاؤنی کے قریب فیض پوسٹ کے کمانڈر عبدالقادر ڈگروال بتاتے ہیں۔

رمضان المبارک کے بعد ۱۹۸۷ء میں عید الفطر کے دن عربی مجاہدین کے مرکز ''الجدید'' پر روسیوں نے حملہ کر دیا۔ حملہ اچانک تھا۔ مجاہدین کی تعداد بھی اس وقت نہ ہونے کے برابر تھی۔ کمانڈر عبدالرحمٰن نے کہا ''وسارعوالی مغفرۃ والجنۃ'' اس پر پانچ مجاہدین آگے بڑھے انہوں نے آدھ گھنٹے تک دشمن کے حملے کو روکے رکھا۔ اسی دوران میں دوسرے مجاہدین بھی آ گئے، اس لڑائی میں مجاہد عبداللہ مصری نے شہادت پائی ان کی لاش نہ مل سکی۔ مجاہدین کا خیال تھا کہ شاید دشمن کے فوجی انہیں گرفتار کر کے لے گئے ہیں، ایک ماہ بعد مرکز کے قریب گھومنے والے چند مشکوک آدمیوں کو مجاہدین نے گرفتار کیا۔ تفتیش کے دوران میں انہوں نے بتایا کہ یہاں سے کچھ دور جنگل میں سے گزر کر آ رہے تھے کہ ایک جگہ ایک عجیب وغریب خوشبو کا احساس ہوا۔ ایسی خوشبو سے ہم پوری زندگی میں ہم کبھی آشنا نہ ہوئے تھے۔ ہم میں سے کوئی بھی یہ نہ بتا سکا کہ یہ خوشبو کس پھول کی ہے، ہم خوشبو کی سمت بڑھنے لگے، ہم چلتے چلتے ایک جگہ پہنچے تو وہاں ایک لاش دیکھی اور یہ خوشبو اسی لاش سے پھوٹ پھوٹ کر جنگل میں پھیلی ہوئی تھی، یہ سن کر مجاہدین لاش کو تلاش کرنے چل

پڑے انہیں زیادہ وقت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ خوشبو نے خود ان کی راہنمائی کی لاش کو دیکھا تو یہ ان کے اپنے ساتھی عبداللہ مصری کی لاش تھی، جو دشمن کا مقابلہ کرتے کرتے بہت آگے نکل گئے تھے اور شہید ہو گئے تھے اب ایک ماہ بعد بھی لاش ملی تو ایسے دکھائی دے رہی تھی جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے کا واقعہ ہے۔ لاش جنگلی جانوروں سے بھی مکمل محفوظ تھی اور اس کے جسم سے نکلنے والی خوشبو سے اردگرد کا پورا علاقہ مہک رہا تھا۔

Marfat.com

افغانستان میں مجاہدین کی چرند اور پرند کے ذریعہ نصرت خداوندی

جہاد افغانستان میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے نمونے

میں آپ کو اپنا ایک مشاہدہ بتا رہا ہوں سنی سنائی بات نہیں کہہ رہا یہ مجاہدین گواہ ہیں اور یہ علماء جو میرے ساتھ آئے ہیں دو بار میرے ساتھ جہاد افغانستان میں گئے ہیں، ان میں سے ایک ایک گواہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دشمن کے خلاف یہاں کے پہاڑ لڑ رہے ہیں، ہوائیں لڑ رہی ہیں، درخت لڑ رہے ہیں، اور پانی بھی لڑ رہا ہے۔ یہ شاعری نہیں، مبالغہ آرائی نہیں، وعظ و خطابت کا کرشمہ نہیں، واقعہ سنا رہا ہوں کہ افغانستان کے جہاد میں پرندوں نے مجاہدین کی مدد کر کے دشمن کے خلاف جنگ لڑی ہے اور یہ بھی کوئی شاعری نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ افغانستان کے خوفناک بچھوؤں نے دشمن کے سینکڑوں فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور انہی بچھوؤں نے پورے تیرہ سال کے عرصہ میں کسی ایک مجاہد کو ایک بار بھی ڈنک نہیں لگایا۔

اور یہ ایک واقعہ ہے کہ ارغون کے قریب پہاڑی پر مجاہدین کا ایک مورچہ جس میں صرف چار مجاہد تھے، رات کی تاریکی میں دشمن کے پچاس فوجیوں نے اس کی طرف پیش قدمی شروع کر دی، مجاہدین انکی طرف سے بے خبر تھے مگر جب وہ پہاڑی پر چڑھنے لگے تو بچھو ان سے لپٹ گئے، ان میں سے کئی مردار ہوئے اور باقی چیخیں مارتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے ان کی چیخیں سن کر مجاہدین کو انکی خبر ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کی مدد توپوں کی محتاج نہیں وہ جب مدد کرنے پر آتا ہے تو بچھوؤں، سانپوں، ہواؤں اور پرندوں سے بھی اپنے مجاہدین کی مدد کرواتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ سارے نظارے جہاد افغانستان میں دکھا دیئے ہیں اور اسی جہاد افغانستان کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کشمیر میں بھی جہاد کی بے تاب لہر اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔

بمبار طیارے اور قدرت کے طیور (پرندے)

حکایت:

حضرت مولانا جلال الدین حقانی صاحب جو کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل عالم دین ہیں اور ایک مشہور مجاہد ہیں جو کہ دائمی زندگی کے حصول کی آرزو میں ہر وقت موت کے پیچھے دوڑے رہتے ہیں اور موت ان سے بھاگتی پھرتی ہے۔ آپ یہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت کثرت سے بچشم خود دیکھا ہے کہ جب بھی دشمن کے بمبار طیارے نمودار ہوتے تھے تو انکے نیچے طیور (پرندے) پرواز کرتے ہوئے نمودار ہوتے تھے جس کے نتیجے میں جہازوں کی بمباری، مشین گنوں اور راکٹوں کے فائر سے مجاہدین کو قطعاً کوئی گزند نہ پہنچتی تھی اس لیے کہ اکثر بم وغیرہ مجاہدین کے ٹھکانوں سے کافی دور گرتے تھے اور اگر کوئی بم نشانے کے قریب گرتا تو وہ مس ہو جاتا اور اس طرح مجاہدین معجزانہ طور پر محفوظ رہتے تھے۔

حکایت:

کنڑ کے عظیم مجاہد حاجی محمد گل بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس مرتبہ سے زیادہ میگ بمبار طیاروں کے نیچے اڑتے ہوئے پرندے دیکھے ہیں جو کہ رفتار میں میگ طیاروں سے تیز تر ہیں حالانکہ بمباری کے دوران میگ طیاروں کی رفتار آواز سے تین گناہ زیادہ ہوتی ہے۔

Marfat.com

حکایت:

مولانا ارسلان خان صاحب جو کہ ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نڈر عظیم مجاہد بھی ہیں، بلکہ مجاہدین کے قائد بھی ہیں جن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں بمبار طیاروں کی آمد اور ان کی بمباری کا، جہاز کی آمد سے قبل ہی علم ہو جاتا تھا وہ اس طرح کہ اچانک آسمان پر طیور (پرندے) نمودار ہو جاتے تھے اور مجاہدین کے ٹھکانوں کے اوپر فضا میں گھومنا شروع کر دیتے جونہی مجاہدین اس منظر کو دیکھ لیتے تو فوراً ایک دوسرے کو طیاروں کی آمد کی خبر دیتے، اس طرح طیاروں کے پہنچنے سے پہلے ہی مجاہدین دفاعی انتظامات مکمل کر لیتے ہیں۔

حکایت:

قربان محمد نامی مشہور مجاہد کا بیان ہے کہ ہم تین سو مجاہد ایک مرتبہ بالکل ہموار اور چٹیل میدان میں تھے کہ اچانک ہمارے اوپر بمبار طیارے اور پرندے نمودار ہوئے جہازوں نے ہم پر شدید ترین بمباری کی (دوران بمباری ہم میں سے شاید ہر ایک کا یہی گمان تھا کہ صرف میں زندہ بچا ہوں باقی سب شہید ہو گئے ہیں) مگر قدرت کی شان دیکھیئے کہ جہازوں کے چلے جانے کے بعد معلوم ہوا کہ ہم میں سے کسی تک کو بھی معمولی زخم تک نہ آیا۔

حکایت

مولانا عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ جب بھی میں بمبار طیاروں کے نیچے پرندے دیکھتا تو مجاہدین کو بشارت دیتا کہ خوش ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آ پہنچی ہے۔

حضرت مولانا عبداللہ عزام لکھتے ہیں کہ مجھے بعض مجاہدین نے بتایا کہ جب بھی ہم طیاروں کے ساتھ طیور دیکھتے تو ہم محسوس کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ہمارے ساتھ ہیں۔

حتیٰ کہ ایک مجاہد نے بتایا کہ چھوٹے بچے بھی طیاروں کی آمد کے وقت جان لیتے ہیں کہ طیارے بمباری کریں گے یا نہیں وہ اس طرح کہ جب طیارے بمباری کرنے آئے ہیں اور مجاہدین کے دفاع کے لیے طیاروں کے ساتھ طیور ہیں اور یہ منظر دیکھتے ہی بچے اپنے تحفظ کے لیے محفوظ مقامات کی طرف دوڑنے لگتے اور جب طیاروں کے ساتھ پرندے نمودار نہ ہوں تو بچے سمجھ لیتے ہیں کہ طیارے بمباری نہیں کریں گے اور اطمینان سے کھیلتے پھرتے ہیں اور پھر نتیجہ بچوں کی فراست کے مطابق ہوتا تھا۔

حکایت

جناب رائد عبدالحمید مجاہد کا بیان ہے کہ اکثر یوں ہوتا ہے کہ روزانہ مجاہدین پر *BM13,BM21* اور ہوائی جہازوں سے تین مرتبہ حملہ کیا جاتا جس میں کبھی ایک فائر سے ۵۲ میزائل اور راکٹ داغے جاتے تھے اور ہوائی جہاز نصف ٹن وزن کے بم گراتے تھے موصوف کا بیان ہے کہ ایک بم پھٹنے سے زمین کے اندر جو گڑھا بنا تھا میں نے خود اس کو ناپا، آٹھ میٹر گہرا اور ۴۶ میٹر گول تھا۔

رائد عبدالحمید کہتے ہیں کہ جب بھی بم اور میزائل وغیرہ اور گولے مجاہدین کے قریب گرتے تو ان میں سے بیشتر نہ پھٹتے اور اگر وہ سب پھٹ جاتے تو یقیناً مجاہدین ایک ہفتہ تک بھی جہاد جاری نہ رکھ سکتے۔

حکایت:

علاقہ میدان میں مجاہدین کے قائد مولوی علیم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہماری اینٹی ایئر گن (ہوائی جہاز مارنے والی مشین گن) (زکویک) خراب ہو گئی پس ہم نے اللہ تعالیٰ سے ہوائی جہاز کی بمباری سے بچاؤ کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں گھنے بادل سے ڈھانپ لیا اس طرح ہم ہوائی حملے سے محفوظ رہے

Marfat.com

پرندوں کا ایک بمبار پر حملہ

قربان محمد نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ایک شدید حملے کے دوران پرندوں کو دیکھا، جبکہ طیارے پوری شدت کے ساتھ بمباری کر رہے تھے اور مجاہدین کی تعداد تین سو تھی لیکن ان میں سے ایک بھی زخمی نہیں ہوا باوجودیکہ وہ لوگ بالکل کھلے علاقے میں تھے۔

مولانا ارسلان بیان کرتے ہیں کہ ہم شاطوری نامی علاقے میں تھے، اور مجاہدین کی تعداد صرف پچیس تھی، ہمارے اوپر دو ہزار روسی فوجیوں نے حملہ کر دیا اور ہمارے اور انکے درمیان چار گھنٹے شدید لڑائی کے بعد روسی فوج پسپا ہو گئی اور ان میں سے ستر قتل کر دیئے گئے اور ۲۶ افراد ہماری قید میں آ گئے۔ ہم نے قیدیوں سے پوچھا کہ تمہیں کس بناء پر شکست ہوئی؟ تو وہ کہنے لگے کہ امریکی ٹینک اور گولے ہمارے اوپر چاروں اطراف سے گولہ باری کر رہے تھے اس لیے ہمیں شکست ہوئی۔ مولانا ارسلان کہتے ہیں کہ اس وقت ہمارے ساتھ کوئی ٹینک نہیں تھا اور نہ ہی گولہ، ہمارے پاس تو صرف بندوقیں تھیں اور ہم سب ایک ہی جہت سے فائر کر رہے تھے۔

بچھو مجاہدین کو نہیں ڈستے

عمر حنیف نے بتایا کہ کئی مرتبہ بہت سے بچھوؤں نے مجاہدین کے ساتھ انکے بستروں پر رات گزاری اور چار سال سے کسی بچھو نے کسی مجاہد کو نہیں ڈسا، باوجودیکہ اس علاقے میں بچھو بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

نصرت خداوندی

اسی یاور کی جنگ کے اندر جس جگہ آج ہم امن وسکون کے ساتھ اذانیں دے رہے ہیں اور نمازیں پڑھ رہے ہیں اسلحہ اٹھا رہے ہیں ہمارا رب ہم پر فخر کر رہا

Marfat.com

ہے اس مبارک میدان میں جب جنگ چھڑی تھی اور یہاں دشمن کے ایسے کمانڈوز اترے تھے کہ جن کا جسم لوہے میں ڈوبا ہوا تھا انہوں نے حملہ کیا تو یہاں ہمارے شیخ جلال الدین حقانی موجود تھے۔ ہمارے کمانڈر جناب فضل الرحمٰن خلیل یہاں موجود تھے شدید حملہ تھا اور پھر دشمن یہاں پر چھ سو سے زائد لاشیں چھوڑ کر بھاگا اب تک یاور کی زمین پر ان کی بوسیدہ ہڈیاں موجود ہیں۔

اس جنگ کے اندر شریک ایک مجاہد کہتا ہے کہ اچانک جب میرے اوپر بمباری ہوئی تو میں نے نیچے چھلانگ لگائی جب ایک گڑھے میں گرا تو ایسا محسوس ہوا کہ کسی گدے کے اوپر آ گیا ہوں جب میری نظر نیچے پڑی تو ایک بڑا اژدہا منہ کھولے وہاں پڑا ہوا تھا کہا کہ میری حالت غیر ہوگئی اوپر سے دشمن کی بمباری اور نیچے یہ زندہ اژدہا اور اتنا موٹا تھا جس طرح کہ اسپنج کا گدا ہوتا ہے میں اسکے اوپر پڑا رہا میں نے اسی میں عافیت جانی کہ دشمن تو کافر ہے لیکن ممکن ہے کہ اللہ اس سانپ کے منہ میں لگام ڈال دے یہ مجھے کچھ نہ کہے میں دو گھنٹے تک وہاں پڑا رہا لیکن اس سانپ نے نہ حرکت کی اور نہ مجھے کسی قسم کا نقصان پہنچایا۔

ہر چیز اللہ رب العزت مسخر فرماتے ہیں ساڑھے پانچ سو اسکڈ میزائل مجاہدین پر استعمال ہوئے لیکن مجاہدین کو کسی قسم کی پسپائی نہیں ہوئی اور مجاہدین کے قدموں میں کسی قسم کی کوئی لغزش نہ آئی، اللہ نے ان بڑے بڑے پہاڑوں کے ذریعہ مجاہدین کی حفاظت فرمائی۔ (تحریر مولانا مسعود اظہر)

مجاہدین کے ساتھ پرندوں کی امداد:

یہ بات تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہے کہ جنگی طیاروں کے آنے سے کچھ دیر قبل اسی سمت سے پرندے آجاتے ہیں جس سے مجاہدین طیاروں کی آمد کے بارے میں مطلع ہو کر تیار ہو جاتے ہیں اور جب طیارے نیچے آتے تو ان کے ساتھ ساتھ نیچے پرندے بھی ہوتے خیال رہے کہ طیاروں کی رفتار آواز سے دو گنی ہوتی ہے اور مجاہدین اس بات پر متفق ہیں کہ جب طیارے کے

نقصان بہت کم مقدار میں ہوتا تھا بلکہ نہ ہونے کے برابر۔

مولانا ارسلان نے بتایا کہ میں نے بہت مرتبہ پرندوں کو اس طرح دیکھا۔ اسی طرح مجاہد محمد شیرین اور مولوی عبدالحمید نے بھی کئی مرتبہ دیکھا۔

عبدالکریم عبدالرحیم بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ دونینک ہمارے قریب پہنچ گئے۔ اور ہمارے اوپر گولیوں کی بوچھاڑ کردی وہ ہمیں زندہ گرفتار کرنا چاہتے تھے، ہم نے اللہ پاک سے دعا کی تو اس وقت کالے رنگ کا غبار بلند ہوا اور پورے علاقے پر چھا گیا، اس طرح اللہ کے فضل سے ہم نے بآسانی نجات حاصل کرلی۔

چوہے اور پانی نے بارودی سرنگوں کا صفایا کردیا

پچھلے واقعہ سے بھی ناقابل یقین اور ایمان افروز واقعہ صوبہ کاپیسا کے علاقہ وادی پنج شیر میں پیش آیا۔

۱۹۸۴ء کے آخر میں ایک مرحلہ ایسا آیا کہ روس کے فوجی دستوں نے وادی پنج شیر کی کئی اہم پہاڑی چوٹیوں پر قبضہ کرلیا قبضہ عارضی ثابت ہوا روسی دستوں کو مجاہدین نے جلد ہی ان علاقوں سے بھگا دیا مگر وہ جانے سے پہلے حسب عادت اینٹی پرسنل بارودی سرنگیں اور بہت بڑی تعدا میں بوبی ٹریپس پورے علاقے میں بچھا گئے

بارودی سرنگوں کو بارش اور پانی سے محفوظ بنانے کے لیے ان پر پلاسٹک کور بھی چڑھا دیا جاتا ہے پلاسٹک اگر پھٹ جائے تو پانی اندر داخل ہوکر بارودی سرنگوں کو ناکارہ بنادیتا ہے، کئی مجاہدین ان بارودی سرنگوں سے زخمی بھی ہوئے، سردیوں کی وجہ سے مجاہدین نے بارودی سرنگوں کی صفائی کا کام معطل کردیا۔ جب ۱۹۸۴ء کے موسم بہار میں دوبارہ صفائی شروع کی تو یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئے کہ تمام بارودی سرنگیں ضائع ہوچکی تھیں، اس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے روسیوں کے اس جدید اسلحہ کو ناکارہ بنانے کے لیے چوہوں سے کام لیا تھا۔ ہوا یوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام جنگلی اور پہاڑی چوہوں نے اپنے تیز دانتوں سے تمام بارودی سرنگوں اور

Marfat.com

بوبی ٹریپس کا پلاسٹک کو رکاٹ دیا اور پانی نے بارودی سرنگوں کو ناکارہ بنادیا۔
اس واقعہ نے مکہ میں ابابیلوں ،نمرود کے ساتھ مچھروں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غار ثور کے مکڑی والے واقعہ کی یاد تازہ کردی۔

غیبی مدد:

المرکز الاسلامی پشاور کے انچارج برادر قاسم نے بتایا کہ ایک دفعہ افغانستان کے صوبہ لوگر میں کجک کے مقام پر تقریباً ۷ مجاہدین (۳ پاکستانی، ۲ افغانی، ۲ عربی) نے دشمن کی پوسٹ پر حملہ کیا یہاں اندازاً ایک سو کے لگ بھگ کمیونسٹ فوجی موجود تھے۔ دونوں طرف سے گولہ باری ہورہی تھی کہ اچانک مجاہدین کے وائرلیس سیٹ پر فریکونسی دشمن کے وائرلیس سیٹ سے مل گئی اور مجاہدوں نے دشمن کی مندرجہ ذیل گفتگو سنی۔

ہیڈ کوارٹر سے: مجاہدین کی تعداد بہت کم ہے ڈٹ کر مقابلہ کرو۔

پوسٹ سے: مجاہدین کی تعداد بہت زیادہ ہے میں مقابلہ نہیں کرسکتا۔

ہیڈ کوارٹر سے: تم اپنے فوجیوں کے ساتھ تھوڑی دیر تک مقابلہ کرو ہم ۵۰۰ تازہ دم فوجی بھاری اسلحہ کے ساتھ روانہ کررہے ہیں۔

پوسٹ سے: مجاہدین کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں پاکستانی کمانڈوز ہیں میں ۵ سیکنڈ بھی انکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

مجاہدین نے جب دشمن کی یہ گفتگو سنی تو انکے حوصلے مزید بلند ہوگئے اور انہیں یقین ہوگیا کہ اللہ کی غیبی مدد انکے ساتھ ہے مجاہدین نے فوراً اپنے مورچوں سے باہر نکل کر دشمن پر راکٹ برسانے شروع کردیئے جس سے دشمن پر اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ دشمن وہ پوسٹ چھوڑ کر بھاگ گیا اور مجاہدین نے بغیر کسی نقصان کے اس پوسٹ پر قبضہ کرلیا۔

Marfat.com

زہریلے بچھوؤں کی یلغار ۶۰ روسی مردار ہوگئے

مجھے الحاج محمد یوسف نائب امیر لوگر نے بتایا کہ ہمارے ایک مجاہد بدر محمد گل پر سے دشمن کا ٹینک گزر گیا لیکن وہ زخمی یا شہید نہیں ہوا۔

مجھے مجاہد عبدالصمد اور محبوب اللہ نے بتایا کہ کمیونسٹ فوجیوں نے قندوز کے علاقے میں ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا اور خیمے وغیرہ لگادیئے اچانک زہریلے بچھوؤں نے ان پر چڑھائی کردی چنانچہ ساٹھ کمیونسٹ مردار ہوئے اور باقی نے راہ فرار اختیار کی۔

نوٹ: ...... اب تک افغانستان کے طول وعرض میں اس مبارک جہاد کے دوران میں کسی سانپ یا کسی بچھو نے کسی مجاہد کو نقصان نہیں پہنچایا۔

کتے کی وفاداری

عبدالجبار کے نے ہی بتایا کہ گاؤں مری میں ایک بڑا کمیونسٹ رہتا تھا، اسکے پاس ایک انتہائی بھیانک اور خونخوار کتا تھا جو گھر کی چوکیداری کرتا تھا گھر میں داخل ہونے والے ہر شخص پر لپک کر حملہ آور ہوتا تھا۔

ایک دن میں اور فیضان اللہ اس کمیونسٹ کو قتل کرنے کے ارادے سے اس کے گھر میں داخل ہوئے، کتے نے دیکھا لیکن ہم پر بالکل نہیں بھونکا، فیضان نے کمیونسٹ کو قتل کیا اور پھر اپنی موٹر سائیکل پر فرار کی راہ پکڑی اب کتا موٹر سائیکل کے پیچھے ہولیا، فیضان نے ہوائی فائر کر کے اسے بھگانا چاہا وہ کسی طرح واپس نہ گیا۔ اور کیمپ تک اسکا پیچھا کرتا رہا، اب وہ فیضان کے ساتھ ہی رہتا ہے۔

جنگ جاجی میں مجاہدین کی انوکھی حفاظت

مؤلف عبر وبصائر روایت کرتا ہے کہ میں نے جنگ جاجی میں بچشم خود دیکھا ہے کہ جب ہمارے لشکر گاہ پر دشمن کے بمبار طیاروں نے شدید ترین حملہ کیا

Marfat.com

اور بموں سے جان بچانے کے لیے ہم ایک درخت سے دوسرے درخت کے نیچے بھاگتے جاتے اسی اثناء میں رئیس المجاہدین استاد سیاف صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ وہ دیکھو طیاروں کے نیچے پرندوں کا غول جو کہ رفتار میں بمبار طیاروں سے آگے نکلتے ہیں یعنی نصرت ایزدی آ پہنچی فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔

دوسرے دن میں نے بلندی پر طیارے کے نیچے سیاہ چیز دیکھی تو میں نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ وہ اپنے بچاؤ کے لیے کچھ کریں کیونکہ طیارے نے بم گرا دیا، چونکہ میں اس سیاہ چیز کو بم سمجھا تھا تو ساتھیوں نے کہا کہ وہ بم نہیں بلکہ سیاہ پرندہ ہے جو کہ طیارے کے نیچے اڑتا پھرتا ہے۔ بمبار طیاروں نے عنقودی نما بم (انگور کے گچھوں کی طرح بم ہے جو کہ زمین کے قریب آ کر سینکڑوں گرنیڈوں چھوٹے بموں میں تقسیم ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے قریب فاصلے پر گرتے ہیں) اور ایک ٹن وزنی بموں کے گرنے سے زمین کے اندر پانی بھرے تالاب بن جاتے ہیں۔

نیز طیارے ٹائم بموں کی بارش کرتے ہیں جو وقتاً فوقتاً پھٹتے جاتے تھے اور میزائل توپیں مارٹر وغیرہ بڑی بڑی مشین گنیں خاموش ہونے کا نام نہیں لیتے تھے۔

اس کے علاوہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اردگرد ہوائی جہازوں نے کمانڈوز فوجیں اتار دیں گویا کہ یہ وہی جنگ احزاب کا نقشہ ہے جسے قرآن کریم نے یوں کھینچا ہے۔

ترجمہ۔ جبکہ دشمن کی فوجیں اوپر سے اور نیچے سے تم پر حملہ آور ہوئیں اور جب ڈر کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم اللہ پر طرح طرح کا گمان کر رہے تھے اس موقع پر ایماندار آزمائے گئے اور سخت ہلا دیئے گئے۔

ان مشکل ترین حالات میں اللہ تعالیٰ نے ایک طوفانی ہوا بھیجی کہ جس کی سردی کے متعلق مجاہدین کا کہنا ہے کہ افغانستان میں جب سردی شباب پر ہوتی ہے اور زمین پر ۲ میٹر برف پڑتی ہے اور ہوائیں چلنا شروع ہو جاتی ہیں اور یہ ہوا اس سے سرد تر تھی، حتیٰ کہ پشاور میں اس سردی کی لہر کے اثرات پہنچے اور تیز اتنی کہ بڑے بڑے تناور درخت کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا جس ...

Marfat.com

بھرپور اور فیصلہ کن حملے کے تمام منصوبے ناکام ہوئے اور دشمن فوجیں اس قوت غیبی سے شکست کھا کر گئیں۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تم پر کیا۔جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا۔

سانپ، بچھو، جہاد کی ایک اور کرامت

کئی مجاہدین سے سنا تھا کہ جب سے جہاد شروع ہوا، افغانستان کے موذی جانور سانپ، بچھو درندے وغیرہ مجاہدین کو تکلیف نہیں پہنچاتے، حالانکہ مجاہد شب و روز پہاڑوں اور جنگلوں میں بسیرا کرنے پر مجبور ہیں، جبکہ دشمن کے بہت سے فوجی، ان کے ڈسنے سے اور کاٹنے سے ہلاک ہو چکے ہیں میں نے مولانا سیف اللہ اختر سے اس بارے میں پوچھا تو فوراً بولے۔

یہ بالکل صحیح بات ہے اور بہت مشہور و معروف ہے، خود میرے ساتھ ۱۹۸۳ء میں خوست کے محاذ پر یہ واقعہ پیش آیا کہ میں ایک پہاڑی پر اپنی طیارہ شکن توپوں کے ساتھ مورچہ میں تھا، دشمن کے ہوائی حملوں کے باعث سونے کا موقع بہت کم ملتا تھا، ایک رات لیٹا تو پاؤں پر انگھوٹے کے پاس سرسراہٹ ہوئی اور گدگدی سی محسوس ہوئی، ساتھ ہی ایک کانٹا سا چبھا، میں نے ٹارچ سے دیکھا تو ایک بڑا بچھو میرے پاؤں سے اتر کر بھاگ رہا تھا، میں نے اسے مار دیا جس جگہ اس نے ڈنک مارا تھا وہاں ہاتھ لگانے سے بہت ہی ہلکی سے دکھن محسوس ہوئی، تشویش ہوئی کہ اب اسکا زہر چڑھے گا، لہریں اٹھیں گی، سو بھی نہ سکوں گا، تنہائی کی وجہ سے اور بھی بیچارگی سی محسوس ہوئی، اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر دعا کر کے لیٹ گیا لیٹتے ہی نیند آ گئی صبح کو آنکھ کھلی تو اس جگہ ایک دانہ سا تو بن گیا تھا لیکن تکلیف بالکل نہ تھی۔

اس سے بھی عجیب واقعہ ان کے دیرینہ رفیق مولانا عبدالصمد سیال نے سنایا، جن سے میری ملاقات اس سفر کے بعد ہوئی وہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

۱۹۸۶ء میں ''ارغون'' کے پاس ''خرگوش'' کے علاقے میں ہمارا مرکز تھا۔ جنگی کاروائیوں کے بعد ایک رات میں واپس آیا اور اپنے خیمے میں سلیپنگ بیگ میں گھس کر لیٹ گیا۔ جسم کے مختلف حصوں میں رات بھر کھجلی رہی اور سرسراہٹ ہوتی رہی، تھکان اور نیند کی وجہ سے میں نے زیادہ دھیان نہیں دیا تھی، سوتے سوتے کھجاتا اور کروٹیں بدلتا رہا، صبح اٹھ کر یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ کیا چیز تھی، سلیپنگ بیگ کھولا تو ایک بڑا بچھو نکل کر بھاگا اس بیچارے نے تو رات بھر میرے ساتھ سلیپنگ بیگ میں قید رہنے کے باوجود ڈنک نہیں مارا تھا، مگر میں نے اسے مار دیا۔

اس واقعہ پر مجھے بہت زیادہ حیرت اس لیے نہیں ہوئی کہ یہاں ایسے واقعات پہلے سے بہت مشہور تھے، اور اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت وحمایت کے اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب واقعات کا مشاہدہ آئے دن ہوتا رہتا تھا۔

مولانا عبدالصمد سیال ہی نے اس سلسلہ میں ایک اور عجیب واقعہ سنایا کہ ''گردیز کے علاقے میں دشمن کی چھاؤنی کے پاس مجاہدین کا مرکز تھا۔ اس مرکز کی حفاظت کے لیے انہوں نے قریب کی ایک پہاڑی چوٹی پر مورچہ بنایا ہوا تھا جس پر ۴ مجاہدین تعینات تھے یہ ہر وقت اپنے دشمن پر نگاہ رکھتے تھے اور مرکز مجاہدین کے خلاف کی جانے والی ہر کاروائی کو ناکام بنا دیتے تھے۔ دشمن ان سے گلوخلاصی کے لیے مورچے پر قبضہ کرنے کی فکر میں تھا۔

ایک رات مورچے کے ان مجاہدین کو نیچے پہاڑی کے دامن میں فوجی بوٹوں کی آواز سنائی دی یہ دیکھنے کے لیے نیچے اترنے لگے تو کچھ چیخوں کی، اور کچھ لوگوں کے بھاگنے کی آواز سنائی دی، دوڑ کر وہاں پہنچے تو ٹارچ کی روشنی میں ایک عجیب منظر دیکھا کہ تقریباً ۱۵ کمیونسٹ فوجی پڑے تھے جن میں سے اکثر [illegible] تھے، اور کچھ آخری سانسیں لے رہے تھے۔ انہوں نے مرکز سے [illegible] بلالیا، اور گردوپیش کا تفصیل سے جائزہ لیا تو [illegible]

Marfat.com

بچھو نظر آئے جو مجاہدین کو دیکھ کر پتھروں میں روپوش ہورہے تھے۔ اب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چاروں مجاہدین اور ان کے مورچے کی کس طرح حفاظت فرمائی کہ ان کو گھیرنے کے لیے جو فوجی رات کی تاریکی میں آئے تھے، ان میں سے تقریباً ۱۵ کو بچھوؤں کی فوج نے موت کی نیند سلا دیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے"۔

مولانا عبدالصمد سیال کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ مجھے اس مرکز کے افغان مجاہد نے خود سنایا تھا۔

مرد سپاہی ہے وہ اس کی زرہ "لاالہ"
سایہ شمشیر میں، اس کی پنہ "لاالہ"

ہم تقریباً ڈھائی بجے ڈیرہ اسماعیل خان پہنچ گئے جن ساتھیوں کی سیٹیں کل صبح کے جہاز میں ملتان کے لیے ریزرو نہ ہو سکیں، انہیں آج ہی شام بذریعہ ویگن ملتان جانا پڑا۔ میری اور محترم بنوری صاحب کی، اور عزیزم مولوی محمد زبیر عثمانی سلمہ کی سیٹیں پہلے سے ریزرو تھیں، ہم تینوں کو پی آئی اے کے دفتر کے پاس ایک ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔

(تحریر: محمد رفیع عثمانی)

Marfat.com

افغانستان میں مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد کے واقعات

اللہ پاک کی طرف سے مجاہدین کی حفاظت

اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

''اللہ کی اجازت کے بغیر کسی نفس کو موت نہیں آسکتی۔
ہر ایک کا ایک مقررہ وقت ہے''۔

ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا

''کہ اللہ پاک ہی بہترین حفاظت کرنے والے ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں''۔

محمد منگل غزنی، شلجر مجھے بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ٹینک ایک مجاہد اختر محمد کے اوپر سے گزر گیا، لیکن وہ زندہ رہا، جب انہوں نے دیکھا کہ مجاہد تو زندہ ہے تو ٹینک کو واپس اس کے اوپر سے گزارا، لیکن اسکے باوجود اللہ پاک کے حکم سے وہ زندہ رہا۔ پھر انہوں نے اختر محمد کو دوسرے اور مجاہدوں کے ساتھ کھڑا کر دیا اور ان تینوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی لیکن اسکے باوجود اسکو موت نہیں آئی جبکہ باقی دو مجاہد شہید ہو گئے، اور یہ تینوں زمین پر گر پڑے۔ روسیوں نے انہیں مردہ سمجھ کر مٹی میں غلط ملط کر دیا روسیوں کے جانے کے بعد مجاہد اختر محمد کھڑا ہوا اور مجاہدین کے ساتھ مل گیا اور ماشاءاللہ ابھی تک زندہ ہے اور جہاد میں مصروف ہے۔

Marfat.com

کارمل کو پانی نہیں ملے گا

محمد صدیق چکری مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل نوجوان ہے جو ''چکری'' اور خورد کابل میں کابل کے اردگرد کے محاذوں کی قیادت سنبھالے ہوئے ہے۔ اس نے کابل پر کئی کامیاب آپریشن کیئے ہیں اور کارمل کے قصر صدارت، وزارت دفاع، بکتر بند بریگیڈ، کابل اور روسی افسران کی رہائش گاہ ''مائیکرویان'' کو کئی بار نشانہ بنایا ہے۔

محمد صدیق چکری، چکری گاؤں کا رہنے والا ہے، جبکہ ببرک کارمل ''کمری'' کا رہنے والا ہے، ان دونوں دیہاتوں کے درمیان ایک چھوٹی سی نہر حائل ہے، محمد صدیق چکری نے کارمل کو منع کر رکھا تھا کہ چکری کی زمینوں اور اسکے باغوں میں داخل نہ ہو بلکہ ایک بار اس نے ببرک کے گاؤں ''کمری'' کا پانی بھی روک دیا تھا۔ ببرک نے کمیونسٹ وزیروں کو اس کے پاس بھیجا جنہوں نے اس سے درخواست کی کہ ازراہ کرم پانی چھوڑ دیا جائے ورنہ کارمل کے باغات اجڑ جائیں گے۔ اسکے بدلے میں وہ جتنا چاہے مال اسے دیا جا سکتا ہے محمد صدیق نے مال قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا:

> ''میں تمہیں منہ مانگا مال دیتا ہوں اس شرط پر کہ تم ہتھیار ڈال دو''۔ وہ کہتا تھا، خدا کی قسم! میں کابل پر اس سے زیادہ عرصہ حکومت کروں گا جتنا کہ کارمل نے کی ہے اور میں اس میں اسلام نافذ کر کے دکھاؤں گا۔

ملبے کے نیچے سے

زندانی گل نے مجھے بتایا کہ میں پانی کے ایک کھال کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ بمباری ہونے لگی اور میں نے فوراً اپنے آپ کو کھال میں گرا دیا۔ گھبراہٹ میں بہت سی کیچڑ میرے منہ میں بھر گئی میں نے کیچڑ کو تھوکنا چاہا، اسی لمحے پانچ افراد

Marfat.com

میرے اوپر آ گرے اور اسکے فوراً بعد ایک بم لگنے سے قریبی دیوار ہمارے اوپر آ گری اور میرے اوپر گرنے والے پانچوں افراد شہید ہو گئے میری عجیب حالت تھی کہ میں دیوار اور شہداء کے درمیان پھنسا ہوا تھا ہاتھ تک نہیں ہلا سکتا تھا اور نہ مدد کے لیے کسی کو بلا سکتا تھا۔

میں تقریباً پون گھنٹہ ملبہ میں شہداء کے نیچے دبا رہا پھر نہ جانے کہاں سے کچھ لوگ آئے انہوں نے مجھے پر سے شہداء کی لاشیں اور دیوار کا ملبہ ہٹایا اور یوں میں زندہ رہا۔

مجاہدین کا رجوع الی اللہ

مجاہدین جب حملہ کرتے ہیں تو پہلے پوری پلاننگ بنائی جاتی ہے اور تقسیم کار کردی جاتی ہے پھر عین لڑائی سے پہلے خوب گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی جاتی ہے مجاہدین رب ذوالجلال کے حضور دعائیں مانگتے روتے ہیں یہ الحاح وزاری اس بات کی دلیل ہے کہ مجاہدین کا اعتماد صرف اللہ پر ہے ایسے موقعہ پر جب جان دینے کا موقع ہو دعا کتنی ایمان ویقین اور پختگی کے ساتھ ہوتی ہوگی اور ایسی دعا میں جو لذت مناجات ہوتی ہوگی اسکی کیفیت سکون کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

جذبہ ایمانی سے سرشار واقعہ

صوبہ نمروز میں دو بھائی شاہسوار اور مرجان نامی تھے کیمونسٹ انقلاب کے بعد شاہسوار کیمونسٹوں سے مل گیا اور مرجان پکا مسلمان مجاہدین میں شامل ہو گیا ایک جھڑپ کے دوران وہی کیمونسٹ شاہسوار گرفتار ہو کر آیا جب اسکے بھائی مرجان کو اطلاع ملی تو وہ فوراً بندوق لے کر حاضر ہوا اور مجاہدین سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ گرفتار میرا بھائی مرتد ہے اس نے دین وملت سے غداری کی ہے مجھے اجازت دی جائے کہ میں خود اپنے ہاتھوں اس کو قتل کروں اجازت ملنے پر اس نے اپنے مرتد کیمونسٹ بھائی کو درخت سے باندھ کر اور مسلسل فائر کر کے اسے موت کے

مجاہدین سے کہنے لگا کہ شکر ہے میں امتحان میں کامیاب ہوگیا اسکے بعد سجدہ شکر بجالایا۔

دشمن میں پھوٹ پڑ گئی

وردک کے علاقے چنتو میں روسی کابل فوج کے ساتھ سات روز تک مسلسل لڑائی کی وجہ سے مجاہدین کے پاس گولہ بارود مکمل ختم ہوگیا مجاہدین بڑے پریشان تھے کہ اب کیا کریں انہوں نے اللہ کے حضور مدد مانگی۔ جب رات آئی تو مجاہدین اس وقت حیران رہ گئے جب انہوں نے دشمن پر تباہ کن گولہ باری کی آوازیں سنی پہلے تو انکا خیال تھا کہ مجاہدین کے کسی اور گروپ نے حملہ کردیا ہے تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ رات اس علاقے میں کسی طرف سے مجاہدین کا کوئی گروپ نہیں آیا تھا اور نہ دشمن کی فوج میں کسی قسم کی پھوٹ پڑی تھی کہ اس سے علیحدہ ہونے والے فوجیوں نے بمباری کی ہو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مدد تھی جس سے دشمن کے تقریباً پانچ سو فوجی ہلاک ہوگئے جن میں بڑی تعداد میں افسر بھی شامل تھے۔

دشمن پر خوف

مجاہدین کا کہنا ہے کہ ہم مسلسل دوربینوں کے ذریعے دشمن کے مورچوں پر انکی نقل وحرکت کی کڑی نگرانی رکھتے ہیں ان پوسٹوں پر خوف وہراس کی بناء پر موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی ہوتی ہے کسی قسم کی کوئی حرکت محسوس نہیں ہوتی ہے ہماری مسلسل نگرانی کا یہ اثر ہے کہ افغانستان کے کمیونسٹ فوجی خوف ودہشت کی وجہ سے اپنے کنکریٹ کے بنے ہوئے مورچوں سے باہر نہیں نکل سکتے۔

مجاہدین کے حوصلے

ذیل میں مختلف معرکوں کی چند جھلکیاں پیش کی جارہی ہیں:

کہ لڑائی کے دوران کسی مجاہد کو پانی یا کھانے کی کوئی حاجت یا بول وبراز کا

Marfat.com

کوئی تقاضا کچھ نہ تھا۔ بس ایک ہی فکر سوار تھی اور ایک ہی تمنا تھی اور وہ یہ کہ اللہ کے دین کا دشمن مغلوب ہو، ذلیل اور رسوا ہو اور اللہ کی حکومت غالب آ جائے۔ مجھے اس حقیقت کے عرض کرنے میں بھی کوئی بات نہیں ہے کہ نماز کی جو کیفیت میدان جنگ میں محسوس ہوتی ہے، دعا کا جو تاثر میدان جہاد میں دیکھا، اور قلب میں اخلاص اور للّٰہیت کا جو جذبہ اس وقت محسوس ہوا بعد میں اسکی حقیقت نصیب نہ ہوئی اپنے موروچوں پر رہتے ہوئے ہماری زبان پر یہی دعا اور تمنا تھی کہ کاش دشمن ہماری طرف رخ کرے اور ہمیں بھی اس سے دو دو ہاتھ کرنے کا موقع ملے۔

ہماری رائفلیں صرف ہمارے اشارے کی منتظر تھیں لیکن دشمن کو ہمارے ساتھی الحمد للہ نہ صرف روک چکے تھے، بلکہ بھگا بھی چکے تھے اور وہ بھاگنے والے یا چھپنے والے دشمنوں کو گرفتار کر رہے تھے، مال غنیمت جمع کر رہے تھے اب گولیوں کی آوازیں کم تھیں اور ”تسلیم شا“، ”تسلیم شاہ“ کے نعرے زیادہ تھے تسلیم کے معنی حوالہ کرنے کے ہیں۔

مقصد اس جملے سے فوجوں کو ہتھیار ڈالنے پر آمادہ کرنا ہوتا ہے چنانچہ سامنے میدان میں جہاں دشمن کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں، مختلف جھاڑیوں میں، نالوں میں چھپے ہوئے دشمن نے ہتھیار ڈالنے شروع کر دیئے تھے ہلاک شدگان کی رائفلیں اور ان کا ایمونیشن بھی مجاہدین نے سنبھالنا شروع کر دیا تھا اب شام کے پانچ بج رہے تھے مجاہدین اب اپنے مرکز کی طرف لوٹ رہے تھے ان کے بدن تھکن سے چور تھے اور زبانیں پیاس سے خشک ہو چکی تھیں لیکن انکے چہرے اللہ رب العزت کی بے انتہا نصرت و رحمت کے عطا ہونے کی وجہ سے انتہائی مسرور تھے۔

مولانا ارسلان رحمانی کا دشمن کو خوف:

مولانا ارسلان بڑے زبردست عالم اور مجاہد ہیں، آپ دینی مدارس میں دینی تعلیم دیتے تھے روس کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والوں میں سب سے پہلے آپ کا ہی نام سرفہرست ہے۔ کابل ریڈیو تقریباً ہر روز [illegible]

ہے اور انہیں آدم خور کے نام سے یاد کرتا ہے۔

قرآن کی ایک آیت کے عین مطابق کہ کفار کے لیے بے حد سخت اور آپس میں بے حد رحم دل ہوتے ہیں بڑی فراست اللہ نے انکو عطا فرمائی تھی۔

ایک مرتبہ معرکہ مصر کے شب خون کا فائر بند ہونے کے بعد روسیوں نے روشنی کے گولے پھینکے تو انہیں دو مجاہد نظر آئے اور انہوں نے انکو گھیر لیا۔ ان مجاہدین نے سخت مقابلہ کیا اور دشمن کے سترہ آدمی مارے اور خود شدید زخمی ہو گئے تو انکو کابل وری اسی حالت میں اٹھا کر کابل لے گئے۔ مولانا ارسلان خان رحمانی کو جب علم ہوا تو انہوں نے اس وقت کے وزیر خارجہ شاہ محمد دوست کے نام ایک خط لکھا کہ میرے گرفتار بچے (مجاہد) واپس کر دو ورنہ شیرانہ میں تمہارے سسرال کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی سارا افغانستان گواہ ہے کہ ایک خصوصی ہیلی کاپٹر سفید جھنڈا لٹکائے شیرانہ میں اترا اور دونوں زخمی مجاہدین جن کو گلوکوز کی بوتلیں لگی ہوئی تھیں، واپس چھوڑ کر چلا گیا وہ دونوں زخمی مجاہد اب تک جہاد میں مصروف ہیں۔

خواب میں طیارہ شکن گن کی ٹریننگ

حرکت انقلاب اسلامی صوبہ پکتیا کے کمانڈر مولانا ارسلان رحمانی کے برادر نسبتی شاہ محمد سے لاہور میں جب علماء کی ایک کانفرنس میں پوچھا گیا کہ آپ کو ٹریننگ کون دیتا ہے تو انہوں نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ایک نہایت دلچسپ واقعہ سنایا۔ واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا۔

"۱۹۷۹ء میں ہم نے روسیوں سے ایک طیارہ شکن گن چھین لی طیارہ شکن بالکل صحیح حالت میں تھی مگر ہم میں سے کوئی مجاہد اسکو چلانا نہیں جانتا تھا ہمیں اسکا بہت افسوس ہوا رات کو جب میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ طیارہ شکن گن پر کھڑے ہیں انہوں نے بہت آہستہ آہستہ طیارہ شکن کا ایک ایک پرزہ کھولا میں پاس کھڑا دیکھ رہا تھا کھولنے کے بعد

انہوں نے طیارہ شکن گن کو دوبارہ جوڑا اور پھر اسے چلا کر دکھایا صبح آنکھ کھلنے پر خواب میں دیکھا ہوا ایک ایک لمحہ مجھے یاد تھا۔ میں نے خواب میں بزرگ کو جس طرح طیارہ شکن گن کو کھولتے ہوئے اور بند کرتے ہوئے دیکھا تھا اسی طرح طیارہ شکن کو پرزہ پرزہ کر کے کھولنے لگا پھر میں نے جوڑا اور چلا کر دیکھا۔ اسی روز طیارہ شکن گن سے ایک طیارہ بھی مار گرایا اللہ اسی طرح ہماری مدد کرتا ہے۔"

غیر بھی حق کہنے پر مجبور ہو گئے

پانی کے چشمے پھوٹنے کے واقعات تو بے شمار جگہ پیش آتے ہیں۔ الفتح غنڈ میں پانی کی شدید قلت تھی کہ بارودی دھماکے سے ایک چشمہ پھوٹ پڑا اور آج کل اسی چشمہ سے مرکز کی تمام پوسٹوں کو پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

اور اب ذکر ایک ایسے منظر کا جو عالمی پریس تک آچکا ہے لیکن ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے جو اس سے آگاہ نہیں ہیں۔

پہلے ایک خبر ملاحظہ کیجیے۔ چار سال پہلے یہ خبر انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبون کے سنگاپور، ایڈیشن میں شائع ہوئی اور جنگ کراچی کے ذریعے پاکستانی قارئین تک پہنچی۔ اس مفصل رپورٹ کے دو پیرگراف تھے۔

> "کراچی (فارن ڈیسک) سینکڑوں عرب نوجوان افغانستان میں روس کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں افغان مجاہدین کے دوش بدوش کیمونسٹ فوجوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ یہ انکشاف انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبون کے سنگاپور ایڈیشن میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق افغانستان اور روس کی فوجوں سے معروف جنگ عربوں کی اکثریت کا تعلق لبنان، مصر، شام اور اردن سے ہے جو افغان جنگ کو دراصل اسلام اور کیمونزم کے درمیان جنگ [illegible]

عرب نوجوان افغان مجاہدین کی طرح عام شہری ہیں جن کا فوج سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جنکا مقصد اپنے اسلامی نظریات کے دفاع کی خاطر جہاد میں حصہ لینا ہے بہت سے عرب مجاہدین یونیورسٹی کے طلباء ہیں۔۔۔۔اخبار نے ان معجزوں کا بھی ذکر کیا ہے جو جنگ میں شہید ہونے والے مسلمانوں کے حوالے سے ان دنوں عام طور پر بیان کیے جاتے ہیں۔

اخبار کے مطابق بعض اوقات شہداء کی آوازیں بھی سنی گئی ہیں جن سے پتہ چلا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی مصروف عبادت تھے چند ماہ قبل مشرقی افغانستان سے موصولہ ایک اطلاع کے مطابق ایک رات دو مجاہدوں کی قبر سے روشنی نکلتی ہوئی دیکھی گئی جو نور کی شکل میں آسمان کی طرف جارہی تھی۔ایک روایت میں بھی مشہور ہے کہ شہید ہونے والے کی لاشوں سے خوشبو بھی آتی ہے جب کہ روسیوں کی لاشیں گل سڑ جاتی ہیں سعودی ہلال احمر کے ہسپتال کے ڈائریکٹر ابو حزیفہ کے مطابق اس طرح کے واقعات جہاد میں شرکت کے لیے مزید مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کا باعث بن رہے ہیں"۔ (روزنامہ جنگ ۲۵ جولائی ۱۹۸۶ء)

خواب میں گم شدہ مجاہد کی زیارت

زروان کے علاقے میں مجاہدین کے ایک مرکز سرانہ میں صبح آٹھ بجے سے دو بجے دوپہر تک طیارے مسلسل بمباری کرتے رہے بمباری میں مرکز تباہ ہوگیا ایک مجاہد شہید، ایک زخمی اور ایک گم ہوگیا گم شدہ مجاہد کو بہت ڈھونڈا مگر وہ نہیں ملا پانچ دن تک تلاش جاری رہی مگر ناکام رہے ہمارے ایک ساتھی اور ایک بچے عبدالواحد نے خواب دیکھا۔خواب میں گم شدہ مجاہد نظر آیا اس نے بتایا کہ میں باورچی خانہ میں ملبے کے نیچے دبا ہوا ہوں خواب کے بعد باورچی خانے سے لاش نکالی گئی لاش بالکل

تازہ تھی اور اس سے بہت ہی اچھی خوشبو پھوٹ رہی تھی۔

برکت ہی برکت:

مجھے مولانا جلال الدین حقانی نے بتایا کہ میں نے ایک مجاہد کو کچھ گولیاں دیں جن کو لے کر وہ میدانِ کارزار میں اترا اور اس جنگ کے دوران اس نے بہت فائر کئے مگر گولیوں میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اور وہ اتنی ہی گولیاں واپس لایا جتنی لے کر گیا تھا۔

Marfat.com

افغان اور کشمیر میں مجاہدین کے دشمن کو نظر نہ آنے کے واقعات

میں روسیوں کے سامنے تھا مگر وہ مجھے نہ دیکھ سکے

کابل کے علاقہ موسادی کا عبدالقدوس بیان کرتا ہے۔

''روسی اور افغان فوجی مجھے گرفتار کرنے کے لیے ہمارے گاؤں میں داخل ہوئے وہ لوگوں سے میرے بارے میں پوچھ بھی رہے تھے اور شناختی کارڈ بھی چیک کر رہے تھے وہ میرے پاس پہنچ بھی گئے اور مجھ سے شناختی کارڈ طلب کیا میں نے انہیں اپنا شناختی کارڈ دیدیا جس فوجی نے شناختی کارڈ پکڑا اور چیک کیا وہ مجھے پہلے سے جانتا تھا مگر اس موقع پر اس نے مجھے نہ پہچانا اور کارڈ واپس کر کے آگے نکل گیا میں قریب کے باغیچے میں جا کر گہری نیند سو گیا ادھر روسیوں نے گاؤں والوں پر سختی شروع کر دی وہ ان سے پوچھتے تھے کہ بتاؤ عبدالقدوس کہاں ہے؟ سب نے کہا کہ ابھی تو تم اس کا شناختی کارڈ چیک کر رہے تھے اور جو تمہارے سامنے کھڑا تھا وہی عبد القدوس تھا انہوں نے ہر طرف مجھے ڈھونڈنا شروع کر دیا اور باغیچے میں آئے مگر وہ مجھے نہ دیکھ سکے اور واپس چلے گئے۔''

روسیوں کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا

مجاہد عبدالقدوس ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں۔

''ایک حملہ میں دشمن کے جہازوں نے ہم پر گیس کے بم پھینکے میرے ساتھ میرا بیٹا اسد اللہ بھی تھا ہم بے ہوش ہو گئے ایک بجے سے چھ بجے تک ہم بے ہوش پڑے رہے جبکہ ہم روزہ دار بھی تھے۔ بے ہوشی کی حالت میں بہت بڑی

Marfat.com

زمینی فوج نے بھی ہم پر حملہ کر دیا۔ ان کے پاس ٹینک بھی تھے وہ ہمیں کافی دیر تک تلاش کرتے رہے مگر ہمیں وہ نہ دیکھ سکے حالانکہ ہم انکے سامنے بے ہوش پڑے تھے یہ حقیقت ہم پر اس وقت کھلی جب ہم ہوش میں آئے اور ہم نے اردگرد کے ماحول کا جائزہ لیا تو فوجیوں کے قدموں اور ٹینکوں کے نشانات سے زمین دور دور تک بھری پڑی تھی۔

میں نے قرآنی آیت پڑھی اور دشمن کی نظر سے غائب ہوگیا

افغانستان میں آباد قبیلہ سلیمان زئی سے تعلق رکھنے والے رمضان فقیر ایک درویش صفت مجاہد ہیں اور افغانستان پر روسی تسلط سے لے کر اب تک جہاد میں شریک ہیں وہ اپنے ساتھ بیتے ہوئے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

صوبہ پکتیکا کے علاقہ ارگن میں مجاہد جہاد کی عملیات میں معروف تھے ان مجاہدین میں میں بھی شامل تھا اچانک پہاڑ کی طرف سے دشمن کے ٹینک نمودار ہوئے میں بالکل صاف اور کھلے میدان میں تھا۔ قریب ہی ایک کاریز تھی تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر جس کے اوپر کنواں نما منہ کھولے گئے ہوتے ہیں میں کنویں کی طرف دوڑا تاکہ اس میں چھلانگ لگا کر چھپ سکوں۔ مگر کنویں کا منہ بند تھا میں دوسرے، پھر تیسرے کنویں کی طرف بھاگا مگر سب کے منہ بند تھے ٹینک میرے قریب آ کر پہنچا اور وہاں سے وہ مجاہدین پر فائر کر رہا تھا میں نے اللہ کے حضور ہاتھ اٹھائے اور یہ آیت کریمہ زبان پر آ گئی۔

"پس میں نے ان کے آگے اور پیچھے رکاوٹ بنا دی، اس لیے وہ نہیں دیکھتے ہیں"۔

مجاہد نے سلیمانی ٹوپی اوڑھ لی

محمد خالد فاروقی ارگونی صوبہ پکتیکا میں حزب اسلامی (حکمت یار) کی طرف سے مجاہدین کے ایک اہم کمانڈر ہیں وہ بتاتے ہیں۔

Marfat.com

"یہ دادو کا زمانہ تھا ایک دن خلاف عادت بوقت ظہر گھر سے نکلا جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ میرے نکلنے کے دس منٹ بعد فوج نے میرے گھر کا محاصرہ کر لیا واپسی پر میں دن کی روشنی میں فوجیوں کے درمیان سے گزرتا ہوا گھر میں داخل ہوا والد صاحب سے رخصت لے کر باہر نکلا مگر کوئی فوجی مجھے نہ دیکھ سکا۔

دشمن اندھا ہو گیا

کمانڈر خالد زبیر نے کہا کہ جنگ کے دن دوپہر کے وقت میں نے خالد محمود بختیار حسین اور محمد رفیق کو زامہ خولہ پوسٹ اور عالم خان قلعہ کے درمیان ٹیلی فون تار کاٹنے کو بھیجا تقریباً تین بجے کا وقت تھا دھوپ میں میدان کی ہر چیز صاف چمک رہی تھی اسی حالت میں ان تین مجاہدین نے آگے بڑھ کر کئی سو میٹر کا فاصلہ کھلے میدان میں طے کیا اور ٹیلی فون کے تار کاٹنے لگے تو اس وقت عالم خان قلعہ کے بالکل سامنے تھا ایک ایک چھوٹا پتھر بھی نظر آتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو ایسا اندھا کر دیا کہ وہ ان تین مجاہدین اسلام کو نہ دیکھ سکے انہوں نے اطمینان سے دونوں طرف کی تقریباً ۲۰۰ سو میٹر لمبی تار کاٹی اور بخیریت واپس آ گئے۔

ٹیلی فون کے تار کٹتے ہی زامہ خولہ کے فوجی بہت زیادہ بوکھلا گئے وہ سمجھے اب چاروں طرف سے مجاہد آ گئے ہیں انکی شکست میں ٹیلی فون کے تار کٹنے کا بڑا دخل تھا۔

اللہ نے بھارتی فوجیوں کی آنکھیں اندھی اور کان بہرے کر دیئے

تین مجاہدین قافلے سے بچھڑ گئے اور غلطی سے ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں پہاڑی کے اوپر بھارتی چوکی تھی رات کا وقت تھا مجاہدین نے سردی سے بچنے کے لیے آگ جلائی اور اپنے آپ کو گرم کرنے لگے تھوڑی دیر کے بعد انہیں اوپر چوکی سے آوازیں آنے لگیں تو معلوم ہوا کہ یہ تو بھارتی فوجی ہیں لیکن اللہ کا کرم یہ ہوا کہ بھارتی فوجی اپنے سامنے جلنے والی آگ کو بھی نہ دیکھ سکے۔

Marfat.com

مخبر کی آنکھوں میں دھول

داؤد خان نے بتایا کہ ایک بار مجاہدین نے نیوز ریڈروں کو ریڈیو اور ٹی وی پر خبریں پڑھنے سے باز رہنے کو کہا اور خلاف ورزی کرنے پر ہم نے ریڈیو اور ٹی وی کے دو اعلیٰ افسروں کو اغوا کر لیا۔

ہماری موجودگی کی اطلاع پا کر بھارتی فوج نے اس علاقے کا محاصرہ کر لیا جہاں ہم ٹھہرے ہوئے تھے۔ بھاگنے کے تمام راستے بند ہو چکے تھے مجبوراً ہمیں بھی شناخت کے لیے شناخت پریڈ میں شامل ہونا پڑا آج بچنے کی امید نہیں تھی بارہ مخبر مختلف گاڑیوں میں مجاہدین کی شناخت کے لیے بٹھائے گئے تھے اس لیے بچنے کے چانسز بہت کم تھے ہم نے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا کی کہ اے اللہ ہمیں ان ظالموں سے بچا ہمیں شناخت کے لیے ان مخبروں کے سامنے لایا گیا لیکن اللہ پاک نے انکی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے اور ہمیں وہ پہچان نہ سکے اور اللہ پاک نے ہمیں بچا لیا حالانکہ بچنے کی امید بالکل نہ تھی۔

قرآنی آیات کی تاثیر

کمانڈر بہاؤالدین اپنے چالیس ساتھیوں کے ہمراہ ڈاؤن ٹاؤن سرینگر کے علاقے میں ایک بار کریک ڈاؤن میں پھنس گئے ہزاروں بھارتی فوجیوں نے اس کریک ڈاؤن میں حصہ لیا مجاہدین پوری طرح گھیرے میں آ چکے تھے اور بھارتی فوجی مجاہدین کی تلاش میں ہر گھر میں گھس کر تلاشی لے رہے تھے جب بھارتی فوجی اس محلے میں پہنچ گئے جہاں مجاہدین موجود تھے، تو ان کے امیر بہاؤالدین نے مجاہدین کو باہر نکلنے کا حکم دیا اور پانچ کنکر اٹھا کر ان پر "ربی انی مغلوب فانتصر" پڑھ کر پھونک مار کر جیب میں رکھ لیے اور راستے میں کھڑے بھارتی فوجیوں پر جب وہ کنکر پھینکتے تو وہ راستے سے ہٹ جاتے تھے۔ اور مجاہد آگے بڑھتے رہے جب مجاہدین آخری گلی کراس کر رہے تھے تو مجاہدین کے پاس [illegible]

Marfat.com

رہ گیا تھا بہاؤ الدین نے وہ کنکر اس فوجی کیطرف پھینک دیا جو گلی میں پہرہ دے رہا تھا داؤد خان بتاتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی نصرت کا اس وقت عجیب کرشمہ دیکھا بھارتی فوجی نے گردن جھکا کر ہمیں چلے جانے کا اشارہ کیا۔

اللہ نے بھارتی فوجیوں کو اندھا کر دیا

عبدالمجید نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں مجاہدین کے ایک گروپ کو لے کر واپس مقبوضہ کشمیر جا رہا تھا اس گروپ میں کل اٹھارہ مجاہد تھے ایک رات ہم جنگل میں لائن آف کنٹرول کے قریب سفر کر رہے تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی راستہ دشوار تھا اس لیے ہم وہیں جنگل میں بیٹھ گئے اور صبح تک بیٹھے رہے صبح جب روشنی پھیلی تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہم بھارتی فوج کی پوسٹ کے قریب بیٹھے ہیں اور ابھی تک فوجیوں کی نظر ہم پر نہیں پڑی تھی۔ پوسٹ اور ہمارے درمیان صرف پچاس گز کا فاصلہ تھا فوجی ہماری طرف دیکھ رہے تھے لیکن قدرت نے انہیں اندھا کر دیا تھا ہم انہیں نظر نہیں آ رہے تھے وہاں سے ہم کراسنگ کرتے ہوئے محفوظ مقام پر پہنچ گئے اور قدرت نے ہمیں بھارتی درندوں سے محفوظ رکھا۔

ہم فوجیوں کے سامنے تھے لیکن وہ ہمیں نہ دیکھ سکے تھے

کمانڈر یحییٰ خان نے اپنے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ:

جولائی ۱۹۹۳ء میں ہم آٹھ مجاہد زگ سندری ہندواڑہ کے علاقے میں موجود مجاہدین کے ساتھ ایک خصوصی میٹنگ کے بعد واپس کپواڑہ آ رہے تھے کہ ہمارا ایک مجاہد شدید بیمار ہو گیا۔ جسکی وجہ سے مزید سفر جاری رکھنا دشوار ہو گیا تا ہم ہم نے وہیں پر رات بسر کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک ٹیکری پر چلے گئے رات باری باری ہم نے پہرہ دیا مخبری ہونے کی وجہ سے فوج نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا جب ہم صبح بیدار ہوئے تو بھارتی فوج نے چاروں طرف سے ہم پر فائرنگ

Marfat.com

شروع کر دی اور ہمیں ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا، لیکن ہم نے جوابی فائرنگ کی اور کئی فوجی ہلاک اور زخمی کر دیئے، اب ہم آگے آگے بھاگ رہے تھے اور فوج ہمارے پیچھے پیچھے تھی اور گولیاں ہمارے قریب سے گزر رہی تھیں، لیکن قدرت نے ہمیں محفوظ رکھا ہمارا جو ساتھی بیمار تھا حیرت انگیز طور پر وہ ہمارے ساتھ بھاگ رہا تھا۔ ہم جس طرف سے بھی محاصرے سے نکلنے کی کوشش کرتے آگے فوج ہوتی، یوں ہم تھک ہار کر ایک جگہ گھاس پر بیٹھ گئے کہ اب شہید ہی ہونا ہے تو بھارتی فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوں بھارتی فوجی ہمیں تلاش کرتے ہوئے ہم سے دس گز کے فاصلے پر پہنچ کر بیٹھ گئے انکے ساتھ سراغرساں کتے بھی تھے فوج نے گاؤں والوں پر زبردست تشدد کیا۔ ہم نے اللہ پاک سے مدد کی دعا کی اور سورۃ یاسین کی آیات پڑھ کر فوجیوں کی طرف پھونکنا شروع کر دیا فوجی ہمارے قریب پہنچ گئے لیکن اللہ پاک نے انہیں اندھا کر دیا اور سراغرساں کتے بھی ہماری موجودگی کا پتہ نہ چلا سکے۔

بھارتی فوج نے ہمارے سامنے ڈیرے ڈال دیئے۔ انہوں نے دوپہر کا کھانا بھی کھایا صبح سات بجے سے لے کر شام چھ بجے تک گاؤں کا محاصرہ جاری رہا لیکن اسکے باوجود وہ ہمیں تلاش نہ کر سکے اور محاصرہ ختم کر کے واپس چلے گئے یوں اللہ پاک نے ہمیں بھارتی درندوں سے محفوظ رکھا ورنہ بظاہر زندہ بچ جانے کا کوئی امکان نہیں تھا جب فوج محاصرہ ختم کر کے چلی گئی تو ہم بستی میں پہنچے تو گاؤں والے ہمیں دیکھ کر حیران رہ گئے اور ہمیں کھانا کھلایا اور رب کا شکر ادا کیا۔

دشمن کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے اندھی کر دیں۔

۳۶ گھنٹے برف میں۔ ایک مجاہد نے بتایا۔

ہمارا قافلہ ۱۲۵ افراد پر مشتمل تھا جو پاکستان کی مقدس سرزمین کی طرف روانہ ہوا سفر انتہائی دشوار گزار تھا ۳۶ گھنٹے مسلسل ہمیں برف میں سفر کرنا پڑا برف کے پہاڑ سیدھے تھے اور ان پر چڑھائی بہت مشکل تھی ...

Marfat.com

پڑے ہم نے گائیڈ کو تین ہزار کی پیش کش کی کہ وہ ہمارے ان ساتھیوں کو اٹھا کر آگے لے جائے یا پھر پیچھے لے آئے۔ مگر گائیڈ دھوکے باز نکلا۔

میری اپنی حالت یہ تھی کہ جیسے کوئی مجھے پکڑ کر زبردستی چلا رہا ہو ایک جگہ روشنی نظر آئی تو گائیڈ نے کہا کہ یہی مظفر آباد ہے ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی ہم آگ جلا کر اپنے جسموں کو گرمی پہنچانے لگے اچانک دشمن کے سپاہیوں کی آوازیں ہمارے کانوں میں پڑیں تو معلوم ہوا کہ یہ روشنی مظفر آباد کی نہیں تھی بلکہ دشمن کی چوکی سے آ رہی تھی اور دشمن کے سپاہی یہاں گشت کر رہے تھے لیکن اللہ نے دشمن کی آنکھیں اندھی کر دیں اور ہم بحفاظت وہاں سے نکل آئے۔

فوجی اندھے ہو گئے

داؤد خان روایت کرتے ہیں کہ بھارتی فوجی ہر جگہ مجھے ڈھونڈتے رہے اور کافی عرصہ میں اپنے گھر نہیں جا سکا تھا ایک دن میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں ضرور گھر جاؤں گا جونہی میں اپنے گھر پہنچا تو بھارتی فوج نے چاروں طرف سے ہمارے محلے کو گھیر لیا اور ایک بوڑھی عورت نے اپنے گھر کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں مجھے چھپا دیا۔

بھارتی فوجیوں کو شک ہو گیا کہ میں اس مکان میں ہوں فوجیوں نے گھر کا چپہ چپہ چھان مارا جس کمرے میں میں چھپا ہوا تھا فوجی اس کمرے میں آئے اور وہاں سامان ادھر ادھر بکھیر دیا۔ لیکن اللہ کے فضل سے مجھے وہ نہیں دیکھ سکے کیونکہ اللہ پاک نے انہیں اندھا کر دیا تھا۔

دشمن آپس میں لڑ پڑا

داؤد خان نے بتایا کہ ایک دن ہم چھ مجاہد سری نگر کے علاقے بیمہ میں تھے عید الفطر قریب آ رہی تھی ہم نے یہ منصوبہ بنایا کہ عید کے فوراً بعد بھارتی فوج پر بھرپور حملے کیے جائیں گے ابھی ان حملوں کی تفصیلات طے کر رہے تھے کہ بھارتی

Marfat.com

فوج نے اس علاقے پر کریک ڈاؤن کر دیا بھارتی فوجی ہم پر بندوقیں تانے کھڑے تھے، بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا ہم نے اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور دعا کی کہ اے اللہ! ہمیں ان ظالموں کے شر سے بچا فوجی ہمارے بالکل قریب آ گئے تو ہم نے ایک ایک کر کے باہر نکلنا شروع کر دیا آگے ایک دیوار تھی ہم نے اس دیوار کے پیچھے جانے کا فیصلہ کیا ہمیں دیکھ کر فوجی جوانوں نے اپنے افسر کو کہا کہ دہشت گرد بھاگ رہے ہیں ہم ان پر فائرنگ شروع کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس فوجی افسر کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس نے فوجیوں کو فائرنگ کرنے سے منع کر دیا اور ہم وہاں سے زندہ سلامت نکلنے میں کامیاب ہو گئے بعد میں سپاہیوں اور آفیسر کے درمیان اس معاملے پر کافی لڑائی ہوئی یہ اللہ کی طرف سے ہمارے لیے ایک معجزہ تھا۔

دیکھتی آنکھیں اندھی ہو گئیں

داؤد خان ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک مجاہد جو ارشاد جو سوانہ سرینگر کے رہنے والے ہیں، کو بھارتی فوج بہت تلاش کرتی تھی، اس کے بھائیوں کو بھی فوج گرفتار کر کے لے گئی۔

ایک دن بھارتی فوج کی گڑھوال رجمنٹ نے سوانہ کا کریک ڈاؤن کیا اس وقت مجاہد ارشاد اس علاقے میں موجود تھا بھارتی فوجیوں نے اسے شناخت پریڈ میں شامل ہونے کے لیے کہا لیکن ارشاد نے وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا بھارتی فوجیوں نے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی لیکن قدرت کا کرشمہ دیکھیئے کہ اتنے قریب سے فائرنگ ہونے کے باوجود ایک گولی بھی اسے نہ لگی۔

بھاگتے ہوئے وہ ایک ایسی جگہ پر پہنچ گیا جہاں ایک ڈھیر پڑا ہوا تھا وہ اس ڈھیر میں گھس گیا فوجیوں نے اسے اس جگہ چھپتے ہوئے دیکھ لیا اور گوبر کو ادھر ادھر ہٹا کر اس میں نیزے مارنے شروع کر دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے بھارتی فوج سے محفوظ رکھا اور فوجی مایوس ہو کر چلے گئے۔

سورۃ یٰسین کی برکات کے دو واقعات

یحییٰ خان نے ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ

۱۴ اگست ۱۹۹۳ء کو مجاہدین نے مقبوضہ کشمیر میں یوم پاکستان شایان شان طریقے سے منانے کا اعلان کیا تو بھارتی فوج حرکت میں آ گئی اور وسیع پیمانے پر کریک ڈاؤن شروع کر دیا میں ایک کاروائی کے بعد کپواڑہ کے ایک گاؤں بوہی پورہ میں رات گئے پہنچا اور ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، گھر کے مالک نے مجھے اندر بلوا لیا اندر حزب المجاہدین سے تعلق رکھنے والے چند مجاہد بھی تھے ہم آرام کر رہے تھے کہ بھارتی فوج کو اس علاقے میں ہماری موجودگی کا پتہ چل گیا اور فوج نے بستی کا محاصرہ کر لیا اور ہماری تلاش شروع کر دی وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا چاروں طرف بھارتی فوج موجود تھی اس نازک موقع پر ہم نے اللہ پاک سے دعا مانگی اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور سورۃ یاسین کی آیات پڑھ کر دروازے کی طرف پھونکنا شروع کر دیا۔

بھارتی فوجی گھروں کی تلاشی لیتے ہوئے اس مکان کے دروازے پر پہنچ گئے جہاں ہم چھپے ہوئے تھے ہم نے سورت یٰسین کی آیات پڑھ کر دروازے کی طرف پھونکنا شروع کر دیا فوجی دروازہ پیٹتے رہے لیکن ہم نے دروازہ نہ کھولا حالانکہ دروازے کے پیچھے لکڑی کی معمولی سے چٹکنی لگی ہوئی تھی فوجی اگر دروازے کو زور سے دھکے دیتے تو آسانی سے کھل جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اندھا کر دیا اور یوں ہمیں ان درندوں سے بچا لیا ورنہ بچنے کے بظاہر کوئی امکانات نہیں تھے۔

یحییٰ خان نے بتایا کہ ایک دن میرے گھر بوہی پورہ میں مجاہدین کی ایک خصوصی میٹنگ تھی جس میں ایک اہم مجاہد کمانڈر بھی شریک تھے۔ میٹنگ کے اختتام پر مجاہدین اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے جبکہ ہم تین مجاہدین نے رات گھر پر گزارنے کا فیصلہ کیا رات کے آخری پہر باہر سے فائرنگ کی آوازیں آنا شروع ... فوج نے ہمارے گاؤں پر مارٹر گولے داغنے شروع کر دیئے اس علاقے میں

ہماری موجودگی کی اطلاع بھارتی فوج کو ہو گئی تھی۔

ہزاروں بھارتی فوجیوں نے اس کریک ڈاؤن میں حصہ لیا جب فو دستے ہمارے گھر کے قریب پہنچ گئے تو ہم خفیہ ہائیڈ آؤٹ جو گھر کے اندر ایک کمرے کا فرش کھود کر بنایا گیا تھا میں منتقل ہو گئے۔ آکسیجن کی کمی کی وجہ سے ہمارا دم گھٹنے لگا ہم بے بسی کے عالم میں وہاں پڑے رہے اتنے میں فوجی ہمارے گھر میں داخل ہوئے فوجیوں نے میرے ماں باپ کو بے تحاشہ تشدد کا نشانہ بنایا لیکن انہوں نے استقامت کا مظاہرہ کیا۔

ہم تینوں مجاہد زیر زمین کمرے میں بیٹھے سورت یاسین کی آیات پڑھ کر پھونکتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعائیں کرتے رہے فوجیوں نے اس جگہ کو کھودنا شروع کر دیا جس جگہ ہم چھپے بیٹھے تھے اب بچنے کی کوئی امید نہ تھی کہ اچانک فوجی کھدائی چھوڑ کر چلے گئے دو گھنٹے کے بعد آ کر پھر اسی جگہ کو کھودنا شروع کر دیا لیکن انہیں کچھ نظر نہیں آیا تو پھر چلے گئے یہ کریک ڈاؤن پندرہ گھنٹے تک جاری رہا قدرت نے ہمیں بھارتی درندوں سے بچا لیا۔

دشمن اندھا ہو گیا

محمد اکرم کیلم تحصیل کولگام کے علاقہ کے رہنے والے مجاہد ہیں انہوں نے بھی راہ جہاد میں اللہ تعالیٰ کی امداد و نصرت کا مشاہد کیا وہ کہتے ہیں:

ہم گھر سے نکلے اور حریت پور پہنچے کولگام سے سوپور تک قریباً سو کلو میٹر کا فاصلہ ہے گھر سے نکلنے سے پہلے یہ معلوم تھا کہ جگہ جگہ فوج گاڑیوں کی تلاشی لیتی ہے اس لیے روانگی سے پہلے ہی ہم نے اللہ سے دعا مانگی کہ وہ ہمیں اپنے دامن عافیت میں رکھے۔ راستے میں بیسیوں فوجی کیمپ اور بنکر آئے، لیکن کسی نے ہمیں نہیں روکا یہاں تک کہ ہم نے جنگ بندی لائن عبوری کرنی شروع کر دی اب خطرات بڑھ گئے تھے لیکن نصرت خداوندی سے معاملہ چلتا رہا ہر جگہ جہاں رکتے تھے اللہ تعالیٰ کی امداد کے حصار میں آ جاتے تھے اور ...

Marfat.com

والے مقامات پر پناہ طلب کرتے ہیں جو ملتا تھا سفر کے دوران ہماری نظر ایک فوجی پکٹ پر پڑی دشمن بالکل سامنے تھا اور ہم اسکے گھیرے میں آ چکے تھے امیر قافلہ عبداللہ بھائی نے دعا مانگی یارب العالمین! دشمن نے گھیرا ڈال رکھا ہے تو ہماری مدد فرما۔

اسکے بعد ہم نے پھر آگے چلنا شروع کیا اور خاموشی سے دشمنوں کی صفوں کے بیچ سے نکلتے چلے گئے اب ہمیں آخری حد عبور کرنی تھی ہم پھر دشمن کے بنکروں کے بالکل سامنے تھے اس جگہ سے ہمیں رات کی تاریکی میں گزرنا تھا۔لیکن جب ہم ان پکٹوں اور بنکروں کے سامنے پہنچے تو دن کے دس بج چکے تھے اس لیے دشمن کی نظروں میں آئے بغیر گزرنا ناممکن تھا رکنا بھی خطرناک تھا اور آگے چلنا بھی مہلک تھا یہاں ایک بار پھر ہم نے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی آواز آن کی آن میں بارگاہ خداوندی میں قبول ہوگئی۔بغیر کسی توقع کے اچانک بارش شروع ہوگئی اور اتنی تیز اور اتنی خطرناک کہ دشمن کو بنکروں میں چھپنا پڑا اور ہم نے ہنستے کھیلتے سیز فائر لائن کراس کی طویل سفر میں ہم نے بار بار یہ مشاہدہ کیا کہ جو کچھ اللہ سے ہم نے مانگا ہمیں ملا ہے۔''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں پکارنے والے کی سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے'' ہم نے اس ارشاد پر عمل ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

جہاد کشمیر میں غیبی امداد: کلام الٰہی کی برکت سے بھارتی فوجی اندھے ہوگئے:

کشتواڑ سے مجاہد محمد شریف اور محمد اشفاق شیخ نے اپنے ساتھ پیش آنے والے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہم ڈوڈہ سے کئی دن کے سفر کے بعد سوپور پہنچے تو بھارتی فوج نے ہمارے ٹھکانے کا محاصرہ کرلیا۔ ہم ایک گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے، میزبانوں نے ہمیں بھاگنے اور وہاں سے نکل جانے کا مشورہ دیا، ہم

Marfat.com

نے بھی گرفتاری سے بچنے کے لئے بھاگنا شروع کردیا۔ ہم دونوں ایک قبرستان سے گزر رہے تھے کہ مجاہدین اور فوج کے درمیان گولیوں کا تبادلہ ہونے لگا۔ ہم خوف زدہ ہوکر وہیں لیٹ گئے، بھارتی فوجی ہم سے صرف چند گز کے فاصلے مورچہ زن تھے ہمارے درمیان کوئی آڑ بھی نہیں تھی۔ ان کی سرگوشیاں بھی ہمیں بخوبی سنائی دیتی تھیں۔ اس موقع پر ہماری موت یقینی تھی ہمارے پاس صرف ایک ہتھیار تھا اور وہ کلام الٰہی تھا۔ ہم نے سورۃ یسٰین کی ابتدائی آیات پڑھ کر بھارتی فوجیوں کی طرف پھونک ماری۔ اللہ کے کلام کی تاثیر اور برکت سے بھارتی فوجی بالکل سامنے ہونے کے باوجود ہمیں دیکھنے سے قاصر رہے، اس طرح دو گھنٹے گزر گئے، بھارتی فوجی چلے گئے تو ہم بھی محفوظ مقام کی طرف روانہ ہو گئے۔

اللہ نے بھارتی فوجیوں کو اندھا کر دیا:

اسرار بھائی مقبوضہ جموں کے لئے لانچ ہوئے توفیق بھائی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ اس دوران راجوری اور ادھم پور میں بھارتی افواج کے خلاف کئی ایک معرکوں میں حصہ لیا اور متعدد بھارتی فوجیوں کو جہنم واصل کیا۔ کئی مرتبہ شہادت انکو چھوکر گزر گئی ایک مرتبہ تو اسرار بھائی ایک جھڑپ کے دوران اکیلے رہ گئے تھے اور ایک جھاڑی میں اپنے آپ کو کیموفلاج کرر کھا تھا، کہ بھارتی افواج ان کے سر پر پہنچ گئیں، ایک فوجی اسرار بھائی کے اس قدر قریب آ گیا کہ اگر اسرار بھائی اپنی گن کو ذرا سا بھی سرکاتے تو فوجی کے جسم کو مس کر لیتی۔ برادر اسرار شاہ نے بتایا کہ میں نے اللہ کے حضور دعا کی کہ الٰہی انہیں اندھا کر دے، اور پھر وہی ہوا فوجیوں کی طویل قطار میرے قریب سے گزر گئی لیکن مجھے نہ دیکھ سکی۔

کلمہ تمجید پڑھتے ہوئے بھارتیوں سے بچ نکلے:

بھارتی فوجی بے حس و حرکت انہیں دیکھتے رہے اور وہ ان کے درمیان سے نکلتے چلے گئے۔

Marfat.com

دیال گام اسلام آباد اننت ناگ کے مجاہد سلیمان احمد غیبی امداد کے ایک واقعے کا ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ ہم ککرناگ اسلام آباد کے گیسٹ ہاؤس میں تین مجاہد ٹھہرے ہوئے تھے، مجاہدین اس گیسٹ ہاؤس کو کمین گاہ کے طور پر استعمال کرتے تھے ایک دن سرشام بھارتی فوج نے گیسٹ ہاؤس کا محاصرہ کرلیا اور مجاہدین سے ہتھیار ڈالنے کا مطالبہ کیا۔ مجاہدین نے ہتھیار ڈالنے کے بجائے لڑنے کا فیصلہ کیا اور فوج پر فائرنگ شروع کردی، جواب میں فوج نے بھی اندھادھند گولیاں چلائیں، دونوں کے درمیان مقابلہ جاری رہا۔ اندھیرا گہرا ہوا تو دونوں طرف کی بندوقیں خاموش ہوگئیں، مجاہدین کے پاس اسلحہ ختم ہو چکا تھا انہوں نے محاصرہ سے نکلنے کا فیصلہ کیا، لیکن نکلیں کیسے؟ چاروں طرف بھارتی فوجی چوکنے کھڑے تھے، لیکن یہاں رکنا بھی گرفتار ہونے کے مترادف تھا، تینوں مجاہدوں نے اس موقع پر ہاتھ اٹھا کر عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ کے حضور دعا کی ''اے رب ذوالجلال اگر ہم واقعی جہاد کررہے ہیں تو ہمیں گرفتار ہونے سے بچالے'' رات کے آخری پہر میں مجاہدین کلمہ تمجید پڑھتے ہوئے اٹھے، بھارتی فوج کے بیچوں بیچ گزرے، فوج ان کی طرف دیکھ رہے تھے مگر ان کے ہاتھ پاؤں حرکت کے قابل نہ تھے، وہ ان کا بال بھی بیکا نہ کرسکے اور تینوں مجاہد محفوظ مقام پر جا پہنچے۔

قرآنی آیات کی برکات بھارتی فوجی اندھے ہوگئے:

ابوسلطان کہنے لگا اللہ کے فضل سے جہاں سے ہم گزرتے ہیں ہندو وہ راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور ساتھ ہی ایک واقعہ بتایا کہنے لگا: ہم ایک گاؤں سے گزر رہے تھے کہ اگلے گاؤں میں آرمی کریک ڈاؤن کرنے کی تیاریاں کررہی تھی۔ [illegible] گاؤں میں پہنچ چکی تھی جب ان کو پتہ چلا کہ ابوسلطان اس طرف آرہا ہے تو

Marfat.com

ان کی فوج گھروں میں گھس گئی اور باقی اوپر جنگل میں چلی گئی، اور ہم وہاں سے آرام سے گذر گئے، کسی فوجی میں جرأت نہ تھی کہ ہم پر فائر کر سکے۔

پھر دوسرا واقعہ سنایا کہ میں اور ابو یاسر بھائی ایک مکان میں تھے، دوپہر دو بجے ہمارا کریک ڈاؤن ہوا۔ ہم نے کھڑکی سے باہر چھلانگیں لگائیں پھر میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور کچھ مٹی اٹھا کر ان کی طرف پھینکی وہاں آٹھ فوجی موجود تھے میں ان کے سامنے سے گزر گیا لیکن کسی کو نظر نہ آیا۔ پھر ہم نے ان پر مشین گن سے فائرنگ کی اور آٹھوں فوجی جہنم واصل کر دیئے اور ہم خیریت سے نکل گئے۔

Marfat.com

کشمیر میں مجاہدین کی یلغار کے واقعات

حرکۃ المجاہدین کی کشمیر میں کاروائیاں اور قدم قدم پر

اللہ کی مدد و نصرت کے واقعات

مقبوضہ کشمیر میں حرکت المجاہدین کے مایہ ناز گوریلا کمانڈر بشیر احمد جٹ عرف پاملا جس کا نام سن کر انڈین آرمی پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے، اور ہندو فوجیوں کو اپنی موت سامنے دکھائی دینے لگتی ہے جس نے کشمیر میں بے شمار گوریلا کاروائیاں کر کے سینکڑوں فوجیوں کو واصل جہنم کیا طویل عرصہ مقبوضہ کشمیر میں رہے کچھ عرصہ قبل بھارتی فوج کے ساتھ ایک جھڑپ میں زخمی ہو گئے تھے اور انکی شہادت کی انگلی شہید ہو گئی علاج کے سلسلے میں پاکستان تشریف لائے اور اسی سلسلہ میں وہ کراچی آئے تو صدائے مجاہد کے نمائندے نے ان سے شدید اصرار کر کے انکی کاروائیوں کے متعلق کچھ معلومات حاصل کیں کمانڈر موصوف جونہی کچھ ٹھیک ہوئے، افغان کوہساروں میں جا کر ڈیرے ڈال دیئے اور وہاں باغیان اسلام سے نبر آزما ہوئے لڑتے شجاعت اور بہادری کی تاریخ رقم کر کے بامیان کے پہاڑوں پر اپنا گرم سرخ خون بہادیا، آج شہید ہم سے جدا ہو چکے ہیں مگر انکی یادیں اور باتیں قارئین کے لیے پیش کی جا رہی ہیں۔

صدائے مجاہد: آپ کا نام بمع کوڈ کیا ہے؟

کمانڈر بشیر پاملا: میرا اصل نام بشیر احمد جٹ اور کوڈ نام (حیدر، عمر فاروق اور پاملا ہیں۔

صدائے مجاہد: پاملا نام کیوں رکھا ہے؟

کمانڈر بشیر پاملا یہ نام مذاقاً پڑ گیا ہے ویسے کوڈ نام اور بھی تھے حیدر، عمر فاروق لیکن

Marfat.com

پاملا وادی کشمیر میں زیادہ مشہور ہو گیا ہے۔

صدائے مجاہد: جہاد سے کیسے وابستہ ہوئے؟

کمانڈر بشیر پاملا: دراصل مجھے کبڈی کھیلنے کا بہت شوق تھا اور اپنے گاؤں میں کبڈی کھیلا کرتا تھا میرے گاؤں میں میرے دو دوست بھائی شکیل اور شہنشاہ (یہ دونوں شہید ہو گئے ہیں) بھی میرے ساتھ کھیلا کرتے تھے بھائی شکیل اکثر مجھے جہاد کے متعلق بتایا کرتے تھے اور ترغیب دیا کرتے تھے لیکن انکی باتیں میری سمجھ سے بالاتر تھیں۔

ایک مرتبہ مجھے اپنے ساتھ مجاہدین کے لیے چندہ جمع کرنے لے گئے، دوسرے گاؤں میں ہم چندہ جمع کررہے تھے، ایک ساتھی کے دروازے پر دستک دی کافی دیر کے بعد اس نے دروازہ کھولا اور پھر اندر چلا گیا واپس آیا اور ہاتھ میں دو روپے کا نوٹ تھا وہ دیکر کہا کہ ایک روپیہ واپس کردو اسکی یہ بات مجھے سخت ناگوار گزری اور میں اس سے لڑنے لگا لیکن بھائی شکیل اور شہنشاہ دونوں نے مجھے سمجھایا اور مجھے جہاد کی تربیت کے لیے تیار کیا جب میں معسکر (ٹریننگ سینٹر) پہنچا تو وہاں کے ماحول اور اساتذہ کی تعلیم وتربیت نے مجھے مکمل جہاد سے وابستہ کر دیا۔

صدائے مجاہد: کشمیر میں تشکیل کیسے ہوئی؟

کمانڈر بشیر پاملا: جب ہماری تربیت مکمل ہو گئی تو میرے دونوں ساتھیوں کی تشکیل وادی میں ہو گئی اور مجھے روک دیا گیا میں وادی کشمیر جانے کے لیے بڑا بے تاب رہتا تھا اور ہمہ وقت فکر میں رہتا تھا کہ جس طرح میرے دوسرے ساتھی جا چکے ہیں، میں بھی وہاں پہنچ جاؤں۔ اس دوران شعبہ امن میں رہا۔ (یہ معسکر میں ایک شعبہ ہے) پھر مولانا عبدالجبار، اور مولانا فاروق کشمیری صاحب نے میرا امتحان لیا اور پھر میری تشکیل مظفر آباد میں کردی وہاں فاروق صاحب نے ہمیں کچھ باتیں اور کچھ امور سمجھائے اور پھر مجھے اٹھمقام بارڈر پر بھیج دیا وہاں پہنچ کر مجھے بہت خوشی ہو رہی تھی کہ مقبوضہ کشمیر کی وادی کے قریب پہنچ گیا ہوں اب جلدی امید ہے کہ [illegible] داخل ہو جاؤں گا وہاں بھی خدمت میں رہا اور بھائی بلال [illegible]

Marfat.com

ذکر اللہ میں مصروف رہتا تھا اور اللہ سے قبولیت کی دعائیں مانگتا رہتا تھا پھر وہ دن آ گیا جس کے لیے میں کافی عرصہ سے آس لگائے بارڈر پر انتظار کر رہا تھا اللہ نے میرے دل کی آواز سن لی میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ میری مراد پوری ہوگئی۔

صدائے مجاہد: کشمیر میں کیسے داخل ہوئے اور اسکے بعد کیا کاروائیاں انجام دیں اور اللہ کی نصرت کس طرح مجاہدین کے ساتھ ہے کچھ مشاہدات بتلائیں؟

کمانڈر بشیر پاملا: جب ہم مقبوضہ کشمیر سے لانچ میں سوار ہو رہے تھے، تو میرے دل کی کیفیت ہی کچھ اور تھی اور میں نے پہلے ہی گائیڈ سے کہہ دیا تھا کہ اگر تم گروپ لے کر جاؤ تو مجھے صرف اتنا بتا دینا کہ وادی کا راستہ کس طرف ہے میں خود ہی کشمیر پہنچ جاؤں گا بہر حال وہ وقت آ گیا جس کا ہمیں انتظار تھا ہمارا گروپ خونی لکیر کو عبور کر رہا تھا یہ بڑا مشکل سفر تھا سامنے آسمان کو چھوتی ہوئی بلند و بالا چوٹیاں اور پہاڑیاں تھیں ان کو طے کرنا بھی ایک کٹھن مرحلہ تھا اسکے ساتھ دشمن کے حملے کا بھی خطرہ تھا بہر حال اللہ کا نام لے کر ہمارا گروپ ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اور بے خوف و خطر اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔

ہماری منزل مقبوضہ کشمیر کی خوبصورت وادیاں تھیں جو کبھی جنت نظیر تھیں جس کے کوہ دامن میں خوبصورت آبشاریں جنت کا منظر پیش کرتی تھیں آج وہ وادیاں ابوجہل کی ذریت کے ہاتھوں جل کا خاکستر ہوگئیں ہیں اور وہ آبشاریں کہ جس کا پانی دودھ کی طرح سفید ہوتا تھا، اس پانی کو کشمیر میں بت پرستوں کے ہاتھوں نے مسلمانوں کے خون سے سرخی میں بدل ڈالا ہے اور وہاں کے مکانات کھنڈرات کا منظر پیش کر رہے ہیں بازاروں کی رونقوں پر اوس پڑ گئی ہے، سرینگر سے بہنے والا دریا مظلوم مسلمانوں کے خون سے رنگین نظر آ رہا ہے، اور اس دریائے جہلم اور نیلم میں حوا کی بیٹیاں کشمیر کی معصوم پاکدامن بچیاں اپنی عزت اور آبرو کو ہندو درندوں سے بچانے کے لیے اپنے آپ کو دریائے جہلم کی بے رحم موجوں کے سپرد کر رہی ہیں تاکہ اپنی لاشوں کے ذریعے پاکستان کے مسلمانوں کی غیرت کو جگائیں اور بزبان حال کشمیر میں ہونے والے ظلم و ستم کا احساس دلائیں

سارا منظر آنکھوں کے سامنے گردش کر رہا تھا ہم لحہ بہ لحہ قریب ہوتے جارہے تھے اس طویل سفر میں ہمارے ایک مجاہد ساتھی بھائی مشتاق ہم سے بچھڑ گئے بعد میں یہ ساتھی شہید ہو گئے تھے ہم نے اسے بہت تلاش کیا لیکن ہمارا ملاپ نہ ہو سکا ہم نے اسکی تلاش ترک کر کے اپنے سفر دوبارہ شروع کر دیا اور ہم مقبوضہ وادی میں اپنا ساتھیوں سے جا ملے۔

ادھر ہمیں مشتاق بھائی کافی تلاش کرنے کے بعد تھک گیا اور ایک جگہ اس نے آرام کیا اور دو رکعت نفل نماز پڑھ کر ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے ہاتھ نیچے نہ ہوئے تھے کہ اچانک ایک کوا اسکے اوپر منڈلانے لگا تین چار چکر کاٹ کر اسکے قریب بیٹھ گیا بھائی مشتاق نے جب ساتھیوں سے بعد میں مل گیا تھا، اس نے بتایا کہ میں نے اسکو غیبی نصرت سمجھا اور اس کوے کے پیچھے چلنے لگا اور وہ آہستہ آہستہ میرے آگے اڑنے لگا۔ جب میں تھک کر بیٹھ جاتا تو وہ کوا بھی بیٹھ جاتا تھا اور جب میں چلنے لگتا تو وہ کوا بھی اڑنا شروع کر دیتا تھا اسی طرح اس کوے نے رہنمائی کی اور وہ وادی میں ایک دوسری تنظیم کے مجاہدوں تک پہنچ گیا اور انہوں نے ہم سے رابطہ کر کے اسے ہم تک پہنچا دیا درحقیقت اس پر فتن دور میں جہاد سے وابستہ ہونا اللہ کی مدد و نصرت کے سوا کچھ نہیں۔

وادی کشمیر میں مجاہدین کے ساتھ اپنی مدد اور نصرت کی جو پہلی دلیل ہمیں دکھائی دی وہ بھائی مشتاق کا دوبارہ ہمیں آکر ملنا تھا جس کی اللہ نے کوے کے ذریعے رہنمائی فرمائی ہمارے گروپ کے ساتھ یہ غیبی امداد پہلی مرتبہ تھی پہلے ہم نے صرف سنا تھا کہ اللہ کی مدد اور نصرت مجاہدین کے ساتھ ہوتی ہے لیکن اب مشاہدہ کر لیا تھا کشمیر میں ویسے تو بہت سی کاروائیاں الحمد للہ کی ہیں اور ہر کاروائی میں اللہ پاک کی مدد اور نصرت شامل حال رہی ہے اور تمام کاروائیاں بہت کامیاب رہی ہیں۔

میں تمام کاروائیاں بتلانے سے معذور ہوں البتہ چھوٹی بڑی کاروائیاں بتلا دیتا ہوں امید ہے کہ امت مسلمہ کے نوجوان انہیں پڑھ کر عملی جہاد کو اختیار کریں گے اور ہمیں بھی استقامت کی دعاؤں میں یاد کریں

Marfat.com

جس وقت ہمیں مقبوضہ کشمیر میں وصول کیا گیا اسی موقع پر انڈین آرمی وہاں پہنچ گئی ہم نے فوراً وہ تمام اسلحہ جو یہاں سے ہمراہ لے کر چلے تھے اٹھایا اور مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے اور پوزیشن لے لی چونکہ ہم ابھی نئے نئے داخل ہوئے تھے لہٰذا مقابلہ کرنے کے بجائے وہاں سے کور کے ساتھ بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہو گئے اس طرح پھر سے چلنا شروع کر دیا چلتے چلتے ہم ایک گاؤں میں داخل ہو گئے رات اسی گاؤں میں گزاری اور صبح اٹھے ہی تھے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ آرمی آ گئی ہے یہ بلیک کیٹ کمانڈوز تھے لہٰذا ہم فوراً بستی کے قریب درختوں کی بنی ہوئی چھاں (یعنی جنگل یا ہیڈ) میں چلے گئے۔ دوپہر تک ہم وہاں رکے رہے اسکے بعد ہم دوبارہ بستی میں چلے گئے چونکہ ناشتہ بھی نہیں کیا تھا لہٰذا تمام ساتھیوں نے کھانا کھایا اور ہم پانچ ساتھی باقی رہ گئے کہ اچانک انڈین آرمی نے پورے علاقے کو گھیر لیا ہم دوبارہ چھاؤں میں جانے لگے ابھی ہم وہاں پہنچ بھی نہ پائے تھے کہ دشمن کی طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی لہٰذا ہم نے بھی پوزیشنیں سنبھال لیں اور مقابلہ شروع کر دیا یہ ہمارا پہلا معرکہ تھا کہ جس میں مقابلہ کی نوبت پیش آئی کافی دیر تک مقابلہ ہوتا رہا اور جس وقت انہوں نے حملہ کیا تو ہم تمام ساتھی بچھڑ گئے اور الگ الگ گروپ میں تقسیم ہو چکے تھے اور ہر کوئی سمجھ رہا تھا کہ بس ہم ہی زندہ ہیں باقی ساتھی شہید ہو چکے ہیں لیکن آرمی نے جب پسپائی اختیار کی تو معلوم ہوا کہ ہمارے پانچ ساتھی شہید ہو چکے ہیں اور اس کاروائی میں ۳۹ بلیک کمانڈوز واصل جہنم ہو چکے ہیں اور ہمارے پانچ ساتھی شہید ہو کر جنت کے بالاخانوں میں پہنچ گئے ہیں میں آرمی کے گھیرے کی وجہ سے اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا تھا میرے متعلق یہ مشہور ہو گیا تھا کہ پاملا شہید ہو چکا ہے۔ اس بستی سے گروپ نکل کر ایک اور بستی میں پہنچ گیا تھا۔ دس بارہ دن کے بعد میری ملاقات اپنے ساتھیوں سے ہو گئی مجھے دیکھ کر سب ساتھی بہت خوش ہوئے اس وقت وہاں کے ذمہ دار کمانڈر وقاص حنفی (شہید) تھے کمانڈر وقاص کا تعلق گوجرانوالہ سے تھا کافی عرصہ تک انڈین آرمی سے برسرپیکار رہے اور ایک جھڑپ میں شہادت کا تاج پہن کر جنت کے راہی

ہو گئے اور میرے دوبارہ ملنے سے ساتھیوں نے خوشی کا اظہار کیا اور اسی خوشی میں دعوت کا اہتمام ہوا دعوت کے لیے بکرا لانے کا انتخاب بھی میرا ہی ہوا ہم نیچے بستی میں پہنچ کر بکرا خرید رہے تھے کہ اچانک آرمی وہاں بھی پہنچ گئی ہم وہاں سے مقابلہ کرتے ہوئے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

جب ہم واپس اپنے ہیڈ کی طرف جانے لگے تو شام ہو رہی تھی ویسے بھی جنگل میں اندھیرا جلدی ہو جاتا ہے ہم اوپر کی طرف چل رہے تھے سامنے دیکھا تو ایک ریچھ ٹیلے پر بیٹھا ہوا تھا اور ہمیں گھور رہا تھا اندھیرا بھی خوب پھیل رہا تھا ریچھ کو دیکھ کر دل میں خوف پیدا ہوا لیکن اساتذہ سے سنا تھا کہ جنگل کے درندے مجاہدین کی حفاظت کرتے ہیں نقصان نہیں پہنچاتے تو دل کو اطمینان حاصل ہوا بہر حال خوف اور اطمینان کی کیفیت میں آگے بڑھتے چلے گئے اور اسکے قریب پہنچے تو ریچھ نے ایک طرف ہو کر ہمیں راستہ دیا ہم نے رات اسی جگہ گزاری ریچھ رات بھر ہماری حفاظت کرتا رہا۔ صبح ہم اپنے ساتھیوں سے جا ملے اور رات کا واقعہ سنایا ۔ کمانڈر سیف اللہ حتف شہید حرکت المجاہدین کے تھے ڈسٹرک کپواڑہ کے کمانڈر تھے کمانڈر حتف چترال سے تعلق رکھتے تھے ابتداء میں حرکت المجاہدین سے وابستہ ہوئے تھے اور کئی سال مقبوضہ وادی میں ابوجہل کے فرزندوں کو بتوں کے پجاریوں کے لیے موت بنے ہوئے تھے۔

حتف کے معنی موت کے ہیں انہوں نے کئی کاروائیاں کر کے سینکڑوں فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا اور انہیں جہنم میں دھکیلا تھا آخر کار ایک جھڑپ میں شدید زخمی ہوئے اور بھارتی فوج انہیں گرفتار کر کے لے گئی اور شدید اذیتیں دے کر انہیں شہید کر دیا اس وقت وہاں کے کمانڈر تھے اور ساتھیوں کی تشکیل کر رہے تھے کچھ ساتھیوں کی تشکیل سرینگر اور کچھ کی کپواڑہ وغیرہ کی طرف کی لیکن میری تشکیل دوبارہ اسی جنگل میں کر دی جہاں ہم پر حملہ ہوا تھا اور میں ساتھیوں سے بچھڑ گیا تھا۔ جہاں میری تشکیل ہوئی تھی، یہاں کوئی رخ نہیں کرتا تھا ہم آباد رہ رہے تھے۔

Marfat.com

ایک دن پاکستان سے کچھ نئے ساتھی آرہے تھے ان کو میں نے ہی وصول کرنا تھا جب انہیں وصول کر کے واپس آرہا تھا تو ہم راستہ بھول گئے اور انڈین آرمی کے کیمپ میں داخل ہو گئے میں بڑا پریشان تھا کہ ساتھی سارے نئے ہیں اور ہم دشمن کے نرغے میں آگئے ہیں اب کیا ہو گا۔ پہلے تو سوچا کہ واپس چلیں لیکن بھائی خالد جتوئی کی بات ذہن میں آئی کہ پاملا سینے پر گولی کھانا پیٹھ پر نہیں بدنامی مت کروانا لہٰذا ہم ہمت کر کے گولی کھانے کے لیے تیار ہو کر کیمپ میں داخل ہو گئے اب کیا دیکھتا ہوں کہ چوکی پر بیٹھا ہوا چوکیدار ہمیں دیکھ کر کانپ رہا ہے میں نے آگے بڑھ کر اس سے ہاتھ ملایا یہ واقعہ تحریک کشمیر کا ایک انوکھا اور عجیب واقعہ ہے۔ اسکے بعد ہم مکمل طور پر کیمپ میں داخل ہو گئے۔

ایک سپاہی آیا اور مجھ سے کہا کہ خان صاحب آپ کو ہمارے صاحب بلاتے ہیں آپ صاحب سے ملیں اس پر میں نے اسکو بہت گالیاں دیں اور کہا دفع ہو جاؤ میں گائے کے پیشاب پینے والوں سے نہیں ملتا۔ جا تیری اور تیرے صاحب کی ایسی کی تیسی ہو اسکے بعد آرام سے بحفاظت اس کیمپ سے گزر گئے اور دو تین بستیاں کراس کر لیں لیکن دشمن نے کوئی کاروائی نہیں کی۔

اہل وادی کا مجاہدین سے محبت کا ثبوت

جب ہم ایک بستی میں پہنچے تو وہاں بوڑھوں، بچوں، نوجوانوں اور خواتین نے ہمارا استقبال کیا بستی کے لوگ مجھے پاملا کے نام سے جانتے تھے انہوں نے ہمیں دودھ اور کھانا پیش کیا۔ اسی اثناء میں ایک بوڑھی ماں نے اطلاع دی کہ آرمی آگئی ہے ہم وہاں سے نکلنے لگے تو اس عورت نے کہا کہ بیٹا میرے گھر میں ہی مورچہ بنا لو تو ہمیں خوشی ہو گی۔ لیکن ہمیں ہمارے بڑوں نے جس طرح تربیت دی تھی کہ ہماری وجہ سے کسی بستی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے میں نے انہیں منع کر دیا اور کہا کہ اگر بستی میں کسی قسم کا کوئی نقصان ہو گیا تو یہ ہمارا اپنا نقصان ہے ہمیں اللہ پاک نے میدانوں کے لیے بھیجا ہے ہم میدان میں ہی لڑیں گے لہٰذا ہم وہاں سے

Marfat.com

نکل گئے آگے پہاڑی پر چڑھنے لگے اس دوران ہمارا آرمی سے مقابلہ شروع ہو گیا انکی کوشش یہ تھی کہ ہم سامان چھوڑ کر بھاگ جائیں لیکن ہم نے بھی عزم کرلیا تھا کہ جان جاتی ہے تو چلی جائے لیکن سامان چھوڑ کر نہیں جائیں گے اور مقابلہ کرتے ہوئے ہم دو گروپوں میں تقسیم ہو گئے ہماری گولیوں سے تین بھارتی فوجی مردار ہوئے ہم وہاں سے تمام ساتھی بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور دوبارہ ہم بستی میں پہنچ گئے کھانا وغیرہ کھایا اور کچھ دیر وہاں آرام کیا مغرب کے بعد روانہ ہوئے اور رات جنگل میں گزاری۔

غیبی آواز کا آنا

ہم جنگل میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ ظہر کے قریب میں ایک درخت سے ٹیک لگا کر سو رہا تھا کہ اچانک میرے کانوں نے ایک غیبی آواز سنی کہ جو کہہ رہی تھی کہ پاملا اٹھ نماز پڑھ میں فوراً اٹھا اور نماز پڑھی اور ساتھیوں سے فوج کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ فوجی ہمارے آس پاس سے گزر رہے تھے لیکن ہم انہیں نظر نہیں آئے پھر بستی واپس پہنچ گئے رات وہاں سے دوبارہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے اور رات جنگل میں گزاری صبح اپنے ساتھیوں سے جا ملے۔

بارودی میزائل کی پہلی کاروائی

اسکے بعد ہم نے امیر صاحب سے بڑی کاروائی کی اجازت چاہی انہوں نے ہمیں اجازت دے دی ہم نے اب تک ہیوی (بڑا) اسلحہ تو بہت چلایا تھا لیکن بارود کی یہ پہلی کاروائی تھی اس میں کمانڈر وقاص حقی شہید نے بھی ہمارا ساتھ دیا اور دشمن کے علاقے میں ریکی بھی انہوں نے کی اس کاروائی میں ہم نے بی ایم فائر کرنا تھا لیکن جو وقت مقرر کیا تھا اس پر فائر نہ کر سکے وجہ یہ تھی کہ بی ایم لانے والے مجاہد کو تاخیر ہو گئی تھی لہٰذا کاروائی دوسرے دن ہم نے کی اور دشمن پر بی ایم فائر کیا اور اس مقابلے میں دشمن کے ستر فوجی واصل جہنم ہوئے اور تمام مجاہد بحفاظت اپنے ٹھکانوں پر پہنچ گئے۔

Marfat.com

جنگل کے بادشاہ کا پہرہ دینا

اس کاروائی کے بعد ہم اپنے ٹھکانوں پر پہنچ گئے اور آرام کر رہے تھے کہ رات کے تقریباً دو بجے کے قریب میں نے محسوس کیا کہ کوئی نوکیلی چیز میرے پاؤں سے ٹکرا رہی ہے اس پر میری آنکھ کھل گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے ایک شیر اپنے پنجوں سے ہمیں اٹھا رہا ہے اس وقت ہمارے امیر کمانڈر وقاص حنفی شہید تھے انہوں نے کہا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یقیناً کوئی اہم مسئلہ ہے لہٰذا آپ لوگ پہرہ دیں ہم نے پہرہ دینا شروع کیا بعد میں معلوم ہوا کہ ہماری مخبری ہوگئی تھی اور تقریباً ستر ہزار کے قریب آرمی والے ہمارے مقابلے کے لیے پھیل گئے تھے اور اس سے قبل تین بستیوں کا کریک ڈاؤن کر چکے تھے۔

ہم نے متحد ہو کر پوزیشن سنبھال لی تقریباً صبح ساڑھے سات بجے ہمارا ایک ساتھی پانی لینے کے لیے نیچے گیا تو اس پر دشمن نے فائر کھول دیا ہمیں امیر صاحب نے فائر کرنے سے روک دیا ہم بچتے ہوئے ہیڈ سے نکل کر درختوں کی آڑ میں چلے گئے اسی دوران فائرنگ میں تیزی آگئی ہم نے جواب نہیں دیا جب آرمی فائر کر کے تھک گئی تو انہوں نے گشتی پارٹیوں کو روانہ کیا تاکہ حالات کا جائزہ لیں ہم درختوں کی آڑ میں چھپے رہے آخر کار ایک گشتی پارٹی ہمارے قریب آگئی آرمی والوں کا خیال تھا کہ ہم سب کے سب شہید ہو چکے ہیں یا پھر نکل کر چلے گئے ہیں جب یہ بالکل ہمارے قریب تر ہوگئی تو کمانڈر وقاص نے ہمیں فائر کرنے کی اجازت دے دی اور ہم نے ان پر فائر کھول دیا اسی دوران فائرنگ کا سلسلہ جاری رہا ہم تعداد میں تھوڑے تھے۔ لیکن اللہ پاک کی مدد شامل حال تھی اور ہم انہیں نظر نہیں آرہے تھے۔ ہم نے احتیاط کے ساتھ خوب فائر کیئے اور بھارتی فوجی جہنم ہو رہے تھے اور بتوں کے پجاری پیچھے کی طرف بھاگ رہے تھے رام رام اور بھگوان بھگوان کر رہے تھے اور حرکت المجاہدین کے یہ شاہین ان پر قہر الٰہی بن کر ٹوٹ رہے تھے اور اس دوران میں کھڑا فائرنگ کر رہا تھا ایک ساتھی نے میری قمیص

Marfat.com

پکڑ کر مجھے بیٹھ کر فائر کرنے کو کہا۔

ادھر ہمارے امیر صاحب بھی زخمی ہو گئے تھے میں نے ساتھی کو کہا اگر امیر صاحب کو فائر لگ سکتا ہے تو ہم کیا ہیں اسی دوران جب فائرنگ میں شدت آ رہی تھی حنفی نے مجھے کہا کہ میری طرف سے فائر کرو میں وہاں پہنچا تو ایک اور ساتھی پہلے سے موجود تھا اس دوران دشمن کی گولی اسکے سر میں لگی اس نے مجھے کہا مجھے نظر نہیں آ رہا تم اس فوجی کو گولی مارو لیکن مجھے بھی وہ نظر نہیں آ رہا تھا اسی اثناء میں ایک اور ساتھی بھی اس طرف آ گیا میں نے اسکو فائر مارنے کو کہا تو اس نے ایس ایم جی کے تین فائر کینیا ور دشمن مردار ہو گیا۔

اسی دوران ایک فوجی وائرلیس سیٹ پر چلا چلا کر مزید آرمی بھجوانے کو کہہ رہا تھا ہمارے مجاہد نے اسے بھی فائر کر کے مردار کر دیا ہمارے زخمی ساتھی جس کے سر میں گولی لگی تھی، اسکے پاس سے خوشبو آنے لگی خوشبو اتنی مختلف تھی کہ دنیا میں آج تک نہیں سونگھی اس دوران میں وقاص حنفی کی طرف دوبارہ بڑھا تو ایک فوجی نے گرنیڈ میری طرف پھینکا اللہ کی نصرت دیکھیں کہ گرنیڈ تین سیکنڈ میں پھٹ جاتا ہے لیکن اسے میں نے کیچ کر لیا تھا اور میرے ہاتھ میں تھا اور میں اس پر سوچ رہا تھا کہ کس طرف پھینکوں ایک طرف وقاص بھائی ہیں اور دوسری طرف باقی ساتھی ہیں سامنے آرمی والے تھے کھڑا ہونا مشکل تھا میں نے اسے کچھ فاصلے پر پھینک دیا اور خود زمین پر لیٹ گیا اور وہ پھٹ گیا اور مجھے خراش تک نہیں آئی اور زخمی ساتھی جس سے خوشبو آ رہی تھی، وہ شہید ہو چکا تھا صبح کے وقت مجھے کہہ رہا تھا کہ اس پر غسل فرض ہو گیا ہے میں نے مذاقاً کہہ دیا کہ تجھے آج حوریں غسل دیں گی میرا یہ مذاق سچ بن گیا تھا اللہ تعالیٰ اسکے درجات بلند فرمائے آمین۔

اسکے بعد فائرنگ میں نرمی آ گئی۔ خیر جب ہم وہاں سے نکلنے لگے اور فوجیوں کو ہم نظر آ رہے تھے لیکن وہ ہم پر فائر نہیں کر رہے تھے اور ہم بحفاظت وہاں سے نکل آئے اور راستے میں وہ لوگ سرچ لائٹ سے ہمیں تلاش کر رہے زمین پر لیٹ جاتے ان کی لائٹ پڑنے سے آگے ...

Marfat.com

اپنے ساتھیوں سے جا ملے ہمارے ہیڈ کا تمام سامان فوجی لے گئے تھے۔

اس کاروائی میں ۴۹ فوجی جہنم واصل ہوئے اور ۵۰ کے قریب زخمی ہوئے جبکہ ہمارے دو مجاہد جام شہادت نوش کر چکے تھے۔

اس کاروائی کے بعد ہم نے چھوٹی چھوٹی کاروائیاں کیں اور اللہ کی مدد اور نصرت سے کامیاب رہے۔

تقریباً چھ ماہ کے بعد میری تشکیل بحیثیت ذمہ دار اس جگہ پر دوبارہ ہوگئی جب ہم لوگ واپس اس ہیڈ پر پہنچے تو دیکھا کہ جہاں آرمی کا ہمارے ساتھ مقابلہ ہوا تھا وہاں گولیوں کے خالی ڈبے اور شراب کی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں جس جگہ ہمارا ساتھی شہید ہوا تھا وہاں ایک گولی ملی اس گولی سے بھی خوشبو آرہی تھی یہاں پہنچ کرنئی جگہ پر ہیڈ بنانے کا ارادہ کیا لیکن ساتھی سستی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

اس دوران ایک ساتھی نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ خود ہیڈ بنارہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بیلچہ بھی چلارہے ہیں برف اور مٹی نکال رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ بھی آرہا ہے ساتھیوں نے عرض کیا کہ ہم یہ کام کرتے ہیں آپؐ نے منع فرمایا اور خود کام کرتے رہے صبح جب ساتھی نے یہ خواب باقی ساتھیوں کو سنایا تو سب فوراً متحد ہوکر کمر بستہ ہو گئے اور انہوں نے ہیڈ تیار کرلیا اس جگہ پر ہم نے چند کاروائیاں بھی کیں۔ جن میں ۱۶ بھارتی فوجی جہنم واصل ہوئے اور حرکت المجاہدین کے پانچ مجاہد شہید ہوکر جنت کوچ کر گئے جب برف باری اختتام کو پہنچی تو تو ہم نیچے اترے اور پھر تشکیل دوسری جگہ پر اور دوسرے علاقہ میں کردی گئی۔

غلام محمد عرف ”غلہ شہید“

صرف بیس اکیس سال کے تھے ۹۲ء کی بات ہے کہ ایک روز عصر کے وقت لون صاحب کے گھر گئے وہاں چائے پی ان کے بچوں کو گود میں اٹھا کر پیار کیا [illegible] کیا بات ہے آج بھائیوں پر بہت پیار آرہا ہے مجاہد نے جواب

دیا چاچا زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کیا پتہ کل میں ادھر آسکوں یا نہیں اسی لمحے سڑک سے کسی نے آواز دی ارے مجاہد بھائی کھیتوں اور باغوں سے آرمی آرہی ہے۔ کسی طرف جان بچا کر نکل جاؤ غلہ مجاہد تیز تیز قدموں سے نزدیکی گاؤں "منی پور" کی طرف چل پڑے فوج بھی ہر طرف سے گھیرا ڈال چکی تھی اس سے پہلے کہ وہ اپنی ہائیڈ پر پہنچ جاتے، فوج کا گھیرا کافی تنگ ہو چکا تھا انہوں نے جلدی میں ایک منزلہ مکان میں پناہ لی فوج نے دیکھ لیا تھا بزدل فوج خود تو اس مکان کے نزدیک جانے کی جرأت نہ کر سکی، گاؤں کے لوگوں کو مار مار کر جمع کیا اور کہا اس مکان میں دہشت گرد گھس آیا ہے اسے باہر نکالو۔

اس مکان کے ساتھ والے دوسرے بڑے مکان میں ایک مجاہد رہتا تھا جو انہی دنوں جیل کاٹ کر آیا تھا اس کا نام "آزاد" ہے آزاد کو آرمی نے پکڑ لیا تین فوجی اسکو گھسیٹتے اور پٹائی کرتے ہوئے اسکو مکان کی طرف لے آئے جہاں پر "غلہ" مورچہ بند تھا اسے کہا جاؤ اس دہشت گرد کو بولو کہ وہ سرنڈر کردے اندر سے مجاہد نے اپنی بندوق کی بیرل سے آزاد کو لیٹنے کا اشارہ کیا۔ آزاد ہوشیار مجاہد ہے اس نے جیسے ہی زمین پر لیٹ کر پوزیشن لی اندر سے مجاہد نے ایک ہی برسٹ سے تین فوجیوں کو واصل جہنم کر دیا فائر کا ہونا تھا کہ باقی فوجی بھی بھاگ نکلے اور چوہوں کی طرف دائیں بائیں چھپنے کی کوشش کرنے لگے بہادر فوجی افسر لوگوں میں چھپ کر بیٹھ گئے تاکہ عوام کے دامن میں وہ بھی بچ جائیں۔

ہر طرف بھگدڑ مچ گئی اس ایک منزلہ کچے مکان پر ہر طرف سے گولیوں اور گرنیڈوں کی بارش ہونے لگی کچھ دیر کے بعد فوج کو مجاہد کے شہید ہونے کا اطمینان ہوا تو انکا ڈاکٹر اپنے تین ہلاک شدہ فوجیوں کے معائنے کے لیے گیا جیسے ہی وہ مکان کے قریب پہنچا اسے بھی گولی لگی اور وہ دوسروں کے ساتھ گر پڑا اس کے بعد دوبارہ مکان پر اندھا دھند فائرنگ شروع ہوگئی۔ غلہ مجاہد بھی نشانے لے کر اور ٹھہر ٹھہر کر کبھی ایک کھڑکی سے کبھی دوسری اور کبھی تیسری کھڑکی سے فائر کرتا رہا عشاء کے وقت تک معرکہ جاری رہا ایک طرف

تھی ،دوسری طرف وادی گل پوش کا محض پندرہ روز کا تربیت یافتہ سادہ لوح بیس سالہ نوجوان تن تنہا قریباً چار گھنٹے سے لڑ رہا تھا اس کے پاس ایمونیشن ختم ہو گیا صرف ایک گرنیڈ باقی بچا تھا۔

دوسری طرف دشمن نے آزاد کورسیوں کے ساتھ ایک درخت کے ساتھ باندھ رکھا تھا مکان میں بند مجاہد نے گرنیڈ کی پن نکالی اور اندھیرے کمرے میں رکھ کر اس کے اوپر بندوق رکھ دی بندوق کے وزن سے گرنیڈ بند حالت میں پڑا رہا خود پورے جسم پر لحاف لپیٹ کر دوسرے کمرے میں لیٹ گیا وہ زخمی ہو چکا تھا گن سے دور لیٹا رہا جب مکان کے اندر خاموشی چھا گئی اور کوئی آواز نہیں آرہی تھی تو فوج نے چند سول بزرگوں کو مکان کے اندر بھیج دیا کہ وہ دیکھ کر آئیں کہ مجاہد شہید ہوا ہے یا زندہ ہے بزرگوں نے آکر بتایا کہ مجاہد لحاف میں لپٹا پڑا ہے اور کمرے میں خون گرا ہوا ہے اسکی بندوق ایک طرف پڑی ہوئی ہے آفیسر بہت خوش ہوا۔

بڑی بہادری کے ساتھ دو چار فوجیوں کو ساتھ لے کر مکان کے اندر گھس گیا جیسے ہی اس نے گن پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ،اچانک ان پر عذاب کا کوڑا برس پڑا انکے ٹکڑے فضا میں بکھر گئے افسر کا پورا جسم ریزہ ریزہ ہو گیا غلہ مجاہد نے شدید زخمی حالت میں شاید اس لیے اپنے جسم کو لحاف میں لپیٹ رکھا تھا تا کہ بعد میں اسکی پہچان ہو سکے اندر سے دھماکے کی آواز سن کر باہر بیٹھے بھارتی سورماؤں کے سر چکرانے لگے انکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں آخر کمانڈو فورس زبردست فائرنگ کرتی رہی ۔مکان کے اندر داخل ہوئی وہاں صرف ایک سالم لاش موجود تھی باقی گوشت کے ٹکڑے تھے وہ گوشت کے لوتھڑے اور مجاہد کی لاش کو لے کر کیمپ میں چلے گئے رات کے قریباً دس بج چکے تھے کوئی سول آدمی لاش کو نہیں دیکھ سکا تھا کہ کس کی ہے جب ساری فوج وہاں سے چلی گئی تو شہید مجاہد کے والدین ، چچا اور گاؤں والے مکان کے اندر گھس کر اپنے شہید کی لاش کو ڈھونڈنے لگے وہاں چند گوشت اور خون کے لوتھڑوں کے سوا کچھ نہیں تھا انہوں نے اشکبار آنکھوں سے ... میں یہی ٹکڑے جمع کیے اور مزار شہداء میں راتوں رات دفن

Marfat.com

کر دیئے پورا گاؤں ماتم کناں تھا کہ انہوں نے اپنے عظیم مجاہد کا آخری دیدار بھی نہیں کیا تھا۔

شہید کی تدفین

دوسرے دن صبح نو بجے پولیس گاؤں میں آئی وہ اپنے ساتھ غلہ مجاہد کی لاش لائے جو بالکل صحیح سالم تھی صرف سینے پر چند گولیوں کے نشان تھے اسکی لاش کو دیکھ کر گاؤں والوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی لوگ جلوس کی صورت میں فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے اس عظیم سپوت کا دیدار کرنے پہنچے اسکے بعد بستی کے مزار شہیداں میں دفن ہونے والے شہید کو تدفین سے پہلے ''دولہا'' بنایا گیا۔

چچا خضر محمد لون اور شہید کے والدین اور بھائیوں کا تو یہ حال تھا کہ کوئی رو نہیں رہا تھا بلکہ سب خوش تھے شہید کے ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگائی جارہی تھی اس کو خوب سجایا اور سنوارا جارہا تھا جوان، بوڑھے، عورتیں، بچے سب الگ الگ جلوس کی صورت میں شہید کو نعرہ تکبیر ''اللہ اکبر!'' ہم کیا چاہتے ہیں ''آزادی'' اسلام زندہ باد پاکستان زندہ باد پاکستان سے رشتہ کیا ------ لا الہ الا اللہ کے فلک شگاف نعروں اور ترانوں کی گونج میں مزار شہید کی طرف جارہے تھے، وہاں پہنچ کر نماز جنازہ ادا کی گئی عسکری ذمہ داروں نے اپنے عظیم شہید کو خراج عقیدت پیش کیا مسلم جانباز فورس کے محترم ایاز صاحب مرحوم شہید کے رشتہ دار ہیں انہوں نے بھی اس مجاہد کی خدمت میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے اگلی رات کھوپڑیوں کے ٹکڑے، انگلیاں، کان، آنکھ، ناک کے ان ٹکڑوں کو جنہیں پہلے شہید کے جسم کے ٹکڑے جان کر دفنایا گیا تھا، باہر نکال کر کتوں کے آگے پھینک دیا گیا ہم نے اس عظیم مجاہد کو کئی مہینے پہلے سزا سنائی تھی میرے دل میں آج بھی یہ خوف دامن گیر ہے کہ اگر کل اللہ کے حضور پکڑے گئے تو کیا ہوگا لیکن ساتھ ہی یہ امید ہے کہ اللہ ہم سے عفو و درگزر فرمائے گا۔

ہم نے اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں کیا تھا بلکہ اللہ

فرمائے وہ غفور و رحیم اور حلیم و کریم ہے۔

غلام محمد کی شہادت کے تین چار روز بعد میں ان کے گھر گیا وہاں اپنے سب معلوم اور نا معلوم رشتہ داروں سے ملاقات ہوئی سب گلے مل کر دعائیں مانگ رہے تھے صحن میں شامیانہ لگا ہوا تھا درسگاہ کے بچے تلاوت قرآن مجید میں مصروف تھے ہر شہید کی شہادت پر روایت ہے کہ تین دن تک متواتر بستی میں موجود اسلامی درسگاہ کے بچے اور جوان قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں اس موقع پر شامیانے لگائے جاتے ہیں شہید کے گھر تک سارا راستہ جھنڈیوں، بینروں اور اسٹیکروں سے سجایا جاتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کسی شادی کا پروگرام ہے شامیانے کے اندر تلاوت قرآن کے علاوہ درس قرآن اور جہادی ترانے بھی سنانے کا پروگرام ہوتا ہے۔

قدم قدم پر اللہ کی مدد کے نظارے

شہلال چوک کے ان معرکوں میں ایک جہادی تنظیم کے دو شاہینوں عبدالحسیب ابوامامہ اور ابوایوب نے جام شہادت نوش کیے اللہ انکی شہادت کو قبول فرمائے جس سے وہ اپنے بندوں کو مسلسل نواز رہا ہے۔

ابھی پچھلے ماہ کی بات ہے کہ پراناکرول لاہور کے رہنے والے غازی ابو وقاص مجھے بتلا رہے تھے کہ ۲۳ تاریخ کو مجاہدین کے ۲۲ ساتھیوں کا قافلہ نکلا سوئے منزل بلند و بالا پہاڑ کی گھاٹیوں اور چوٹیوں کو عبور کرتا ہوا چلے جا رہا تھا سرحدی نالہ بھی عبور کر گیا اب سامنے ایک پہاڑی چوٹی تھی پہاڑی کی چوٹی کو کشمیری بھائی ٹیکری کہتے ہیں۔تو مجاہد اس ٹیکری پر چڑھے۔اس پر چلنا شروع کیا۔فجر کا وقت ہو گیا تھا ۔ذرا آگے جا کر ہم صبح کی نماز پڑھنے لگے۔اسکے بعد چلے تو چار ساتھی پیچھے تھے ۔باقی آگے تھے چاروں نے دیکھا کہ پیچھے آرمی آ رہی ہے چنانچہ ہم نے پوزیشنیں سنبھال لیں فوجی جن کی تعداد تین تھی انہوں نے ہمیں ہینڈز اپ کیا اور جونہی انہوں نے کہا، ابوہارون بھائی نے ایک پر فائرنگ کر دی وہ وہیں گر پڑا اور باقی دو

بھاگ گئے۔

اب مقابلہ تو طے تھا چنانچہ جلدی سے مجاہدین ٹیکری پر چڑھے تا کہ بلند جگہ پر قبضہ کیا جائے پانچ مجاہد ابھی چڑھے تھے کہ سامنے والی پوسٹ نے فائر شروع کر دیا۔ چنانچہ خود ابو قتال عرف شیر کے بقول ایک فائر اس کی جیکٹ میں سے ہوتا ہوا گزر گیا کچھ فائر اسکے سر کے بالوں سے گزر گئے۔ لیکن جسے اللہ رکھے، اسے کون چکھے ابو قتال بحمد للہ محفوظ رہا اسی طرح ابو ثوبان جو چڑھ رہا تھا۔ وہ بھی ایک پتھر کو پکڑتے ہوئے نیچے ابو سفیان کی جھولی میں آ گرا بہر حال چڑھنا مشکل ہو گیا اب پیچھے والی انڈین پوسٹ نے ٹیکری والوں کا گھیراؤ کرنا شروع کر دیا ٹیکری پر موجود پانچ ساتھیوں میں سے ایک تو نیچے آ گیا جبکہ باقی چار ساتھی اس پوسٹ کے فوجیوں سے سارا دن مقابلہ کرتے رہے اور معرکہ جاری رہا۔

ان میں سے جو تین ساتھی اکٹھے تھے، آرمی نے گولہ پھینکا جو ایک ساتھی ابو جانہ آف رحیم یار خان کو لگا دو ساتھی اسکی طرف دوڑے مگر یہ اللہ کا خاص کرم ہوا کہ اس کی آگ سے اللہ نے اسکے ساتھی کو بچا لیا یہ اللہ کی بڑی مدد تھی۔

ابو وقاص کہتے ہیں جو ساتھی نیچے تھے، میں بھی انہیں میں موجود تھا ہم پر دونوں جانب سے حملہ ہو رہا تھا فائرنگ بارش کی طرح ہو رہی تھی مارٹر کے گولے پھٹ رہے تھے ان گولوں سے پتھر اڑے جا رہے تھے درختوں کی ٹہنیاں اور پتے جھڑ رہے تھے ہمیں شہادت سامنے نظر آ رہی تھی اور اسکی تلاش میں تو ہم گئے تھے مگر شہادت بھی لڑ کر اور ہندو کو واصل جہنم کر کے ملے تو پھر کیا بات ہے چنانچہ معرکہ آرائی جاری رہی حتیٰ کہ شام ہو گئی اور پھر اندھیرا چھانے لگا۔

اب ہم نے رات ساڑھے آٹھ بجے نیچے اترنا شروع کیا ٹولیاں بنا کر فاصلہ رکھ کر اب ہم نیچے اتر رہے تھے ہم سب کے آخر میں جو گروپ تھا اس نے اپنے سے آگے پیغام پاس کیا کہ پیچھے سے سفید کپڑوں میں کچھ لوگ آ رہے ہیں لگتا ہے آرمی آ رہی ہے چنانچہ ہمارے جتنے گروپ تھے جن کے ... نے ان سفید پوشوں کو دیکھا تھیں نے خود انہیں دیکھا ...

تھے وہ دو تھے سب نے دو ہی دیکھے اندھیرے میں وہ صاف دکھائی دے رہے تھے جب انڈین فوجی روشنی کے گولے پھینکتے وہ فضا میں کچھ دیر ٹھہر کر دن کا سماں پیدا کر دیتے تو یہ سفید پوش نظر نہ آتے۔

اسکے بعد ہم یہاں سے چل پڑے اور نیچے آ گئے اب ہمارے سامنے قدرے ہموار جگہ تھی چاند نظر آ رہا تھا ساڑھے نو بجے کا ٹائم تھا۔ ہم یہاں گھنٹہ بھر بیٹھے رہے اب ہم پر غنودگی طاری ہوگئی۔ سب ایک دوسرے کو اٹھا رہے تھے خود مجھے بھی نیند آ رہی تھی میں گرتے گرتے بمشکل بچا۔

بدر کی لڑائی جو مشرکین مکہ کے ساتھ لڑی گئی، اس لڑائی کے دن صحیح بخاری اور مسلم روایت کے مطابق یوں ہوا کہ سالار صحابہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر غنودگی طاری ہوگئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

ابوبکر خوش ہو جاؤ یہ جبریل آئے ہیں انکے دانتوں پر گرد پڑی ہوئی ہے یعنی اللہ کی مدد آ چکی ہے تو مجاہد پر یہ اونگھ اور نیند اللہ کا انعام ہے اور اسکی مدد کا نظارہ ہے جیسا کہ اللہ نے مومنوں پر نازل کی جانے والی اس مدد کا تذکرہ کیا ہے فرمایا۔

اذ یغشیکم النعاس امنة منه .(الانفال . ۱۱) .

"جب اللہ تم کو بے خوف بنانے کے لیے تمہیں غنودگی سے ڈھانپ رہا تھا۔ یاد رہے کہ یہ غنودگی اللہ تعالیٰ نے طیبہ سے باہر نکل کر احد کے میدان میں لڑنے والے اسلامی لشکر پر بھی نازل کی تھی"۔

فرمایا:

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا یغشی طائفة منکم (آل عمران . ۱۵۴) .

"پھر غم کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمہیں اطمینان بخشا غنودگی تھی جو تم میں سے ایک جتھے کو ڈھانپ رہی تھی"۔

Marfat.com

حضرت ابوطلحہ فرماتے ہیں کہ اونگھ سے میری حالت یہ تھی کہ بار بار گن میرے ہاتھ سے گر پڑتی اور بڑی مشکل سے اس پر قابو پاتا چنانچہ مجاہدین کے ساتھ بھی یہی منظر بپا تھا گھنٹہ بھر غنودگی کی کیفیت میں رہنے کے بعد ہم نے کہا کہ نیند آرہی ہے لہٰذا ہمیں اب جلدی نکل جانا چاہیے چنانچہ ہم دوڑ کر اس ہموار جگہ سے نکلے کیونکہ یہاں دشمن کے فائر کا زیادہ خطرہ تھا اللہ کی مدد سے ہم نے اس جگہ کو کراس کر لیا پھر نالہ کراس کیا اور اب ہم مقبوضہ انڈین علاقے سے نکل کر آزاد زمین پر آچکے تھے اسکے بعد ہم اپنی قرارگاہوں کی طرف روانہ ہوئے اوپر چڑھنا شروع کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ جھاڑیوں کے درمیان سے ایک گن چل رہی ہے جو مجاہدین کو کور فائر دے رہی تھی ہمیں اس گن کا صرف شعلہ دکھائی دیتا تھا ہم نے سمجھا کہ ہمارا ساتھی ابوعلقمہ فائر کر رہا ہے کیونکہ وہ اس سیکٹر کا امیر تھا اس نے سیٹ پر نیچے آکر کورنگ دینے کا کہا بھی تھا چنانچہ ہم اس گن کے قریب گئے تقریباً دس میٹر کے فاصلے سے ہم نے ابوعلقمہ کو آوازیں دیں مگر کوئی جواب نہیں ملا ہم نے کہا شاید مصروف ہیں چلو قرارگاہ چلتے ہیں تو جب وہاں ہم پہنچے تو معلوم ہوا کہ ہمارا تو کوئی ساتھی یوں کور فائر نہیں دے رہا تھا نہ ہی ابوعلقمہ ایسا کر رہے ہیں بلکہ وہ اوپر پوسٹ پر کھڑا کورنگ فائر دے رہا تھا جو اس قرارگاہ سے ۳،۴ گھنٹے پر فاصلے پر تھی جبکہ گن قرارگاہ سے نیچے صرف ۵ منٹ کے فاصلے پر چل رہی تھی۔

بعد میں ابوقتال نے ہمیں بتایا کہ میں اور ابووقاص دونوں اپنی تسلی کے لیے اس گن کے بالکل قریب یعنی قریباً ایک فٹ کے فاصلے پر اس کے شعلے کے انتہائی قریب جا کر دیکھا لیکن وہاں کوئی گن چلانے والا نظر نہیں آیا۔

ابووقاص نے ہمیں بتایا کہ اس کے بعد ہم مذکورہ گن سے ۲۵ یا ۳۰ میٹر اوپر چلے گئے اور گرینوف سے اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کو جو پیچھے رہ گئے تھے انہیں کور فائر دینے لگے ان پیچھے رہ جانے والوں میں ابوثوبان بھی تھا اسکے ہاتھ پر گولی لگی تھی جو کراس کرتے ہوئے گن میں بھی سوراخ کر گئی بہرحال اللہ نے اسکی مدد کی وہ بھی یہاں سے نکلا وہ بتلا رہا تھا کہ انڈین فوجیوں نے بھی اس [illegible]

Marfat.com

کرنی شروع کردی ہیں چنانچہ ہم نے بھی فائر کیا میں نے پوری میگزین ان پر خالی کردی اور پھر وہاں سے کوئی جواب نہیں آیا۔

انکے دوسرے ساتھی ابوعمار تھے ان کے پاس گرینوف تھی ابوقتال بتاتے ہیں کہ انہیں خود عمار نے بتایا کہ آرمی نے ہینڈز اپ کرتے ہوئے ان کی طرف فائر کیا دوڑتے ہوئے انکی گن گر پڑی اور انہوں نے آرمی کی طرف گرنیڈ پھینکا پھر وہ نالہ کراس کرنے لگے تو اچانک انکے قریب سے ہی ایک گن آرمی کی طرف فائر کرنے لگی اس گن کا صرف شعلہ نظر آتا تھا۔ لیکن گن نظر نہ آتی تھی چنانچہ وہ پورے اطمینان کے ساتھ نالہ کراس کر کے اپنے علاقے میں اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ گئے جبکہ دوسری طرف وہ گن جو جھاڑیوں میں چل رہی تھی، وہ صبح تک چلتی رہی، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کو کون چلاتا رہا اور کون مجاہدین کو کورنگ فائر دیتا رہا۔

اسی طرح جب ہم قرارگاہ پہنچے تو یہاں موجود لوگوں نے بتلایا کہ جب مجاہدین کا مقابلہ انڈین آرمی سے صبح ہو رہا تھا تو اس وقت ہم نے سفید کپڑوں والے دیکھے بھائی ابوعلقمہ کہتے ہیں میں اپنی پوسٹ پر تھا کہ بعض فوجی بھائیوں نے ہم سے پوچھا کہ تمہارے ساتھیوں نے سفید پگڑیاں پہنی ہوئی ہیں میں نے کہا نہیں سفید پگڑی تو کسی کی نہیں ہے یعنی انہوں نے بھی سفید کپڑوں اور پگڑیوں والے لوگ دیکھے مگر کون تھے کسی کو معلوم نہ تھا۔

اللہ نے مزید کرم کیا کہ ہمارے دو ساتھی جو ٹیکری پر برسر پیکار تھے چند دن کے بعد وہ بھی ہمارے پاس پہنچ گئے اللہ نے انہیں محفوظ رکھا راستے میں ان ساتھیوں کو گھاس اور بوٹیاں کھا کر گزارا کرنا پڑا۔ صحابہ کرام پر بھی یہ دن آیا کرتے تھے صحابہ کہتے ہیں کہ ایک جہادی سفر میں ہمیں درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرنا پڑا اور جب ہم قضائے حاجت کرتے تو بکری کی مینگنیوں کی طرح کرتے تھے۔

ان ساتھیوں نے ہمیں واپس آ کر بتلایا کہ ہم پر غنودگی طاری ہوئی تھی ابو حماد بھائی کہہ رہا تھا کہ میں ابودجانہ کو بلا رہا تھا کہ ادھر فائر ہو رہا ہے اور تم سو رہے تھے؟

Marfat.com

اس معرکہ میں آرمی کا نقصان اس قدر ہوا، اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انڈین فوجی اپنے وائرلیس سیٹوں پر کہہ رہے تھے کہ اس قدر منحوس اور مشکل وقت ہم پر کبھی نہیں آیا ان کے سیٹ پر ہم نے یہ پیغام سنا، وہ آپس میں کہہ رہے تھے کہ اب تک تیرہ لاشیں اکٹھی کر چکے ہیں اب کل کتنی ہوگئیں یہ اللہ ہی جانتا ہے سیٹ پر ہم نے یہ بات بھی سنی انڈین آرمی کا کمانڈر کہہ رہا تھا افغانیوں کو پکڑو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ فوجی کہنے لگے سر یہ حکم نہیں مانا جائے گا اگر ہمیں بلٹ پروف جیکٹیں اور اسٹیل کے ہیلمٹ مل جائیں تو علاقے میں انہیں ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔

قارئین! اللہ کی مدد کے یہ نظارے ملاحظہ کر کے بعض احباب خوش ہونگے اور بعض ایسے بھی ہونگے جو پراپیگنڈہ کریں گے اور طرح طرح کی باتیں بنائیں گے مذاق کریں گے ایسے لوگ ہمیشہ سے رہے ہیں اور رہیں گے جبکہ ہمیں انکی کوئی پرواہ نہیں ہے ہمیں معلوم ہے کہ اللہ پر جن کا پختہ ایمان ہو، اللہ انکی ہر میدان میں مدد کرتا ہے اس مالک نے اپنے بندے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دلائی تو فرمایا۔

و کذلک ننجی المومنین ٭

''ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دیتے رہیں گے''

(تحریر امیر حمزہ)

بھارت کی بے بس فوج

عبدالمجید نے بتایا کہ اپریل ۱۹۹۴ء میں ہم چالیس مجاہدین ترہگام کپواڑہ میں ایک کاروائی کرنے کے بعد رات گئے لدرون میں ایک ٹھکانے پر پہنچ گئے مجاہدین کے اس دستے کی کمان کمانڈر آزاد صاحب کر رہے تھے فوجی ہمارا پیچھا کرتے ہوئے لدرون پہنچ گئے صبح جب ہم بیدار ہوئے تو اس مکان کو جس میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے، سینکڑوں بھارتی فوجیوں نے گھیر رکھا تھا [illegible]

Marfat.com

امکانات ختم ہو گئے تھے تمام مجاہدین کی گرفتاری یا شہادت یقینی تھی اس موقع پر کمانڈر آزاد نے فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے میں باہر نکلوں گا اور فوج پر فائرنگ کروں گا پیچھے سے تمام مجاہدین باہر نکلنے کی کوشش کریں گے آزاد صاحب کی اندھا دھند فائرنگ سے ۱۲ بھارتی فوجی ہلاک اور اٹھارہ شدید زخمی ہو گئے بھارتی فوج نے کمانڈر آزاد صاحب پر اندھادھند فائرنگ کی لیکن قدرت نے انہیں محفوظ رکھا فوج نے مکان پر مارٹر گولے پھینکے لیکن مجاہدین کو خراش تک نہ آئی بعد میں فوج محاصرہ ختم کر کے بے بسی کے عالم میں واپس چلی گئی اور تمام مجاہدین بحفاظت اپنے ٹھکانے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

دو شہیدوں نے اکٹھے مرنے کا عہد نبھایا؟

مرلی منوہر جوشی کی کشمیر کو تسخیر کرنے کی مہم کو ناکام بنانے والے مشہور کمانڈر تنویر الابصار اور کمانڈر اکبر خان جو جمعیت المجاہدین کے شعبہ مالیات کے سربراہ تھے، نے آپس میں عہد کیا تھا کہ وہ اکٹھے شہید ہونگے۔ جب ۱۹۹۲ء میں مرلی منوہر جوشی کا قافلہ سری نگر کے لال چوک میں بھارت کا ترنگا لہرانے کی کوشش کر رہا تھا تو ان مجاہدوں نے راکٹوں سے حملہ کر کے یہ تقریب درہم برہم کر دی اور بھارتی فوج پر اندھادھند فائرنگ شروع کر دی اور بھارتی فوج کی جوابی بے تحاشا فائرنگ سے یہ دونوں کمانڈر شہید ہو گئے۔

شہادت کے بعد دوسرے مجاہدین انکے پاس پہنچے تو انہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ یہ دونوں شہید ایک دوسرے سے بغلگیر تھے اور انہوں نے اپنے ہتھیار بھی مضبوطی سے پکڑ رکھے تھے بڑی مشکل سے انہیں علیحدہ کیا گیا اس حملہ سے قبل دونوں نے دوسرے مجاہدوں سے کہا کہ آج ہم دونوں شہید ہو جائیں گے وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ شہید اکبر خان نے پستول سے کئی فوجی افسروں کو واصل جہنم کیا بھارتی فوج پر اتنی دہشت طاری ہو گئی کہ وہ شہادت کے بعد بھی انکے قریب نہ گئے۔

Marfat.com

جسے اللہ رکھے

زبیر الاسلام اپنی زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب موت ان سے چند لمحے دور رہ گئی تھی۔

آج کی رات ہم نے آگے بڑھنا تھا کلاشنکوف ہر ساتھی نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی سامنے ایک فلک بوس پہاڑ کو ہم نے عبور کرنا تھا کمانڈر کے حکم پر ہم نے ہتھیار سجا لیے اور سفر کی ضروریات باندھنی شروع کیں وحید ایک طرف ہٹ کر جہاں سفر کی تیاریاں کر رہا تھا وہیں اسکی آنکھوں سے آنسو بھی رواں دواں تھے یہ ایک ان ہونی بات تھی، وحید بھائی کی خواہش پر ہی وہ اس گروپ میں شامل ہوئے تھے۔

ایک ساتھی نے مجھ سے کہا وحید سے پوچھو کہ کیوں رو رہے ہیں میں نے جواب دیا کہ وحید کو واپس بھیج دو، لیکن ایسا نہیں ہوسکتا تھا، کیونکہ گروپ میں شمولیت کے لیے وحید نے سفارش کرائی تھی وحید کی بہادری اور جہاد سے اسکا عشق شک و شبہ سے بالاتر تھا لیکن وحید کی چھلکتی ہوئی آنکھوں نے مجھے حیرت زدہ کر دیا اور مجھے محسوس ہوا کہ ان آنسوؤں میں بھی کوئی پیغام چھپا ہے۔

شام کے سائے گہرے ہوئے تو کمانڈر صاحب نے ہمیں لائن میں کھڑا کر کے ہدایات دینی شروع کر دیں وحید میرے آگے کھڑا تھا میں نے محسوس کیا کہ وہ سسک رہا ہے ضرور کچھ ہونے والا ہے میری چھٹی حس نے مجھے خبردار کیا، یوں بھی ہم دشمن کی گود میں چلے جا رہے تھے جہاں کوئی بھی لمحہ شہادت کا ہوسکتا ہے دعا کے لیے سب کے ہاتھ اٹھے اور سب نے سسکیوں اور آنسوؤں کے ساتھ آمین کہا۔

اگلی رات ہم دشمن کے علاقے سے گزر رہے تھے کئی پوسٹیں ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے، چند منٹ کی مسافت کے بعد ہم قدرے محفوظ ہو جاتے کیونکہ آگے گھنی جھاڑیاں تھیں، لیکن جنگلی گھاس پر پڑی اوس کے قطروں سے ہمارے ایک ساتھی کا پاؤں پھسلا اور وہ کئی سو فٹ نیچے گہرائی میں گر گیا اس اللہ سے ...

ہٹ کر نالے کی جانب اترے اور اپنے زخمی ساتھی تک پہنچتے پہنچتے سپیدہ سحر نمودار ہو چکا تھا۔ زخمی ساتھی کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھاتے وقت وحید بھائی پھر رو رہے تھے اگر چہ یہ سب کا صدمہ تھا لیکن وحید کا رونا خطرے کی گھنٹی تھا ہم میں سب سے مضبوط اور بلند و قامت وحید ہی تھا، اس لیے زخمی کو اسکے مضبوط کندھوں پر لاد کر محفوظ مقام کی جانب چل پڑے یہ دشمن کے گشت کا وقت تھا اور وہی ہوا جس کے خدشات ہمارے ذہنوں میں تھے ،اچانک گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی قدرت کی مہربانی کہ بے خبری کے باوجود ہم میں سے کوئی انکا نشانہ نہ بنا ہم نے دائیں بائیں خود کو گرا کر اپنے ہتھیاروں کے دھانے ان پر کھول دیئے جوابی فائر کھلتے ہی بھارتی فوجی بھاگ پڑے۔

اب ہمیں فوری کسی محفوظ مقام کی تلاش تھی ۔ ہمیں یقین تھا کہ فوجی گشتی پارٹی کمک حاصل کر کے ہمیں تلاش کرلے گی ہم تھکے ماندے ایک زخمی کا بوجھ اٹھا کر پتھروں کی اوٹ میں داخل ہوئے ،تمام راستے محدود تھے اس لیے کہ ہمارے آگے پیچھے دشمن کی کئی پوسٹیں تھیں ہمارا زخمی ساتھی وقفے وقفے سے بیہوش ہورہا تھا ہم پہلے ہی ایک ساتھی کو کہیں کھو بیٹھے تھے (رمیض خان گروپ سے علیحدہ ہو کر بغیر راشن کے اٹھارہ دن سرحدی علاقے میں بھٹکنے کے بعد وادی کشمیر میں داخل ہوا)۔

تھوڑی دیر بعد ہم نے ایک محفوظ مقام تلاش کیا اور کمر سیدھی کرنے کے لیئے لیٹے ہی تھے کہ نیند نے آدبوچا، اس دوران فوج نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے ہم بیدار ہوئے ۔ ہمارے کئی ساتھی اسی حالت میں شہید ہو گئے تھے ہم نے بھی جوابی کاروائی کی فوج ایک بار پھر پیچھے ہٹ گئی اب وہ ہماری جگہ مارٹر گولے پھینک رہی تھی مجھے اپنی جگہ چھوڑنی پڑی میں نیچے اتر کر ایک جگہ لیٹ گیا جہاں میرے دو ساتھی پہلے ہی داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تھے جن میں ایک ہمارا رہبر تھا میں جس مقام پر لیٹا تھا، اسے کھود کر اس میں لیٹ گیا اب میں اکادکا فائر کرنے لگا گولیاں میرے سر کے اوپر سے گزر رہی تھیں سر اٹھانے کے قابل ہو گئے تھے میں مورچہ اور مضبوط بنانے کے لیے مزید جگہ کھودنے لگا

Marfat.com

میرے ساتھیوں میں سے سوائے دو شہداء کے میرے پاس کوئی نہ تھا میری کلاشنکوف ایک طرف پڑی تھی دفعتاً میرے پیچھے ہالٹ کی آواز گونجی، میں نے گھوم کر پیچھے دیکھا تو بہت سی گنیں مجھ پر تنی ہوئیں تھیں میری زندگی کی یہ پہلی جنگ تھی، پچھلے آٹھ برس سے میں مسلسل مصروف جہاد تھا لیکن اس دفعہ صورتحال سراسر میری مخالف تھی کوئی دوسرا راستہ نہ پا کر میں نے انکے حکم پر اپنے ہاتھ اوپر کر کے گرفتاری پیش کر دی، دوسری طرف میرا ایک ساتھی جو زخمی تھا، وحید بھائی اور ایک پورٹر بھی گرفتار ہو چکے تھے ہمیں کچھ فاصلے پر اوپر لے جا کر ٹیلی فون کی مضبوط تاروں سے باندھ دیا گیا پورا دن اور رات اسی طرح ہم دردناک عذاب سہتے رہے ہمیں بٹھایا اور اٹھایا جاتا رہا، مارا پیٹا جاتا رہا۔ حتیٰ کے ہمارے زخمی ساتھی جس کی ٹانگ اور بازو ٹوٹ گیا تھا، اسکو بھی زبانی اور عملی طور پر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔

اگلی صبح اچانک ہمارے ایک طرف گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی، جس سے ہمارے قریب کھڑے آٹھ فوجی گر کر تڑپنے لگے اور ٹھنڈے ہو گئے اس سے پہلے میں اپنے بندھے ہوئے ہاتھ تقریباً کھول چکا تھا لیکن اپنے ساتھیوں کے حملے کی وجہ سے کام التوا میں پڑ گیا تھوڑی دیر بعد فوج کی گولیوں اور گولوں سے سارا علاقہ گونجنے لگا مار پیٹ سے ہم ادھ موا ہو گئے تھے۔ وقتی طور پر مجھے فرار کا ارادہ تبدیل کرنا پڑا۔

اب ہم حد نگاہ تک پھیلی ہوئی فوج دیکھ رہے تھے ہمارے باقی ساتھیوں کی تلاش جاری تھی ہمارے ارد گرد مزید گھیرا تنگ کر دیا گیا تھا تھوڑی دیر بعد ہمارے پاؤں کھولے گئے اور ہمیں بیٹھنے کو کہا گیا ہاتھ ابھی تک کسے ہوئے تھے چاروں کو ایک لائن میں بٹھا دیا گیا توقع تھی کہ بھوکے جنگی قیدیوں کو روٹی دی جائے گی اسی انتظار میں کئی گھنٹے گزر گئے گلے خشک ہو گئے تھے، اچانک ایک افسر چند فوجیوں کے ساتھ آن پہنچا ہمارے گرد گھیرا تنگ کرنے لگا۔

میری نظر ایک طرف اٹھی تو ایک فوجی سامنے میرے دائیں [illegible] ہمارے ساتھی پورٹر کا نشانہ لینے لگا یہ عمل ہماری توقع کے [illegible]

Marfat.com

اور ہمارا ساتھی بمشکل ایک کروٹ بدل سکا، وہ رب کے پاس پہنچ چکا تھا شہادت ہم سے بغلگیر ہونے کی تیاری کر رہی تھی۔ میری نظر بندوق چلنے والے کی انگلیوں پر جمی ہوئی تھی اسکی انگلی نے حرکت کی، ہمارے زخمی ساتھی کے سینے سے خون کا فوارہ پھوٹا اور وہ بھی وعدہ وفا کر گیا تھا اب باری وحید کی تھی، جسکی آنکھیں مسلسل برس رہی تھیں شاید رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا تھا اور اللہ رب العزت سے مغفرت طلب کر رہا تھا میری نگاہ بدستور نشانہ باز پر جمی ہوئی تھی۔ میرا ذہن پوری طرح ہوشیار تھا، جان بچانے کی آخری کوشش اور خواہش میرے دل میں پوری طرح زندہ تھی اس میں دونوں چیزیں موجود تھیں موت بھی اور زندگی بھی ادھر فوجی کی گن سے شعلہ نکلا اور وحید کے جسم سے خون کا چشمہ ابل پڑا اور وہ ایک طرف ڈھلک گیا میرے پاس جان بچانے کے لیے چند لمحے تھے سب کی نظریں مجھ پر جمی ہوئی تھیں میں نے اچانک ایک چھلانگ لگائی، نیچے کھائی تھی اور پھر ایک گہری ندی موت کی طرح منہ کھولے ہوئے تھی میں لڑھکتا گیا، فوج کی گولیاں میرا پیچھا کر رہی تھیں لڑھکتے ہوئے میں جھاڑیوں میں پھنس گیا سینکڑوں فٹ کھڑی چٹان، لیکن مارنے والے سے بچانے والا زبردست ہے۔

ایک معجزہ رونما ہوا میرے ہاتھ کھل چکے تھے میں نے جھاڑی کا سہارا لیا اور لمبے لمبے سانس لیے اور اپنی منتشر قوت جمع کی کافی دیر تک وہیں بیٹھا رہا اور پچھلے گھنٹے کے بیتے ہوئے خونی واقعات پر غور کرتا رہا شہید ساتھیوں کی ایک ایک کر کے زیارت کرتا گیا اسی طرح کئی گھنٹے گزر گئے۔ میرے سامنے ایک ہی راستہ تھا، میں نے وہاں جانا تھا جہاں میرے ساتھی شہید ہوئے تھے اور جہاں سے میں بچ کر آ گیا تھا میں نے آہستہ آہستہ قدم بڑھائے بڑی جدوجہد کے بعد اوپر پہنچا ایک بار پھر وحید، عامر الاسلام اور پورٹر کی لاشوں کے پاس کھڑا تھا فوجی اپنی لاشیں لے کر واپس چلے گئے تھے میں نے ساتھیوں کو الوداعی سلام پیش کیا اور ایک نامعلوم منزل کی طرف بڑھنے لگا اللہ تعالی نے میری زندگی لکھی ہوئی تھی اگلی صبح پاکستان پوسٹ پہنچ گیا۔

Marfat.com

موت کا رقص

میری ذمہ داری لانچنگ پر تھی، مجھے اطلاع ملی کہ چند مجاہدین آئے ہوئے ہیں میں دو افراد کے ساتھ انہیں بارڈر سے لینے چلا گیا تھکے ماندے سات مجاہدین پاک فوج کے خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے گلے ملتے ہی وہ رو پڑے اپنی آپ بیتی سنائی یہ گروپ پچاس مجاہدین پر مشتمل تھا جس پر بھارتی فوج نے ہلہ بول دیا کتنے شہید ہوئے، کتنے گرفتار ہوئے اور کتنے سرحدی جنگلات میں بھٹک گئے اسکے بارے میں کسی کو بھی معلوم نہ تھا جنگلات سے اوپر پہاڑوں کا جغرافیہ سمجھنا نہایت ہی مشکل ہے۔

ان مجاہدین کو میں نے فوراً بیس کیمپ کی طرف روانہ کیا اور ایک امدادی ٹیم دشمن کی سرحد میں داخل کی تاکہ بھٹکے مجاہدین ملیں تو لے آئیں دو دن کے بعد یہ ٹیم دو مجاہدین کو لے آئی ان مجاہدین نے اس قافلہ کی تعداد و پیش آنے والے واقعات اور قدم قدم پر اللہ کی مدد اور نصرت کے واقعات سنائے ان کی زبانی سنیے۔

سات روز قبل مختلف جہادی تنظیموں کے مجاہدین پر مشتمل پچاس رکنی گروپ وادی سے بیس کیمپ کی جانب روانہ ہوا سردی کے پیش نظر ہم نے سفر کے لوازمات پورے تو کیئے لیکن راشن صرف ۳ دن کا ساتھ لیا ہمیں بتایا گیا تھا کہ سفر دو ہی روز کا ہے چونکہ ہم تربیت کی غرض سے جا رہے تھے، اس لیے ہمارے پاس ہتھیار نہ تھے ہماری آنکھیں دشمن کی تلاش میں تھیں اگر کہیں نظر آئے تو اس سے دور رہا جائے سفر دو دن کا تھا لیکن تیسرا اور چوتھا روز بھی گزر گیا ہم ایک پہاڑ پر چڑھتے اور دوسرے سے اترتے سرد ہواؤں نے ہمارے وجود کو ہلا کر رکھ دیا تھا بھوک، تھکاوٹ اور سرد ہواؤں نے ہماری جسمانی قوت تقریباً چھین لی تھی کچھ ساتھی چلنے سے بالکل معذور تھے اس لیے پورا گروپ ایک جگہ آرام کی غرض سے بیٹھ لیا، چند ساتھی اٹھنے کا نام تک نہیں لے رہے تھے۔ گائیڈ نے ایک [illegible] کیا وہ ہائیڈ سے آگے ریکی کے لیئے گیا اور دو [illegible]

Marfat.com

بھارتی فوج آ گئی ،فوج آ گئی چھپ جاؤ، بھاگو،اور پھرافراتفری کا عالم تھا مردہ جسم توانا ہوئے اور ایک دوسرے کے تعاقب میں بھاگنے لگے کچھ دور جانے کے بعد گائیڈ نے ہمیں جمع کیا اور کہا کہ تھوڑے سفر کے بعد ہم پاک سرحد میں داخل ہوجائیں گے لیکن جہاں یہ حربہ کارگر ثابت ہوا اسکے نتیجے میں ہمارے تین ساتھی ہم سے بچھڑ گئے تھے ہم نے چند گھنٹوں کی مزید مسافت کی،شام ہوچکی تھی اور گائیڈ نے اعلان کی کہ ہم پاک سرحد میں داخل ہو چکے ہیں،ہم محفوظ ہیں،مناسب جگہ ڈھونڈ کر آرام کرو ہم نے ایک نالے کو منتخب کیا،گائیڈ نے مزید ہمیں بتایا کہ نالہ سیدھا پاکستان ہی جاتا ہے۔یہ بات تو ہمیں معلوم تھی کشمیر کے دریاؤں کا رخ پاکستان کی طرف ہے تمام مجاہدین آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔

اگلی صبح ہم اٹھے تو ہمارے گائیڈ غائب تھے لیکن ہم مطمئن تھے کہ ہم پاک سرزمین پر ہیں کچھ دیر کے بعد مجاہدین ٹولیوں میں بٹ کر نالے کے ساتھ ساتھ اترتے گئے ہم دو چچازاد بھائی خوش گپیوں میں مصروف آگے بڑھ رہے تھے جبکہ ہمارے آگے دس مجاہدین بے خوف وخطر آگے بڑھ رہے تھے ہمارے درمیان قریبا ۱۵۰ گز کا فاصلہ تھا۔اگلی ٹولی تیز چل رہی تھی اور ہم بھی انکی تقلید کررہے تھے لیکن میرا ساتھی کم عمر اور کمزور تھا اور راستوں کی صعوبتوں اور تھکاوٹ کی وجہ سے وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ہم نے دیکھا کہ اگلے مجاہدین اچانک رک گئے ہیں کچھ فوجی نالے کے ایک طرف بڑے پتھروں کی اوٹ میں بنی پوسٹ سے برآمد ہوئے میں نے ساتھی سے کہا کہ وہ دیکھو پاک فوج ہمارے لیے دیدہ ودل فرش راہ کیے ہوئے ہے۔لیکن ایسے مواقع پر جب منزل قریب ہو تو ہمت جواب دے دیتی ہے میرا بھائی ایک دم بیٹھ گیا اور میرے لاکھ کہنے پر بھی چلنے پر آمادہ نہیں ہوا لیکن اس کے انکار میں بھی اللہ کی مصلحت تھی۔

اچانک میری نظر پڑی کیا دیکھتا ہوں کہ فوج نے ہمارے ساتھیوں کو گھیر لیا تھا،یہ پاکستانی نہیں بلکہ بھارتی فوج تھی ہمارے دس ساتھی ہاتھ اٹھائے ایک لائن میں تھے ایک فوجی نے ان پر ایل ایم جی تان رکھی تھی ہم دونوں اپنی اور

اپنے ساتھیوں کی جان بچ جانے کی بھیک اللہ سے مانگ رہے تھے ہم ایک او
میں تھے اور دشمن پر نظر جمی ہوئی تھی اور پھر گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے ہم لرز گئے۔

ہمارے ساتھیوں کی دس لاشیں گریں فوجی قہقہے بلند ہوئے، میر
سامنے ایک درخت تھا، مجھے اس پر چڑھنے کی سوجھی اور جھٹ اس پر چڑھ گیا میر
ساتھی بھی درخت کے نیچے آ گیا لیکن اسکی تمام قوت ختم ہو چکی تھی فوجی ہمار
قریب ہی دوسرے مجاہدین کا انتظار کر رہے تھے میں درخت سے نیچے اترا اور اپ
ساتھی کو اوپر چڑھنے میں مدد دی اور خود بھی اوپر چڑھ گیا صبح آٹھ بجے دوسری طرف
سے مجاہدین کا قافلہ نمودار ہوا جن کی تعداد نو تھی یہ موت سے بے خبر آگے بڑھ رہے
تھے میں بے بسی سے انہیں اشارے کر رہا تھا لیکن انکی نظریں کہیں اور جمی ہوئی تھیں
آواز دینا بھی خطرے سے خالی نہ تھا پھر وہی ہوا جسکا ڈر تھا وہ بھی سیدھے موت
کے منہ میں گھس گئے اور وہی تڑتڑاہٹ ...... وہی چیخیں ...... لاشیں اور میرا
ساتھی ...... ساتھیوں کی اس طرح شہادت کو دیکھ کر بیہوش ہوا جا رہا تھا میرے آنسو
خشک تھے میں نے بمشکل اپنے ساتھی کو سنبھالا کہ کہیں گر نہ جائے دن گزرتا گیا تین
اور ساتھی اسی طرح قربان ہوئے۔

شام ہونے کو تھی اور میں آگے بڑھنا چاہتا تھا ہم دونوں درخت سے
اترے گھپ اندھیرا تھا ہم لاشوں کے اوپر سے گزرتے گئے میں نے ایک ہاتھ
اپنے معصوم ساتھی کے منہ پر رکھا تاکہ خوف اور دہشت سے اسکی چیخیں نہ نکل جائیں
فوجی بھی ہماری تاک میں تھے فوجیوں کو ہماری موجودگی کا شک ہو گیا تھا، روشن
گولوں نے رات کو دن میں بدل دیا ہم نے قریب ہی ایک نالے میں چھلانگ
لگا دی ڈیڑھ گھنٹے تک اس یخ بستہ پانی میں بے حس و حرکت بیٹھے رہے، اکا دکا
گولیاں اب بھی برس رہی تھیں لیکن انکا رخ کسی دوسری طرف تھا ہمارے جسم شل
ہو رہے تھے اس سے بہتر گولی سے مرنا تھا۔

ہم پانی سے باہر نکل آئے اور اترائی میں چلنے لگے ...
حتیٰ کہ صبح ہوئی اور سورج نکل آیا قوت برداشت ...

Marfat.com

سکھانے ایک بڑے پتھر پر بیٹھ گئے دفعتاً میرا ساتھی چلایا وہ دیکھو فوجی ہیں میں نے دیکھا کہ چند قدم کی دوری پر ایک فوجی بنکر ہے اور دو فوجی پہرہ دے رہے ہیں بھوک تھکاوٹ اور سردی نے ہمارا برا حال کر دیا تھا چلنے سے قاصر تھے ہم دشمن سے ہی مدد لینے پر مجبور تھے حالانکہ اس سے مدد کی توقع فضول تھی ہم نے انہیں آواز دی اور انہوں نے ہمیں دیکھا اور پھر ہتھیاروں سمیت ایک طرف کو دوڑ پڑے یہ عجیب بات تھی ہم نے دوبارہ آواز دی اور دو مزید فوجی اسلحے سے لیس ہو کر بنکر سے باہر آئے اور ایک طرف دوڑ لگا دی میرا ساتھی میری جانب سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور میری نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں ہم نے بنکر کی جانب قدم بڑھائے، کئی فوجی بنکر میں موجود تھے ہمیں دیکھتے ہی سارے کے سارے سرپٹ دوڑنے لگے یہ کیا بات ہے میں نے ساتھی سے پوچھا؟ لیکن وہ مجھ سے زیادہ حیران تھا۔

ہم بنکر میں داخل ہوئے دو مزید فوجی ہمیں دیکھ کر اندر سے باہر آئے اور ایک طرف بھاگ کھڑے ہوئے ہم اندر داخل ہوئے بنکر خالی ہو چکا تھا آگ جل رہی تھی ایک طرف پانی کا مٹکا رکھا ہوا تھا ہم نے اپنے کپڑے اور بوٹ نکال کر خشک کیئے۔ سوکھی لکڑی وافر تھی، ہم جلاتے رہے اور گرم ہوتے رہے ہم فوج کی آمد کے منتظر تھے اور ہم اپنے انجام سے بھی بے خبر نہیں تھے لیکن اسکے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور دوسرا راستہ نہیں تھا دن گزر گیا اور رات بھی گزر گئی۔ ہم تازہ دم ہو گئے اگلے روز ہم بنکر سے باہر آئے، اللہ کا نام زبان پر تھا، دشمن کو دیکھنے لگے کہ وہ گھات لگائے ہمارے منتظر ہونگے لیکن وہاں کچھ نہیں تھا چند سو گز چلے تو پاک فوج کی امدادی ٹیم ہمیں ملی۔

اب آپ ہی بتایئے کہ یہ بنکر کس کا تھا؟ اس میں کون لوگ رہتے تھے؟ وہاں آگ کس نے جلائی تھی؟ ہتھیاروں سے لیس فوجی ہمیں دیکھ کر کیوں بھاگ کھڑے ہوئے تھے کیا یہ نصرت الٰہی نہیں .... کیا یہ غیب سے امداد نہیں تھی .... کیا یہ ہم جیسے کمزور اور بے بس مجاہدین کے لیے اللہ کی خصوصی امداد نہ تھی .... یہ اللہ ہی ہے جس نے ہمیں زندہ رکھا۔

Marfat.com

کشمیر کے شہداء کی تروتازہ لاشیں

شہید کی قبر پر شہد کی مکھیوں کا پہرہ:

سوپور میں ایک مہمان مجاہد عبدالرحمان مقیم تھے ان کا تعلق بحرین سے تھا۔ افغانستان کے جہاد میں بھی ایک عرصے تک داد شجاعت دیتے رہے تھے کشمیر میں ہم انہیں رحمان بھائی کے نام سے پکارتے تھے۔ انہیں ہر وقت شہادت کی طلب رہتی تھی اور ہم سے گفتگو کے دوران وہ اسکا اظہار کرتے رہتے تھے کہ دعا کرو میں شہید ہو جاؤں۔

ایک دن وہ اکیلے سوپور سے بڈگام کیطرف محو سفر تھے راستے میں ایک جگہ اچانک انکا آمنا سامنا فوج سے ہو گیا اس جگہ کوئی موثر آڑ بھی نہ تھی مشکل سے انہیں ایک درخت نظر آیا وہ بڑی پھرتی سے اس درخت کی آڑ میں چلے گئے اور یہاں سے آرمی پر فائرنگ کرنے لگے فوج ان سے زیادہ فاصلے پر نہ تھی یہاں سے وہ نشانہ لے لے کر وہ فائرنگ کرتے رہے جلد ہی انہوں نے بشمول ایک میجر کے دو فوجیوں کو واصل جہنم کر دیا۔

فوج نے اچانک گھیرا مزید تنگ کر دیا تو وہ براہ راست ان پر فائر کرنے لگے اچانک ایک برسٹ انکے سینے پر لگا اور وہ وہیں پر جام شہادت نوش کر گئے انہیں گرتے دیکھ کر فوجی ہونقوں کی طرح انکی طرف لپکے تاکہ زندہ گرفتاری کا کارنامہ سرانجام دے سکیں لیکن وہ اپنے اللہ کے حضور حاضری دے چکے تھے جب آرمی والے انکے نزدیک پہنچے تو شہید کے جسد خاکی کے پاس شہد کی مکھیوں کا ایک بڑا غول نظر آیا فوجیوں نے جب آگے بڑھنے کی کوشش کی تو شہد کی مکھیوں نے ان پر حملہ کر دیا یہ صورت حال تقریباً سات گھنٹے تک جاری رہی فوجی جونہی آگے بڑھنے کی کوشش کرتے شہد کی مکھیاں ان پر فوراً حملہ آور ہو جاتیں اور شہید کے جسد خاکی کو چھونے تک نہ دیتیں آخر کار فوجی نامراد ہو کر وہاں سے چلے گئے یہاں تک کہ عبدالرحمان بھائی کی گن اور ایمونیشن کو بھی قبضے میں نہ لے سکے۔

فوج کے جانے کے بعد عام لوگ آئے تو اس وقت شہد کی مکھیاں

چلی گئیں تھیں لوگوں نے رحمان بھائی کے کندھے سے لگی بندوق اٹھائی اور مجاہدین کے سپرد کردی جنازے کے بعد انکی تدفین کی گئی جب لوگ وہاں سے جانے لگے تو شہد کی مکھیوں نے ایک بار پھر ادھر کا رخ کیا اور پوری قبران مکھیوں سے ڈھک گئی دوسرے دن فوجی دوبارہ اس علاقہ میں آئے انکے لیے یہ بات بہت حیرت انگیز تھی کہ جب وہ عبدالرحمان بھائی کی طرف بڑھتے تھے تو شہد کی مکھیاں کیوں ان کو کاٹنے لگتی تھیں۔ وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ کون تھا؟ جب وہ قبر کے قریب سے گذرنے لگے تو قبر پر موجود ''پہرہ دار'' مکھیوں نے ایک بار پھر ان پر حملہ بول دیا وہ سب بھاگنے لگے، مکھیوں نے انکا دور دور تک پیچھا کیا۔ جب وہ کیمپ میں پہنچے تو مکھیاں واپس قبر پر آ گئیں اور کئی دن تک وہاں موجود رہیں اس واقعہ کی گواہی پورا علاقہ دے گا جہاں بحرین کے عبدالرحمان بھائی آسودہ خاک ہیں۔

مجاہد کو شہادت کا پہلے سے یقین ہو جاتا ہے

کشمیر میں پاکستان کے رہنے والے ایک مجاہد بدر بھائی تھے وہ تقویٰ اور تعلق باللہ کے حوالے سے مجاہدین میں کافی معروف تھے رمضان کا مہینہ تھا، اور بدر بھائی حسب عادت اللہ کی یاد میں مصروف تھے راتوں کو اٹھ کر قیام وسجود میں مصروف رہتے تھے دن کو ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت میں ڈوبے دکھائی دیتے تھے میں نے ایک دن ان سے پوچھا کہ بدر بھائی آپ آج کل اللہ کی یاد میں اس قدر محو کیوں رہتے ہیں؟ شہید ہونے کا پروگرام تو نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا............!

''میری یہ تمنا ہے کہ رمضان کے مہینے میں ہی اپنی مراد پالوں اور عید سے پہلے ہی شہید ہو جاؤں اگر عید سے پہلے میں شہید نہ ہوا تو عید کے بعد ایک دو روز تک انشاء اللہ ضرور شہادت پالوں گا''۔

میں نے کہا بدر بھائی ابھی تو تحریک کو آپ کی بہت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے انہوں نے جواب دیا نہیں..... ''مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میرا وقت پورا ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا کام مجھ سے لینا تھا لے لیا عید کے فوراً بعد میں ضرور

Marfat.com

شہید ہو جاؤں گا"۔ اتنا ہی یقین ہے تو ہمارے لیے بھی دعا کریں انہوں نے کہا "میری دعا ہے کہ کشمیر کو آزادی نصیب ہو اور ہر جگہ مسلمانوں کی فتح ہو"۔ ہماری اس گفتگو کے چند دن بعد عید تھی عید کے دن بدر بھائی ملے تو نئے نویلے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے اور ایک مجاہد بھائی کو ساتھ لے کر اپنے ایک جاننے والے کے پاس چلے گئے۔ یہ دن انہوں نے ہنسی خوشی میں گزارا عید کے تیسرے دن کہنے لگے "کہ دریا کے اس پار مجاہد ساتھی ٹھہرے ہوئے ہیں، میں ان سے ملنے جاؤں گا"۔ ہم نے بہت سمجھایا کہ دریا کراس کرنا خطرے سے خالی نہیں ہوگا اس لیے نہ جانا ہی آپ کے حق میں بہتر ہے مگر وہ کسی صورت میں راضی نہ ہوئے اور کہا میرا مجاہدین سے ملنا لازمی ہے، یہ کہہ کر وہ نکل کھڑے ہوئے دریا انہوں نے عبور کر لیا اب انہیں اپنے مقام پر پہنچنے کے لیے ایک سڑک کراس کرنا تھی۔

اسی لمحے آرمی کی ایک گشتی پارٹی وہاں آدھمکی قریب چھپنے کی بھی کوئی جگہ نہ تھی یہ سب کچھ نہ ہونے کے باوجود انہوں نے ہمت نہ ہاری اور لیٹ کر گشتی دستے پر فائرنگ شروع کر دی پوزیشن بدل بدل کر آرمی کو نشانہ بناتے رہے اور انہیں گراتے رہے آخر کار اپنی آرزو کی تکمیل ہوئی اور اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر گئے۔ جاتے جاتے بہت سے فوجیوں کو بھی شمشان گھاٹ پہنچا گئے۔ اس طرح انکی پیشن گوئی پوری ہوئی کہ میں عید کے فوراً بعد شہید ہو جاؤں گا۔

چھ مجاہدوں کی دعا کی قبولیت

ایک دن کا ذکر ہے کہ ہم اپنے ایک ہائیڈ آؤٹ میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت ہمارے ساتھ ڈسٹرکٹ کمانڈر بارہ مولہ مولانا زبیر الاسلام اور بٹالین کمانڈر غلام محمد میر بھی تھے۔ اس دوران ہمیں اطلاع ملی کہ ڈانگر پورہ (سوپور) کا فوج نے محاصرہ کر لیا ہے اور اس محاصرے میں ہمارے دس بارہ مجاہد ساتھی پھنس گئے ہیں بٹالین کمانڈر میر صاحب نے تجویز دی کہ ڈانگر پور جا کر ہم عقب سے حملہ کریں گے۔ اس طرح فوجیوں کی توجہ ہماری طرف ہو جائے گی اور مجاہدین کو

Marfat.com

مل جائے گا۔ان کی تجویز سے سب نے اتفاق کیا اور پچاس مجاہدوں کا ایک گروپ ڈانگر پورہ کی جانب روانہ ہوگیا راستے میں ہم ایک جگہ پر رکے تا کہ حملے کا منصوبہ ترتیب دے لیں ہم مشورہ کر ہی رہے تھے کہ چھ مجاہدین اٹھے اور سیدھے ایک قریبی نہر پر چلے گئے۔وہاں انہوں نے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کی یہ چھ نوجوان جہاد میں آنے سے قبل بھی آپس میں گہرے دوست تھے جہاد میں آنے کے بعد انکی دوستی مزید گہری ہوگئی تھی نماز ادا کرنے کے بعد جب یہ واپس ہمارے پاس آئے تو ہم نے ان سے پوچھا کہ شہادت کی دعا مانگنے تو نہیں گئے تھے،ان سب نے بیک آواز میں کہا ہماری یہی تمنا ہے اگر اللہ نے چاہا تو ہماری مراد آج ہی برآئے گی۔

اسکے بعد ہم نے حملے کی منصوبہ بندی مکمل کی اور آگے چل پڑے ڈانگر پورہ کے نزدیک پہنچ کر ہم نے ایک طرف سے آرمی پر حملہ کر دیا فوج کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ انکی پشت سے حملہ ہوسکتا ہے یہ چھ مجاہد سب سے آگے لڑ رہے تھے ہمارا یہ حملہ خاصی دیر تک جاری رہا اور اس دوران سترہ فوجی ہلاک ہوگئے گھیرے میں آئے ہوئے مجاہد اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہاں سے نکل آئے تھے اب وہ بھی ہمارے ساتھ مل گئے تھے ہمارا ایمونیشن ختم ہونے کے قریب تھا،اس لیے ہم سب پسپائی اختیار کرنے لگے پیچھے ہٹتے ہوئے ہم ایک کھلی جگہ پر پہنچ گئے تو دوسری طرف سے آرمی نمودار ہوئی اب ہمارے ساتھ انکی لڑائی اس کھلی جگہ پر ہی شروع ہوگئی فوجیوں کے پاس مناسب آڑ تھی جبکہ ہم اس نعمت سے محروم تھے سب مجاہدوں نے داد شجاعت دینے کا فیصلہ کیا۔وہ چھ مجاہد جنھوں نے دو رکعت نماز کے بعد شہادت کی دعا کی تھی،بڑی جانفشانی سے لڑتے رہے،باقی مجاہدین فائرنگ جاری رکھتے ہوئے پسپائی اختیار کرتے رہے مگر یہ چھ وہیں زمین پر لیٹ گئے اور فائرنگ کرتے رہے۔

جب ہم آرمی کے فائر رینج سے باہر آئے تو ہم نے مجاہدین کی گنتی کی تو وہی چھ مجاہد کم تھے۔ہم میں سے کچھ زخمی بھی تھے جنھیں ہم ساتھ اٹھالائے تھے۔ہمیں اپنے ان چھ ساتھیوں کی شہادت کا پکا یقین ہو چکا تھا شام کے سائے گہرے ہوتے چلے جارہے

Marfat.com

تھے فضا میں شہیدوں کے مقدس خون کی بو کی مہک تھی۔ ہم سب اپنے ان بچھڑے ہوئے ساتھیوں کے متعلق کچھ جاننے کے لیے بے چین تھے۔ عین اسی وقت مقامی پولیس ان چھ دوستوں کے جسد خاکی لے کر گاؤں میں داخل ہوئی ان چھ سرفروشوں کی دل سے نکلنے والی دعا رب جہاں کے ہاں قبول ہوگئی تھی ایک ساتھ زندہ رہنے والوں نے ایک ساتھ ہی شہادت کا جام بھی پیا۔

بارش اور آندھی کے ذریعے مجاہدین کی مدد

جون ۹۲ء کا واقعہ ہے کہ ہم بارہ تیرہ مجاہدین ساتھی سوپور کے علاقے میں ولر کے کنارے محو سفر تھے۔ ہم اپنے ایک ہائیڈ آؤٹ کی طرف گامزن تھے کسی مخبر کی اطلاع پر فوج کا ایک دستہ ہمارے تعاقب میں روانہ ہوا۔ جونہی ہماری نظر ان فوجیوں پر پڑی تو ایک دم ہم نے ولر کے کنارے کھڑی ایک کشتی میں چھلانگیں لگا دیں اور دوسرے کنارے کی طرف کشتی کے چپو چلانے لگے فوج کنارے پر پہنچی تو اس نے میگافون پر وارننگ دی۔ کہ ہتھیار ڈال دو...... ورنہ ہم کشتی پر فائر کھول دیں گے ہم انکی گیدڑ بھبکیوں سے خوف زدہ نہ ہوئے، البتہ انکے فائر سے بچنے کے لیے ہم کشتی میں لیٹ گئے۔ اسی اثناء میں انکی طرف سے LMG کے تین چار برسٹ آئے اور ہمارے سروں کے اوپر سے لزر گئے۔

جب فوجیوں کو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ واپس پلٹنے والے نہیں ہیں تو وہ بھی ایک کشتی میں سوار ہوکر ہمارے تعاقب میں نکل پڑے اس وقت ہم نے ولر میں تقریباً نصف فاصلہ طے کرلیا تھا فوج کی کشتی بڑی سرعت کے ساتھ ہماری طرف رواں دواں تھی اب انکے اور ہمارے درمیان فاصلہ آہستہ آہستہ کم ہورہا تھا عین اسی لمحے جب فرار اور تعاقب کا یہ کھیل جاری تھا، اوپر آسمان پر کالے کالے بادل چھا گئے، چند لمحوں کے بعد ہی موسلا دھار بارش کے ساتھ ساتھ زور کی آندھی بھی شروع ہوگئی۔

مگر ہم پر اس آندھی اور طوفان کا کچھ اثر نہ ہوا، اور ہماری کشتی ایک انچ بھی دائیں بائیں نہ ڈولی دوسری طرف ہم نے پلٹ کر اپنا تعاقب کرنے والی آرمی کی کشتی پر نظر ڈالی تو وہ بے تحاشا ہچکولے کھا رہی تھی اور لگتا تھا کہ ابھی الٹ جائے گی

Marfat.com

اور فوجی بھی ڈوب جائیں گے کنارے کے نزدیک پہنچے تو ہم نے پیچھے دیکھا فوجی ناکام ہوکر واپس لوٹ رہے تھے انکے واپس کنارے پر پہنچنے کے بعد ہی بادل پھٹ گئے اور آدمی کا زور بھی ختم گیا اس طرح اللہ پاک کی غیبی امداد نے ہمارا ساتھ دیا اور ہم کسی نقصان سے محفوظ رہے۔

۱۶ سالہ مجاہد کے خون کی خوشبو

مجاہد محمد اسحاق کا تعلق سری نگر کی تحصیل گاندربل سے ہے وہ گزشتہ چار برس سے غاصب بھارتی فوج کے خلاف وادی کشمیر میں مصروف جہاد ہے۔ان کا تعلق سری نگر گاندربل سے ہے مگر انکی جہادی سرگرمیوں کا میدان زیادہ عرصہ تک شہر حریت سوپور رہا ہے وہ حزب المجاہدین سے وابستہ ہیں میدان جہاد کے مختلف ایمان افروز واقعات کا تذکرہ ان کی زبانی ہی سنتے ہیں۔

یہ ۱۹۹۰ء کا واقعہ ہے۔۳۰ مجاہدین پر مشتمل ہمارا قافلہ بیس کیمپ سے عسکری تربیت لینے کے بعد واپس وادی کی طرف محو سفر تھا اونچی برفیلی چوٹیوں کو عبور کرنے کے بعد ہم اپنی منزل کے قریب تھے کہ ایک دم بلند چنگاڑ ہماری سماعت سے ٹکرائی۔

''تم سب گھیرے میں لیے جا چکے ہو، اپنے ہتھیار ڈال دو اور خود کو ہمارے حوالے کردو''۔ یہ آواز بھارتی فوج کے ایک افسر کی تھی جو اس دستے کی کمان کر رہا تھا یہ لوگ پہلے سے ہی گھات لگائے ہوئے بیٹھے تھے، ایک لمحے کے لیے ہم سب سکتے میں آ گئے مگر جلد ہی سب نے اپنے حواس پر قابو پالیا اور چیتے کی سی پھرتی کے ساتھ پوزیشنیں سنبھال لیں نظر تو کوئی نہیں آ رہا تھا اس لیے ہم اندھادھند فائرنگ کرتے رہے جبکہ دوسر طرف فوجیوں کو مجاہدین کی پوزیشنوں کا علم تھا وہ تاک تاک کر ہمارے ساتھیوں کو نشانہ بنا رہے تھے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یکے بعد دیگرے ہمارے ۱۷ مجاہد شہید ہو گئے۔

شہادت پانے والے ان سترہ مجاہدین میں سے سب سے کم عمر ایک معصوم سا لڑکا تھا اسکا نام نثار احمد تھا اسکی عمر بمشکل سولہ برس ہو گی وہ جذبہ جہاد میں اس قدر سرشار تھا کہ بیس کیمپ سے روانہ ہوتے وقت اس نے lmg اپنے ساتھ اٹھالی تھی اور حیرت انگیز

Marfat.com

طور پر اس نے راستے میں کم ہمتی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا لڑائی کے دوران بھارتی فوج کی طرف سے ایک برسٹ سیدھا اس کے بازو پر آ لگا جس سے اسکا بازو شدید زخمی ہو گیا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور بائیں ہاتھ سے فائرنگ کرتا رہا چند لمحے ہی گزرے تھے کہ ایک گولی اسکے سینے کے آر پار ہو گئی ایل ایم جی پر اسکی گرفت ڈھیلی ہو گئی اور وہ ایک طرف لڑھک گیا یہ صورتحال دیکھ کر ہم اسکی طرف لپکے ہم نے اسے سہارا دے کر اٹھانے کی کوشش کی تو اس نے انتہائی حوصلہ مندی سے کہا! ''میرا آخری وقت آ پہنچا ہے آپ لوگ میری فکر نہ کریں البتہ میرے پاس جو ایل ایم جی ہے وہ قوم کی امانت ہے، اسے بحفاظت کشمیر پہنچا دینا''۔

پھر اسکی زبان لڑکھڑا گئی اور وہ مزید کچھ نہ کہہ سکا چند لمحوں کے بعد وہ ہمیں چھوڑ کر اللہ کے حضور پہنچ گیا ہم نے آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی اداس بھری نظریں اس کے معصوم چہرے پر ڈالیں اور دشمن پر فائرنگ کرتے ہوئے ایک طرف رینگنے لگے کافی تگ و دو کے بعد ہم دشمن کے گھیرے سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے مشین گنوں کے اکا دکا برسٹ اب بھی ہمارے دائیں بائیں گر رہے تھے۔

ہمارے پاس سامان زیادہ تھا، جبکہ ہمارے گروپ کی اکثریت شہید ہو چکی تھی اس لیے اتنا وزن اٹھا کر چلنا ناممکن تھا ناچار ہم نے کچھ سامان وہیں چھوڑنے کا فیصلہ کیا اس سامان میں نثار بھائی کی ایل ایم جی بھی تھی اس کا ہمیں ہمیشہ افسوس رہے گا کہ جس کام کی ذمہ داری انہوں نے شہادت کے وقت ہمارے اوپر عائد کی تھی وہ پوری نہ کر سکے۔

ایک دو دن تک جنگل میں بھٹکنے کے بعد ہم آخر کار اللہ کی مدد سے وادی میں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہم بے قرار تھے کہ کب نثار بھائی کے گھر جا کر انکے والدین کو انکی شہادت کی اطلاع دیں گے ہم نے سب سے پہلے اسی فریضہ کی ادائیگی کا فیصلہ کیا میں نے اپنے ساتھ کچھ اور مجاہدوں کو بھی ساتھ لیا اور سری نگر (صورہ) میں نثار بھائی کے گھر گئے جب ہم نے نثار بھائی کے والدین کو انکی شہادت کی نوید سنائی تو توقع کے مطابق انکے والد اور بھائیوں نے کسی قسم کی پریشانی یا اضطراب کا اظہار نہیں کیا۔ انہوں نے اللہ

Marfat.com

وقت بازار سے کھجوریں منگوا کر پورے محلے میں بانٹیں، اور ہر ایک سے کہا ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمارے بیٹے نے شہادت کا مقام پالیا لیکن نثار بھائی کی والدہ کو ان کی شہادت کا یقین نہیں آرہا تھا انہوں نے اپنے دوسرے بیٹوں سے کہا کہ وہاں جاؤ جہاں نثار کی شہادت کی مجاہدین نے اطلاع دی ہے۔

قریبی گاؤں کے لوگوں نے سب شہیدوں کی لاشوں کو اٹھا کر گاؤں کے قبرستان میں دفن کردیا تھا نثار شہید کے بڑے بھائی اس سرحدی گاؤں میں چلے گئے یہاں پہنچ کر انہوں نے گاؤں کے لوگوں کو اپنے بھائی کا حلیہ بتایا تو انہوں نے اسکو قبر دکھا کر تصدیق کی کہ وہ کمسن شہید اسی قبر میں دفن ہے۔

شہید کا بھائی مطمئن ہوکر واپس گھر لوٹ آیا اور ماں کو بتایا کہ میں قبر دیکھ آیا ہوں مگر ماں پھر بھی مطمئن نہ ہوئی اس نے کہا مجھے اس کے کپڑے دکھاؤ وغیرہ جب تک نہ دکھاؤ گے یا قبر کھول کر نہ دیکھو گے مجھے یقین نہیں آئے گا۔

آخر کار شہید کے بھائیوں نے ماں کے مطالبے کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور دوبارہ اسی سرحدی گاؤں میں پہنچے تاکہ قبر کھول کر تصدیق کر سکیں، کہ انکا بھائی واقعی شہید ہوا ہے۔ گاؤں پہنچ کر انہوں نے یہاں کے لوگوں کو بتایا کہ ہم قبر کھولنا چاہتے ہیں لوگوں نے کہا کہ تمام شہید امانتاً دفن ہیں لہٰذا کوئی حرج نہیں ہے بھائیوں نے اسکی قبر سے مٹی ہٹانی شروع کی جس میں گاؤں والوں کے بقول ایک کم سن شہید دفن تھا۔ تمام مٹی ہٹادی گئی اور سرہانے کی جانب سے پتھر سرکایا گیا چہرے سے کپڑا اٹھایا تو یہ کم سن شہید تروتازہ تھا اور یوں محسوس ہورہا تھا کہ ابھی ابھی سویا ہو۔ شہید کے باقی جسم سے بھی کپڑا اٹھایا گیا تو اسکے بدن سے خون کا ایک فوارہ پھوٹا اور بڑے بھائی کے کپڑوں کو سینچ دیا۔

یہ ایک معجزہ تھا جس کے درجنوں لوگ گواہ تھے لوگوں کے کہنے پر قبر فوراً بند کردی گئی اور نثار احمد شہید کا بھائی اپنے بھائی کے لہو کی یہ "نشانی" اپنے دامن پر سجا کر ماں کے پاس لوٹ آیا۔ گھر پہنچ کر ماں سے کہتا ہے کہ آپ کہتی تھیں ناکہ نثار کی کوئی نشانی دکھاؤ اب دیکھ لیں۔ یہ لہو ہمارے پیارے بھائی کا ہے۔ جب تمام واقعہ شہید کی والدہ کے گوش گزار کیا گیا تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے انکے بیٹے کی شہادت کو قبول

Marfat.com

کرلیا ہے۔ شہید کے بھائی کے کپڑوں پر لگے اس خون کی مہک کئی دن تک برقرار رہی اوراردگرد کے لوگ اس خون کو سونگھنے اور یہ ایمان افروز واقعہ سننے انکے گھر آتے رہے۔

شہادت کے بعد لاش غائب ہوگئی

ضلع وہاڑی سے تعلق رکھنے والے حافظ عبدالشکور نے عبداللہ بن مبارک میں تربیت حاصل کی۔ جہادی تربیت مکمل ہونے کے بعد اکتوبر ۱۹۹۸ء کی ایک سردرات کو وہ کنٹرول لائن کی سامراجی لکیر کو روندتے ہوئے مقبوضہ جموں کے میدان جہاد میں پہنچ گئے اس شاہین صفت مجاہد نے سات ماہ تک اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے، وہ اس علاقے میں بھارتی فوج کے لیے خوف ودہشت کی علامت بن چکے تھے۔

حافظ عبدالشکور کو شہادت کی شدت سے آرزو تھی ۴ رمضان المبارک کو انکا ایک ساتھی شیر خان چترالی مرتبہ شہادت پر فائز ہوا۔ اس موقع پر بے اختیار اسکے منہ سے یہ الفاظ نکلے'' کاش! چترالی شہید کی جگہ میں اپنے گروہ کا پہلا شہید ہوتا''۔ اس عرصہ میں انہوں نے کئی بار دشمن کو اپنے زخم چاٹنے پر مجبور کیا۔

مارچ ۹۹ء میں وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک مخصوص مہم پر سرن کوٹ جارہے تھے کہ بھارتی فوج نے پورے علاقہ کا محاصرہ کرلیا۔ سات دن تک طویل محاصرہ جاری رہا یہ سخت وقت بھی انکا حوصلہ پست نہ کرسکا وہ مردانہ وار سات دن تک اشیائے خوردونوش کی قلت کے باوجود محاذ پر استقلال سے لڑتے رہے۔ بالآخر انہوں نے فوج کا محاصرہ توڑنے کا فیصلہ کیا چنانچہ گھمسان کا رن پڑا۔ اس دوران ایک مجاہد ساتھی زخمی ہوگیا حافظ عبدالشکور نے محاصرہ توڑتے ہوئے بھارتی فوج کو مصروف رکھ کر دوسرے ساتھیوں کو بھاگنے کا موقع فراہم کیا اور خود اپنے زخمی ساتھی کو محفوظ مقام پر پہنچانے کی تگ ودو کرنے لگے اس دوران بھارتی فوج نے دوبارہ عبدالشکور کا محاصرہ کرلیا ان کا زخمی ساتھی بھی شہید ہوچکا تھا۔ اب انہوں نے پینترے بدل بدل کر دشمن پر حملے کرنے شروع کردیئے۔

وہ بھارتی فوج کے آٹھ سورماؤں کو واصل جہنم کر [illegible]

Marfat.com

ایمان افروز معرکہ جاری رہا وہ آخری گولی تک میدان میں کھڑے رہے لیکن اب وہ وقت قریب آ چکا تھا جس کی انہیں تمنا تھی گولیوں کی بوچھاڑ میں ملت اسلامیہ کا یہ ستارہ اپنی آخری تابنا کی دکھا کر سرن کوٹ میں ہمیشہ کے لیے ڈوب گیا۔

شہید حافظ کا جسد خاکی بھارتیوں کے لیے ایک معمہ بن گیا تھا وہ انکی لاش کی تذلیل کرنے کی خاطر شکاری کتوں کی طرح جا بجا انہیں تلاش کر رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے شہید کی توقیر مطلوب تھی وہ دشمنوں کو نظر نہ آئے اور دشمن رسوا ہو کر لوٹ گئے۔

اب انکے دیگر مجاہد ساتھیوں اور قریبی گاؤں والوں نے شہید کا جسد مبارک تلاش کرنا شروع کیا۔ مایوسی کے بعد شہید کی خون کی مہک نے مجاہدین کو اس طرح متوجہ کیا وہ سب ایک مکان کی طرف چل دیئے جہاں سے شہید کے خون کی خوشبو آ رہی تھی ایک ساتھی نے اندھیرے میں اس جانب ٹارچ روشن کی تو اچانک اسے حافظ عبدالشکور کا مسکراتا اور دمکتا چہرہ نظر آیا خون اس وقت بھی بہہ رہا تھا سب ساتھی یہ منظر دیکھکر حیران رہ گئے۔ اگلے روز ہزاروں شہریوں نے حافظ عبدالشکور کے نماز جنازہ میں شرکت کی شہید کے والد وہاڑی میں یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں انکا بیٹا قبول کر لیا انہوں نے کہا میں کئی سال سے بیمار ہوں لیکن جب میں نے اپنے بیٹے کی شہادت کا سنا تو یوں لگا جیسے میں ایک دم ٹھیک ہو گیا ہوں۔

خوشبو کے جھونکے

احسن عزیز نے بتایا کہ ندیم یاسین شہید کے والد محترم جناب محمد یاسین کھوکھر کہتے ہیں کہ ندیم یاسین شہید کے شہادت کی اطلاع ملنے سے کئی ماہ پہلے سے انکا واسطہ روزانہ ایک خوشگوار خوشبو کے جھونکے سے پڑتا تھا انہوں نے بتایا کہ کئی ماہ سے دن میں کسی بھی لمحے اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ایک خوشبو کا جھونکا آتا تھا۔ یہ سلسلہ شہادت کی اطلاع ملنے کے دن سے ختم ہو گیا ہے۔

Marfat.com

تروتازہ لاش

بھارت کی دہشت گرد تنظیم بی جے پی نے منوہر جوشی کی قیادت میں جنوری ۱۹۹۲ء میں ایکتا یاترا کے نام پر سری نگر کے لال چوک میں بھارت کا جھنڈا لہرانے کی مہم چلائی۔ ۲۶ جنوری ۱۹۹۲ء کو ہزاروں بھارتی فوج کے کمانڈوز کی نگرانی میں لال چوک پر پہنچ گئے اور مرلی منوہر جوشی کی اس مہم کو ناکام بنانے کے لیے جمیعت المجاہدین کے کمانڈر تنویر الابصار نے شہیدی دستے ترتیب دیئے اور عین اس وقت راکٹ داغا کہ وہ تقریب درہم برہم کردی۔ جب مرلی منوہر جوشی بھارت کا ترنگا لہرارہا تھا، اس موقع پر تنویر الابصار سمیت بہت سے ساتھی شہید ہوگئے ان کے ساتھیوں کو انکے بچھڑنے کا بے حد افسوس تھا ان کی شہادت کے دو ماہ کے بعد ان کے ساتھیوں نے مزار شہداء سرینگر کے نگران کی منت سماجت کرکے قبر کھول کر شہید کا دیدار کرنے کے لیے آمادہ کرلیا تو مغرب کی نماز کے بعد جب قبر کھولی گئی تو ان کی لاش بالکل تروتازہ تھی اور زخموں سے خون بھی نکل رہا تھا کفن بالکل صاف ستھرا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہید آرام کررہے ہیں۔

جب شہید کی قبر کھلی

کئی ماہ کے بعد غلام محمد شہید کی قبر پاؤں کی طرف سے ذرا دب گئی تھی تو یہ دیکھ کر اس کے والدین اور دوسرے لوگوں نے قبر کو دوبارہ ٹھیک کرنے کا پروگرام بنایا۔ قبر کھولی گئی تو دیکھا کہ شہید کے جسم پر مٹی تو گری ہی نہیں تھی قبر سے اتنی خوشبو آرہی تھی کہ ہر ایک کا دماغ معطر ہورہا تھا ایسی خوشبو آج تک کسی نے نہیں سونگھی تھی۔ شہید کے سر کے بالوں میں کنگھا کیا گیا، ایک بال بھی نہیں گرا چہرے پر نور تھا شبنم کے قطرے چہرے پر چمک رہے تھے۔ جیسے ابھی ابھی نہا کر سویا ہو۔

زخم تازہ تھے خون کے قطرے جمے نہیں تھے۔ سب لوگ جذبات سے رو پڑے وہ رب العزت کی بڑائی اور پاکی بیان کررہے تھے۔ اور شہید کی عظمت اور وقار کی باتیں

Marfat.com

کر رہے تھے۔ قبر دوبارہ ٹھیک کر کے بند کی گئی اور بہت سارے دل نئے جذبات، نئے حوصلے، نئی امنگوں اور نئی تڑپ لے کر مزار شہداء سے واپس لوٹے۔ یہ مناظر دیکھ کر کون شہادت کی تمنا نہیں کرے گا۔

جیش محمد ﷺ کے ایک شہید کی کرامت

چند دنوں کی بات ہے پرانی نہیں، بالکل ماضی قریب کا ایک واقعہ ہے جو میں اپنے قارئین کی نظر کرتا ہوں جس کو سن کر ہر مردہ دل کے اندر یقیناً ایمانی روح بیدار ہو جاتی ہے اور جذبہ جہاد سے سرشار دلوں کو تسکین اور مزید استقامت نصیب ہوتی ہے یوں تو ماضی میں ہماری تاریخ اسلام شہداء کرام کے ہزاروں سچے واقعات سے مزین ہے کہ جن کی شہادت کی تصدیق اللہ رب العزت نے دنیا میں ہی لوگوں کے سامنے آشکارا کر دی ہے لیکن شاید یہ قصص اب قصہ پارینہ بن چکے ہیں اور لوگ یہ سمجھنا شروع ہو گئے ہیں کہ وہ وقت چلا گیا اور اب چونکہ صحابہ کا دور نہیں رہا، اس لیے ہمارے شہداء میں بھی اب وہ تاثیر نہیں رہی ہے لیکن میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ واللہ! اگر آج بھی مجاہدین اپنے اندر تقویٰ پیدا کر لیں اور اخلاص کیساتھ صرف رب تعالیٰ کی رضا اور دین اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جانیں قربان کریں تو اللہ رب العزت کے ہاں انکا وہی مقام ہوگا جو مقام ہمارے ماضی کے شہداء کا تھا۔ دوسرا مرکزی نقطہ اس واقعہ میں جہاد کشمیر کی مخالفت کرنے والے اور اسے غیر شرعی جہاد سے تعبیر کرنے والے حضرات کے لیے قصہ عبرت ہے۔

چند ماہ قبل کی بات ہے اپریل کی تیرہ تاریخ تھی، جیش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہردلعزیز کمانڈر اور ضلع کپواڑہ کے ذمہ دار شاکر شاہین شہید عرف قیس بھائی جنکا تعلق ضلع ملتان تحصیل جلال پور پیر والہ سے ہے، اپنے ایک ساتھی نعیم بھائی (تحصیل کمانڈر لولاب) جنکا تعلق اٹک سے ہے، کے ساتھ ایک خاص مشن پر روانہ ہوئے تھے کہ انڈین آرمی کے ایمبش میں پھنس گئے۔ دونوں کمانڈر جو کہ پورے کپواڑہ میں شیر گردانے جاتے تھے ڈٹ کر لڑے اور تین گھنٹے تک مسلسل انڈین آرمی کی ایک بڑی تعداد پر قہر الٰہی

بن کر برستے رہے۔ اس طویل خونریز جھڑپ میں جہاں انڈین آرمی کے ایک آفیسر سمیت چار فوجی مردار ہوئے۔ وہیں یہ دونوں کمانڈر بھی اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر کے زندہ جاوید ہو گئے۔

جب یہ حضرات شہید ہو گئے تو انڈین آرمی کی ایک بڑی نفری جو اس جھڑپ میں شریک تھی اپنی آنکھوں سے دیکھ کر شاکر شہید کی بہادری کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے۔

یوں تو نعیم بھائی نے نہایت جرأت کا مظاہرہ کیا لیکن شاکر شہید کی شجاعت قابل دید رہی۔ سو انکی شہادت کے بعد انڈین آرمی نے اپنی خفت مٹانے کے لیے شاکر شہید کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور پھر سر کاٹا۔ اسکے بعد شہید کے جسم کو کٹے ہوئے اعضاء کے ساتھ تمام علاقے میں گھمایا اور پھر لولاب کے علاقے میں مقامی مولوی صاحب کے حوالے کیا جب مولوی صاحب نے انکی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے چارپائی پر رکھا اور ان کے کٹے ہوئے اعضاء بھی ساتھ موجود تھے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نماز جنازہ میں شریک تھی نماز کے بعد امام صاحب نے اللہ کے حضور دعا کی یا اللہ یہ شیر جوان صرف تیری رضا کے لیے، دین اسلام کی سربلندی کے لیے اور مظلوموں کی دادرسی کے لیے اپنی تمام تر عیش و عشرت کو چھوڑ کر آیا تھا یا اللہ! آج ظالموں نے اس کا یہ حشر کیا ہے کہ ان کے تمام اعضاء کاٹ ڈالے ہیں تو اگر یہ شہید ہے یا اللہ! آج اس جم غفیر کے سامنے اسکے تمام اعضاء دوبارہ صحیح سالم کر دے چنانچہ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نے خود دیکھا کہ جب سب نے مل کر تیسری بار یہ دعا کی تو ہم نے خود دیکھا کہ شہید کے دونوں ہاتھ پاؤں جو کہ ساتھ رکھے ہوئے تھے، بالکل اسی طرح جڑ گئے جیسے کہ تھے۔ ان میں ذرا برابر بھی فرق نہیں آیا پھر امام صاحب نے دعا کی یا اللہ! یہ سر بھی تیرے لیے کٹا ہے اس کو بھی پہلے جیسا کر دے اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیے کہ ہزاروں کے جم غفیر کی موجودگی میں اللہ کے فضل و کرم سے انکا سر مبارک اپنی پہلی حالت میں آ کر جڑ گیا اور انکے چہرے سے رونق عیاں ہونے لگی۔ اس پر تمام لوگ اللہ پاک کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور دلوں سے یقین کر لیا کہ واقعی اللہ رب العزت کی راہ میں [illegible] والوں کی قدر و قیمت کیا ہے اسکے بعد لوگوں نے مل کر ان [illegible]

Marfat.com

ساتھ دفن کیا۔

اس واقعہ کو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ الحمد للہ! اللہ رب العزت نے شہداء کرام کو ان کرامتوں سے نوازا ہے جو کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکتی اور جن کے دلوں میں پردے پڑے ہوئے ہیں اور ابھی تک جہاد کشمیر کو خالصتاً شرعی جہاد تصور نہیں کرتے۔ اس واقعہ میں ان لوگوں کے لیے عبرت کا سامان موجود ہے اگر وہ عقل والے ہوں تو انہیں فوراً اللہ کے حضور گڑگڑا کر معافی مانگنی چاہیے اور جہاد کشمیر کی مخالفت کرنے کے بجائے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ شہداء کشمیر کی ایسی کرامات چند ایک گنی چنی نہیں ہیں بلکہ بے شمار ایسے واقعات ہیں جو جہاد کشمیر کی شرعی حیثیت کو آشکارا کرتے ہیں۔ جیسے تندر صاحب شہید کو شہید ہوئے کافی عرصہ بیت چکا ہے مگر انکے جو بال آج بھی مولانا سجاد شاہد صاحب کے پاس موجود ہیں، ان سے جو عجیب و غریب خوشبو شہادت کے وقت پیدا ہوئی تھی ابھی تک آتی ہے۔ واللہ یھدی الیٰ صراط المستقیم۔

شہید سے ملاقات

سری نگر کے داؤد خان جو کہ گزشتہ چار سال سے تحریک جہاد میں عملاً شریک ہیں کی روایت ہے کہ پچھلے سال ۱۳ مارچ ۱۹۹۳ء کو بھارتی فوج نے جمعیت المجاہدین کے امیر ناصر الاسلام کو گرفتار کر لیا اور بے دردی سے شہید کر دیا۔ ہمیں بہت دکھ تھا کیونکہ ناصر الاسلام ایک بہت بڑے مجاہد رہنما تھے اس بے چینی کے عالم میں ان کی شہادت کے تیسرے روز میں اس جگہ پر گیا جہاں ناصرؔ صاحب اور ہم اکٹھے قیام کرتے تھے۔ رمضان کا مہینہ تھا سحری کے بعد جب میں نماز فجر کے لیے کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ شہید ناصر الاسلام صاحب دروازے سے اندر داخل ہوئے میں نے انہیں زندہ دیکھ کر خوشی میں نماز توڑ دی اور انکی طرف لپکا لیکن وہ غائب ہو گئے میرے دوسرے ساتھیوں نے مجھے گلے لگا لیا۔ اور میں بے ہوش ہو گیا۔

Marfat.com

شہادت کے بعد شہید نے پوچھا

سری نگر کے داؤد خان ہی روایت کرتے ہیں کہ شہید ناصر الاسلام کی شہادت کے کچھ دن بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ میرے ماموں کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں ان سے ملا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا ''میں نے آپ کے ذمہ جو کام لگائے تھے وہ کیئے ہیں یا نہیں''؟ انہوں نے شہادت سے ایک دن قبل میرے ذمہ کچھ کام لگائے تھے۔ انہی کے بارے میں پوچھ رہے تھے کچھ دیر کے بعد ناصر الاسلام صاحب اٹھ کر چلے گئے۔ میں نے اپنے ماموں سے پوچھا کہ ناصر صاحب کہاں گئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ جنت میں گئے ہیں۔ کیونکہ جس دروازے سے وہ گئے ہیں وہاں سبز پردہ لگا ہوا تھا اس سے ثابت ہوا کہ ناصر الاسلام صاحب جنت الفردوس میں ہیں اور وہ شہید ہیں۔

شہید نے جب آنکھیں کھولیں:

ترال پلوامہ کے رہنے والے ایک نوعمر مجاہد عنایت اللہ سری نگر میں بھارتی افواج کے خلاف کافی عرصہ مصروف جہاد رہے ان کے دل میں شہادت کی تڑپ تھی، ایک معرکے میں وہ جام شہادت نوش کر گئے۔ ان کو مزار شہداء سری نگر میں سپرد خاک کیا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد ان کے رشتہ داروں کو جب ان کی شہادت کی اطلاع ملی تو وہ سری نگر آئے اور قبر کھول کر شہید کا دیدار کرنے کے لیے اصرار کرنے لگے چنانچہ قبر کھول کر شہید کا دیدار کرایا گیا جس وقت قبر کھولی گئی تو اس وقت شہید کی آنکھیں بند تھیں جونہی اس کے رشتہ دار اس کا دیدار کرنے کے لیے قبر کے قریب آئے شہید نے آنکھیں کھول دیں اور ان کی طرف دیکھنے لگے اور ہر طرف خوشبو پھیل گئی۔

شہادت کی خوشبو

سری نگر کے علاقے لال بازار سے بھارتی فوج نے ایک مجاہد کو گرفتار کر

Marfat.com

انٹروگیشن سنٹر میں اسکی گردن کاٹ دی اور لاش مسخ کر دی۔ جب اسے دفن کرنے کے لیے مزار شہداء لے جایا گیا تو ہر طرف خوشبو پھیل گئی جو اس سے پہلے کسی نے نہ سونگھی تھی شہید کو دفن کرنے کے بعد کئی روز تک مزار شہداء سے یہ خوشبو آتی رہی۔

سنگاپور میں شہید ساتھی کے خون کی خوشبو پہچان بن گئی:

قاری عبدالعلیم صاحب (المعروف ابامیاں) نے بتایا کہ جب ریحان خاں شہید ہوا تو اسے اس کی وصیت کے مطابق خوست میں ہی مجاہدین کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ شہادت کے وقت اس کی جیب سے ایک رومال ملا جس پر شہید کا خون بھی لگا ہوا تھا۔ مجاہدین نے وہ رومال نشانی کے طور پر مجھے دے دیا اس رومال سے عجیب قسم کی خوشبو آج تک آتی ہے حالانکہ اس رومال کو سینکڑوں بار دھویا جا چکا ہے۔ قاری صاحب نے بتایا کہ میرا بیٹا کاروبار کے سلسلے میں سنگاپور گیا تو اس نے ریحان شہید کا رومال جیب میں رکھ لیا۔ سنگاپور میں ان کی ایک صاحب سے اچانک ملاقات ہوئی گپ شپ کے دوران شہید ریحان کے بڑے بھائی نے رومال نکالا اور ہاتھ صاف کرنے لگا اس دوران میں وہ صاحب ایک دم چلا اٹھے کہ مجھے ریحان شہید کے خون کی خوشبو آ رہی ہے۔ وہ صاحب ریحان شہید کے بڑے بھائی کو شہید کے بھائی کے حوالے سے نہیں پہچانتے تھے بعد میں انہوں نے ریحان شہید کے بھائی کو بتایا کہ جب ریحان شہید ہوا تو میں بھی اس وقت خوست کے محاذ پر موجود تھا اور ایسی ہی خوشبو اس وقت بھی آ رہی تھی۔

عجیب خوشبو:

قلعہ مراد بیگ کے محاذ پر دشمن کو معاون توپ کے ساتھ ایسا مارا کہ دشمن کی نیندیں اڑ گئیں ایک مجاہد نے راقم الحروف کو بتلایا جو اس کی شہادت کے وقت اس کے ساتھ موجود تھا کہ صدیق نے کہا میں غسل کر کے آتا ہوں ساتھیوں نے تعجب کے ساتھ کہا کہ ادھر جنگ ہو رہی ہے اور تمہیں غسل کی پڑی ہوئی ہے تو صدیق نے

Marfat.com

کہا کہ آج ایسی خوشبو محسوس کر رہا ہوں کہ زندگی میں کبھی اس طرح کی خوشبو محسوس نہیں کی پھر غسل کر کے آیا ساتھی مذاق کرنے لگے کہ ڈرائیوروں کو تو شہادت کم ہی ملتی ہے یہ اکثر پیچھے رہ جاتے ہیں ابھی اتنی بات ہو رہی تھی کہ بی ایم میزائل آ کر گرا بالآخر صدیق شدید زخمی ہو گیا اور موقع پر بلند آواز سے کلمہ پڑھا جس کو دیگر ساتھیوں نے بھی سنا پھر خلعت شہادت پہن کر ہمارے درمیان جدائی چھوڑ کر رحمٰن کے عرش کے نیچے قنادیل میں پہنچ گیا اور رب العالمین کے ساتھ کیا ہوا اپنی جان و مال کا سودا اور وعدہ پورا کر دیا تو اللہ نے بھی اپنا وعدہ پورا کر دیا کہ حوریں اور جنت ہمیشہ کے لئے عطا فرما دی شہادت کے تین گھنٹے بعد بھی لحد میں اتارنے تک اس کے جسم سے تازہ خون بہتا رہا یہ اس اللہ کے بندے کی کرامت تھی جس کو ہزاروں لوگوں نے دیکھا اے صدیق شہید میں تجھے شہادت پر مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ تو نے اس ور میں اپنے خون کا نذرانہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کر کے امت مسلمہ کے بہت سے نوجوانوں کو نظریہ جہاد سمجھا دیا۔

شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

شہید کی میت ۲۷ گھنٹے بعد جب اوکاڑہ لائی گئی تو جسم بالکل تروتازہ اور خون سے خوشبو آ رہی تھی:

میری پیاری امی جان میں آج جہاد کے لئے جا رہا ہوں اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ آپ کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے نیک کام کے لئے قبول کر لیا ہے اور آج سے آپ ایک مجاہد کی ماں ہیں اور آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ایک حافظ قرآن سے مجاہد کا رتبہ زیادہ ہوتا ہے جو کہ اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے ستر افراد کی بخششیں کروا سکتا ہے میرے لئے دعا کرنا کہ میں خدا کی راہ میں شہید ہو جاؤں۔ آمین

عابد صدیقی

Marfat.com

یہ آخری خط ہے بھائی عابد صدیقی کا جو کہ اس نے افغانستان تحریک اسلامی طالبان کے ساتھ ملکر منافقین اور کمیونسٹوں کے خلاف جہاد میں شرکت کے لئے جاتے ہوئے لکھا تھا دنیاوی زندگی رکھنے والا یہ نوجوان چک نمبر 2-54 ضلع اوکاڑہ کے ایک اسکول ٹیچر ماسٹر محمد صدیق کے گھر جون 1970ء میں پیدا ہوا بچپن ہی سے دین کے ساتھ محبت اور دینی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق رکھتا تھا۔

گورنمنٹ ڈگری کالج اوکاڑہ سے ایف اے کا امتحان اچھے نمبروں سے پاس کرنے کے بعد الیکٹریکل کا ڈپلومہ بھی حاصل کیا۔ عام ماحول کے مطابق کرکٹ کا کھلاڑی بھی تھا راقم کے ساتھ پہلی ملاقات حرکت المجاہدین کے مرکز واقع جامعہ عثمانیہ گول چوک اوکاڑہ میں ہوئی، بھائی عابد کو میں نے جہاد کی دعوت دی اور بتایا کہ جہاد ایک فریضہ ہے ایک عبادت ہے اور دنیا میں ہونے والے مسلمانوں پر مظالم کی داستانیں اور قرآن مقدس کے ساتھ کفار کا سلوک مساجد کی بے حرمتی کے بارے میں جب میں نے بھائی عابد کو بتایا تو اسی وقت انہوں نے جہاد کے لئے جانے کا ارادہ کیا اس کی تڑپ تھی کہ کب مجھے موقع ملے کہ میں مسلمانوں کے گرائے جانے والے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب کافروں سے لوں اور کب مجھے موقع ملے کہ افغانستان کی سرزمین پر نافذ ہونے والے اسلامی نظام کی آبیاری کے لئے میرا خون بھی شامل ہو جائے لہٰذا چند دنوں کے بعد ہی بھائی عابد تیاری کر کے ٹریننگ کے لئے روانہ ہو گئے، ابتدائی ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد چند دنوں کے لئے گھر تشریف لائے اس کے بعد افغانستان کی طرف روانہ ہو گئے تقریباً چار ماہ کا عرصہ مختلف محاذوں پر گزارنے کے بعد صوبہ تخار کی طرف تشکیل کے مطابق چلے گئے، بالآخر سعادت وخوش قسمتی کا وہ وقت آن پہنچا کہ جس کی تمنا خود نبی کریم کیا کرتے تھے جس کی تمنا سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمان غنیؓ اور دیگر صحابہ کرام کیا کرتے تھے جس کی تمنا لئے ہوئے سیدنا خالد بن ولید ہر جنگ میں گئے بھائی عابد صدیق شہادت کا میٹھا جام نوش فرما کر ہمیں یہ سبق دے گئے کہ عزت اور عظمت کا راستہ صرف جہاد ہے غیرت اور جرأت کا راستہ صرف جہاد ہے۔

Marfat.com

مبارک ہو عابد صدیق شہید کہ تو مرا نہیں بلکہ تو زندہ ہو گیا تو مرا نہیں بلکہ ہمیں یہ درس دے گیا کہ اصل زندگی اللہ کے راستے کی شہادت ہے تو مرا نہیں بلکہ اس امت کے نوجوانوں کو غیرت اور جرأت کا درس دے گیا، تو مرا نہیں بلکہ مولانا ابوالکلام آزاد کے فرمان کے مطابق ہمیں یہ بتا گیا کہ مسلمانوں کو آزاد رہنا چاہیئے یا مٹ جانا چاہیئے تیسری راہ اسلام میں نہیں ہے۔

شہید کی میت تقریباً ۲۷ گھنٹے بعد جب ضلع اوکاڑہ لائی گئی تو جسم بالکل تروتازہ تھا جس سے خون کے فوارے جاری تھے اور خوشبو آ رہی تھی میت کی یہ حالت دیکھ کر بہت سارے جہاد کے مخالف بھی حیران ہو گئے اور جہاد افغانستان کو حق کہنے پر مجبور ہوئے۔ بھائی عابد کی شہادت کی خبر دینے کے لئے اوکاڑہ کے معروف عالم دین حضرت مولانا سید امیر حسین گیلانی صاحب (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل) کے ہمراہ لوگ ان کے گھر پہنچے تو شہید کے والدین کو بہت مطمئن اور خوش پایا وہ لوگ اللہ کی اس نعمت پر اللہ کے شکر گزار تھے شہید کے والد صاحب فرما رہے تھے کہ ہم اللہ کی اس نعمت کو تہہ دل سے قبول کرتے ہیں اور اس پر شکر گزار بھی ہیں کہ اللہ نے ہمارے بیٹے کو اپنے راستے میں قبول فرمایا ہے موت کا ایک دن مقرر ہے کتنا چاہا ہے کہ ہمارے بیٹے کی موت اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے میدان جہاد میں آئے اور یہی حالت شہید کی والدہ اور بھائیوں کی تھی۔

قارئین کرام! یاد رہے کہ ضلع اوکاڑہ سے تعلق رکھنے والے یہ چھٹے مجاہد تھے جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قربان ہوئے ان سے پہلے ایک مجاہد افغانستان میں اور چار مجاہدین وادی کشمیر میں اپنے خون کا نذرانہ پیش کر گئے ہیں تمام شہداء کے والدین اپنے بیٹوں کی شہادت پر اللہ کے شکر گزار ہیں۔

خوش قسمت اور مبارکباد کے مستحق ہیں وہ والدین جن کے بچے آپس کی لڑائیوں سے ہٹ کر جائیداد، دولت یا حکمرانی کی خاطر نہیں بلکہ خالصتاً اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنی جان قربان کر گئے اور کل قیامت کے دن جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا یہ شہداء اپنے خون آلود جسموں کے ساتھ اپنے کندھوں پر اپنا اسلحہ

والدین کی انگلیاں پکڑے جنت کی طرف جارہے ہونگے۔

ماں کے کہنے پرشہید نے آنکھیں کھولدیں:

﴿شہید کی والدہ کے تأثرات﴾

عامر جاوید بہت ہی ناز سے پلا تھااس کی طبیعت بہت ہی حساس تھی مجھے آج تک اس بات کا یقین نہیں آتا کہ عامر کس طرح اتنا عرصہ افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں رہا۔عامر جاوید کی یادیں آج بھی زندہ و جاوید ہیں اس پرفتن دور کے اندر شہید نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جان دے کرہمیں بھی دنیاوآخرت میں سرخرو کردیا ہے۔شہید نے آنکھیں کھول کرہمیں دیکھا شہید کی والدہ نے بتایا کہ جب شہید کی میت گھر پہنچی تو ہم نے جاہلانہ رونا پیٹنا اور بین شروع کردیئے میرے منہ سے نکلا کہ بیٹا میری طرف دیکھومیں تمہاری ماں کھڑی ہوں،میرے منہ سے یہ الفاظ نکلنے کی دیر تھی شہید نے آنکھیں کھول کر ہماری طرف دیکھا اور پھر تھوڑی دیر بعد آنکھیں بند کرلیں پورے اہل محلہ یہ منظر دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے۔انہوں نے بتایا کہ جن لوگوں نے شہید کوغسل دیا اور قبر پرمٹی ڈالی توان کے ہاتھ کئی دن تک خوشبو سے معطر رہے۔انہوں نے شہید کی ایک اور کرامت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جب سے شہید کوہم نے اپنے گھر سے غسل دیا ہےتو اس دن سے ہمارے گھر کے پانی سے خوشبو آتی ہے کبھی ختم ہوجاتی ہے اکثرہمیں پینے کے لئے پانی ہمسائیوں کے گھر سے منگوانا پڑتا ہے۔

ڈاکٹر نے پوسٹ مارٹم کرنے سے انکار کردیا:

قاری عبدالحکیم (ابامیاں) ہی نے بتایا کہ میں نے ایک ایسے شہید کی میت دیکھی ہے کہ شہادت کے پانچویں روز کے بعد بھی اس کے جسم میں جہاں سرنج کی سوئی چبھوئی جاتی وہاں سے خون نکلنا شروع ہوجاتا۔ثاقت خان شہید گلشن اقبال کراچی کے رہنے والے تھے اور پاکستان آرمی میں بحیثیت کیپٹن جاب

کرتے تھے، انہیں چند دنوں کے لئے چھٹی ملی تو وہ اپنے گھر آنے کے بجائے سیدھے خوست کے محاذ پر چلے گئے اور ایک معرکے میں شہادت کی منزل پا گئے۔
ان کی میت شہادت کے پانچویں روز کراچی ان کے گھر پہنچی تو ان کے گھر والوں نے ان کی میت آرمی والوں کے پاس بھیج دی آرمی کے ڈاکٹرز نے جب میت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں کہ میت پانچ روز پرانی ہے بلکہ اسے تو دو تین گھنٹے پہلے قتل کیا گیا ہے، ایک کرنل ڈاکٹر میت کو پوسٹ مارٹم کے لئے آپریشن روم میں لے گیا کہ تحقیق کر سکے مگر تھوڑی دیر بعد ہی کرنل صاحب باہر آگئے اور کہنے لگے کہ میں اس میت کا پوسٹ مارٹم نہیں کر سکتا اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ شہید ہو چکا ہے۔ کیونکہ میں اس کے جسم میں جس جگہ بھی سرنج کی سوئی سے زخم کرتا ہوں وہاں سے خون نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔

شہید کی خوشبو:

منظور ملک اسسٹنٹ ڈائریکٹر واپڈا اسی ویو راوی ہیں کہ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء بروز جمعہ جب وہ دفتر سے چھٹی کر کے گھر پہنچے تو ان کے گھر میں محلے کی بہت سی عورتیں جمع تھیں انہوں نے عورتوں کے جمع ہونے کا سبب پوچھا تو گھر والوں نے بتایا کہ صبح سے گھر میں سے ایک عجیب وغریب قسم کی خوشبو آ رہی ہے، جو اس دنیا کی خوشبوؤں سے بالکل نرالی ہے۔ اور ان سب عورتوں کے دماغ اس خوشبو سے معطر ہو رہے ہیں ملک منظور صاحب نے کہا یہ سب وہم ہے یہاں گھوڑوں کا ہسپتال ہے اور جا بجا گندگی کے ڈھیر لگے رہتے ہیں جن میں سے ہر وقت سخت بدبو اٹھتی رہتی ہے اسی وجہ سے میں اس مکان کو چھوڑنے کی فکر میں ہوں، قریب کسی بزرگ کا مزار بھی نہیں جو خوشبو آنے کا سبب بنے، بات آئی گئی ہو گئی اور سب عورتیں اپنے اپنے گھروں کو واپس چلی گئیں۔
اگلے جمعہ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ملک منظور کو حکومت [illegible] ایک تار ملا جس میں ان کے بیٹے [illegible]

Marfat.com

کے ساتھ ہی ملک صاحب کو عجیب وغریب خوشبو کے جھونکے محسوس ہونے لگے جس سے ان کے دل کو صدمہ ہونے کی بجائے تسکین سی ہوگئی اور بعد میں معلوم ہوا کہ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء بروز جمعہ صبح آٹھ بجے ان کا لڑکا لفٹیننٹ ندیم شہید کی شہادت کی اطلاع کے بعد وہی عجیب وغریب خوشبو آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک روزانہ کئی دن تک آتی رہی۔

ایک دن مغرب کے وقت لفٹیننٹ ندیم شہید کی والدہ بہت اداس تھیں انہیں اپنے شہید بیٹے کی یاد ستا رہی تھی جونہی ان کی آنکھوں سے آنسو آئے، دفعتہً انہیں عجیب وغریب ہوا کا جھونکا محسوس ہوا اور ساتھ ہی ندیم شہید کی صورت دکھائی دی گویا وہ کھڑا کہہ رہا ہے۔

> ''امی کیوں روتی ہو، میں مرا نہیں زندہ ہوں۔ میری گریجویٹی یعنی میری فوجی ملازمت کے انعام کا روپیہ گورنمنٹ سے لو اور ایک خوبصورت مکان بنا کر اس میں رہو۔ میرا غم مت کیا کرو، میں مرا نہیں زندہ ہوں۔''

خوشبودار تر و تازہ نعش:

سیر جاگیر سوپور کے کمانڈر رعبداللہ اپنے چھوٹے بھائی ریاض کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بیان کیا۔

پندرہ برس کے ریاض احمد شاہ عرف اکبر علی ایک جوان ہمت نوجوان، بھارتی فوج کے لئے دردِ سر بن گیا تھا۔ اسے گرفتار کرنے کے لئے بھارتی فوجیوں نے درجنوں کریک ڈاؤن کئے، لیکن اکبر علی کو گرفتار کرنے میں ناکام رہے، اسے شہید کرنے کے لئے مخبری کے جال بچھائے لیکن وہ ان کے قابو نہ آیا۔ اس سال رمضان کے مہینے میں بالآخر کم سن مجاہد نے اپنی نذر پوری کی اور ایک معرکہ میں جام شہادت نوش کیا۔ ہمارے علاقے میں فوج نے کریک ڈاؤن کر رکھا تھا، اس لئے شہید کی نعش کو نجوی پورہ سوپور کے مزار شہداء میں امانت کے طور پر دفنایا گیا

Marfat.com

جو ہمارے علاقے سیر جاگیر سے پندرہ کلومیٹر دور ہے، اٹھائیس دن کے بعد جب ہمارے علاقے سے فوج کا دباؤ ہٹا تو کمانڈر شاہین اور رضوان صاحب نے حکم دیا کہ پنزی پورہ کی سرزمین میں دفنائی گئی امانت کو نکال کر اپنے مزار شہیداں میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ ایک سو کے قریب مجاہدین اور گاؤں کے عوام جلوس کی صورت میں پنزی پورہ گئے۔

شہید کی لحد کھولنا ایک امتحان تھا، میں لحد کھولنے میں خود شریک تھا، جوں جوں مٹی ہٹاتے گئے ہمارے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی رہیں اور مجاہدین کی زبانوں پر درود اور کلمات ذکر جاری ہوگئے، جتنے ہم شہید کی لاش کے قریب ہوتے گئے ایک نیا منظر پیش آتا رہا، پھر اچانک ایک حیرت انگیز خوشبو آئی جو مجمعے میں موجود ہر فرد نے محسوس کی، یہ خوشبو آہستہ آہستہ پھیلنے لگی پھر پورا مزار شہدا اس سے مہکنے لگا، لوگ جذبات سے بے قابو ہوگئے کسی کو اپنے اوپر کنٹرول نہ رہا۔ لوگ شہید کی نعش کو نکال رہے تھے تو ہر ایک اسے اپنے سینے بھر لینا چاہتا تھا۔ سب ان کے معطر وجود کو چوم رہے تھے، آہیں اور کراہیں بلند ہو رہی تھیں اس شہید کو بوسہ دینے کی میں مسابقت ہو رہی تھیں آنسوؤں کا سیل رواں دواں تھا مجاہد قائدین نے بمشکل لوگوں کو کنٹرول کیا۔

لاش باہر رکھی گئی، ۲۸ دن کے بعد شہید کی میت نکالی گئی تھی ان کے سر میں زخم کا نشان بالکل تازہ تھا۔ ان کا چہرہ یوں چمک رہا تھا گویا آب زم زم سے دھویا گیا ہو۔ جسم سے پسینہ پھوٹ رہا تھا، گویا ابھی شہید ہوئے ہیں اور کپڑے گرم تھے جیسے ابھی بستر سے نکلے ہیں لحد میں ایسے ہی لیٹے ہوئے تھے جیسے تھک کر آرام کرنے کے لئے لیٹے ہوں۔ میت کو نکال کر ہم اپنے علاقے کی طرف چل پڑے رات کو نعش کو گھر میں رکھا گیا تین سال وہ میدان جہاد میں برسرپیکار رہے ان تین سالوں میں وہ گھر نہیں آئے تھے دوسرے دن بستی کے سارے لوگوں نے جمع ہو کر ان کا دیدار کیا اور پھر اس وفا شعار کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

Marfat.com

شہید کی لاش تروتازہ تھی:

﴿راجہ عاطف محمود کی جہادی زندگی کے چند اوراق﴾

سرخ سفید رنگ، لمبا قد، مضبوط جسم، آنکھوں میں بجلی جیسی چمک، خوبصورت بال، نیک سیرت بااخلاق اور خدمت کے جذبہ سے سرشار راجہ عاطف محمود ۲۲ جون ۱۹۸۱ء کو تحصیل کھاریاں کے ایک گاؤں سرسال میں پیدا ہوئے، مڈل تک تعلیم گاؤں کے اسکول سے حاصل کی۔ پھر قریبی اسکول ککرالی سے ۱۹۹۸ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا، نمبرات کم ہونے کی وجہ سے دوبارہ پاکستان ایجوکیشن اکیڈمی میں پرائیوٹ امیدوار کی حیثیت سے داخلہ لے لیا اور ۱۹۹۹ء میں اچھے نمبروں سے میٹرک پاس کیا، اس دوران مجھ سے اجازت لے کر ٹیوشن پڑھنے بھمبر جانے لگے۔ بھمبر بنڈالہ سیکٹر پر بھارتی فوج کی گولہ باری سے گاؤں کے بچے شہید ہوئے، ان بچوں کی نماز جنازہ میں شرکت کی، شہید ہونے والے بچے اس کے رشتہ دار تھے اس واقعے نے عاطف کے قلب ودماغ پر گہرا اثر چھوڑا، اس نے ٹیوشن ختم کر لی اور جہاد میں حصہ لینے کا فیصلہ کر لیا۔ ۹ جون ۱۹۹۹ء کو ابتدائی ٹریننگ کے لئے وہ معسکر راحیل شہید چلا گیا۔ ابتدائی ٹریننگ کے بعد ایس ٹی ایف ۳۵ کورس مکمل کر لیا، ایک سال تک مختلف بارڈر کاروائیوں میں حصہ لیا۔

ان کے استاد نعیم الحسن نعیم شہید ان کی کارکردگی سے بڑے متاثر تھے اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے، اسی دوران عاطف کیمپ میں نئے آنے والے ساتھیوں کو ٹریننگ بھی دیتے رہے، بالآخر ۲۰۰۰ء کو نعیم الحسن نعیم نے اپنے دوسرے چار ساتھیوں حافظ ادریس کراچی، شیر خان باغ، جہانگیر خان پلندری اور خلیق الزماں کے ساتھ خونی لکیر پار کی اور مقبوضہ خطے میں پہنچ کر مختلف کاروائیوں میں حصہ لیا، ایک مشہور کاروائی میں غازی بنے، جس میں حمزہ آفاقی گجرات، اسامہ عباسی، دھیرکوٹ، شیر خان باغ اور جہانگیر خان پلندری شہید ہوئے۔

۸ جون ۲۰۰۰ء کو ڈنڈکوٹ تحصیل تھنہ منڈی راجوری کے ایک گھر میں نعیم

Marfat.com

الحسن نعیم، ذکی گوریلا اور ادریس کے ساتھ آرام کر رہے تھے کہ مخبری ہوئی۔ بھارتی فوج نے قصبہ کو گھیر کر مجاہدین سے ہتھیار ڈالنے کو کہا۔

لیکن ہتھیار ڈالنے کے بجائے عاطف ساتھیوں کے ساتھ قصبے سے نکل کر نزدیکی ایک نالے کے اندر چلے گئے مگر فوج نے نالے کا بھی محاصرہ کرلیا، بھارتی فوج نے نالے کے گردونواح کی جھاڑیوں اور درختوں کو تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کی مگر شدید بارش کے باعث یہ کوشش کامیاب نہ ہوئی، عاطف محمود اور حافظ ادریس کو یقین ہوگیا کہ فوجیوں نے انہیں دیکھ لیا ہے، اس لئے انہوں نے فوج پر فائرنگ شروع کردی، عاطف محمود اور حافظ ادریس علیحدہ تھے، نعیم الحسن نعیم اور ذکی گوریلا ساتھ تھے۔ شام چار بجے فوج سے جھڑپ شروع ہوئی، عاطف محمود لڑتے رہے اور کئی بھارتی فوجیوں کو مارا۔ دوسرے دن صبح وہاں سے نکلنے کی کوشش کی، نکلتے ہوئے حافظ اور ادریس کو ایک گولی لگ گئی جس سے وہ شدید زخمی ہوگئے، زخمی ہونے کے بعد ساتھیوں نے ادریس کو لے جانے کی کوشش کی لیکن اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دیں میں بچ نہیں سکتا، عاطف نے اسے کہا تم کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا بڑی دیر تک تگ و دو کے بعد ان کو ساتھ کر گاؤں میں داخل ہوئے۔ حافظ ادریس کے زخمی ہونے کی وجہ سے خون بہہ رہا تھا، خون کے قطروں سے بھارتی فوج کو مکان کا پتہ چل گیا، فوج نے مکان پر گولہ باری شروع کردی، عاطف محمود نے بھی ان پر فائرنگ شروع کردی، پہلے حافظ ادریس شہید ہوئے، گولیاں ختم ہونے پر عاطف نے کلاشنکوف توڑ دی اور فوج پر پتھر پھینکتے رہے، آخر ایک گولی ماتھے پر اور ایک برسٹ سینے پر سجا کر وہ بھی شہید ہوگئے۔

بھارتی فوج کی گولہ باری سے مکان تباہ ہوگیا مگر جب دونوں شہیدوں کی لاشوں کو نکالا گیا تو وہ بالکل تروتازہ تھیں۔ آگ نے ان پر کوئی اثر نہ کیا تھا اور ایک ساتھی نے آکر بتایا کہ بھارتی کرنل نے ان دونوں شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کیا کہ یہ لوگ اللہ کے پسندیدہ بندہ ہیں، جن پر آگ اثر نہیں کرتی۔ دونوں شہیدوں کو ۱۰ جون ۲۰۰۰ کو ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں [illegible]

Marfat.com

کیا گیا۔

نعیم الحسن نعیم جو عاطف کے استاد اور دوست بھی تھے، عاطف کے ساتھ اس کے گاؤں سر سال دو دفعہ آئے تھے، عاطف کی والدہ نے ان سے عرض کیا تھا کہ عاطف مجھے تمام بچوں سے زیادہ پیارا ہے اور میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی مگر اس نے اپنا راستہ جہاد کا منتخب کرلیا ہے میں منع بھی نہیں کرسکتی، اب میں اسے آپ کے حوالے کرتی ہوں۔

جب عاطف محمود راحیل شہید معسکر میں ایس ٹی اا؛ ۔ کر رہے تھے تو اس کے والد صاحب اس سے ملنے گئے، نعیم الحسن نعیم سے ملاقات ہوئی، عاطف کے والد نے نعیم الحسن سے کہا کہ میرے تین بیٹے ہیں اور عاطف سب سے چھوٹا ہے، یہ مجھے بہت پیارا ہے میں نے اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے، نعیم الحسن نعیم عاطف کا بہت خیال رکھتے تھے، چھوٹے بھائیوں کی طرح خیال رکھا عاطف سے وعدہ کیا تھا کہ جب میں مقبوضہ علاقے میں جاؤں گا تو تم میرے ساتھ ہو گے اور دونوں اکٹھے شہید ہوں گے۔

اسامہ عباسی، بشارت عباسی، عاطف محمود اور جناب نعیم الحسن نعیم ان چاروں دوستوں نے ایک دوسرے وعدہ سے وعدہ کیا تھا کہ ساتھ ہی شہید ہوں گے، اور انہوں نے اپنا یہ قول سچا کر دکھایا، عاطف محمود شہید ہو گئے تو نعیم الحسن نعیم بہت پریشان رہنے لگے، مقبوضہ علاقے کے ایک مجاہد جو عاطف کی شہادت کے بعد نعیم الحسن نعیم کے ساتھ ان کی شہادت تک رہے، ان کا کہنا ہے کہ جس دن عاطف محمود شہید ہوئے، میں صبح ان کے ساتھ تھا، میں نے عاطف بھائی سے کہا کہ تم دوسری جگہ چلے جاؤ میں ادھر رہتا ہوں تو عاطف محمود نے کہا کہ تم جاؤ میں آج شہید ہو جاؤں گا، میری شہادت قریب ہے، میں ان کے کہنے پر دوسری ہائیڈ آؤٹ پر چلا گیا، دوپہر کو مخبری پر بھارتی فوج سے مقابلہ ہو گیا اور عاطف بھائی شہید ہو گئے۔ عاطف کی شہادت کی بعد نعیم الحسن نعیم نے کہا میں پاکستان نہیں جا سکتا، میں عاطف کی والدہ کو کیا منہ دکھاؤں گا اکثر عاطف کو یاد کر کے روتے تھے ان کی جذباتی

حالت کے پیش نظر ہم نے اس شخص سے رابطہ کیا جس نے عاطف کو قبر میں اتارا تھا تاکہ وہ ہم کو عاطف کی قبر دکھائے، عاطف محمود کی قبر کشائی کی تو دیکھا کہ عاطف کی گھڑی چل رہی ہے۔ ماتھے پر جو گولی لگی تھی وہ زخم مندمل ہو رہا تھا اور چھاتی کے نشان بھی ٹھیک ہو رہے تھے، یہ شہادت کے نو دن کے بعد کا ذکر ہے اسے دوبارہ دفن کر دیا گیا۔ ویڈیو وغیرہ بنائی جو بعد میں نعیم بھائی کی شہادت کے وقت ضائع ہو گئی۔

عاطف محمود کا غائبانہ نماز جنازہ ۲۳ جون ۲۰۰۰ء کو کراچی میں حریت کانفرنس کے رہنما غلام محمد صفی صاحب نے پڑھایا۔ ہزاروں لوگ شریک تھے جب نماز جنازہ کا وقت آیا تو خدا نے اپنی رحمت کا سایہ کر دیا، نماز جنازہ ختم ہوتے ہی سایہ بھی ختم ہو گیا۔

عاطف شہید نے والدین کے نام آخری خط میں لکھا...........

''السلام علیکم! آپ بے شک عظیم لوگ ہیں مجھے معاف کر دیں، میں آپ لوگوں سے اجازت لیئے بغیر چلا آیا ہوں لیکن آپ یاد رکھیں کہ یہ نیک اور پاک راستہ ہے، اس پر چلنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہوتی ہے اور ان کے گھر والوں کو اطمینان اور سکون ملتا ہے، آپ سورۃ توبہ کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ کیا کریں، اس سے آپ سکون اور اطمینان محسوس کریں گے، مجھے یاد کر کے کبھی گھبرائیں نہیں اور نہ روئیں۔ اگر زندگی ہوئی تو ملاقات ہوگی ورنہ اصل منزل پر میں آپ لوگوں کا پھولوں کے ہاروں کے ساتھ استقبال کروں گا۔ میں آپ کو دنیا میں کوئی فائدہ نہ دے سکا لیکن آخرت میں آپ لوگوں کی جو خدمت کروں گا اس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ میری شہادت کا سن کر رونا نہیں بلکہ خوش ہونا ہے اور لوگوں سے مبارکباد وصول کرنی ہے، غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرنی ہے میری شہادت کی خوشی میں میری نصیحت ہے کہ ہمیشہ سر پر کپڑا رکھیں، پردہ کریں، نماز پڑھیں، اللہ پر بھروسہ رکھیں، وہ دکھ اور تکلیفیں دور کرنے والا ہے''۔

عاطف محمود کے یہ سچے جذبات تھے جن کی وجہ سے وہ سرخرو ہو کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچا۔

حیدر علی شہید قبر میں بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے:

ڈویژنل کمانڈر حزب المجاہدین حیدر علی مقبوضہ کشمیر ے علاقے سرنکوٹ میں اس سال ۱۵ رمضان المبارک کو اپنے چار ساتھیوں سمیت شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں گے ان کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے"

سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں گے انہیں مردہ ہرگز نہ خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔"

مجاہدین راہ حق نے اللہ کے ان وعدوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کی مختلف طریقوں سے مدد کی اور جہاد کشمیر میں ایسے واقعات سینکڑوں ہیں جب شہادت کے بعد مجاہد کا ہنستا مسکراتا چہرہ اس کی کامیابی کی گواہی دیتا ہے۔

ایسا ہی وقعہ حیدر علی بھائی کے ساتھ پیش آیا، حیدر بھائی کی شہادت کے بعد ان کے گھر والے ان کی لاش کو واپس اپنے گاؤں (اسلام آباد، مقبوضہ کشمیر) لے جانے کے ارادے سے سرنکوٹ مقبوضہ پونچھ پہنچے، وہاں لوگوں کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا تو مقامی لوگ اپنی زمین کو ایک شہید کی لاش سے محروم کرنے پر آمادہ نہ ہوئے، ان کا کہنا تھا کہ یہ ہمارا شہید ہے، ہمارا محسن ہے، اس نے ہمارے لئے اپنی جان دی، اس لئے اس کو یہیں رہنی دیں لیکن گھر والوں کا اصرار جاری رہا، اس لئے کہ یہ قابل رشک نوجوان کا پیارا بیٹا تھا، وہ اسے اپنے گاؤں میں دفن کرنا چاہتے تھے مقامی افراد نے حیدر علی کے اہل خانہ کے آنسوؤں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے، حیدر علی کی قبر کھولی گئی تا کہ اس کا لاشہ تابوت میں بند

کر کے لے جایا جاسکے، لیکن سب حیرت زدہ رہ گئے اور ان کی زبان سے اللہ اکبر
اور سبحان اللہ کے کلمات جاری ہو گئے جب انہوں نے دیکھا کہ حیدر علی قبر کے اندر
قرآن پاک کی تلاوت میں ڈوبے ہوئے ہیں، یہ اس قدر ایمان افروز منظر تھا کہ
کہ اس کے گھر والوں نے اپنے پیارے بیٹے کو بے سکون نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور قبر
کو اسی طرح ڈھانپا اور اللہ کا شکر و سپاس کرتے ہوئے سکون اور اطمینان کی دولت
لے کر لوٹ آئے۔

شہادت کے بعد بیٹے کی ماں سے ملاقات:

شاہد منیر تحصیل شکر گڑھ کے ایک گاؤں چند کے راجپوتانہ کے رہنے والے
تھے۔ بھارتی فوج کے مظالم اور غیر انسانی سلوک کے واقعات انہوں نے سنے تو ان
کے اندر کا مسلمان بیدار ہو گیا، انہوں نے وحشی فوجیوں کے واقعات اپنے والدین کو
بھی سنائے، یہ واقعات اس قدر اثر انگیز تھے کہ والدین نے بلا تاخیر انہیں جہاد پر
جانے کی اجازت دے دی، وہ حزب المجاہدین کے ایک تربیتی کیمپ میں پہنچے، عسکری
تربیت حاصل کی اور پھر وادی جہاد میں جا پہنچے۔ وادی میں تقریباً دو سال تک ظالم
فوجیوں کے خلاف برسر پیکار رہے اور کئی کامیاب معرکوں میں حصہ لیا، ایک روز ان
کی والدہ نے دیکھا کہ شاہد فوج کے ساتھ لڑ رہا ہے، یہ لڑائی تین دن تک جاری
رہی۔ شاہد کی والدہ اپنے گھر میں بیٹھی لڑائی کا منظر اس طرح دیکھ رہی تھیں جیسے
سامنے ٹی وی پر اس کی فلم چل رہی ہو، اس جھڑپ میں شاہد شہید ہو گیا۔

والدہ نے شاہد کی شہادت کی تصدیق کے لئے ان کے بھائی کو حزب
المجاہدین کے مرکز بھیجا، انہوں نے شہادت کی تصدیق کر دی، خبر ملنے پر والدہ نے
مٹھائی منگوا کر تقسیم کی اور بیٹے کی شہادت پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

شہادت کے باوجود ایک کانٹا اس عظیم ماں کے دل میں چبھ رہا تھا، آیا
اس کے بیٹے نے پشت پر گولی تو نہیں کھائی؟ یہ وہ سوال تھا جس کی اسے تلاش تھی،
لیکن بادی النظر میں اس کا جواب ملنا ناممکن تھا، لیکن شہید کی ماں کے اضطراب

دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ گئی، کئی دنوں کے بعد وہ بیڈ روم میں داخل ہوئیں تو شاہد کو سامنے کھڑے پایا، اس نے ماں کو گلے لگایا اس کے سینے پر خون کے نشانات چمک رہے تھے ماں کا سکون لوٹ آیا، بیٹا اسے سکون کی دولت سے مالا مال کر گیا۔ ماں کا اضطراب ختم ہو گیا اس لئے کہ اس کا شہید بیٹا کامیاب ہو گیا تھا۔

Marfat.com

کشمیری مجاہدین کے ساتھ چرند اور پرند کی امداد

شیر کے بوسے

صوبہ سرحد کا رہنے والا ابوعقاب۔۔۔۔اسکی ڈیوٹی میرے ساتھ لگ گئی۔میرا ساتھی بنادیا گیا، دعوتی پروگراموں میں میرے ہمراہ رہا، ایک دن میں نے ابوعقاب سے کہا، بھائی ابوعقاب، آپ محتاط اندازے کے مطابق بیس سے زائد مرتبہ مقبوضہ وادی میں اور جموں میں گئے ہیں، برسرپیکار رہے ہیں، اللہ کی مدد کا کوئی منظر جو آپ کے ساتھ بیتا ہو ہمیں بھی بتلائیں، ابوعقاب بتلانے لگا۔

''میں جب بھی قافلہ لے کر گیا، عموماً ان راہوں سے گیا جہاں جنگل کے درندے رہتے ہیں۔ہم انکے ٹھکانوں اور شیر کی کچھاروں میں سے ہوکر جاتے ہیں اور منزل تک پہنچ جاتے ہیں جبکہ دشمن اس جانب کا رخ نہیں کرتا، رخ کرے تو درندے چیر پھاڑ دیں۔

ایک بار قافلہ لے کر جنگل میں پہنچا، تھکاوٹ سے چور تھا، فوراً لیٹ گیا، لیٹتے ہی نیند آ گئی، میرے ساتھ کچھ فاصلے پر ایک میرا بھائی ابومصعب لیٹا ہوا تھا، وہ اب شہید ہوگیا ہے، اللہ اسکی شہادت کو قبول فرمائے، ہوا یوں کہ ایک شیر آیا اور اس نے میرے پاؤں کی طرف سے مجھے سونگھنا شروع کردیا۔سونگھتے سونگھتے وہ میرے چہرے پر پہنچا تو زبان سے میرا منہ چاٹنے لگا۔ابومصعب کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ شیر اپنا منہ میرے منہ پر رکھے ہوئے ہے۔چونکہ اسکے ہاتھ میں چھڑی تھی اس نے چھڑی سے شیر کو مارا لیکن ذرا دور ہونے کی وجہ سے چھڑی

Marfat.com

لگی۔ وہ چیخنے لگا۔ شیر، شیر، ابوعقاب، شیر۔ میں نے نیند کی حالت میں ہی ہاتھ اپنے چہرے پر ادھر ادھر مارا۔ شیر پیچھے ہٹ گیا اور پھر خود چلا گیا۔ میں نے ابوعقاب سے کہا۔ یار وہ تو تجھے پیار سے چوم رہا تھا بوسے لے رہا تھا۔ مجاہد سے پیار کر رہا تھا۔ میری بات سن کر ابوعقاب کہنے لگا۔ کئی بار شیروں سے سامنا ہوا ہمیں دیکھ کر وہ راستہ چھوڑ گئے مگر یہ واقعہ منفرد تھا جو میں نے آپ کو بتلایا۔

جب ریچھ مجاہد سے دست شفقت پھروانے آیا

بھائی محمد شفیق بتلاتے ہیں، بھائی شمس الرحمٰن شہید کو جب گردن پر گولی لگی اور وہ زخمی ہوئے تو ہائیڈ میں میں پہرہ دے رہا تھا، رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ کالے رنگ کا ایک ریچھ آیا اور سیدھا میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے خیال کیا کہ گدھا ہے جو گھومتا گھماتا جنگل میں رہ گیا ہے اور ادھر آ نکلا ہے چنانچہ میں نے اس پر ہاتھ رکھا تو بڑا نرم تھا۔ میں نے اس پر اور ہاتھ پھیرا تو سارے کا سارا جسم نرم تھا۔ اب میں سمجھ گیا کہ یہ تو کوئی اور درندہ ہے۔ ابوسفیان جو قریب ہی تھے۔ میں نے ان سے مشورہ کرتے ہوئے کہا، فائر کروں؟ انہوں نے کہا نہ فائر نہ کرنا؟ چنانچہ اس نے پانچ چھ چکر لگائے وہیں تھوڑا سا گھوما ادھر ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھلائی ہوئی دعا پڑھی۔

اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق (ترمذی)

میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ ان تمام چیزوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جنہیں اللہ نے پیدا کیا ہے۔

یہ دعا پڑھی اور ریچھ چلا گیا۔ اگلے دن ہم نے سنا کہ قریب کے ایک گاؤں میں اسی خونخوار ریچھ نے دو نوجوانوں کو چیر پھاڑ ڈالا جو عام دنیادار اور بے دین تھے۔

Marfat.com

شیر نے میری رہنمائی کی

اعجاز نامی اپنے ساتھ بیتے ہوئے ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہے۔ دسمبر ۱۹۹۱ء کا ذکر ہے، جموں و کشمیر شدید سردی کی لپیٹ میں تھا، بند کمروں اور خفیہ پناہ گاہوں میں تحریک اسلامی کی نشستیں ہو رہی تھیں۔ مجاہدین کو آئندہ لائحہ عمل اور مشاورت دی جا رہی تھی، تحریک اسلامی اور مجاہدین سے میرے گہرے روابط تھے، خفیہ اور خصوصی پیغامات منتقل کرنے کی ذمہ داری میری ہی تھی۔ عسکری تربیت کے لیے بھیجے جانے والے نوجوانوں کی کمیٹی میں بھی شامل تھا، گو کہ میں تربیت یافتہ نہیں تھا لیکن مجاہدین کی صحبت نے بہت کچھ سکھا دیا تھا اور مزید سیکھنے کے لیے بیس کیمپ کے سفر کا مشتاق تھا، بالآخر بالائی نظم سے مجھے اجازت ملی، روانگی کا وقت طے ہوا، امیر تحصیل نے مجھے عسکری تربیت کے حوالے سے ایک اہم خط دیا، چند زبانی ہدایات دیں، ماتھے پر بوسہ ثبت کیا اور چند قدم کا ساتھ دے کر دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

۹۳ ساتھیوں پر مشتمل ہمارا گروپ بیس کیمپ کی جانب محتاط قدموں کے ساتھ رواں دواں تھا۔ سرحدی گاؤں سے رخصت ہوتے وقت ہمیں سفر کی صعوبتوں اور تکالیف کے بارے میں معلومات دی گئیں ہم ایک لمبی قطار میں کبھی دن کے وقت اور کبھی رات کو چلتے رہے، سفر کے دوسرے روز آزمائش کی گھڑی آن پہنچی، شام کے سائے میں گولیوں کی تڑتڑاہٹ نے ہمارے کئی ساتھیوں کو ابدی نیند سلا دیا، افراتفری کے عالم میں جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ کھڑا ہوا۔ میں بھی تن تنہا گرتا پڑتا اور درختوں سے گھرے جنگل کے اندر ہی اندر نامعلوم منزل کی طرف رواں دواں چلتا رہا، حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ میں تھکاوٹ سے چور چور تھا۔ ایک گرے ہوئے درخت کے موٹے تنے تلے چھپ کر سارا دن بیٹھا رہا۔ دن کے اجالے کی جگہ رات کی تاریکی نے لے لی۔ چند گھنٹے کے بعد آنکھ لگ گئی۔ خواب میں امیر تحصیل سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے فرمایا "منزل آ [illegible] آپ ہمت کریں اور قدم آگے بڑھائیں، الحمد [illegible]

اٹھا، چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا، ہر سو اندھیرے کی سیاہ چادر چھائی ہوئی تھی۔ میں اسے محض خواب سمجھ کر سو گیا۔

اگلے روز میں نے ہمت کر کے چند قدم کا فاصلہ اور طے کیا اور ایک مقام پر ستار ہا تھا کہ آنکھ لگی، پھر وہی خواب، وہی ملاقات، امیر تحصیل صاحب، اور انکی ہدایات کہ مصمم ارادہ رکھنے والے لوگ رکتے نہیں، بڑھتے رہتے ہیں۔ چلو ۔۔۔قدم بڑھاتے چلو۔ لیکن میں جاؤں کہاں؟ میں نے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارا انتظار ہو رہا ہے میری آنکھ کھلی، بھلا کون میرا منتظر ہو سکتا تھا؟ اردگرد خوف و دہشت پھیلانے والا اور خون میں سرایت کرنے والا اندھیرا تھا، رات آہستہ آہستہ بیت گئی۔ میرا جسم ٹھنڈی ہواؤں اور غذا نہ ملنے سے حرکت کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔ دن کے اجالے میں کچھ قدم اور آگے کی طرف بڑھائے لیکن خوف اور اندیشے نے بڑھتے قدم روک لیے۔ میں گزشتہ شب کے خوابوں پر غور کرنے کے باوجود کوئی فیصلہ نہ کر سکا، نہ معلوم میرے کتنے ساتھی شہید ہوئے، کتنے گرفتار ہوئے، کتنے منزل پر پہنچ گئے، اور کتنے میری طرح جنگل میں بھٹک کر مر رہے ہونگے۔ سرحد پر بھٹکتے ہوئے مجھے آج پانچوان دن تھا حسب معمول رات آئی اور میں سو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد برفباری شروع ہو گئی۔ اور میں اٹھ بیٹھا لیکن یہاں جائے پناہ کہاں، میں نے ایک پرانے بوسیدہ درخت کے اندر ہاتھ سے کھودنا شروع کر دیا جلد ہی برف باری سے بچنے کی جگہ نکلا اور میں اس میں سمٹ کر لیٹ گیا۔ جلد ہی میری آنکھ لگی، پھر وہی بزرگ ہستی، امیر تحصیل مجھے خواب میں ملے اور فرمایا۔ ہمت کرنے سے منزل ملے گی، اٹھتے کیوں نہیں ہو، چلتے کیوں نہیں ہو، کب سے تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔ ڈرنا نہیں، تمہارا رہبر ہے اٹھو۔۔۔ شاباش۔۔۔ اٹھو، میری آنکھ کھل گئی، مجھے محسوس ہوا کہ کوئی مجھے بلا رہا ہے مگر وہاں کوئی نہ تھا۔ میں درخت سے باہر آیا، اندھیرے میں نظر دوڑائی، میرے خدا یہ کیا۔ میری چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے میرا دامن سے پکڑ کر [illegible] اب وہ واپس مڑا اور قدم بڑھایا۔ کہیں سے میرے امیر کی آواز

Marfat.com

آئی، اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہو، میں اسکے پیچھے پیچھے چلتا رہا، حتیٰ کہ صبح ہوئی اور میری نظر پاک فوج کی پوسٹ پر پڑی۔ ایک سپاہی مجھے لینے کے لیے آگے بڑھا۔۔۔۔ لیکن وہ غائب تھا میں نے فوجی سے پوچھا کہ شیر کدھر گیا، اس نے کہا یہاں یہی ہوتا ہے۔۔۔

ریچھوں نے راستہ دے دیا

ایک مجاہد نے بتایا۔ بھارتی فوجیوں کی نظر اور طوفان سے بچنے کے لیے ہم چند ساتھیوں نے برف کی ایک غار میں پناہ لی ہوئی تھی، غار میں گھپ اندھیرا تھا، بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ مجھے اپنے کندھوں پر کسی کے بھاری ہاتھ محسوس ہوئے، میں نے ٹارچ جلا کر دیکھا تو یہ خونخوار جنگلی ریچھ کے پنجے تھے، یہ غار دراصل جنگلی ریچھوں کی تھی۔ میں ڈر گیا اور دل ہی دل میں اللہ سے دعا کرنے لگا۔ دعا اللہ نے جلد ہی سن لی، ریچھ مجھ سے کچھ دور غار کے منہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد طوفان ہلکا ہو گیا۔ اور ہم نے غار سے نکلنا تھا۔ ٹارچ جلا کر دیکھا تو وہاں کئی ریچھ بیٹھے ہوئے تھے لیکن جونہی ہم لوگ اٹھے ریچھ راستہ چھوڑ کر دور جا کر ایک طرف کھڑے ہو گئے اور ہم آرام سے گزر گئے۔ ایسا ہی ایک واقعہ ایک دوسرے مجاہد نے شیر کے بارے میں سنایا۔

شیر کے پاؤں نے ہمیں راستہ دکھلایا

گائیڈ عبدالمجید جو کئی مرتبہ مجاہدین کے قافلوں کے ہمراہ لائن آف کنٹرول عبور کر چکا ہے، نے یہ ایمان افروز واقعہ سنایا کہ مجاہدین کا ایک گروپ عسکری تربیت حاصل کرنے کے لیے بیس کیمپ کی طرف جا رہا تھا۔ اس گروپ میں اٹھائیس مجاہدین تھے۔ چار دن اور راتیں اس گروپ نے سفر میں گزاریں اور ۲۶ افراد آزاد کشمیر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ جبکہ دو مجاہد گروپ سے الگ ہو گئے۔ گروپ کے باقی افراد نے یہ سمجھ لیا کہ وہ شہید ہو گئے ہیں۔۔۔

Marfat.com

بعد یہ دونوں مجاہد آزاد کشمیر پہنچ گئے۔انہوں نے بتایا کہ ہم گروپ سے الگ ہو گئے اور راستہ بھول کر غار کی طرف چلے گئے۔ ہمارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ تھی۔ایک سفید پوش بزرگ ہمیں چودہ دن تک کھانے پینے کی اشیاء فراہم کرتا رہا۔ہمارے پاؤں جو برف سے جل گئے تھے،وہ اس بزرگ کی فراہم کردہ دوائی لگانے سے ٹھیک ہو گئے۔جب ہم سفر کرنے کے قابل ہو گئے تو اس بزرگ نے پوچھا کہ آزاد کشمیر جاؤ گے یا واپس،ہم نے آزاد کشمیر جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو اس بزرگ نے ہمیں آزاد کشمیر کا راستہ بتاتے ہوئے کہا کہ صبح جب آپ بیدار ہونگے تو غار کے پیچھے جو پتھر ہے وہاں شیر کے پاؤں کے نشانات ہونگے،جس طرف شیر کے پاؤں کے نشانات ہوں اسی طرف چلتے جائیں تو آزاد کشمیر پہنچ جائیں گے۔مجاہدین نے بزرگ کے بتائے ہوئے راستے پر شیر کے پاؤں کے نشانات پر چلنا شروع کر دیا اور بحفاظت آزاد کشمیر پہنچ گئے۔

مرغ مکڑی اور کتا

ڈاڈ سرترال کے جناب کلیم اللہ نے اپنے ایک مجاہد ساتھی حکیم اللہ کے ساتھ پیش آنے والے واقعے کی کہانی سنائی۔

ہمارے علاقے میں بھارتی فوج نے خانہ تلاشیاں شروع کر رکھی تھیں۔حزب المجاہدین کا ایک نوجوان مجاہد حکیم اللہ کریک ڈاؤن میں پھنس گیا۔ گرفتاری سے بچنے کیلیے وہ زمین میں کھودی ہوئی ایک کمین گاہ میں داخل ہوا لیکن دشمن اس طرف آ سکتا تھا۔مجاہد کے دل میں خدشہ پیدا ہو گیا کہ دشمن کہیں تربیت یافتہ کتے نہ لے آئیں۔اس طرح زمین کی تہہ سے بھی اسے پکڑا جا سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے باہر سے کچھ لہسن اس کمین گاہ پر ڈال دیا تاکہ تربیت یافتہ فوجی کتا بو سونگھنے میں ناکام ہو جائے کتا نہ آیا فوجی آ گئے۔اب اس جگہ پر لہسن کی پوتھیاں بکھری دیکھ کر فوجی شک میں پڑ سکتے تھے۔مجاہد کو اب بھی اپنی گرفتاری کا ڈر تھا کہ وہاں ایک مرغا آ گیا اس نے لہسن کے سارے ٹکڑے چن لیے اسکے بعد وہاں سے ایک کتے کا

گذر ہوا اس نے پنجے مار کر اس جگہ کے تمام نشانات مٹا دیئے۔ مجاہد یہ دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کمین گاہ میں چھوٹے چھوٹے سوراخ بھی ہیں۔ ان سوراخوں کو دیکھ کر دشمن کو شک ہو سکتا تھا۔ اللہ نے ان سوراخوں کے لیے مکڑی بھیجی جس نے ان پر جالا بن دیا۔ سوراخ بند ہو گئے۔ تلاشی کے دوران فوجی اس جگہ پر آئے انہوں نے اس مقام کو چھان مارا۔۔۔ وہ اسکے سر پر سے باتیں کرتے ہوئے گزرے تھے، مگر کسی نے نیچے جھانک کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ فوج کے جانے کے بعد عوام بڑی تعداد میں وہاں پر جمع ہو گئے۔ انہوں نے مجاہد کو پناہ گاہ سے نکالا اور گلے لگا لیا، اس کو چوما، بہت سے جوان یہ ایمان افروز واقعہ دیکھ کر جہاد کے لیے نکل پڑے۔

جنگلی جانور گائیڈ بن گیا

مقبوضہ کشمیر ضلع کپواڑہ کے علاقے بہادر کوٹ سے تعلق رکھنے والے مجاہد محمد رفیق نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ہم تقریباً بیس مجاہدین کے ایک گروپ کے ہمراہ لیپا سیکٹر سے مقبوضہ کشمیر میں رات کے وقت داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے رات اندھیری تھی، ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔

ہم چلتے ہوئے بھارتی فوج کی ایک سرحدی چوکی کے قریب پہنچ گئے ہمیں بھارتی فوجیوں کی باتوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھی، اسی اثناء میں ایک جنگلی جانور نمودار ہوا اور ایک طرف چلنے لگا ہم نے اسے تائید ایزدی سمجھ کر اس کے پیچھے چلنا شروع کر دیا اور کپواڑہ پہنچ گئے، اچانک گیدڑ غائب ہو گیا اور ہم بخیریت اپنی منزل پر پہنچ گئے۔

ایک عجیب پرندہ نے میری رہنمائی کی

جہاد کے دوران عمر رسیدہ مجاہد کے ساتھ پیش آنے والا حیرت انگیز واقعہ۔

بارہ مولہ کے ایک عمر رسیدہ مجاہد میر بہادر نے اپنے جہاد کے سفر کے

Marfat.com

دوران اللہ کی تائید وحمایت کا واقعہ سنایا۔ میں عسکری تربیت کے لئے روانہ ہوا تو ایک دن عین آدھے سفر میں بلیک موشن کا شکار ہو گیا۔ میں جیسے تیسے قافلے کا ساتھ دیتا رہا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ جسم کی سکت جواب دینے لگی کچھ دور تک ساتھیوں نے سہارا دے کر چلایا لیکن پھر وہ بھی عاجز آ گئے۔ اٹھا کر لے جانا ان کے بس میں نہیں تھا۔ لاچار مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے کچھ دیر بعد میں اٹھا اور گرتا پڑتا روانہ ہو گیا۔ لیکن یہ سلسلہ ابھی زیادہ دیر نہ چل سکا اور ایک جگہ میں بے بس ہو کر گر پڑا۔ میں نے موت کو سامنے دیکھ کر تمام ضروری کاغذات وغیرہ ضائع کر دیئے اس وقت میں ایک پہاڑی کی بلندی پر کھڑا تھا۔ نشیب میں ایک نالہ بہ رہا تھا۔ میرے دل میں اس نالہ تک پہنچنے کی خواہش پیدا ہوئی لیکن اس تک چل کر جانا ممکن نہیں تھا۔ میرے ذہن میں ایک خطرناک ترکیب آئی۔ میں نے لڑھک کر نیچے پہنچنے کا فیصلہ کیا۔ اس میں جان سے جانے کا پورا پورا امکان تھا۔ لیکن اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہ تھا میں نے قرآنی آیات کے ورد کے ساتھ نیچے لڑھکنا شروع کیا اور اللہ کے بے پناہ فضل وکرم سے نالے کے قریب جا پہنچا۔ جسم پر خراشیں آئیں لیکن قابل برداشت تھیں۔ پانی وغیرہ پیا اور کچھ دیر آرام کے بعد دوبارہ روانہ ہوا اور کچھ دیر میں ساتھیوں کے پاس جا پہنچا ساتھیوں نے مجھے دیکھا تو خوش ہوئے انہوں نے ایک مجاہد اور ایک گائیڈ کو میرے ساتھ رہنے کی ہدایت کی ہم منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ اس دوران میں ایک مرتبہ پھر بلیک موشن کی زد میں آ گیا۔ نقاہت اس قدر ہو گئی کہ دو قدم چلنا بھی دوبھر ہو گیا۔ ٹانگیں کانپ رہیں تھیں اور سر چکرا رہا تھا۔ دونوں ساتھی بھی مجھ سے مایوس ہو کر اجازت لے کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے کچھ دیر بعد پھر اٹھا لیکن چند قدم چل کر ہی گر پڑا۔ چاروں طرف سے مایوس ہو کر میں نے تیمم کیا اور بیٹھے بیٹھے نماز کی نیت کر لی۔ پہلی رکعت میں سورہ رحمٰن اور دوسری میں سورہ مزمل کی تلاوت کی تو سرور آ گیا۔ میں نے آٹھ رکعت نماز نفل ادا کی۔ نماز کے دوران بے اختیار آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور دل سے دعائیں نکلنے لگیں۔ دعا کے بعد میں نے محسوس کیا کہ جیسے میرے جسم کی توانائی

Marfat.com

لوٹ رہی ہے۔ میں نے فوراً سفر شروع کیا پاؤں جو پہلے من من بھر کے وزنی محسوس ہوتے تھے اب ہلکے پھلکے لگ رہے تھے۔ لیکن اب بھی ایک مسئلہ موجود تھا۔ میرا کوئی رہنما نہیں تھا جو ان اجنبی راستوں پر میری رہنمائی کر سکے۔ میں پھر بھی چلتا رہا اور آخر وہی ہوا میں ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں سارے راستے ختم ہو گئے تھے۔ فکر و پریشانی نے ایک مرتبہ پھر اللہ کے سامنے سر بسجود ہونے پر مجبور کیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک پرندہ دکھائی دیا۔ شکل و صورت اور آواز بالکل کوے جیسی تھی لیکن جسامت میں حیرت انگیز طور پر بڑا تھا بلکہ ایک بھیڑ کے برابر۔ اسے دیکھ کر میں خوف زدہ ہو گیا اور ایک پتھر کی اوٹ میں بیٹھ گیا۔ وہ ٹلنے کے بجائے میرے پاس آ بیٹھا۔ عاقل را اشارہ کافی است میں اٹھا تو پرندہ بھی اڑ گیا۔ میرا سارا خوف نکل چکا تھا۔ میں بھی اس کے پیچھے روانہ ہو گیا وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑتا رہا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ اس طرح میں اس کی رہنمائی میں چلتا رہا۔ ہم دونوں ایک ایسے میدان میں پہنچے جہاں قدم آدم کے برابر گھانس تھی۔ یہاں وہ پرندہ غائب ہو گیا۔ تاہم اس کی آواز بدستور آتی رہی اور میں آواز کے تعاقب میں چلتے ہوئے کئی گھنٹے کے سفر کے بعد ایک ٹوٹے پھوٹے مکان کے دروازے پر پہنچا۔ یہ مکان آزاد سرزمین کے کسی باسی کا تھا اور میں منزل پر پہنچ چکا تھا۔

دو ببر شیر مجاہدین کے پہرے دار

یہ میرے لئے ایک یادگار کاروائی تھی کیونکہ یہ ہمارے چیف کمانڈر بھائی ساجد جہاد کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری تھی اللہ نے مجھے اس میں کامیابی و کامرانی عطا کی تھی جہاں تک اللہ کی مدد و نصرت کا تعلق ہے تو ایسے ایسے وقعات مجاہدین نے دیکھے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے ایک اہم واقعہ جو میرے ساتھ پیش آیا عرض کرتا چلو تحصیل لولاب کے ایک جنگل میں ہمیں رات ہوگئی آگے چلنا محال ہوا تو ساتھیوں کے مشرہ سے رات وہیں گزارنے کا ارادہ کرلیا حالانکہ قریب ہی دشمن کا کیمپ تھا پہرہ کی ترتیب لگا کر ہم سو گئے ابھی دوسرے ساتھی کا پہرہ تھا

وہ دوڑتا ہوا امیر کے پاس آیا اور اطلاع دی کہ بابران کے دائیں اور بائیں جانب کوئی موجود ہے امیر نے اندھیرے میں دیکھا تو کوئی جانور نظر آئے اللہ کی مدد کے واقعات ذہن میں تھے انہوں نے کہا ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں بے خوف وخطر پہرہ دو مگر ان پر بھی نظر رکھو۔ اس کے بعد ساتھی پہرہ دیتے رہے جب صبح کا اجالا نمودار ہونے لگا تو امیر نے ہم سب کو جگایا اور اللہ کی واضح مدد دکھائی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ دو ببر شیر تھے جو رات بھر ہمارے دائیں اور بائیں طرف بیٹھے رہے روشنی ہوتے ہی وہ وہاں سے چلے گئے اور جنگل میں غائب ہو گئے۔

ہمایوں شہید نے شیر کو کہا جہاں سے آئے ہو واپس چلے جاؤ

ہمایوں بھائی کی شادت کے بیس روز بعد حنفی شہید بیس کیمپ مظفرآباد پہنچے۔ انہوں نے ہمایوں شہید اور اور ان کے ساتھ شہید ہونے والے صوابی مردان کے پنج پیراں کے خالد خان کی کلب ہال مظفرآباد میں ۵ دسمبر ۱۹۹۶ء کو شہید کانفرنس میں شرکت فرمائی. وقاص عرف حنفی ساڑھے تین سال بعد کشمیر سے واپس کیمپ پہنچے تھے انہوں نے ہمایوں شہید کے گھر جا کر ہمایوں بھائی کی شہادت کے متعلق بتاتے ہوئے کہا کہ ہمایوں بھائی جیسا نڈر بے باک اور انتہائی مخلص مجاہد نہیں دیکھا جس نے ایک بار جنگل میں شام کو شیر کی آواز سنی سب ساتھی پوزیشن لے کر بیٹھ گئے ہمایوں بھائی نے ہم سب کو فائر نہ کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اگر شیر ہماری طرف آ بھی گیا تو اس پر فائر نہیں کرنا جس طرف سے شیر دھاڑیں مارتا ہوا آ رہا تھا ہمایوں بھائی اس طرف چلے گئے اچانک شیر ہمایوں بھائی کے سامنے آ گیا ہم سب حیران رہ گئے جس وقت ہمایوں بھائی نے شیر کو آواز دی رک جاؤ جس طرف سے آئے ہو واپس چلے جاؤ ہمایوں بھائی کی آواز پر شیر اپنے پنجوں پر منہ رکھ کر بیٹھ گیا ہم سمجھ رہے تھے کہ اب شیر ہمایوں بھائی پر حملہ کرے گا پنجوں پر منہ رکھنے کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ اب چھلانگ لگانے کی تیاری کر رہا ہے لیکن ہوا یوں کہ شیر دھاڑیں مار مار کر واپس چلا گیا۔ ہم سب کی جان میں جان آئی اور ہمایوں بھائی کو

Marfat.com

ہمت اور دلیری پر مبارک باد یں دیں کہ آپ کی وجہ سے ہم سب بچ گئے۔ واقعتاً ہمایوں بھائی خود قربان ہو گئے اور ہمیں آخری جھڑپ میں بچالیا۔ حنفی شہید نے بتایا کہ ۲ نومبر ۱۹۹۶ء کی خونریز جھڑپ کے بعد انڈین آرمی کے ۱۶ افسران جو مجاہدین اور ہمایوں بھائی کی گولیوں سے مردار ہوئے جن میں ایک کرنل ایک میجر شامل تھے ایک ہیلی کوپٹر پر ان کی لاشیں سرینگر لے جائی گئیں۔

بندروں نے محصور مجاہدین کو بچالیا

بھارت فوجیوں نے فائرنگ بند کر دی اور مجاہدین محفوظ مقام پر پہنچ گئے
مقبوضہ وادی میں دو سال بھارتی فوج سے جہاد کرنے والے البر کے مجاہد عبدالرحمٰن تیمی اللہ عبرت و تائید کا ایک وقعہ بیان کرتے ہیں'' ہم سات مجمدین پر مشتمل گروپ کپواڑہ کے علاقے لولاب کے گھنے جنگلوں میں اپنی کمین گاہوں میں تھے کہ پہرہ پر موجود ساتھی نے بتایا کہ چاروں طرف سے بھارتی فوجی اس پہاڑی جنگل میں کو گھیر رہے ہیں ایک ہی پہلے ہم نے ایک کانوائی پر حملہ کیا تھا ہماری غلطی تھی کہ ہم نزدیکی کمین گاہ میں آگئے اب اسے گھیرا جا چکا تھا ہم ن مجاہد جو پہلے ہی تیار تھے اس گھیرے سے نکلنے کی لئے صالح مشرہ کرنے لگے لیکن کوئی راستہ بجھائی نہیں دے رہا تھا گذشتہ حملے کی وجہ سے ایمونیشن بھی کم تھا بہر حال ہم نی ایک سمت بڑھنا شروع کر دیا کافی اگے جا کر ہمیں پوزیشن لئے ہوئے بھارتی فوجی نظر آگئے ہم مجاہدین نے نے آپس مین فاصلہ رکھ کر تھوڑا نزدیک جا کر ان پر اچانک حملہ کر دیا ہم چونکہ اوپر تھے اس لئے کامیاب رہے لیکن جلد ہی اندازہ ہو گیا کہ ہم بری طرح پھنس چکے ہیں چاروں طرف سے بھارتی فوجی ہماری طرف فائرنگ کر رہے تھے ابھی بامشکل ڈیڑھ گھنٹہ گزرا تھا کہ ڈیڑ دو سو بندرون کا ایک غول ہمارے پیچھے سے نمودار ہوا اور شور مچاتا ہوا دائیں سمت بھاگنے لگا ہمارے لئے یہ ایک موقع تھا ہم نی اس سے فائدہ اٹھایا اوران بندروں میں شامل ہو کر نکلنے لگے یقیناً یہ بندر ہماری مدد کے لئے اللہ نے بھیجے تھے کہ ان بندروں نے ہمیں اپنے گھیرے میں لے کر بھاگنا

Marfat.com

شروع کر دیا، دائیں طرف کے طرف بھارتی فوجی ان بندروں کو دیکھ کر فائرنگ بند کر چکے تھے لیکن کیوں؟ یہ معلوم نہیں شاید ''وہ انہیں اپنا ہنومان سمجھتے ہوں گے'' دوڑھائی گھنٹہ مسلسل دوڑ کے بعد جب ہم تھک گئے تو دس پندرہ پندرہ بندرہی رہ گئے تھے وہ بھی ہم سے آگے نکل کر غائب ہو گئے لیکن ہم جس جگہ پر تھے وہ جگہ بھارتی فوجیوں سے دور تھی، اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں لڑنے والوں کی اسی طرح مدد کیا کرتا ہے۔

غیبی امداد: شیر نے مجاہدین کشمیر کی رہنمائی کی:

مجاہدین کو اپنی منزل کا کچھ پتہ نہ تھا، دعا کے بعد اچانک کہیں سے ایک شیر نمودار ہوا۔

مختار احمد میر جہاد کشمیر کے ایک نامور کمانڈر گزر چکے ہیں۔ اب شہید ہو کر اللہ کے حضور پہنچ چکے ہیں، ان کے ساتھ دوران سفر ایک واقعہ پیش آیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد کشمیر کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد حال ہے، انہوں نے یہ واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ ہمارا قافلہ بیس کیمپ میں مقبوضہ کشمیر میں داخل ہو رہا تھا۔ دو دن اور دو رات کے مسلسل سفر کے باوجود منزل کا دور دور تک نشان نہیں تھا۔ تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گئے، گائیڈ ہمیں چھوڑ کر راستے کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا مگر ۴۸ گھنٹے گزر جانے کے باوجود بھی واپس نہ آیا، مجبور ہو کر ہم نے اللہ کے بھروسے پر دوبارہ سفر شروع کر دیا لیکن منزل تھی کہ قریب آنے کا نام نہیں لیتی تھی، تھکاوٹ سے دو قدم چلنا بھی مشکل ہو گیا تھا، فیصلہ ہوا کہ مشکل کشا اور کارساز خدائے بزرگ و برتر کے حضور تمام قافلہ اپنی بے بسی اور لاچارگی کا مقدمہ پیش کرے اجتماعی دعا ہوئی، چمکتے دمکتے نورانی چہروں پر آنسو جاری ہو گئے سب نے گڑگڑا کر مالک دو جہاں سے مدد کی دعا کی۔ دعا ختم ہوئی سفر شروع ہوا، اللہ کی مدد ایک شیر کی صورت میں ظاہر ہوئی ایک طرف سے اچانک شیر آیا سب کو خوف محسوس ہوا لیکن یہ وہ شیر نہ تھا جو انسان کو مار ڈالے، یہ تو اللہ کا بھیجا ہوا خادم تھا، شیر نے اپنے منہ میں ایک مجاہد کی قمیض پکڑی اور ایک طرف چل دیا، وہ آگے آگے جا رہا تھا اور مجاہدین اس کے پیچھے پیچھے یہاں تک کہ وہ منزل پر پہنچ گئے۔

Marfat.com

عجیب پرندے نے ہمیں ڈھانپ لیا:

میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے موت کا انتظار کررہا تھا کہ اللہ کی مدد آ پہنچی:

آرونی چھانہ پورہ کے مجاہد عبدالسلام نے اپنے ساتھ پیش آنے والے تائید الٰہی کے ایک واقعے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ہم مقبوضہ سرزمین سے آزاد سرزمین کی طرف سفر کررہے تھے، ہمارا قافلہ کئی دن سے رواں تھا، خورد ونوش کی چیزیں چند دنوں کے لئے تھیں جو ختم ہوگئی تھیں، دشمن کی نظروں سے بچنے کے لئے ہم نے قصداً لمبا راستہ اختیار کیا تھا، چلتے چلتے میری ٹانگیں جواب دے گئیں، چند قدم چلنا بھی دوبھر ہوگیا۔ مایوس ہوکر میں ایک جگہ اکیلا بیٹھ گیا، قافلے والوں نے میری درخواست پر مجھے چھوڑ کر سفر جاری رکھا، دور دور تک آبادی کا کوئی نشان نہیں تھا، چاروں طرف درخت اور جھاڑیاں تھیں، رات وحشت کے سائے ڈالنے لگی تھی، بھوک اور تھکان نے زندگی کی آس ختم کردی تھی، رات کی تاریکی سردی بھی ساتھ لے آئی، سردی اس قدر بڑھ گئی کہ خون رگوں میں جمنے لگا۔ میں کلمہ پڑھ کر لیٹ گیا اس یقین کے ساتھ اب اس جہاں سے ناطہ ٹوٹنے میں دیر نہیں لگے گی، چند لمحوں بعد کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ میں نے آنکھیں نہ کھولیں اس لئے اس کہ ہمت ہی نہیں تھی، دل میں خیال آیا کہ شیر ہوگا جو چیر پھاڑ کر میرا کام تمام کردے گا۔ یہ سوچ کر میں ساکت پڑا رہا، تھوڑی دیر کے بعد جانور میرے پاس آ گیا، گھرے اندھیرے کی وجہ سے کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا کہ یہ کون سا جانور ہے چند لمحوں بعد نرم بالوں والا ایک جانور مجھ سے لپٹ گیا اس نے بانہوں میں مجھ کو جکڑ لیا، حیرت انگیز طور پر میں بالکل خوف زدہ نہ ہوا بلکہ اپنائیت محسوس کی، چند لمحوں میں میرا جسم گرم ہوگیا اور میں سوگیا۔ دن کا اجالا چھایا تو میں بیدار ہوا جانور ابھی تک مجھ سے لپٹا ہوا تھا، میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو جانور بھی خاموشی سے مجھ سے الگ ہوگیا، میں نے اٹھ کر اپنے محسن کو دیکھا اس کی شکل وصورت مرغی سے ملتی جلتی تھی لیکن وہ مرغی سے دس گنا بڑا تھا۔ اس نے اپنے بڑے بڑے پروں سے میرے

Marfat.com

کو ڈھانپ لیا تھا، میں نے احسان بھری نظروں سے اسے دیکھا وہ وہاں چل دیا اور لحوں میں میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ میں اب خود کو توانا اور تر و تازہ محسوس کر رہا تھا راستے کا کوئی علم نہیں تھا مگر بزرگوں سے سنا تھا کہ کشمیر کے تمام دریا اور راستے پاکستان پہنچتے ہیں میں بھی قریب ہی بہنے والے ایک نالے کا دامن تھام کر اپنے خوابوں کی سرزمین پر پہنچ گیا۔

شہد کی مکھیاں شہید کی محافظ بن گئیں:

سوڈانی مجاہد کی دعا قبول ہوئی، کوئی کافر ان کے جسد خاکی کو ہاتھ نہ لگا سکا۔ البدر مجاہدین سے تعلق رکھنے والے عبدالرحمٰن تمیمی جنہوں نے مقبوضہ کشمیر میں دو سال بھارتی افواج سے مقابل کیا نے ضرب کلیم کے نمائندے سے بات کرتے ہوئے ایک ایسا واقعہ بتایا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ اپنے مجاہدین کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے ضلع بڈگام کے ایک گاؤں بنڈے گام میں ایک سوڈانی مجاہد شیخ عبدالرحمٰن تھے ان کی عمر ج ۴۰ سال کے قریب تھی انہوں نے کئی ایکشن کئے اور درجنوں بھارتی فوجیوں کو ہلاک کیا شیخ عبدالرحمٰن کی طرف ایک دعا تھی کہ ''یا اللہ شہادت کے بعد انڈین آرمی کے ناپاک ہاتھ ان کے جسد خاکی کو نہ چھو سکیں'' وہ یہ دعا ہر نماز کے بعد مانگا کرتے تھے چنانچہ ایک دن بنڈے گام میں ہی وہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ کریک ڈاؤن میں پھنس گئے دونوں ساتھیوں نے پانچ گھنٹے مقابلہ کیا، بھارتی اہلکاروں کو ہلاک کرنے کے بعد ان دونوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ان کو شہید کرنے کے بعد بھارتی فوج جب شیخ عبدالرحمٰن کے ساتھی سے گن اور چیسٹر حاصل کرنے کے بعد ان کے قریب آئے تو ان کو شہد کی مکھیوں نے اپنے گھیرے میں لے لیا جیسے ہی کوئی بھارتی فوجی ان کے پاس جاتا تو شہد کی مکھیاں اس پر حملہ کر دیتیں تمام ممکنہ کوششوں کے بعد جب بھارتی فوجی ان کے نزدیک جانے میں ناکام رہے تو بھارتی فوج کے سی او نے ایک مقامی آدمی کی بندوق کی نوک پر شیخ عبدالرحمٰن کے جسد خاکی کے پاس بھیجا

Marfat.com

تاکہ وہ ان کے گن اور چیسٹر حاصل کرے مقامی آدمی ڈراسہا پہنچا تو شہید کی مکھیوں نے اسے کچھ نہ کہا اور وہ بآسانی گن اور چیسٹر لے آیا اس کے بعد پھر سی او اپنے اپنے کچھ اہلکاروں کے ہمراہ شہید کے پاس پہنچا تو اچانک ہی شہد کی مکھیوں نے ان پر حملہ کردیا اور وہ حواس باختہ واپس بھاگ کھڑے ہوئے اور بالآخر شیخ عبدالرحمٰن کے جسِ خاکی کو چھوئے بغیر واپس چلے گئے، گاؤں کے مقامی افراد جب شیخ عبدالرحمٰن تیمی کی لاش کے پاس پہنچے تو شہد کی مکھیاں غول کی صورت میں دور ہٹتی چلی گئیں، شیخ عبدالرحمٰن سوڈانی کو دفنانے کے بعد ان شہد کی مکھیوں نے ان کی قبر کے نزدیک ایک درخت پر اپنا چھتہ بنالیا۔ البدر کے ساتھی کہتے ہیں کہ جب بھی ہم ان کی قبر کے پاس جاتے ہیں تو شہد کی مکھیاں ان کی قبر کے گرد اڑتی پھرتی تھیں شیخ عبدالرحمٰن کی دعا اللہ نے پوری کی اور ان شہد کی مکھیوں کو شہید کا محافظ بنادیا۔

کشمیری مجاہدین کی کھانے پینے کی غیبی امداد

۴۲ گھنٹے پانی نہیں ملا

وہ بے ہوش ہو گیا غیب سے تین آدمی کھانا لائے

ایک نوجوان مجاہد نے بتایا کہ ۲۶ جنوری کو ہمارا قافلہ روانہ ہوا۔ چار دن تک برف میں مسلسل سفر کیا اور زمین کی شکل نہ دیکھی مجھے گردے کی تکلیف ہوگئی اور ڈاکٹر کی ہدایت ہے کہ روزانہ دس یا بارہ دفعہ پانی پیوں مگر ۴۲ گھنٹے تک پانی کی شکل نظر نہ آئی ایک جگہ پر کچھ پانی نظر آیا تو گائیڈ نے پینے سے منع کر دیا اور کہا کہ اگر یہ پانی پی لیا تو پھر آگے نہ جا سکو گے میرے ساتھیوں کی بڑی بری حالت تھی بھوک، تھکاوٹ اور کمزوری نے حالت کو ابتر کیا ہوا تھا، مگر پاکستان کی سرزمین کو دیکھنے کا جنون ہمیں کھینچے چلا جا رہا تھا۔ ایک ساتھی کے کپڑے پھٹ گئے اور اسکی ذہنی حالت بہت خراب ہوگئی وہ اول فول بکنے لگا ہم تینوں ساتھی حالت خراب ہونیکی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور باقی قافلہ کافی آگے چلا گیا باقی قافلے والوں سے ہم نے درخواست کی تھی کہ وہ چلے جائیں اگر ہم بچ گئے تو آ جائیں گے، ہم کافی دیر تک برف میں پڑے رہے پھر چلنے کا فیصلہ کیا اٹھے دیکھا کہ تیسرا آدمی شہید ہو چکا تھا شہید سمجھ کر ہم چل پڑے لیکن جب ہم یہاں پر پہنچے تو تیسرا آدمی ہم سے پہلے یہاں پہنچ چکا تھا اس آدمی نے ہمیں بتایا" جب میں ہوش میں آیا تو میں برف کے اندر دبا ہوا تھا بڑی مشکل سے اپنے اوپر سے برف ہٹائی، بھوک اور پیاس سے برا حال تھا میں نے اللہ سے دعا کی کہ یا اللہ! تیرے راستہ میں نکلا ہوں اگر تیرے نزدیک میرا یہ نکلنا نیکی ہے تو پھر اس نیکی کے بدلے میں میری مدد فرما اور مجھے پاکستان کی سرزمین تک پہنچا دے دعا کے تھوڑی دیر بعد تین آدمی آئے وہ —

Marfat.com

لیے کھانا لائے تھے انہوں نے مجھے کھانا کھلایا کھانا کھاتے ہی ایسے محسوس ہوا کہ جیسے میں بالکل ٹھیک ہو چکا ہوں۔ دردیں اور تھکاوٹ بالکل غائب ہو چکی تھی میں نے ان سے پاکستان کا راستہ پوچھا میں راستہ کی طرف دیکھنے لگا جونہی نظریں گھما کر میں نے واپس انکی طرف دیکھا تو وہ غائب ہو چکے تھے میں تیزی کے ساتھ انکے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہوا آپ سے پہلے یہاں تک پہنچ گیا۔ معلوم نہیں کہ وہ راستہ شارٹ کٹ تھا یا پھر اللہ نے میرے لیے ہی شارٹ کٹ کر دیا۔

جنگل میں روٹیاں مل گئیں

محمد یوسف (عرف جری کشمیری) پلوامہ اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کا ذکر کرتا ہے۔

''ہم کئی دنوں سے راہ جہاد کے سفر میں محو تھے۔ پہاڑوں کے اتار چڑھاؤ نے ہمیں سخت تھکا دیا تھا اور کھانے کا سامان ختم ہو گیا تھا سخت بھوک اور پیاس کے عالم میں منزل کے آثار کا دور دور تک پتہ نہ تھا۔ سب پریشان ہو چکے تھے اور کچھ نہیں سوجھ رہا تھا، جن پہاڑوں سے ہم گزر رہے تھے، ان پر کانٹے دار جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں تھا ایسی گھاس اور پتے بھی نہ تھے کہ جن کو کھا کر کچھ طاقت حاصل کی جاسکے پریشان ہو کر سب بیٹھے اور مشاورت سے یہ طے پایا کہ خشوع وخضوع سے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کرتے ہیں اگر ہم واقعی جہاد کرتے ہیں اور ہماری مساعی اللہ کو پسند ہیں تو اس کا وعدہ ہے۔ ''میری مدد کرو میں تمہاری مدد کروں گا'' نماز ادا کرنے کے بعد ہم نے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ بہ حضور الٰہی دعا کی اپنی بے بسی پیش کی اور مجاہدین کے ساتھ اسکے وعدوں کا حوالہ دیا دعا کے بعد ہم سب ایک جگہ پر بیٹھ گئے چلنے کی طاقت نہ تھی۔

اسی اثناء میں ہمارا ایک ساتھی اٹھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ کھانے کے لیے گھاس تلاش کرے اس کی نظر ایک بڑے پتھر پر پڑی وہاں کچھ نہ تھا صرف ایک پوٹلی سی تھی وہ تیزی سے اسکی طرف لپکا اس میں ڈیکھا تو لپٹی ہوئی آٹھ روٹیاں

Marfat.com

اس نے ہم سب کو پکارا۔ ہم لپک کر گئے اور اس پتھر پر ہی بیٹھ کر شکم سیری کی سب نے خوب سیر ہو کر روٹی کھائی تو نصف بچ گئی۔ یہ نصف روٹی اسی پتھر پر رکھی اور اللہ کا شکر ادا کیا اور آگے بڑھ گئے۔

جب اللہ پاک نے ہمارے لیے جنگل میں بکرا بھیجا:

بھائی محمد شفیق بتلاتے ہیں کہ پچھلے سال الیکشن کے دنوں میں آرمی نے ہندوؤں کی بار بار اور پرزور شکایت پر اس سلسلہ ہائے کوہ میں ہمیں تلاش کرنا شروع کر دیا جو ہماچل پردیش کے پہاڑی سلسلے سے جا ملتا ہے۔ ہر سو فوج ہی فوج تھی چنانچہ ہم نے اپنا ٹھکانہ چھوڑ کر کھلے جنگلوں کی راہ لی ایک جگہ آرمی کے ساتھ ہماری جھڑپ بھی ہوئی۔ مگر اس جھڑپ میں بھی ان کے بارہ فوجی مردار ہوئے ہمیں اللہ نے محفوظ رکھا۔

ہم مجاہدین تین تین کی ٹولیوں میں ہو گئے، ہمارے پاس جو راشن تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔ چنانچہ اگلے تین دن بھوک کی حالت میں گزر گئے، اور جب شدید بھوک لگی تو درختوں کے پتے کھانے لگے، اسی حالت میں چوتھا دن بھی گزر گیا فوج ابھی موجود تھی چنانچہ ہم نے قرآن کی تلاوت کی اور پھر رو رو کر اللہ سے فریاد کرنے لگے اے اللہ! تو ہی کھانا کھلانے والا ہے آج تو ضرور ہی کہیں سے کھانا کھلا دے اس جنگل میں کھانا کہاں ہے ہمیں نہیں پتہ، ہم تو کھانا کھانا چاہتے تھے۔ غرض یہ کہ یہ دعا مانگ کر ابھی ہم نے ہاتھ نیچے کیے ہی تھے کہ ایک بکرے کی آواز ہم نے سنی وہ زور زور سے بول رہا تھا۔ ہم ادھر کو گئے تو وہ اکیلا ہی تھا وہاں کوئی بندہ بشر اور نہ تھا۔ ریوڑ کا وہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ برف باری ہو چکی تھی لوگ نیچے اتر چکے تھے۔ چنانچہ ہم نے اس چھترے کو اللہ کی مہمان نوازی خیال کیا، اسے ذبح کیا اور جنگل کی لکڑیوں کے ساتھ پتھر پر اسے بھون کر کھاتے رہے۔ تین دن ہم نے اسے کھایا۔ پھر آرمی چلی گئی اور باقی ساتھیوں سے ملاقات ہوئی اور انہیں بھی کھلایا، بحمد للہ ہمارا ایمان پہلے سے بھی بڑھ گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں جم جانے والے کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتے۔ ان کی مدد کرتے ہیں۔ (تحریر امیر حمزہ)

Marfat.com

کشمیر کے مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد کے واقعات

ایک شاعر نے سچ کہا ہے۔

فضاء بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

یقیناً جب مسلمان خدائے ذوالجلال کی ذات اقدس پر مکمل بھروسہ کر کے میدان جنگ میں کود پڑتے ہیں تو پھر نصرت خداوندی کے ایسے مناظر دکھائی دیتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایسے ہی حیرت انگیز نصرت غیبی کے چند واقعات یہاں تحریر کر رہا ہوں جو زامہ خولہ کی تاریخی جنگ میں مجاہدین حرکتہ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں اوران کے ساتھ پیش آئے۔

جو افراد اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتے ہیں، جب وہ مشکل حالات میں پھنس جاتے ہیں اور اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں تو اللہ ایسے طریقوں سے ان کی مدد کرتا ہے جنہیں ہماری عقل سمجھ نہیں پاتی۔ کشمیر میں بھی اللہ، راہ جہاد میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کا جذبہ لے کر نکلے ہوئے مجاہدین کی ایسے ہی طریقوں سے مدد فرما رہا ہے۔ مجاہدین بیشمار نا قابل یقین مگر ایمان افروز واقعات سناتے ہیں۔ ذیل میں جہاد کشمیر کے چند ایسے ہی ایمان افروز واقعات دیئے جا رہے ہیں۔

فرشتہ صفت بزرگ کی مدد

جمعیت المجاہدین کے سیکٹر کمانڈر یحیٰ خان نے یہ ایمان افروز واقعہ سنایا کہ مارچ ۱۹۸۹ء میں عسکری تربیت حاصل کرنے کے لئے مجاہدین کے قافلہ کے ہمراہ بیس کیمپ آ رہا تھا۔ سیز فائر لائن پر جب ہمارا قافلہ پہنچا تو برف باری شروع ہوگئی۔ ابھی ایک بلند و بالا پہاڑ کو عبور کرنا تھا بھوک اور پیاس نے تنگ کر رکھا تھا

کر دیا۔ برفباری کی وجہ سے مجاہدین راستہ بھول گئے اور میں قافلہ سے بچھڑ گیا۔ سامنے بھارتی فوج کی چوکیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ میں نے ایک سمت کا تعین کر کے کہ اس طرف آزاد کشمیر کی سرزمین ہے، چلنا شروع کر دیا کہ اچانک میرا پاؤں پھسل گیا اور میں نے کئی سو گز نیچے کھائی کی طرف لڑھکنا شروع کر دیا۔ برف کی وجہ سے کوئی جھاڑی بھی نہیں تھی جس کو میں پکڑ سکتا۔ میں نے کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا۔ اچانک ایک سفید پوش نورانی چہرے والے بزرگ نے مجھے پکڑ لیا اور کہا اکیلے کہاں جا رہے ہو، چلو میں تمہیں تمہارے ساتھیوں تک پہنچا آتا ہوں۔ اس بزرگ نے مجھے کھانے کے لئے ایک میٹھی چیز دی جس سے میری بھوک اور پیاس ختم ہوگئی۔ بزرگ نے میرا ہاتھ پکڑ کر چلنا شروع کر دیا اور میرے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا۔ قافلے کے باقی لوگ ایک نالے میں بیٹھے میرا انتظار کر رہے تھے۔ جب میں ساتھیوں کے پاس پہنچا تو وہ بزرگ اچانک غائب ہوگئے۔ ہم سفر کرتے ہوئے باحفاظت بیس کیمپ پہنچ گئے۔

اللہ کے لطف کرم کا ایک ایمان افروز واقعہ

بھائی ابو طارق بتلا رہے تھے یہ تو ہیں بڑے بڑے معرکے کہ جن میں اللہ نے شامل ہونے کی توفیق دی جب کہ جو چھوٹی موٹی کارروائیاں ہیں وہ تو بہت ہیں۔ ایسے ہی ہم ایک بار ایک گاؤں میں تھے کہ اچانک ملٹری آ گئی۔ ہم کچھ ساتھی تو آگے تھے اور باقی سب ذرا فاصلے پر پیچھے تھے۔ اب اوپر سے یعنی پہاڑ کی بلندی سے جب دو تین برسٹوں نے میرا رخ کیا تو ان میں سے ایک گولی میرے بغل کے نیچے سے قمیض کو پھاڑ کر نکل گئی مگر میں (الحمد اللہ) محفوظ رہا پھر میں نے ایک محفوظ سا راستہ دیکھا اور اس سے ہو کر دھان کے کھیت میں چلا گیا۔ وہاں پانی آیا ہوا تھا اور میں دو کھیتوں کے درمیان ''اوٹ'' پر لیٹ گیا۔ اب میں جوں ہی لیٹا تو تھکاوٹ کی وجہ سے نیند نے آ لی۔ چنانچہ میں سو گیا۔ یہ دن کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔ سورج بھی سر پر تھا قدرے گرمی بھی تھی۔ میں تین گھنٹے سویا رہا اور جب سو کر اٹھا تو صرف

Marfat.com

میرے سر پر ایک بدلی سایہ فگن تھی۔ لیکن باقی آسمان صاف تھا اور دھوپ خوب تھی۔

قارئین کرام غور کیجئے اللہ اپنی راہ میں نکلنے والوں پہ کس قدر اپنی رحمتیں سایہ فگن کرتا ہے اور کس قدر اپنے بندوں کے دلوں سے دشمن کا خوف نکال لیتا ہے کہ فارنگ کی بوچھاڑ میں اپنے بندے کو چاول کے کھیت میں میٹھی نیند سلا رہا ہے۔ اس طرح کہ جس طرح اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پہ جنگ احد میں اونگھ طاری کردی تھی اور پھر صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا یغشی طائفۃ منکم

پھر اللہ نے تم پر غم کے بعد امن دیا اور اونگھ طاری کردی جو تم میں سے بعض لوگوں پر چھا رہی تھی۔

تو اس طرح اللہ نے کشمیر میں مجاہدین پہ نیند طاری کر کے بادل سایہ فگن کر دیا اور دور صحابہ کی یاد تازہ کر دی اور بتلا دیا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین والا عقیدہ لے کر اگر آج بھی اس امت کے لوگ صحابہ کی طرح جہاد و قتال پر چل پڑیں تو میری مدد آج بھی ایسے بندوں کی راہ تک رہی ہے۔

ابن طارق نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا اب اٹھنے کے بعد مجھے شدید بھوک لگی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سول آدمی یعنی کشمیری جا رہا ہے۔ میں نے اسے بتلایا اور اس سے پوچھا کہ اب کیا صورت حال ہے۔ اس نے بتایا اب معاملہ بالکل ٹھیک ہے اور اس کے پاس جو کھانا تھا۔ اس نے میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور مزہ کی بات یہ ہے کہ وہاں لسی بڑی مشکل سے ان دنوں میں میسر ہوتی تھی اور ہمارا دل لسی کو بڑا چاہتا تھا۔ میں نے کیا دیکھا کہ اس کے پاس لسی بھی تھی جسے میں نے خوب پیا۔ اس کے بعد وہ مجھے اپنے گھر لے آیا۔ گاؤں میں پتہ چلا کہ افغانی جس پر برسٹ چلے تھے، وہ بچ گیا ہے تو ہر طرف سے مبارک بادیں شروع ہو گئیں۔ کشمیریوں کے گھر گھر خوشی کا سماں تھا۔
میرے سامنے دودھ پڑا ہے، فروٹ موجود ہے اور لوگ خوش ہو رہے

Marfat.com

میرے ساتھی بھی میری تلاش میں تھے اور اب میں بھی اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ چکا تھا۔

غور کیجئے یہ ہے اللہ کی مدد کہ دشمن کی برستی ہوئی گولیوں سے بھی محفوظ رکھا۔ اپنی رحمت سے نیند بھی پوری کردی اور اللہ نے جاگنے میں رزق بھی فراہم کردیا۔ سچ فرمایا ہے رب العالمین نے۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا. یرزقہ من حیث لایحتسب (الطلاق)

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے لئے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے خیال بھی نہ ہو۔

یعنی اللہ اپنے ان بندوں کا ہر دم خیال رکھتا ہے اور جو لوگ ان مجاہدوں کا خیال رکھیں۔ ان پر اپنا مال خرچ کریں ان کے بارے میں بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اظلہ اللہ فی ظلہ یوم لاظل إلا ظلہ

اللہ قیامت کے دن اسے اپنا سایہ نصیب کرے گا کہ جس روز اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

قارئین کرام تو یہ ہیں وہ اللہ کے ولی کہ جو اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لئے اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور اللہ کی مدد ان کے ساتھ ہوتی ہے اور وہ ایسے واقعات ظاہر کر کے بتلاتا ہے کہ اگر صدیق وفاروق جیسا ایمان لے کر آج بھی کوئی اس کی راہ میں دوڑ پڑے تو بدر کی طرح فرشتے اتر سکتے ہیں قطار در قطار۔

جب ہندوؤں نے اپنے ہی بے شمار فوجی بھون ڈالے

ہم ایک گاؤں ''رفیع آباد'' کے قریب اپنی منزل کی طرف جا رہے تھے حزب المجاہدین کے ساتھی ہمارے ساتھ تھے رات کے دو بجے تھے کہ ملٹری نے ہمارا گھیراؤ کیا۔ فائرنگ شروع ہوگئی۔ ہم اللہ کے فضل سے اس گھیرے سے نکل

Marfat.com

گئے۔ مگر رات کے اندھیرے میں ہندو فوج آپس میں ہی فائرنگ کر کے چھ ہندو فوجی مردار کر دیئے اور صبح انہوں نے ان کی لاشیں وہیں جلائیں جبکہ میں اس معرکہ میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور تین دن بعد اپنے ساتھیوں سے ملا۔

مجاہد کے کپڑوں سے گولیاں گزرتی ہیں لیکن اسے خراش نہیں آتی۔

ابو عکاشہ (عبداللہ سیاف شہید) جب پہلی دفعہ غازی بن کر آئے تو انہوں نے ہمیں اپنا واقعہ بیان کیا کہ پہلگام کے علاقہ میں ہم ہندو آرمی کا شکار کرنے کیلئے گھات میں بیٹھے تھے لیکن آرمی کو مخبری ہوگئی اور اس نے ہمارا محاصرہ کرلیا۔ ہم ایک باغ سے ہوتے ہوئے ایک ٹیکری پر آ گئے۔ ایک فوجی ہمیں دیکھ رہا تھا، ہمیں کیا معلوم تھا اللہ دشمن ہی سے ہماری مدد فرمائے گا۔ جب اس فوجی سے ہماری نظریں چار ہوئیں تو اس نے ہمیں کہا بھاگ جاؤ، نکل جاؤ اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس راستہ سے یعنی ادھر سے نکلو یہ محفوظ راستہ ہے لہذا ہم سائیڈ سے ہوتے ہوئے ایک طرف نکل گئے ہم نے دیکھا کہ ہمارے تین اطراف ملٹری ہے اور ہم ایک میدان میں ہیں۔ ساتھی ذرا نہ گھبرائے اور ایک ایک کر کے نکل گئے۔

اب میں اکیلا تھا۔ آرمی نے مجھ پر فائر کرنا شروع کر دیا میں نے اللہ سے دعا کی (اللھم شتت رمی الکافرین) پھر کیا تھا دشمن کی گولیاں میرے دائیں بائیں آگے پیچھے کپڑوں میں اور بعض گولیاں تو میری ٹانگوں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ تقریباً سات گولیاں تھیں جنہوں نے میرے کپڑوں میں جگہ جگہ سے سوراخ کر دیئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی اور میں بھی دشمن کے نرغے سے نکل کر بھائیوں کی پاس پہنچ گیا۔

پھر ابو عکاشہ بھائی غازی بن کر واپس تشریف لائے لیکن یہاں ان کا دل بالکل نہ لگا۔ ہر وقت واپس جانے کی تڑپ میں لگے رہے۔ دوبارہ جب نمبر لگا تو والدہ سے کہنے لگا کہ اب تو جنتوں میں ہی ملاقات ہوگی اور وھنیال سے لانچ ہوتے وقت انڈین آرمی سے مقابلہ ہوا اور پھر مردانہ وار لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔

Marfat.com

سوپور میں کرشمہ قدرت

سوپور کے علاقے میں جناب عبدالمالک کا گھر ہے دو مجاہد جناب محمد یوسف اور مقصود احمد ابرار اکثر ان کے گھر پر ٹھیرتے تھے۔ گھر کے سب افراد اپنے مجاہدوں کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کرتے۔ مجاہدین بھی ان سے بہت مانوس اور متاثر تھے۔ صوفی صاحب کا ایک چند سالہ بیٹا بلال احمد بھی دونوں مجاہدوں سے بے حد مانوس تھا اور ان کو ماموں کہتا تھا بلال کے ختنہ کرنے کا پروگرام بنا تو مجاہدین نے کہا ہم بلال کے ختنہ خود کریں گے۔ اس مبارک کام کے لئے جولائی کی سات تاریخ مقرر کی گئی لیکن دونوں مجاہد مقررہ تاریخ سے صرف دو دن پہلے پانچ جولائی کو ایک معرکہ میں ابن مسعود سوڈانی کے ساتھ شہید ہو گئے۔ اہل سوپور ان مجاہدین کی شہادت پر غمگین تھے۔ جناب عبدالمالک کا گھرانہ اپنے جاں سے بھی عزیز مجاہدوں کے لئے آرزدہ تھا بہت سے معمولات میں فرق پڑ گیا۔ بلال کی ختنہ کی تاریخ بھی تبدیل کر دی گئی۔ لیکن اچانک ایک عجیب و غریب واقعے کا ظہور ہوا۔

چند روز بعد ایک شب سحر وم بلال زور زور سے رونے لگا۔ ماں باپ نے دیکھا بچہ اپنے بستر پر نہیں۔ ڈھونڈا تو پتہ چلا بچہ صحن میں ایک کرسی پر بیٹھا رو رہا ہے۔ والدین نے بچے کو اٹھایا اور پوچھا کہ اسے کیا ہوا ہے تو اس نے بتایا۔

ابھی کچھ دیر پہلے یوسف ماما اور نادر ماما آئے تھے۔ انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور میرا ختنہ کر کے چلے گئے۔ بچہ مجاہدوں کو ماموں کے نام سے پکارتا تھا بچہ کو دیکھا گیا تو اسکا ختنہ ہو چکا تھا۔ تازہ تازہ خون زخم پر موجود تھا۔ صبح ہوتے ہی یہ خبر پورے محلے میں پھیل گئی۔ پھر شہر میں عام ہوئی۔ لوگ جوق در جوق عبدالمالک کے گھر آئے۔ ہزاروں لوگوں نے چشم خود مشاہدہ کیا۔ سری نگر سے صحافیوں کی ایک ٹیم خصوصی طور پر پہنچی۔ انہوں نے بچے سے مختلف سوال کئے بچے نے پوری تفصیل سے انکو بتایا کہ کیسے اس کے ماموں آئے اور کیسے اسے پکڑا اور ختنہ کر کے چلے گئے۔ اخبارات میں بھی یہ واقعہ چھپا۔ ہزاروں لوگوں نے پڑھ کر اپنے ایمان تازہ

Marfat.com

کئے۔ بعد میں اسی دن بچے کو ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں ڈاکٹروں نے ختنہ کو نہ صرف صحیح قرار دیا بلکہ یہ رپورٹ بھی دی کہ بچے کے زخم کی یہ حالت ختنہ کے تین دن کے بعد ہوتی ہے۔ ہسپتال میں لوگوں نے یہ سن کر اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ جذبات میں ایک طوفان برپا ہوا۔ آنکھوں سے آنسوں پھوٹ نکلے فضاء کافی دیر تک نعروں سے گونجتی رہی۔

بادل کا ٹکڑا ہمارے ساتھ چلنے لگا

ہم چھ ساتھی تھے۔ جموں کے علاقہ ڈوڈے سے آرہے تھے۔ راجوڑی کی طرف جارہے تھے موسم بالکل صاف تھا۔ آسمان پہ بادل کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ اچانک بادل کا ایک ٹکڑا آیا اور ہمارے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ ہم حیران تھے کہ یہ اللہ کی مدد کا نظارہ ہے مگر کس سلسلے میں۔ اس سے بے خبر تھے۔ چنانچہ ہم محتاط ہو کر چلتے رہے۔ جب دو گھنٹے چلنے کے بعد پہاڑ سے نیچے اترے تو عام سول کشمیری لوگ فوجیوں کا سامان لے کر اوپر چڑھ رہے تھے۔ بہر حال ان کشمیریوں نے ہمیں دیکھ کر سخت تعجب کا اظہار کیا اور پوچھا کیا تم

آرمی کے کیمپ سے آرہے ہو؟ ہم نے کہا کون سا کیمپ؟ انہوں نے بتایا کہ تم آرمی کے کیمپ کے درمیان سے آرہے ہو۔ اللہ اکبر اب ہمیں پتہ چلا کہ بادل کا سیاہ ٹکڑا اس لئے آیا تھا کہ ہم بے خبری میں آرمی کے کیمپ میں داخل ہو گئے تھے اور جوں ہی خطرے کی رینج سے نکلے تو بادل کا سیاہ ٹکڑا بھی غائب ہو گیا۔ آسمان تو پہلے ہی صاف تھا۔ اب ہم پھر دھوپ میں تھے۔ اس کے بعد ان کشمیریوں سے ملاقات ہوگئی۔

اللہ کی مدد کے رنگ، ابو یوسف عسکری کے سنگ، جو آٹھ دن تک بھوکا پیاسا معرکہ آراء رہا

ابو یوسف اللہ عسکری ایک معرکہ میں اس کے ساتھی شہید ہوئے۔ وہ ان سے بچھڑا اور پھر اکیلا ہی آٹھ دن تک بھوکا پیاسا برسرپیکار رہا۔ وہ اپنی داستان سناتے ہوئے بتاتا ہے۔ آرمی مجھے چاروں طرف سے ڈھونڈ رہی تھی جب کہ میں اللہ کا نام لے کر ایک جگہ دو دن اور ایک رات بیٹھا رہا۔ آرمی جب روشنی کے گولے پھینکتی تو اللہ کی قدرت مجھے اونگھ آجاتی اور میں خوف کھانے کے بجائے اطمینان کی دنیا میں چلا جاتا۔

اگلی رات کو میں پہاڑ کی چوٹی کے دامن سے نیچے اترا۔ ایک نالے میں چلنا شروع کیا۔ اگے کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے دو آدمی آرہے ہیں۔ میں سمجھا کہ آرمی کے لوگ ہیں۔ ابھی مجھے ہینڈاپ کہیں گے چنانچہ میں دو تین منٹ کے لئے چھپ گیا۔ جب جھاڑیوں سے نکلا تو وہ دونوں غائب تھے۔ اب میں نالہ کراس کر کے پھر چلنے لگ گیا۔ چلتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ میرے پیچھے بندے چل رہے ہیں۔ جب مڑکر دیکھا تو کچھ بھی دکھائی نہیں دیا غرض جب بھی چلتا بندوں کا کھٹکا سنائی دیتا اور جب ادھر ادھر اور مڑکر پیچھے دیکھتا تو کچھ بھی دکھائی نہ دیتا۔ اسی طرح رات بھر چلتے چلتے پچھلی رات جھاڑیوں کے ایک جھرمٹ میں چھپ کر بیٹھا۔ سردی انتہا کی تھی۔ برف باری کا موسم تھا۔ بہرحال مجھے بیٹھے بیٹھے نیند نے آلیا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا میرے دائیں اور بائیں دو آدمی بیٹھ گئے ہیں۔ سخت ترین سردی میں اب مجھے ذرہ بھر بھی سردی محسوس نہ ہو رہی تھی بلکہ میں ان کے جسموں کی حرارت کو محسوس کر رہا تھا۔ پھر دن چڑھ گیا۔ سارا دن وہیں بیٹھ کر گزارا۔ رات شروع ہوئی تو پھر چلنا شروع کیا۔ اس طرح پھر رات ہوگئی۔ غرض اب آٹھواں دن تھا جو مجھ پر طلوع ہوا اور میں اکیلا ہی جنگل میں آرمی سے مڈبھیڑ کرتا

Marfat.com

راستے کی تلاش میں تھا۔ میں نے اب ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھنے کی کوشش شروع کی۔ اللہ نے ہمت دی اور میں کھڑی چٹانوں کو عبور کرتا ہوا ٹاپ پر پہنچ گیا۔ یہ خاص اللہ کی مدد تھی۔ کیونکہ میں پچھلے آٹھ دنوں سے بھوکا پیاسا تھا۔ چار دن تو اس طرح گزرے کہ کھجوریں ہی چار تھیں۔ روزانہ ایک کھجور کھاتا رہا اتفاق کی بات ہے کہ ٹافیاں بھی چار تھی۔ روز آنہ کھجور کے ساتھ ایک ٹافی کھالیتا۔ اگلے چار دنوں میں بلکل ہی بھوکا رہا۔ ہر طرف برف ہی برف تھی۔ پیاس لگتی تو پانی بھی نہ ملتا۔ برف ہی کھانا پڑتی مگر برف کے کھانے سے پیاس اور زیادہ چمکتی بہرحال یہ خالص اللہ کا انعام تھا کہ بھوک کی ایسی حالت میں، میں نے ان کھڑی چٹانوں کو پار کرلیا اور صبح سے ان پر چڑھنے لگا اور شام کو چوٹی پر پہنچا۔

میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا جب میں نے وائرلیس سیٹ کھولا تو پاکستان میں ابوطلحہ کے ساتھ رابطہ ہوگیا۔ لشکر کے امیر بھائی ذکی الرحمٰن بھی وہیں تھے۔ ان سے بھی بات ہوئی۔ میرے زندہ رہنے کا کوئی یقین نہ رہا تھا کیونکہ سیٹ کے زریعہ رپورٹ تو پہنچ گئی تھی کہ میں اتنے دنوں سے غائب ہوں۔

میں جس چوٹی سے رابطہ کر کے خوش ہو رہا تھا یہ مقبوضہ وادی کی چوٹی تھے۔ چاروں طرف انڈین آرمی کے کیمپ تھے۔ رات پڑ چکی تھی چنانچہ اب میں اللہ کا نام لے کر لیٹ کر سو گیا۔ یہاں پھر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے میرے دائیں بائیں دو آدمی لیٹے ہوئے ہیں اور میں ان کی گرمی بھی محسوس کر رہا تھا اور وہ میرے دل میں یہ بات ڈال رہے تھے ڈرو نہیں نہ ہی غم کھاؤ۔ بہرحال رات کا آخری حصہ تھا۔ گہری نیند سو رہا تھا کہ جنگل کا چوہا آیا اور اس نے میرے منہ پر چڑھکر ناچنا شروع کردیا۔ پھر رخسار چاٹنے لگا۔ میں جاگا تو وہ بھاگ گیا۔ اب وقت تھا کہ مجھے اٹھ کر سوئے منزل روانہ ہونا تھا کیونکہ چاروں طرف آرمی تھی اور میں منہ اندھیرے نکل سکتا تھا لیکن نیند نے پھر آلیا۔ اب کے وہ چوہا آیا میرے منہ پر چڑھ گیا اور رخسار پر ناخن مارنے لگا چنانچہ میں اٹھا اور سمجھا کہ یہ اللہ کی مدد تھی جو چوہے کی شکل میں آئی وہ پیار سے مجھے جگا رہا تھا میں نہیں جاگ

گیا ہے اور وہی ہوا۔تھوڑا سا چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چاروں طرف آرمی کے کیمپ بینکرز ہیں۔اب اللہ سے دعا کی یا اللہ اتنے دن ہو گئے ہیں بھوک پیاس سے برا حال ہے۔تو ہی کفار سے نجات دلانے والا ہے۔ابھی دعا کی ہی تھی کہ اللہ نے دھند بھیج دی۔میں نے اس دھند کے دامن سے لپٹ کر خطرناک علاقے کو پار کیا آگے بارڈر آ رہا تھا۔وہاں پر مسلمانوں کی بستی نظر آئی۔وہاں گاؤں سے پہلے ایک کشمیری نہا رہا تھا۔پتہ چلا کہ اپنے آزاد خطہ میں ہوں تو بڑی خوشی ہوئی۔اس کشمیری کو صورت حال بتلائی تو وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔مکئی کی روٹی اور بکری کا تازہ دودھ پلایا۔اس کے بعد میں اپنی پوسٹ پر آیا تو وہاں ساتھی مل گئے۔جوں ہی ساتھی ملے۔اب ہمت بھی جواب دے گئی اور میں گر گر جانے لگا چنانچہ ساتھیوں نے اٹھایا۔ٹھکانے پر پہنچایا۔پھر ہسپتال پہنچا دیا۔پتہ چلا کہ گولی گھٹنے کی چپنی سے نیچے سے ہو کر گزر گئی۔مگر اللہ نے چپنی کو محفوظ رکھا بس اللہ ہی تھا جو مجھے دشمن کے علاقے میں چلاتا رہا......قارئین کرام ابوسیف اللہ عسکری کی داستان سن کر اور قدم قدم پر اللہ کی قدرت کے نظارے دیکھ کر دل جھوم اٹھا اور وہ کہ جو اسے گرمی پہنچاتے رہے۔وہ کون

گولیاں ہمارے قریب آ کر لگ رہی تھیں

عبدالمجید نے بتایا کہ جولائی ۱۹۹۴ء میں مجاہد فاروق کے ہمراہ میں جنگل میں خفیہ ٹھکانے میں موجود تھا۔مخبر کی اطلاع پر فوج نے جنگل کا محاصرہ کر لیا اور اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ہماری جوابی فائرنگ سے ۹ فوجی ہلاک اور تین شدید زخمی ہو گئے لیکن ہمیں خراش تک نہیں آئی حالانکہ گولیاں ہمارے قریب آ کر لگ رہی تھیں۔اس کے بعد فوج کو تازہ کمک پہنچ گئی اور اس نے مارٹر گولے پھینک کر جنگل میں آگ لگا دی لیکن اللہ تعالی نے ہمیں بچا لیا۔اور ہم فوج کا گھیرا توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔اس واقعہ کے بعد فوج کے بریگیڈ کمانڈر نے ہمیں زندہ پکڑ والے کو دو لاکھ روپے انعام دینے کا اعلان کیا۔ہر طرف مخبری کا جال

Marfat.com

پھلا دیا لیکن ہم ان کے درمیان رہتے ہوئے ان کے ہاتھ نہ لگے اور بھارتی فوج اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہو گئی۔

اللہ کی مدد کی چار واقعات

ملتان سے تعلق رکھنے والے ایک مجاہد نے بتایا ہم کشمیر کے اندر اللہ پر بھروسہ رکھ کر جہاد کرتے ہیں۔ کئی ساتھی ہمارے سامنے شہید ہوئے۔ کشمیری بھائی ہمیں پناہ دیتے ہیں۔ ہم ان کے گھروں میں چھپ کر رہتے ہیں۔ موقع ملتے ہی دشمن پر حملہ آور ہو کر ان کی قوت زائل کرتے ہیں۔

پھر وہ بتانے لگے رات کے وقت مجاہد ساتھی ہمیں تہجد کے لئے جگاتے ہیں۔ ہم چونکہ ایک اعلیٰ مقصد کے لئے جہاد پر نکلتے ہیں لہذا تہجد کی نماز بھی ادا کرتے ہیں تاکہ خالق حقیقی ہماری کاوشیں قبول کرے اور ہمیں فتح نصیب کرے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کس طرح جہاد میں شامل ہوتی ہے اس سلسلہ میں انہوں نے روح پرور واقعہ بیان کیا۔ چاندنی رات تھی۔ میں کشمیر میں کوٹلی کی جانب سے داخل ہوا۔ رات کے وقت بھارتی فوج کے جاسوس کتے بھونکتے ہوئے میرے قریب آ گئے۔ وہ آگے آگے اور ان کے پیچھے فوجی تھے۔ کتے میرے بالکل سامنے آ گئے۔ ایک نے میری گن کی نالی منہ میں دبالی اور بھونکنا شروع کر دیا بھارتی فوجی تین چار فٹ کے فاصلے پر میرے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے سوچا کہ اب تو مجھے دشمن نے دیکھ ہی لیا ہے۔ بہتر ہے کہ میں چند فٹ پیچھے ہٹ کر گرنیڈ کی پن کھول کر ان پر پھینک دوں۔ اس سے پہلے کہ وہ مجھے پر حملہ آور ہوں میں ان کا کام تمام کر دوں۔ پھر میں نے سوچا چاندنی رات ہے۔ سب کچھ سامنے دکھائی دے رہا ہے۔ اگر میں دشمن کو نظر آ رہا ہوتا وہ مجھ پر فائر کر دیتا نہیں دراصل کچھ نظر نہیں آ رہا چنانچہ میں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتا گیا اور پھر جھاڑیوں میں چھپ گیا۔ یہ سراسر اللہ تعالیٰ کی مدد تھی جس کی وجہ سے میری جان بچ گئی حالانکہ عام حالات میں ایسا ممکن نہ تھا۔

Marfat.com

ایک مجاہد نے بتایا کہ وہ جہاد افغانستان میں بھی حصہ لے چکے ہیں۔ ان کی ایک جماعت نے ایک روسی جنرل کو قید کرلیا تھا۔ اس روسی نے بتایا کہ جب مجاہدین اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تھے تو ہمارے دل ہل جاتے اور ہمارا اسلحہ بھی کام نہیں کرتا تھا۔ ایک اور مجاہد نے ایک ایمان افروز واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ انہیں جہاد کشمیر میں جانا پڑا تو ایک کشمیری بچہ جس کی عمر دس بارہ سال ہوگی، ان کے لئے کھانا لایا۔ انہوں نے کھانا کھایا اور برتن واپس کردیئے۔ واپسی پر بھارتی فوج کے ایک دستہ نے اس بچے کو دھرلیا۔ وہ کوئی معقول جواب نہ دے سکا کہ کھانا کسے کھلا کر آیا ہے۔ بچہ خوف زدہ ہوکر بھاگا۔ فوج کے دستے نے اس پر برسٹ مارے لیکن وہ بھاگتا رہا، گولیاں اس کی قمیض سے پار نہیں ہوتی تھیں۔ وہ بچ گیا۔

مجاہدین نے بتایا کہ ایک دفعہ ان کا ایک ساتھی کشمیر میں جہاد لڑرہا تھا۔ مسلح فوجی اس کے تعاقب میں تھے، لہٰذا وہ ایک غار میں چھپ گیا۔ اچانک ایک شیر اور شیرنی غار کے دہانے پر آن پہنچے اور وہاں بیٹھے رہے دشمن نے یہ نظارہ دیکھا تو تو قریب جانے کی جرات نہ کی اور وہیں سے لوٹ گئے۔ یہ دونوں درندے اپنے غار کے اندر داخل نہ ہوئے بلکہ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد کہیں جنگل میں روپوش ہوگئے۔ مجاہد نے اللہ کا شکر ادا کیا، باہر نکلا اور اپنے مشن پر روانہ ہوگیا۔ گویا اللہ کی مدد سے جنگلی درندے بھی مجاہدین کے لئے مسخر ہو جاتے ہیں۔

تشدد کا احساس نہیں ہوا

مجاہد رفیق نے بتایا کہ بھارتی فوج نے کریک ڈاؤن کے دوران اسے پکڑلیا جائنٹ انٹیروگیشن سنٹر میں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا رہا بھارتی فوجی جتنا تشدد کرتے اس کا احساس تک نہیں ہوتا آج جب بھی میں اس تشدد کا تصور کرتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا حالانکہ اس کے پاؤں کے ناخن اکھاڑ دیئے گئے لیکن اسے درد کا بالکل احساس تک نہیں ہوا۔ اس مجاہد کی عمر ۱۳ سال تھی۔

Marfat.com

فرشتوں کے ذریعہ مدد

جری کشمیری نے ہی ایک اور ایمان افروز واقعہ بھی سنایا...... یہ پیر پنجال کے بلند بالا پہاڑوں کا واقعہ ہے۔ہم ایک نہایت مشکل جگہ سے گزر رہے تھے کہ اچانک ہمارے ایک ساتھی کا پاؤں پھسلا اور وہ......لڑھکتا ہوا نیچے دور ہماری نگاہ سے اوجھل ہوگیا۔ یہ اتنی گہرائی تھی کہ وہاں تک نگاہ بھی نہیں جاتی تھی۔اب یہ ہمارے بس میں نہیں تھا کہ اٹھا کر لاتے۔حالات ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔چنانچہ ہم فاتحہ پڑھ کر آگے بڑھ گئے آٹھ دن کے بعد یہی مجاہد ہمارے پاس کیمپ میں آ پہنچا ہم اسے زندہ سلامت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ہم نے پوچھا آپ پر کیا گزری ہے یہ معجزہ کیسے رونما ہوا؟ تو اس نے کہا کہ گرنے کے بعد لڑھکتا ہوا دور جا کر گرا تو چوٹیں لگنے کی وجہ سے بے ہوش ہوگیا۔ہوش میں آیا تو اپنے آپ کو زندہ دیکھ کر حیران ہوا۔دیودار درخت کے نیچے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔چلنا پھرنا مشکل تھا۔ کھانے کو کوئی چیز تھی نہ پینے کو بھوک اور چوٹوں سے نڈھال اور اندھیرے کا خوف الگ۔سخت پریشانی کا عالم تھا تاہم یہ اطمینان تھا کہ جسم کی کوئی ہڈی ٹوٹی نہیں تھی۔اسی پریشانی کے عالم میں وہاں بیٹھا تھا کہ سبز پوشاک پہنے ایک خاتون میرے عین سامنے کھڑی تھی۔ہاتھ میں کھانا اور پانی تھا۔یہ چیزیں میرے سامنے رکھ کر وہ دفعتاً وہاں سے غائب ہوگئی۔میرے لئے چلنا پھرنا دشوار تھا تاہم پیٹ بھرنے کا انتظام ہوگیا،اس لئے میری ایک پریشانی جاتی رہی۔چھ دن اسی طرح گزر گئے اس کے بعد میں تھوڑا بہت چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا۔تو وہ خاتون مستقل غائب ہوگئی۔اب میں نے اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا۔عرض پرداز ہوا۔یا اللہ...... میں ناواقف راہ ہوں،میری رہنمائی فرما۔اس کے بعد میں بغیر کسی رہنمائی کے ہی ایک طرف چل پڑا۔جدھر میرا دل رہنمائی کر رہا تھا،ادھر بڑھنے لگا۔راستے میں ایک بوڑھے سے ملاقات ہوئی۔اس نے بڑی شفقت سے مجھے [illegible] راستہ بھول گئے ہو۔میں تمہیں راستہ بتاؤں گا پہلے تو میں [illegible]

Marfat.com

مخبر نہ ہو۔ لیکن پھر دل نے کہا...... یقیناً یہ بھی اللہ کا کوئی فرشتہ ہے۔ اس کی حرکات وسکنات سے اچھی طرح اطمینان ہو گیا تو میں اس کے پیچھے چل پڑا اور خیر خیریت سے آپ تک آ پہنچا ہوں۔

جہاد کشمیر میں نصرت خداوندی کے ۹ واقعات

اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے میں گذشتہ کئی برس سے افغان جہاد میں برسر پیکار ہا اور افغان جہاد میں کئی بڑی اہم جنگوں میں شرکت کا موقعہ بھی ملا۔ سکول کے زمانہ ہی سے آزادی کشمیر کا ایک جذبہ دل میں موجزن تھا۔ یہ جذبہ اور شوق مجھے کشمیر کے ایک اسکول سے کھینچ کر افغانستان کے برف پوش کوہساروں میں لے گیا یہاں میں نے حرکتہ الجہاد اسلامی سے تربیت حاصل کی اور اس جماعت میں باقاعدہ شمولیت اختیار کی۔ میں نے کشمیر میں کئی جماعتیں دیکھیں لیکن کہیں صالح قیادت نہیں اور کہیں جذبات ٹھیک نہیں جب سے میں حرکتہ الجہاد الاسلامی سے منسلک ہوں اس وقت سے آج تک میں اسی جماعت کو آزادی کشمیر کی آخری کرن سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ اس جماعت کو افغانستان کی طرح کشمیر میں بھی اخلاص کے ساتھ بھرپور کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آغاز سفر

۱۸ نومبر ۱۹۹۱ء کو حرکتہ الجہاد الاسلامی کے گروپ کی کمان کرتے ہوئے میں مقبوضہ کشمیر میں داخل ہوا چونکہ میں زخمی ہونے کے بعد ابھی مکمل صحت یاب نہیں ہوا تھا اس لئے حرکتہ کے مرکزی امیر مولانا سعادت اللہ خان صاحب اور ناظم امور کشمیر مولانا محمد احمد صاحب نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ مزید کچھ انتظار کرلیں تاکہ مکمل صحت یاب ہو جائیں لیکن میرے شوق اور دلی تڑپ کو دیکھ کر انہوں نے مجھ پر احسان کیا اور مجھے گروپ دے کر کشمیر جانے کا حکم صادر فرمایا ہمارا یہ دستہ کل ۳۱ مجاہدین پر مشتمل تھا جن میں حرکتہ الجہاد الاسلامی کے علاوہ ایک دوسری جماعت

Marfat.com

''البرق'' کے مجاہدین بھی تھے۔ ہماری لانچنگ سے قبل چار گروپ روانہ ہوئے اور راستہ نہ ہونے کی وجہ سے چاروں گروپ واپس آ گئے تھے۔ جب ہم مقبوضہ کشمیر کی حدود میں داخل ہوئے تو پہلا پہاڑ تقریباً ۱۴ ہزار فٹ اونچا تھا جس پر چڑھتے ہوئے دس گھنٹے لگتے ہیں افغان جہاد کی برکت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہمارے ساتھی سات گھنٹوں میں اس کے اوپر پہنچ چکے تھے راستہ میں کئی واقعات رونما ہوئے اور کئی جگہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

اللہ تعالیٰ کی پہلی نصرت

مغرب کے بعد ہم نے سفر کا آغاز کیا چلتے ہوئے رات ۲ بجے ہم راستہ بھول گئے اور راستہ بھی ایسا بھٹکے کہ دشمن کے منہ میں پہنچ گئے ہم دشمن کی دو پوسٹوں کے درمیان کھڑے تھے دو پوسٹوں کے درمیان کا فاصلہ بمشکل سو میٹر ہوگا ایک پوسٹ سے ہم نسبتاً قریب بھی تھے، ہمارے سامنے ایک تار تھی جس کے ساتھ ٹین کے ڈبے باندھے گئے تھے۔ یہ دونوں پوسٹوں میں رابطہ کے لئے بھی تھی اور اس لئے بھی کہ اگر کوئی چیز درمیان سے گزرے گی تو ٹین کے ڈبے ہلنے سے پتہ چل جائے گا ٹین کے ان ڈبوں میں کنکریاں ڈالی گئیں تھیں۔ جب ہمیں احساس ہوا کہ ہم دشمن کے درمیان پہنچ چکے ہیں تو میں نے تمام ساتھیوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اشاروں سے انہیں حالات کی سنگینی کا احساس بھی دلایا۔ اس موقع پر ہم نے جلدی میں فیصلہ کیا کہ واپسی ناممکن ہے ہمیں بہرحال آگے ہی بڑھنا ہے چنانچہ تمام ساتھیوں کو دعاؤں کی تلقین کی۔ دشمن ہمیں دیکھ چکا تھا اور ہم بھی اس انتظار میں تھے کہ دشمن ہمارے اوپر حملہ کرے گا۔ اسی دوران ہم نے قریب والی پوسٹ سے ایک آواز سنی ٹیلیفون پر ایک فوجی دوسری پوسٹ پر بات کر رہا تھا دونوں پوسٹوں کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی وہ کچھ اس طرح تھی۔ تجھے کچھ محسوس ہو رہا ہے کیا؟ مجھے محسوس ہو رہا ہے درمیان سے کوئی گروپ گزر رہا ہے؟ نہیں یار تمہارا ہی وہم ہے بھلا یہاں درمیان میں کوئی آ سکتا ہے؟ نہیں یار تم

Marfat.com

معاملہ ضرور ہے...... نہیں یار کچھ بھی نہیں ہے تم آرام سے سو جاؤ تمہیں خواہ مخواہ روزانہ وہم ہوتا رہتا ہے۔ ہمارے قریب تر جو پوسٹ تھی وہ ہمیں اچھی طرح دیکھ چکے تھے لیکن وہ ہمارے ساتھ ٹکر لینے کے موڈ میں نہیں تھے شاید اس وجہ سے کہ انہوں نے سوچا ہوگا یہ لوگ تو موت کے منہ میں آ چکے ہیں نامعلوم کتنے افراد ہیں اب اگر ہم نے حملہ کر بھی دیا تو یہ مرتے مرتے ہمارا صفایا بھی کر جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے قریب ترین پوسٹ والا کہہ رہا تھا کہ یہاں کوئی چیز نہیں ہے ہم نے اس تار کے نیچے ایک لاٹھی رکھ کر اسے زمین سے اونچا کیا اور کرالنگ کرتے ہوئے ایک ایک دو دو ساتھی اسے کراس کرنے لگے سب سے آخر میں راقم تھا الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور ہم خیریت سے دشمن کے درمیان سے باہر نکل گئے۔

اللہ تعالیٰ کی دوسری نصرت

چونکہ برف باری کی وجہ سے ہمارا آخری گروپ تھا اور ان ایام میں انڈین آرمی کچھ زیادہ ہی سختی کرتی ہے۔ دوران سفر ہم پانچویں دن دشمن کے محاصرہ میں آ گئے اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی مدد کی کہ دشمن گولی چلائے بغیر بھاگ نکلا۔ ہوا یوں کہ انڈین آرمی کو ہمارے گزرنے کی اطلاع مل گئی۔ دشمن کے لگ بھگ ۱۴۰ فوجیوں نے ہمارا محاصرہ کر لیا یعنی راستہ میں کمین گاہ پکڑ لی ایک پہاڑی چوٹی تھی جہاں سے ہمیں گزرنا تھا اور یہ جگہ دشمن کے بلکل سامنے تھی ہمیں معلوم ہو چکا تھا کہ آگے دشمن نے کمین گاہ پکڑ رکھی ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذہنوں میں ایک ایسی تدبیر ڈالی جس کے ذریعہ ہم دشمن کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئے ہم نے یوں کیا کہ جو ساتھی بھی دشمن کے سامنے سے گزرتا وہ کرالنگ کرتے ہوئے دوبارہ پیچھے لائن میں لگ جاتا اس طرح ایک ایک ساتھی چار چار پانچ پانچ مرتبہ دشمن کے سامنے سے گزرے۔ دشمن کو جو رپورٹ ملی تھی تیس چالیس افراد کی تھی اس لئے جب دشمن نے دیکھا کہ دشمن کی تعداد تو بہت زیادہ ہے اس نے بھاگنے میں عافیت سمجھی اور ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی کمین گاہ چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر چکا تھا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی تیسری نصرت

پانچویں رات کو بارہ بجے انڈین آرمی نے گاؤں کا محاصرہ کرلیا صبح نماز کے وقت گاؤں میں ایک کریک ڈاؤن ہونا تھا کریک ڈاؤن میں گاؤں کے تمام مردوں، عورتوں، اور بچوں تک کو ایک میدان میں جمع کیا جاتا ہے اور وہاں ان کی شناختی پریڈ ہوتی ہے۔ انڈین آرمی لوگوں کو باہر نکال کر خود شکاری کتوں کی طرح گھروں میں گھس جاتی ہے پھر وہ انسانیت سوز واقعات رونما ہوتے ہیں جنہیں آپ آئے دن خبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔ چونکہ گاؤں کے تمام لوگ مجھے جانتے تھے اس لئے لوگوں نے مجھے کہا کہ آپ اپنے بچاؤ کی کوئی تدبیر کریں۔ جس گھر میں ٹھیرا ہوا تھا اس گھر میں میری دو مسلمان منہ بولی بہنیں تھیں جنہوں نے مجھے اپنا بھائی کہا تھا ان میں سے ایک نے مجھے کہا کہ میں رات کی تاریکی میں باہر جاتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ کوئی مناسب جگہ ہو جہاں سے آپ کو باہر نکالا جائے آپ کا گاؤں میں ٹھیرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں اس لئے کہ دو دن سے گاؤں میں افواہ پھیل چکی ہے کہ یہاں ایک افغان مجاہد آیا ہوا ہے اور آپ ہی کو گرفتار کرنے کے یہ کریک ڈاؤن ہو رہا ہے۔ یہ کہہ کر بہن باہر چلی گئی اور میں اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ میرے پاس کلاشنکوف کے علاوہ دو پستول اور ہینڈ گرنیڈ بھی تھے۔ میری بہن نے واپس آ کر مجھے بتایا کہ محاصرہ بہت تنگ ہے ہر پانچ میٹر پر ایک فوجی کھڑا ہے تاہم ایک جگہ پانی کا نالا ہے جس کے دونوں جانب ایک ایک فوجی کھڑا ہے ان کے درمیان نسبتاً فاصلہ زیادہ ہے لیکن وہاں سے بھی گزرنا ناممکن ہے۔ میں نے خوب دعائیں کیں اس کے بعد کشمیری لباس اتار کر اپنا لباس پہنا، اوپر کوٹ پہنا، کلاشنکوف ہاتھ میں لی، ٹوپی وغیرہ اتار لی اور دشمن کی طرف چل پڑا۔ کلاشنکوف لوڈ کی ہوئی تھی یہی خیال تھا کہ آخری وقت میں چند ایک کو مردار کر کے خود شہید ہو جاؤں گا۔ میں نے کوٹ اس لئے پہنا تھا کہ اس کے شولڈر وغیرہ تھے کہ شاید دشمن دھوکہ کھا جائے۔ میں مختلف دعائیں پڑھ

اعتماد سے قدم اٹھاتا ہوا آہستہ آہستہ انڈین آرمی کے درمیان پہنچ گیا۔ بغیر انڈین فوجی کی طرف توجہ کئے ہوئے دوفوجیوں کے درمیان سے گزرنے لگا ایک فوجی نے مجھ سے پوچھا،،کہاں جارہے ہو،، میں نے اس کی طرف التفات کئے بغیر بے توجہی سے کہا،، میں پیشاب کر کے آتا ہوں ذرا خیال رکھنا اس پر اس نے کہا ٹھیک ہے سر۔ میں سمجھ گیا کہ اس نے مجھے اپنا افسر تسلیم کرلیا ہے۔ میں بیس منٹ تک انڈین آرمی کے درمیان سے گزرتا ہوا محاصرہ سے باہر نکل آیا۔ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ مجاہد اتنے جری ہوسکتے ہیں کہ کلاشنکوف ہاتھ میں پکڑ کر فوج کے درمیان سے گزر جائیں۔ میں محاصرہ سے نکلنے کے بعد سامنے پہاڑ پر چڑھ گیا اور جا کر جنگل میں بیٹھ گیا۔ یہ اللہ تعالی کی تیسری نصرت تھی جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ صبح ہوتے ہی گاؤں میں کریک ڈاؤن شروع ہوگیا میں اونچی جگہ بیٹھا تھا پورا گاؤں پہاڑی کے دامن میں میرے سامنے تھا گاؤں کے تمام لوگوں کو ایک میدان مین جمع کیا گیا۔ انڈین فوجی مخبروں کے ساتھ گاؤں میں گھس گئے مخبر نے جس مکان کی نشاندہی کی اس کو آگ لگادی۔ عورتوں کے ساتھ زیادتی تو ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ گاؤں والوں کو جس میدان میں جمع کیا گیا تھا اس کا منظر ناقابل بیان ہے۔ دنیا کا کمینہ ترین دشمن کس قدر سفاک ہے ان ہولناک مناظر کو دیکھ کر دل چاہتا ہے کہ زمین پھٹ جائے اور آدمی اس میں گھس جائے۔ گاؤں کے ہر آدمی سے ایک ہی سوال تھا کہ وہ افغانی کہاں ہے؟ گاؤں کے سب لوگ مجھے جانتے تھے بڑے بوڑھے اور جوان کئی کئی گھنٹے میرے پاس بیٹھے رہتے اور کشمیر کی صورت حال پر تبادلہ خیال کرتے لیکن میں قربان جاؤں ان عظیم لوگوں پر کہ گھروں کو آگ لگ گئی، بچے آنکھوں کے سامنے شہید ہوگئے عورتیں بے آبرو ہوگئیں، لیکن انڈین آرمی ان تمام مظالم کے باوجود ان سے یہ نہ اگلوا سکی کہ وہ افغانی کہاں ہے۔ کس کے گھر میں ٹھہرا ہے۔ مجھ سے یہ لوگ کئی بار کہہ چکے تھے کہ پورا گاؤں ختم ہوسکتا ہے ہم اپنی ہر چیز قربان کر سکتے ہیں لیکن آپ کی حفاظت ہر حال میں کریں گے۔ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ جب انڈین آرمی کریک ڈاؤن

Marfat.com

سے فارغ ہو کر واپس چلی گئی تو گاؤں والوں نے میری تلاش شروع کردی۔ پورا گاؤں اوپر نیچے کردیا کسی کو معلوم نہیں تھا کہ میں کہاں ہوں آخری اطلاع میری اس بہن کو تھی۔ انڈین آرمی جاتے ہوئے گاؤں کے چار لڑکے گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔ دن کے دو بجے میں پہاڑی سے نیچے اتر کر گاؤں میں داخل ہوا۔ جب گاؤں والوں نے مجھے زندہ حالت میں دیکھا تو مجھ سے لپٹ گئے ہر آنکھ میں خوشی کے آنسوں تھے سب غم بھول گئے ہیں کوئی مجھے چوم رہا ہے، کوئی بازوؤں کو ہاتھ لگا رہا ہے۔ غرض ان کے جذبات نا قابل بیان تھے۔ انڈین آرمی جن چار لڑکوں کو گرفتار کر کے لے گئی تھی اگرچہ وہ مجاہد تو نہیں تھے لیکن ان سے میرا تعارف اچھی طرح تھا ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ میں کس گھر میں سوتا ہوں اس لئے مجھے کچھ خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ انڈین آرمی تشدد کرے اور وہ بتادیں۔

اللہ تعالیٰ کی چوتھی نصرت

دو دن کے بعد پھر انڈین آرمی نے کریک ڈاؤن کا پروگرام بنایا رات بارہ بجے انڈین آرمی نے گاؤں کا محاصرہ کیا اس مرتبہ فوج کی تعداد پانچ ہزار سے زائد تھی۔ رات دو بجے ہمارے گھر اطلاع پہنچی اس مرتبہ میرے لئے باہر نکلنا ناممکن تھا میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ میں ذکر کر رہا تھا اور اللہ سے دعائیں بھی کر رہا تھا اسی دوران میری منہ بولی دونوں بہنیں میرے پاس آئیں۔ ان کی آنکھیں اشکبار تھیں انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک صورت ہے جس میں ممکن ہے آپ کی جان بچ جائے اس گھر کے صحن میں (پرالی) کا ایک ڈھیر پڑا ہوا تھا (جو لوگ آزاد کشمیر کے علاقے سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کشمیر کے اندر گھاس کاٹنے کے بعد مخصوص انداز میں ایک جگہ کسی درخت کے ساتھ یا ویسے ہی ہموار زمین ڈھیر لگایا جاتا ہے) رات تین بجے میری بہنوں نے گھاس کے ڈھیر میں گھاس نکالا میں اسلحہ سمیت گھاس کے ڈھیر میں گھس گیا انہوں نے ... واپس رکھ کر ڈھیر کو بند کردیا۔

صبح ہوئی انڈین آرمی گاؤں میں گھس گئی دن کو گیارہ بجے فوج اس گھر کے صحن میں پہنچی گھر کا سامان باہر نکال پھینکا، توڑ پھوڑ اور لوٹ مار کے علاوہ سامان کو آگ بھی لگائی تلاشی کے دوران ایک سپاہی جو شاید حوالدار تھا نے افسر سے کہا سر یہ گھاس کا ڈھیر ہے اس کی بھی تلاشی لی جائے افسر نے کہا نہیں اس ڈھیر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ تحریک کے ابتدائی دنوں میں شرپسند اس طرح کیا کرتے تھے کہ اسلحہ وغیرہ گھاس کے ڈھیر میں چھپایا کرتے تھے لیکن جب سے ہم نے گھاس کو آگ لگانی شروع کی ہے شرپسندوں نے یہ کام چھوڑ دیا ہے...... ،،سر دیکھنے میں کیا حرج ہے،، حوالدار نے کہا۔ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اتنا بڑا ڈھیر ہے خاصی دیر لگ جائے گی،، افسر نے کہا۔ سر آپ کہیں تو میں جلدی دیکھ لیتا ہوں حوالدار بولا ......،، اچھا یہ لو ماچس اور گھاس کو آگ لگا دو،،۔ میں ان دونوں کا مکالمہ سن رہا تھا اور دعائیں جو یاد تھیں وہ پڑھ رہا تھا۔ کلاشنکوف میرے پاس تھی اور لوڈ بھی تھی میں باہر نکل کر باآسانی چند فوجیوں کو جہنم واصل کر سکتا تھا۔ حوالدار ماچس لے کر گھاس کی قریب آیا اس نے ماچس کی تیلی جلائی میں نے آواز سنی اور سمجھ گیا کہ گھاس کو آگ لگ چکی ہے پھر مجھے دوسری تیلی جلنے کی آواز آئی میرے اندازہ کی مطابق اب وہ گھاس کو دوسری طرف سے آگ لگا رہا تھا تا کہ جلدی جل جائے معاً مجھے تیسری تیلی جلنے کی آواز آئی اتنی دیر میں، میں اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا کہ جونہی آگ مجھ تک پہنچے گی میں فوراً باہر کود کر ان دو فوجیوں کو ٹھکانے لگاؤں گا اس کے بعد کیا ہوتا ہے وہ بعد کی بات ہے۔ جونہی تیسری تیلی جلانے کی آواز آئی ساتھ ہی افسر کی آواز بھی گونجی ،، حرام خور نکمے کہیں کے تجھے آگ لگانی بھی نہیں آتی ،، اس پر حوالدار نے عاجزی سے کہا سر ماچس میں صرف ایک تیلی باقی ہے آپ خود تشریف لائیں اور اپنی ہاتھ سے جلائیں۔ غصہ سے بھرا افسر آگے بڑھا اور حوالدار کو برا بھلا کہنے لگا،، آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں آگ کیسے لگائی جاتی ہے،، افسر گھاس کے قریب آیا اس نے تیلی جلائی اب میں بھی باہر کودنے کو بالکل تیار ہو چکا تھا اتنے میں افسر نے زور سے ماچس نیچے پھینکی اور اور پاؤں مارتے ہوئے اپنی شرمندگی اور غصے

Marfat.com

کے ملے جلے انداز میں کہنے لگا،، جاؤ گھر کے آنگن میں ماچس تلاش کرو،، کچھ اور فوجی بھی وہاں پہنچ گئے تھے گھر والوں کی اطلاع کے مطابق کئی فوجیوں نے گھر کے سامان کو اوپر نیچے کر دیا لیکن انہیں ماچس نہ ملی حالانکہ ماچس ان سب کے سامنے چولہے کے ساتھ رکھی ہوئی تھی لیکن اللہ تعالی نے اندھا کر دیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد افسر کی آواز گونجنے لگی وہ حوالدار کو ڈانٹ رہا تھا کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہے تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو یہ سنتے ہی ساری فوج واپس ہوئی۔ میرے پاس الفاظ نہیں تھے کہ میں رب ذوالجلال کا شکریہ ادا کروں لیکن وہ الفاظ کا محتاج نہیں اس کے لئے اندرونی جذبات ہی کافی ہوتے ہیں۔ مجھے گاڑیوں کے اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی میں سمجھ گیا کہ کریک ڈاؤن اٹھ گیا ہے اور انڈین آرمی واپس جارہی ہے اس کریک ڈاؤن میں انڈین آرمی نے کشمیری عورتوں کے ساتھ جس بدتمیزی کا مظاہرہ کیا میں یہاں اس کا تذکرہ نہیں کرونگا۔ تھوڑی دیر بعد میری وہ دونوں بہنیں میرے قریب آئیں گھاس ہٹایا اور مجھے کہا بھائی جان اب باہر آجائیں۔ جب میں باہر نکلا تو وہ خوشی سے رو رہی تھیں اس قدر رو رہی تھیں کہ مجھے ان پر ترس آرہا تھا ان کی محبت اور میرے زندہ بچ جانے پر اس قدر خوشی کا اظہار مجھے شرمندہ کر رہا تھا میں بار بار سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ ہم سے کس قدر توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں ہیں اور ہم لوگ کس قدر غافل ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے لوگ میرے اردگرد جمع ہونے لگے مرد عورتیں بوڑھے بچے ہر ایک کی آنکھوں میں خوشی کے آنسوں تھے اور وہ میرے زندہ بچ جانے پر ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔ مجھے معلوم ہوا کہ کئی عورتیں اس دوران مسلسل نماز میں مشغول رہیں اور میرے لئے دعا کرتی رہیں اس وقت لوگوں کا میرے ساتھ جو اظہار محبت تھا میں اسے کبھی بھی الفاظ میں بیان نہ کرسکوں گا بلکہ جذبات کے لئے ابھی الفاظ ہی کہاں وضع ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی کی پانچویں نصرت

میں بس اسٹاپ پر کھڑا تھا سارا سامان یعنی اسلحہ وغیرہ

کلاشنکوف کندھے کے ساتھ اور اوپر سے فرن (کشمیری جبہ) پہنا ہوا تھا۔ ادھر سے بس آئی میں نے ہاتھ دیا بس رک گئی اور میں سوار ہو گیا۔ بس میں داخل ہوتے وقت کنڈکٹر نے مجھے سہارا دیا تو اس کا ہاتھ کلاشنکوف کو لگ گیا تو کنڈکٹر نے مجھ سے کہا مولوی صاحب آپ کہاں سے آئے ہیں۔ اور کہاں جانا ہے اس نے کشمیری زبان میں پوچھا میں نے اسے اردو میں بتایا کہ مجھے سرینگر جانا ہے۔ کنڈکٹر نے کہا کہ آپ اس بس میں نہیں جا سکتے میں نے کہا کیوں نہیں جا سکتا؟ اردو میں بات کرنے کی وجہ سے اور کچھ شکل شباہت سے وہ سمجھ گیا کہ یہ پاکستانی یا افغانی ہے۔ اس نے کہا کہ آپ مسلح ہیں آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم کسی مسلح آدمی کو لے کر گئے ہوں دوسری بات یہ ہے کہ یہاں سے سری نگر تک انڈین آرمی کی دس چیک پوسٹیں ہیں ہر چیک پوسٹ پر تین مرتبہ جسمانی تلاشی کے علاوہ شناختی پریڈ بھی ہوتی ہے۔ گاڑی میں موجود تمام مسافر میری طرف متوجہ ہو چکے تھے اور سب نے مشورہ دیا کہ آپ ناواقف لگ رہے ہیں بہتر یہی ہے کہ آپ اتر جائیں۔ میں نے کہا کہ آپ کی طرح مجھے بھی جان عزیز ہے آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کرتا ہوں انشاء اللہ کچھ نہیں ہوگا۔ کچھ لوگوں نے مجھے دھمکی بھی دی کہ فوراً نیچے اتر جاؤ ورنہ...... میں نے انہیں سختی سے جواب دیا کہ خاموش ہو کر اپنی سیٹوں پر بیٹھ جائیں۔ میری دھمکی سے وہ کچھ مرعوب ہوئے۔ کچھ میری مجبوری اور کچھ میری دھمکی کی وجہ سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ چلیں جانے دیں۔ جونہی گاڑی روانہ ہوئی میں نے سیٹ پر بیٹھے ہوئے دونوں ہاتھ بلند کر کے رب ذوالجلال سے دعا مانگی الٰہی میں ایک ناواقف آدمی تیرے دین کے غلبہ کے لئے یہاں آیا ہوں مظلوم ماں بہنوں کی آواز پر یہاں پہنچا ہوں۔ الٰہی تو ہی میری رہنمائی فرما اور میری حفاظت فرما۔ میں ذکر میں مشغول تھا اور بس تیزی سے آگے کی طرف بڑھ رہی تھی کنڈکٹر سمیت ہر مسافر کی نظریں میرے اوپر تھیں اور ہر مسافر میرے متعلق چہ میگوئیاں کر رہا تھا۔ میں چونکہ پہلے کئی موقعہ پر اللہ کی نصرت دیکھ چکا تھا اس لئے مکمل مطمئن تھا۔ انڈین آرمی کی پہلی چیک پوسٹ صرف ایک کلومیٹر کے فاصلے

Marfat.com

رہی تھی مسافروں کے چہروں پر بے چینی اور خوف کے اثرات بڑھتے جارہے تھے۔ مطلع بالکل صاف تھا اسی دوران اچانک برف باری شروع ہوگئی یہ موسم سرما کی پہلی برف باری تھی۔ جوں ہی برف باری شروع ہوئی میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اترنی شروع ہوچکی ہے۔ ہماری بس جب پہلی چیک پوسٹ پر پہنچی تو برف باری اور سردی کی شدت کے باعث انڈین فوجی پوسٹ خالی کر کے پیچھے کروں میں جاچکے تھے پہلی پوسٹ جب خیریت سے گزر گئے تو لوگوں کا تجسس بڑھتا گیا اور وہ مجھ سے پوچھنے لگے آپ کون ہیں اور آپ کا تعلق کس تنظیم سے ہے۔ ہم نے آج تک کسی تنظیم کا کوئی مجاہد اس انداز میں نہیں دیکھا۔ کنڈکٹر نے کہا مجھے عرصہ ہوا یہاں چلتے ہوئے آپ پہلے مسلح آدمی ہیں جو اس بس میں بیٹھ کر آئے ہیں۔ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہے انشاء اللہ ہم سب لوگ خیریت سے سرینگر پہنچ جائیں گے کسی کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ آپ اپنی تنظیم کا نام بتائیں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اور خصوصی کرم کی بدولت سرینگر کی تمام پوسٹیں برف باری کی وجہ سے خالی پڑیں تھیں۔ سرینگر پہنچ کر جب میں بس سے اترا تو ہر طرف برف تھی میرے پاس سرینگر کے ایک مجاہد دوست کا ایڈریس تھا میں نے ایک آٹو رکشہ والے کو ہاتھ دیا اسے بتایا کہ مجھے فلاں محلہ میں جانا ہے جب میں رکشہ میں سوار ہوا اور رکشہ چل پڑا تو ڈرائیور مجھ سے کشمیری زبان میں باتیں کرنے لگا میں کچھ بھی نہ سمجھنے کے باوجود اندازہ پر ہاں اور نہ کرتا رہا۔ جب اس محلہ میں پہنچ کر رکشہ سے اترا تو ڈرائیور نے میرا اسلحہ دیکھ لیا وہ میرے ساتھ چل پڑا اور مجھ سے پوچھنے لگا آپ کون ہیں اور کس جماعت سے آپ کا تعلق ہے بظاہر وہ ہمدرد ہی نظر آرہا تھا میں نے اسے کچھ مطمئن کیا تو وہ واپس آگیا۔

اللہ تعالیٰ کی چھٹی نصرت

میں سڑک کے کنارے برف کے اوپر چل رہا تھا

ہر طرف سناٹا تھا کوئی فرد نظر نہیں آ رہا تھا اچانک سامنے سے فوجی جیپ آئی وہ میرے قریب آ کر رکی اور مجھے پاؤں سے سر تک غور سے دیکھا۔ تاہم میں لاپرواہی سے چلتا رہا۔ جیپ آگے بڑھ گئی پھر دوسری جیپ آئی اس نے بھی مجھے غور سے دیکھا پیچھے سے بکتر بند گاڑی آ رہی تھی میں نے سن رکھا تھا کہ بکتر بند گاڑی میں فوجی بغیر کسی وجہ کے ڈال کر چل پڑتے ہیں۔ اسے دیکھتے ہی میں روڈ سے نیچے اتر گیا برف کی وجہ سے مکمل بھیگ چکا تھا ٹوپی اور کوٹ پر برف کی تہہ جم چکی تھی آگے بڑھ کر میں نے ایک دروازہ پر دستک دی دروازہ پر ایک لڑکی آئی اس نے کشمیری زبان میں پوچھا کس سے ملنا ہے میں نے اسے بتایا کہ مجھے اجمل سے ملنا ہے وہ اس محلہ میں رہتا ہے آپ میری کچھ رہنمائی فرمائیں۔ لڑکی نے سمجھا کہ شاید یہ کسی پہاڑی علاقے کا ہے اور کشمیری سمجھتا نہیں ہے اس نے کہا کون اجمل؟ ہم کسی اجمل کو نہیں جانتے۔ یہ کہتے ہی اس نے بے رخی سے دروازہ بند کر دیا مجھے کچھ پریشانی ہوئی کہ ہر آدمی سے پوچھنا بھی صحیح نہیں۔ میں آگے بڑھ گیا اور بیس پچیس قدم آگے جا کر ایک مکان کے شیڈ کے نیچے کھڑا ہو گیا تاکہ برف باری سے بچ سکوں جوں ہی مکان کے شیڈ کے نیچے کھڑا ہوا اتنے میں اس لڑکی کی آواز آئی،، بھائی جان بات سنیں،، بعد میں اسے ترس آ گیا ہوگا کہ یہ بیچارہ مسافر ہے اور سخت سردی اور برف باری بھی ہے اس کی امداد کرنی چاہئے اس نے مجھ سے پوچھا کہ اجمل کیا کام کرتا ہے میں نے بتایا وہ فلاں کام کرتا ہے آپ کو اس سے کیوں ملنا ہے؟ میں نے کہا مجھے اس سے کچھ ذاتی کام ہے۔ اجمل کا کوئی اور بھائی بھی ہے۔ میں نے کہا میں اس کے کسی اور بھائی کو نہیں جانتا نہ ہی مجھے معلوم ہے کہ اس کا بھائی ہے یا نہیں۔ بہن نے مجھے کہا کہ آپ اندر آ جائیں میں اس محلہ میں پتہ کر کے آپ کو بتاتی ہوں۔ انہوں نے مجھے کمرے میں بٹھایا کانگڑی لگائی مجھے چائے وغیرہ پلائی۔ اتنے میں اس کی دوسری بہن اور والدہ بھی وہیں آ کر بیٹھ گئیں اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا میں یہیں قریب سے ہوں اور محلے میں اجمل نامی ایک لڑکا ہے اس سے ملنا ہے۔ آپ کو اس سے کام

کیا ہے؟ میں نے کہا کہ وہ ملے گا تو میں اسے کام بتاؤں گا انہوں نے کہا وہ تو یہاں نہیں ہے میں نے پوچھا وہ اسی محلہ میں رہتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں رہتا تو اسی محلہ میں ہے لیکن وہ ہندوستان گیا ہوا ہے میں نے ان سے کہا کہ اچھا آپ ایسا کریں آپ مجھے اس کے گھر تک پہنچا دیں اس پر ان میں سے ایک بہن نے کہا کہ اجمل کا یہی گھر ہے ہم دونوں اس کی سگی بہنیں ہیں اور یہ ہماری والدہ ہیں۔ جب ان کا تعارف ہو چکا تو میں نے بتا دیا کہ میں مجاہد ہوں اور پاکستان سے آیا ہوں یہ سننا تھا کہ وہ تینوں رو پڑیں اور بوڑھی والدہ کہنے لگیں آپ اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو چھوڑ کر صرف ہمارے لئے یہاں آئے ہیں اس کے بعد وہ رو رو کر کشمیر کے حالات بتانے لگیں کہ یہاں کیا کیا مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ الغرض مجھے وہاں معلوم ہوا کہ ہمارے امیر صاحب اور کچھ دوسرے ساتھی ہندوستان میں ایک اجتماع میں گئے ہوئے ہیں اجمل بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ اجمل کے گھر والوں نے اسے فون پر میری آمد کی اطلاع دی تو تمام ساتھی سری نگر پہنچ گئے۔

سری نگر میں میں نے مرکزی ہدایات کے مطابق اپنا فارمولا ساتھیوں کے سامنے رکھا اور حرکتہ الجہاد الاسلامی کی سابقہ کارکردگی کا جائزہ لیا۔

حرکتہ الجہاد الاسلامی کے افغانستان میں موجود ٹریننگ سنٹر میں کئی سو کشمیری مجاہدین نے ٹریننگ حاصل کی تھی جو اس وقت کشمیر میں مختلف جماعتوں کے ساتھ مل کر کام کر رہے تھے چونکہ جماعت کی یہی پالیسی تھی کہ ابتدا میں وافر مقدار میں نوجوانوں کو تیار کر کے اندر بھیجا جائے اور اس کے بعد بھرپور طریقہ سے کام کا آغاز کیا جائے۔ اگرچہ اسی دوران حرکتہ کے تربیت یافتہ مجاہدین نے دوسری جماعتوں یا حرکتہ الجہاد کے پلیٹ فارم سے کئی اہم ترین کارنامے بھی سرانجام دیئے لیکن جماعتی پالیسی کے احترام میں جماعت کا نام سامنے نہیں لایا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی ساتویں نصرت

میں سرینگر سے اسلام آباد جا رہا تھا۔ ساڑھے بارہ بجے ...

بس میں بیٹھتے ہی مجھے نیند آ گئی پونے ایک بجے میری آنکھ کھلی تو بس انڈین آر می کی ایک پوسٹ پر رکی ہوئی تھی دو تین فوجی لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ نیچے اترو۔ آنکھیں ملتا ہوا میں بھی اٹھا پیچھے والے ایک فوجی نے آگے والے کو اشارہ کیا کہ یہ آدمی جی چرا رہا ہے اس کا ذرا خیال رکھنا۔ اس نے آگے گیٹ والے سے کہہ دیا کہ یہ مشکوک ہے گیٹ والے نے نیچے والے کو کہا کہ یہ دہشت گرد ہے ذرا خیال رکھنا۔ نیچے دو تین فوجی کھڑے ہوئے تھے اس میں سے ایک نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ سرینگر سے۔ کیا کام کرتے ہو؟ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ عام انڈین فوجی اکثر جاہل اور خر دماغ ہوتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ معمولی شک پر یہ مجھے اٹھا کر لے جائیں چنانچہ میں نے ان سے پوچھا تمہارا کوئی آفیسر ہے؟ انہوں نے کہا ہاں وہ سامنے بیٹھا ہے چونکہ آفیسر پڑھے لکھے ہوتے ہیں اور عام شناخت وغیرہ آفیسر کا کام نہیں بلکہ عام فوجیوں کا کام ہوتا ہے اور افسروں کو بہ نسبت عام سپاہیوں کے جلد مطمئن کیا جا سکتا ہے اس لئے میں نے ان سے کہا کہ مجھے اپنے آفیسر کے پاس لے چلو میں ان سے بات کروں گا۔ میں نے کرنل کو نمسکار کیا اس نے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ سرینگر سے کہا جاتا ہے؟ اننت ناگ کیا کام کرتے ہو امامت کرتا ہوں امامت کیا ہوتی ہے؟ وہ مسجد میں نماز پڑھانا ہے اچھا اللہ اللہ کرتے ہو؟ جی ہاں۔ پیچھے ایک کیپٹن کھڑا تھا جو پاؤں سے سر تک بغور میرا جائزہ لے رہا تھا کہ میرے پاؤں تو نہیں کانپ رہے آواز میں لکنت تو نہیں، رنگ تبدیل تو نہیں ہوا۔ کرنل نے مجھے کہا صحیح بتاؤ تمہاری گن کہاں ہے؟ گن جمع کرا دو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے شکل سے تم شریف معلوم ہوتے ہو؟ سر آپ کیا کہہ رہے ہیں میرے پاس گن کیسی اس نے کہا زیادہ باتیں نہیں بناؤ جلدی بتاؤ تمہاری گن کہاں ہے؟ میں نے کہا سر آپ لوگ ہمارے لئے ہندوستان سے یہاں آئے ہیں آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم دہشت گرد ہیں ادھر جو مجاہد ہیں وہ ہمیں انڈیا کا ایجنٹ کہتے ہیں چند دن قبل ایک جماعت نے چار علماء کرام کو انڈیا کا جاسوس کہہ کر پھانسی دے دی۔۔ (یہ علماء کرام دیوبند کے فاضل تھے اور حنفی المسلک بزرگ انتہائی مخلص اور دیندار تھے

Marfat.com

لیکن علماء دشمنی کی بھینٹ چڑھ گئے) آپ بھی ہمیں دہشت گرد کہہ رہے ہیں؟ آپ بتائیں تو صحیح یہ ہمارا دیش ہے اسے چھوڑ کر ہم جائیں کہاں تمہیں باتیں بنانی بہت آتی ہیں لگتا ہے پکے تربیت یافتہ دہشت گرد ہو اچھا بتاؤ کوئی شخص تمہاری ضمانت دے سکتا ہے؟ میں نے کہا ہاں کیوں نہیں اور کچھ لوگوں کے نام لئے فلاں فلاں شخص میری ضمانت دے سکتا ہے ان لوگوں کے نام اسی وقت کے لئے میں نے یاد کر رکھے تھے ان ناموں میں کچھ مذہبی شخصیات بھی تھیں حکومت کی نظر میں جن کا مجاہدین سے کوئی تعلق نہیں اس پر افسر نے کہا کہ اچھا فلاں فلاں لوگ بھی دہشت گردوں کی پشت پناہی کرتے ہیں؟ میں نے کہا وہ اللہ کے دین کا کام کرتے ہیں ان کا دہشت گردوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی میں دہشت گرد ہوں۔ یہ گفتگو جاری تھی تقریباً پینتیس منٹ ہو چکے تھے بس رکی ہوئی تھی اور تمام سواریاں تلاشی سے فارغ ہونے کے بعد میرے انتظار میں تھیں اکثر لوگ جانتے تھے کہ یہ کشمیری نہیں بلکہ پاکستانی یا افغانی ہے۔ میں نے اپنی باتوں سے کسی حد تک کرنل کو مطمئن کر لیا تھا لیکن گفتگو کا سلسلہ مزید پانچ سات منٹ جاری رہتا تو میری شناخت یقینی تھی۔

میں نے کشمیری فیرن پہنا ہوا تھا دونوں ہاتھ فیرن کی دونوں جیبوں میں ڈالے ہوئے تھے اور بڑے مطمئن طریقے سے بات کر رہا تھا میں فیرن کی جیبوں میں ڈالے ہوئے ہاتھوں کو تھوڑی تھوڑی حرکت بھی دے رہا تھا ایک کیپٹن جو سامنے کھڑا تھا اس کی نظر میرے ہاتھوں پر تھی میں کرنل سے گفتگو بھی کر رہا تھا اور دل میں عافیت کی دعائیں بھی کر رہا تھا جب کیپٹن نے میری جیب میں ہاتھ ہلتے ہوئے دیکھے تو اسے شک گزرا کہ اس کی جیب میں دستی بم وغیرہ ہیں خود تو یہ گرفتار ہونے والا ہے اس لئے پہلے یہ گرینڈ نہ پھینک دے خود بھی مرے گا ہمیں بھی مار دے گا اس کیپٹن نے کرنل سے کہا کہ سر اس کی جیب میں کوئی چیز ہے اس نے کہا ... پیچھے ہٹو دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھاؤ ... گفت وشنید اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ مجھے یقین ہو چکا تھا کہ اب ...

Marfat.com

ہے میں نے اللہ تعالی سے اپنے رشتہ کو جوڑے رکھا اور مجھے جو چیز مطمئن کر رہی تھی وہ اللہ کی نصرت تھی میرے دل کی گہرائی سے آواز نکلتی تھی کہ جس نے پہلے مشکل ترین مراحل سے بچالیا وہ اب بھی حفاظت فرمائے گا۔

دو قدم پیچھے ہٹ کر میں نے دونوں ہاتھ جیب سے نکال کر اوپر اٹھا لئے میرے ہاتھ میں تسبیح تھی جو اس موقع پر میرے لئے آب حیات ثابت ہوئی کرنل پہلے ہی مطمئن نظر آ رہا تھا جب اس نے تسبیح دیکھی تو وہ اور مطمئن ہو گیا تسبیح دیکھتے ہی وہ کہنے لگا ،، بھگوان ہمیں معاف کرنا ہم کس بے گناہ کو پکڑ کر لے آئے ،،، دوسروں کو ڈانٹتے ہوئے کہنے لگا یہ شریف آدمی ہے کس نے کہا تھا دہشت گرد ؟اسے کون لے کر آیا ہے؟ جو سپاہی مجھے کرنل کے پاس لے کر گیا تھا اس نے کہا کہ فلاں سپاہی بس کے گیٹ پر کھڑا تھا اس نے کہا تھا یہ دہشت گرد ہے گیٹ والے سپاہی نے کہا کہ سر مجھے اندر والے فوجی نے کہا تھا کہ یہ مشکوک آدمی ہے اس نے آگے ایک اور پر ڈے اری ڈال دی کرنل نے ڈانٹتے ہوئے کہا جاؤ اسے اندر لے جاؤ اور عزت سے بٹھا کر آؤ۔ دو سپاہی مجھے آرام سے لے کر آئے اور بس میں بٹھا کر گئے اس بس میں میرے ساتھ حرکتہ الجہاد الاسلامی مقبوضہ کشمیر کے امیر بھی موجود تھے وہ پہلے ہی چھوٹ گئے تھے۔

جب بس چل پڑی تو سواریوں کو میرے بارے میں شک پڑ گیا اور وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ اتنی دیر تک کرنل نے اسے گالیاں بھی دی ہیں لیکن اس کے باوجود اسے نہ صرف چھوڑ دیا گیا بلکہ آرام کے ساتھ اسے گاڑی میں بٹھایا گیا اندرون خانہ ضرور کوئی بات ہے۔اب شاید وہ مجھے جاسوس سمجھنے لگے تھے یا یہ کہ کرنل سے کوئی بات طے ہو چکی ہے اور یہ آگے جا کر کسی گروپ کو پکڑائے گا اب گاڑی والے کشمیری زبان میں مجھ سے پوچھنے لگے کرنل نے تمہارے ساتھ کیا بات کی ؟تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو؟ میں نے ان کو مطمئن کرنے کی کوشش کی لیکن اس میں زیادہ کامیاب نہ ہو سکا جب بس اسلام آباد کے قریب پہنچ چکی تو میں نے پوری بس کا جائزہ لیا تقریباً تمام سواریاں میرے متعلق ہی باتیں کر رہی تھیں

Marfat.com

میں اپنی سیٹ سے اٹھ کر بس کے اگلے حصہ میں گیا فیرن اتار کر نیچے سیٹ پر رکھا دونوں جیبوں سے دو دستی بم نکالے اور اُس سب کو دکھائے یہ دو گرینڈ میری جیب میں تھے اور اگر کرنل کے سامنے تو میری جسمانی تلاشی ہوتی تو یہ فوراً برامد ہو جاتے جب لوگوں نے میرے ہاتھ میں دو گرینڈ دیکھے تو وہ ششدر رہ گئے وہ اپنی باتوں پر شرمندگی محسوس کرنے لگے اور نہ صرف میرے بارے میں ان کا ذہن صاف ہو گیا بلکہ سیٹوں سے اٹھ آٹھ کر انہوں نے میرے ہاتھ پاؤں چومنے شروع کر دئے۔ وہ لوگ جانتے تھے کہ گرینڈ جیب میں ڈال کر پینتیس منٹ تک کرنل کے سامنے اس انداز میں گفتگو کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی جب میں بس سے اترا تو لوگ مجھے اپنے ساتھ لے گئے مجھے اپنے کام سے کہیں اور جانا تھا انہوں نے کہیں اور پہنچا دیا بہر حال ان لوگوں کی محبت تھی جسے میں فراموش نہیں کر سکتا اس لئے ان کے ساتھ چلتا گیا مجھے ایک گھر میں لے گئے جہاں بس کی سواریوں میں سے بہت سے لوگ تھے یہاں پانی گرم کر کے اس میں نمک ڈال کر انہوں نے میرے پاؤں دھلائے مجھے انتہائی شرم آ رہی تھی کہ میں ایک نوجوان آدمی ہوں اور یہ لوگ کیا کر رہے ہیں لیکن ان کے سامنے میری ایک بھی نہیں چل رہی تھی اور اس وقت میری حیرانی اور شرمندگی کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ وہ پانی جس میں میرے پاؤں دھلائے گئے تھے ان لوگوں نے اسے پی لیا جیسے کوئی متبرک چیز پی جاتی ہے۔ اور کہنے لگے ہمیں آپ لوگوں کا انتظار تھا آپ کے اور ساتھی کب آ رہے ہیں میں نے ان کو بتایا کہ حرکتہ الجہاد الاسلامی کے کمانڈر نصر اللہ منصور پہنچے والے ہیں وہ بہت خوش ہوئے وہاں موجود تمام لوگوں نے اپنے اپنے ایڈریس لکھ کر دیئے کہ آپ کی جماعت کے ہر ساتھی کے لئے ہمارے دروازے ہر وقت کھلے ہوئے ہیں

انوکھا واقعہ

حرکتہ الجہاد الاسلامی پلوامہ بڈگام کا مجاہد ارشد علی حرکتہ الجہاد کے ٹریننگ سینٹر سے تربیت حاصل کرنے کے بعد جب کشمیر پہنچا تو اپنی گن اسلام آباد (...)

Marfat.com

ناگ) میں ایک دوست کے پاس رکھی اور اسے کہا کہ میں ذرا گھر سے ہو آتا ہوں۔ وہ پیدل بڈگام کی طرف روانہ ہوگیا شوپیاں کے قریب پہنچ کر جب وہ روڈ کراس کرنے لگا تو ادھر سے دو فوجی جیپیں آ گئی اس نے سوچا کہ اگر میں بھاگ پڑا تو موت پھر بھی یقینی ہے اس لئے بہتر ہے کہ یہاں رک جاؤ چنانچہ وہ روڈ سے ایک طرف رک گیا۔ جیپ اس کی قریب آ کر رک گئی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک افسر نے سپاہی سے کہا کہ اس کی تلاشی لو سپاہی نے تلاشی لی کوئی چیز برآمد نہ ہوئی۔ افسر نے کہا چلو مرغا بن۔ ارشد علی نے کہا سر مجھے بتائیں تو سہی آخر میری غلطی کیا ہے افسر نے کہا اچھا کارڈ دکھاؤ ارشد نے کہا دراصل بات یہ ہے کہ ابھی ٹریننگ حاصل کر کے یہاں پہنچا ہوں کارڈ ابھی تک نہیں بنا افسر نے کہا حرام زادے ایک ہی لگاؤں گا تیرے سارے حواس بحال ہو جائیں گے تجھے معلوم ہے کہ تو کیا کہہ رہا ہے۔ افسر نے کہا چلو یہاں سے بھاگ جاؤ اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا ورنہ گولی ماردوگا۔ ارشد علی کہتے ہیں مجھے یقین تھا کہ یہ پیچھے سے شوٹ کرے گا چنانچہ میں نے زگ زیگ کی شکل میں بھاگنا شروع کیا لیکن پیچھے سے کوئی گولی نہ آئی جب کہ پیچھے والی ایک جیپ میں ایک سی آر پی کا ہندو پنڈت آفیسر بیٹھا ہوا تھا۔ (ارشد علی کو کیوں چھوڑ دیا گیا چھوڑنے والا کون تھا؟؟؟)

اللہ تعالی کی نویں نصرت

جب مخبر نے مجھے کہا امجد علی جلدی سے گزر جاؤ

ہمارا خود ساختہ ریموٹ کنٹرول خراب تھا۔ میں ایک ساتھی کے پاس محلہ میں (جو گھڑی کا کام کرتا تھا) گیا، تا کہ اس کو ٹھیک کرالوں لیکن چونکہ یہ ہمارا خود ساختہ تھا اس لئے اس کو اس کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اور میں اس کو سمجھا رہا تھا۔ اسی میں رات کے گیارہ بج گئے۔

اسی دن یہاں ایک تنظیم نے محلہ میں ملٹری کے خلاف ایکشن کیا تھا لیکن بدقسمتی سے وہ کامیاب نہیں ہو سکا اور اس کے غلط اثرات مرتب ہوئے اس کے ری

Marfat.com

ایکشن کے طور پر ملٹری نے کاروائی کی اور اس علاقہ میں اور جس علاقے میں، میں تھا۔ ملٹری نے کریک ڈاون کر دیا۔ اب میرے لئے نکلنا مشکل ہو گیا۔

شام سات بجے کے قریب مجاہدین نے ایکشن کیا تھا۔ اور پھر اسی کے متصل بعد میں ملٹری نے اپنی فوجی وہاں داخل کر دیئے۔

جس جگہ سے مجاہدین نے کاروائی کی تھی اس مکان میں ایک صاحب رہتے تھے۔ ان کا بڑا بیٹا انڈیا میں تجارت کیا کرتا تھا اور ان دنوں گھر پر آیا ہوا تھا اور چھوٹا بیٹا گھر ہی رہتا تھا۔ ملٹری والے ان کے گھر آئے اور دستک دی۔ انہوں نے سمجھا کوئی مہمان ہو گا یا کوئی مجاہد ہو گا جو کہ پناہ لینا چاہ رہا ہو گا بڑے بیٹے نے دروازہ کھولا دیکھا تو سامنے فوجی کھڑے ہیں۔ دروازہ کھلتے ہی تڑاتڑ کی آواز علاقے میں گونجی اور اسلام کا یہ فرزند زمین بوس ہو گیا۔ چھوٹے بھائی نے فائرنگ کی آواز سنی تو وہ بھی بھاگتا ہوا آیا پہلے اپنے بھائی کو دیکھا اور پھر جنگلی درندوں کو جیسے اس کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ ان خونخوار بھیڑیوں نے اس کو آنسوں بہانے کا موقع بھی نہ دیا اور اس کو بھی ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا ایک ہی گھر کے دو فرزند زمین پر ڈھیر کرنے اور ایک خاندان اجاڑنے کے بعد بھی ان کی درندگی ماند نہ پڑی۔ سڑک پر آگے بڑھے آئے ایک آدمی سڑک عبور کرتے ہوئے دیکھا تو اس کو بھی فوراً ہی حیوانیت کا نشانہ بنایا۔ اس سے آگے بڑھے ایک عورت اپنے بچے لئے سڑک عبور کر چکی تھی، اور لب سڑک چل رہی تھی جا کے اس کے اوپر گاڑی چڑھادی اور بچے سمیت اس کو کچل کر شہید کر دیا، افسوس کہ ان کی درندگی کو لگام دینے والا کوئی پیدا ہو جائے اور مسلمان کم از کم اپنی بہنوں کی عزت کی حفاظت کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔

بہر حال صبح کو اعلان کر دیا اور سب لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے میں بھی اپنی باری کا انتظار کرنے لگا۔

کارڈ دکھایا، جب مخبر کے سامنے گیا تو دل لرز رہا تھا۔ اور گرفتاری کا سو فیصد یقین ہو چلا تھا۔ مخبر کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ [illegible]

Marfat.com

کرے یا بارن بجائے تو گرفتار کرلیا جاؤں میں مخبر کو اور مخبر مجھے دیکھ رہا تھا مخبر نے اپنے دائیں بائیں دیکھا کہ قریب میں کوئی فوجی نہیں ہے تو اس نے مجھے کہا۔ امجد جلدی سے گزر جاؤ۔ اف خدایا میرے پسینہ چھوٹ گئے۔ ایک رنگ جاتا ہے۔ ایک آتا ہے زمین پاؤں کی نیچے سے نکل گئی کہ اس نے تو مجھے پہچان لیا ہے۔ اب گرفتار ہونے میں کیا دیر ہے میں ایک قدم اٹھاتا پھر پاؤں رک جاتے۔ جیسے کہ زمین نے میرے پاؤں جکڑ لئے ہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس نے مجھے پہنچان لیا ہے لیکن مجھے ترسا ترسا کر گرفتار کرانا چاہتا ہے لیکن اللہ کے فضل سے میں چھوٹ گیا اور گرفتار نہیں ہو سکا، بعد میں، میں نے وہاں کے ایک مجاہد سے اس کا تذکرہ کیا تو اس نے بتایا ہے جس کو چھ مہینے سے فوج نے گرفتار کیا ہوا ہے اس پر تشدد کر رہے ہیں اور جبراً مخبری کرواتے ہیں۔ لیکن اس کی ہمت ہے کہ اس نے ابھی تک ایک مجاہد کو بھی گرفتار نہیں کرایا۔

سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں اک ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

(تحریر کمانڈر امجد کشمیری)

ماں کو بیٹے کی شہادت کے بعد خواب:

میرا بیٹا چنچل شرارتی تھا، اب رات کو اٹھ کر تہجد بھی پڑھنے لگا تھا، قرآن پاک لے کر میرے پاس بیٹھ جاتا جہاد کے متعلق سورتیں اور ترجمہ سناتا کیونکہ اس کو ٹھیک سے پڑھنا نہیں آتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد پھر چلا گیا اب کی بار بھی سب گھر والے توصیف بھائی کے گھر تک چھوڑنے گئے اس بار بھی ان کی گیلری میں گلے لگ کر بہت رویا سب رو رہے تھے پھر ایک ماہ بعد واپس آیا وہاں سے ہم ماں بیٹے میں خط وکتابت رہتی تھی۔ ایک دن ہارون بھائی نے عدنان کی خیریت معلوم کرنے پر بتایا کہ آنٹی آپ کو آپ بدلا ہوا عدنان ملے گا مگر جب وہ آیا وہی شوخ سا عدنان تھا عمر حنیف بغدادی کوڈ نام رکھا تھا کچھ جسمانی طور پر سخت ہو گیا تھا نہ ڈاڑھی نہ مونچھ چکنا

چہرہ وہی عدنان ہارون بھائی بھی حیرت میں پڑ گئے وہاں اس قدر سوبر اور یہاں شوخ و چنچل سا عدنان۔ خالی وقت میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر الخدمت کے لئے کھالیں جمع کرتا تھا، البدر فنڈ جمع کرتا جہاد کا مرکز کا کام جہادی پروگرام کرتا، ہر وقت مصروف رہتا تھا جب پوچھتی کہ کیا کرتے تھے تو کہتا تھا کہ ہارون بھائی، علی بھائی، حلیم بھائی، یا ابولالہ کے ساتھ تھا جہادی پروگرام کر رہے تھے، پھر میں نے کہا اب تمہارا میٹرک کا امتحان شروع ہونے والا ہے کچھ پڑھائی کرلو مگر وہ کہتا کہ پڑھ کر کیا کرنا ہے میں نے شہید ہونا ہے اور شہادت کے لئے پڑھائی کی نہیں عبادت اور استقامت، ہمت کی بہادری کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر بھی اس نے پیپر دیا، شام کو ولیکا میں تھیٹر میں کمپاونڈری سیکھتا، کہتا تھا مجاہدین کو ڈریسنگ کرنا ٹیکا وغیرہ لگانا آنا چاہیئے، تقریباً مکمل سیکھ لیا تھا دن میں پینل کمپنی میں کام کرتا رہا جو تنخواہ ملتی کچھ خرچہ رکھ کر باقی جہاد فنڈ میں دے دیا کرتا تھا جب میں پوچھتی کہ تنخواہ کہاں ہے تو کہتا کہ اللہ میاں کے پاس جمع کروادی ہے، کچھ میں نے رکھ لیا آپ کو ضرورت ہو تو رکھ لیں، فیکٹری میں محلے میں دوستوں میں گھر میں ہر دل عزیز تھا۔ بہن بھائیوں سے پیار کرتا تھا۔ حنا جہاں کہتی موٹر سائیکل پر لے کر جاتا سب کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا 23-4-97 کو صبح 8 بجے البدر اجتماع میں شریک ہونے کے لئے ہمارے گھر میں سب کو جمع کر کے رخصت ہوا جو اس کی آخری رخصتی ثابت ہوئی میں روز انتظار کرتی علی بھائی سے رابطہ کر کے معلوم کرتی کہ عدنان کب آئے گا ہارون سے حلیم سے۔ خدا کے بعد یہی لوگ میرا آسرا تھے خط وغیرہ آئے تھے میں بھی خط لکھتی رہی تھی جواب بہت کم آتے تھے پھر ایک دن توصیف بھائی آئے کہ میں کشمیر جا رہا ہوں عدنان کو اگر کوئی پیغام دینا ہو تو بتادیں مگر میں اس سے ناراض تھی کہ ایک ماہ کا کہہ کر گیا مگر پانچ ماہ ہو گئے ابھی تک واپس نہیں آیا۔ توصیف کو بس اتنا کہا کہ اس کو جس طرح بھی ہو سکے واپس بھیج دے، حنا کی شادی کے بعد واپس جانے دوں گی، مگر اس کو نہ آنا تھا نہیں آیا کچھ دن بعد چھ یا سات مجاہدین ہارون طلحہ وغیرہ گھر پر آئے پھر نور کو بتایا تو وہ بہت پریشان ہو گیا

پوچھنے پر بتایا کہ عدنان اندر وادی میں چلا گیا ہے یہ میرے لئے ایک شاک سے کم نہیں تھا مجھے امید تھی کہ وہ ضرور واپس آئے گا، مگر جب پتہ چلا کہ وہ اندر چلا گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ تین سال بعد انشاء اللہ واپس آؤں گا ویسے شہادت میرے مقدر میں ہے مجھے خواب میں بشارت ہو چکی ہے، میں روئی تو کہتا کہ رونا مت رونے سے مجھے کچھ نہیں ملے گا رونے سے زیادہ کچھ سپارے اور درود شریف پڑھ کر میرے اکاؤنٹ میں اللہ میاں کے پاس جمع کر دینا وہ تو مجھے مل جائے گا رونے سے کچھ نہیں ملے گا جانے سے پہلے کے یہ آخری الفاظ، اور آنکھوں میں چند آنسو تھے، پھر بس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کشمیر وادی میں دور افق کے پار صدائے شہادت لئے گم ہو گیا ماں انتظار کرتی تھی جانے والے تو نہیں آئے پھر بھی امید رہی کہ انشاء اللہ واپس آئے گا کچھ علی بھائی، ہارون بھائی، حلیم بھائی وغیرہ امید دیتے رہتے تھے ان امیدوں کے سہارے میں اس کی استقبال کی تیاری کرتی رہی اس کے کپڑے سلوا کر رکھے سارے پرانے کپڑے دوبارہ استری کر کے رکھے کہ آئے تو پریشانی نہ ہو، اب انتظار تھا کہ جون جولائی کا مہینہ آئے گا اور میرا عدنان واپس آئے گا کیونکہ علی بھائی نے یہ مہینہ بتایا تھا واپسی کا۔ مگر سب امیدیں ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئیں 14/03/98 کو صبح ساڑھے سات بجے دروازے پر دستک ہوئی معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ کوئی شاہد شیخ صاحب ہیں یہ نام میرے لئے اجنبی تھا میں نے نور کو بتایا کوئی ملنے آیا ہے وہ باہر گئے، مگر میرے اندر ٹوٹ پھوٹ ہو رہی تھی کچھ عجیب سی کیفیت تھی جس کو تحریر کرنا بہت ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

میں سمجھ گئی کہ میرا عدو اب کبھی نہیں آئے گا، عدنان کی شہادت سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ٹوکری میں بہت زیادہ پھول لا کر کیاری میں رکھ دیتی ہوں صبح اٹھ کر دیکھتی ہوں کہ سارے پھول صحن میں بکھرے پڑے ہیں اور سارے پھول مرجھا گئے ہیں۔ شہادت سے کچھ دن پہلے یعنی 26/02/98 سے 12/03/98 تک میں بہت بیمار تھی کسی ڈاکٹر کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا علاج کرے جبکہ کبھی سینے میں کبھی جگر کے پاس کبھی پیٹ میں شدید درد محسوس ہوتا، کافی دوائی لی جناح ہسپتال میں دکھایا مگر کوئی فرق نہیں پڑا جب عدنان کی شہادت کی خبر

آئی تو خدا جانے درد کہاں چلا گیا میں بالکل ٹھیک ہو گئی شاید میرا عدو 14 دن تک بے گور وکفن پڑا تھا اس وجہ سے میری یہ حالت ہو رہی تھی باقی خدا بہتر جانتا ہے۔

میری عدو کی 14/07/98 سے 14/03/98 تک ملاقات رہی شاید کسی کو یقین نہ آئے مگر جس نے یہ معجزہ دیکھا ہے ان کو شہید کے زندہ ہونے پر مکمل یقین ہو گیا جس دن نماز جنازہ ہوا اس دن میرے سر میں شدید درد ہو رہا تھا نیند کی گولی کھانے کے بعد بھی نیند نہیں آ رہی تھی کبھی عمران کے پاس جاؤں اور کبھی کامران کے پاس مگر مجھے سکون نہیں مل رہا تھا، مجھے جتنی بھی قرآنی سورتیں یاد تھیں، سب پڑھ چکی پھر میں نے غنودگی کی حالت میں محسوس کیا کہ عدنان آیا ہے اس نے پوچھا کیا ہوا میں نے درد کا بتایا اس نے کہا آپ آنکھ بند کرلیں منہ قبلہ کی جانب کر کے لیٹ جائیں اور درود شریف پڑھیں وہ سر دباتا رہا۔ میں سو گئی صبح اٹھ کر دیکھا تو عمران، کامران سو رہے ہیں مگر عدنان نہیں، نہ ہی سر کا درد لیکن میرا سر تیل سے بھیگا ہوا تھا چہرے پر بھی تیل ہی تیل جس ململ کے دوپٹے سے صاف کیا تھا وہ بھی بھیگ گیا جس تیل کی خوشبو تھی زیتون کا تیل وہ گھر پر بھی نہیں تھا جہاد پر جاتے ہوئے میں نے خود اس کو زیتون کا تیل کا ڈبہ دیا تھا کہ وضو کے بعد ہاتھ پاؤں میں لگانا تاکہ سردی سے جلدی خراب نہ ہو یا تھا پہلا خواب۔

15/03/98 کی ایک رات کو حنا رات 4 بجے اٹھی نماز کے لئے اس کو خوشبو محسوس ہوئی خاص کر صحن میں جہاں عدنان رات کو اٹھ کر نماز پڑھا کرتا تھا یہ خوشبو بھی سب نے محسوس کی خاص کر جائے نماز میں بہت خوشبو آ رہی تھی۔

23/03/98 تیسری مرتبہ وہ گھر میں آتا ہے گھر ایک پہاڑ پر ہوتا ہے وہی جگہ وہی پہاڑ، مجھ سے پوچھتا ہے کہ ابولالہ کہاں ہے میں کہتی ہوں کمرے میں بیڈ پر بیٹھا ہے وہ اندر جاتا ہے ابولالہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے پھر پہاڑ سے نیچے غائب ہو جاتا ہے میں پکارتی ہوں کہ کھانا کھالو وہ دونوں نہیں آئے صبح کی اذان سے میری آنکھ کھل جاتی ہے اس کی آواز میں بھرا ہوا ایک جہادی ترانہ جو میرا حوصلہ بڑھاتا تھا۔

پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہیے

(عمران [illegible])

تربیت یافتہ کتے ہماری بُو نہ سونگھ سکے:

خورشید بتاتے ہیں کہ جوں ہی گاؤں کے قریب پہنچے اور جنگل سے ہمیں گولیوں کی تڑتڑاہٹ کی آواز آئی ہم آواز سنتے ہی سمجھ گئے کہ گروپ کی آرمی سے جھڑپ شروع ہوگئی ہے، ہم بلا تاخیر الٹے پاؤں جنگل کی طرف دوڑ پڑے اور تھوڑی ہی دیر میں اپنی جگہ پر پہنچ گئے، مگر وہاں صورت حال یکسر بدل چکی تھی مجاہد ساتھی لڑائی کرکے آرمی کے محاصرے سے نکلنے میں کامیاب ہو چکے تھے البتہ بوڑوں میں سے دو ادھر ہی شہید ہو چکے تھے اور آرمی ہماری تلاش کے لئے گاؤں کا گھیراؤ کرنے میں مصروف تھی یہ دیکھ کر ہم واپس گاؤں کی طرف لوٹ آئے گاؤں کی بوڑھی عورتوں کی نظر ہم پر پڑی تو رونے لگیں کہ آج آپ شہید ہو جائیں گے۔ بھائی حنف نے ان کو تسلی دی اور کہا کہ آپ پرواہ نہ کریں آپ صرف ہمیں محفوظ جگہ بتلا دیں اس پر ایک خاتون آگے بڑھی اور گاؤں کے قبرستان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہمیں وہاں چھپنے کے لئے کہا، ہم سیدھے قبرستان میں پہنچے اور ایک قبر کے اوپر بنی ہوئی لکڑی کی چار دیواری کے اندر گھس کر دروازہ بند کرکے تیار پوزیشن میں بیٹھ گئے اور آرمی کا انتظار کرنے لگے آرمی پورے گاؤں کا محاصرہ کر چکی تھی۔ تھوڑی ہی کے بعد آرمی کا لگ بھگ سو آدمیوں پر مشتمل گروپ گاؤں میں داخل ہوا اور ایک ایک گھر کے ایک ایک کمرے کی تلاشی لینا شروع کردی یہاں تک کہ گاؤں والوں نے جو بستر خشک کرنے کے لئے دھوپ میں پھیلائے ہوئے تھے فوجی جوان ان بستروں کو بھی اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے تھے کہ اگر وادی کہیں ان بستروں کے نیچے نہ چھپے ہوں دوسری طرف گاؤں کے تمام مرد و زن کو اس بات کا علم تھا کہ ہم فلاں قبر میں بیٹھے ہیں مگر آرمی کا تمام ظلم و تشدد سہنے کے باوجود کسی نے ہماری مخبری نہیں کی۔ چنانچہ اپنے مشن میں ناکامی کے بعد آرمی کا یہ گروپ واپس ہوگیا اور واپسی کے لئے راستہ بھی ہمارے قبرستان والا استعمال کیا جس قبر میں ہم بیٹھے ہوئے تھے راستہ بالکل اس کے قریب سے گزرتا تھا اس لئے جب یہ لوگ

Marfat.com

وہاں سے گزرے اس وقت ہمارے اور ان کے درمیان چند فٹ کا فاصلہ بھی نہیں تھا اور ان کے پاس تربیت یافتہ کتے بھی تھے مگر وہ پھر بھی ہمارے وجود کو محسوس نہ کر سکے حالانکہ ہمیں ان کے جسموں کی بدبو کا احساس ہو رہا تھا اور ہم قبر پر لگی لکڑیوں کے درمیانی فاصلے سے ہر فوجی کو علیحدہ علیحدہ دیکھ رہے تھے اور یہ بھی صاف دکھائی دے رہا تھا کہ کس فوجی کے پاس کون سا اسلحہ ہے۔

یہ گروپ گذرا تو ایسا ہی ایک اور گروپ آ گیا اور اس نے بھی حسب سابق تلاشی کا عمل دہرایا اور واپس ہو گیا، پھر ایسے ہی گروپوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا، ہر گروپ آتا تلاشی کا عمل دہراتا اور ہمارے قبرستان سے ہوتا واپس چلا جاتا اس دوران ایک ایسا نازک مرحلہ بھی آیا کہ آرمی کا ایک گروپ تھوڑی دیر کے لئے قبرستان میں آ کر بیٹھ گیا بلکہ بعض فوجیوں نے ہماری قبر کے ساتھ ٹیک بھی لگالی اور اس دوران اگر زور سے سانس بھی لیتے وہ سن سکتے تھے مگر یہ جہاد کی کرامت تھی کہ ان کے کتے بھی ہماری خبر نہ حاصل کر سکے تلاشی کا عمل تین گھنٹے تک جاری رہا بالآخر آخری اور بڑا گروپ آ گیا جس نے پورے گاؤں کی سخت ترین چھان بین کی اور لوگوں کو زدوکوب کیا مگر ان سے کچھ بھی نہ اگلوا سکے حسب سابق یہ گروپ بھی ناکام ہو کر لوٹ گیا مگر حالات سے اندازہ ہو رہا تھا کہ ان کو ہمارے بارے میں کچھ معلومات ہیں چنانچہ گاؤں سے واپس لوٹتے ہوئے جب یہ لوگ ہماری قبر کے پاس سے گزرے چند لمحوں کے لئے افسر نے رک کر جوانوں سے پوچھا ''یہی قبرستان ہے'' تو نوجوانوں نے فوراً جواب دیا جی سر یہی ہے ہم نے جب یہ سوال و جواب سنا تو اپنی اپنی انگلیاں اپنی اپنی گنوں کے ٹرائیگر پر رکھ لیں مگر اللہ نے قدرتی ان کے دلوں پر رعب ڈالا اور وہ اس سوال و جواب کے بعد تیز قدموں کے ساتھ وہاں سے گزر گئے اور تلاشی کی ہمت نہ کر سکے۔

اس گروپ کے وہاں سے گزرتے ہی گاؤں میں سکون ہو گیا اور گاؤں کے تمام لوگ قبرستان کی طرف دوڑ پڑے ہمیں قبر سے نکالا اور لپٹ لپٹ کر ملنے لگے تو ہم نے وہاں مجاہدین کے ساتھ عوام کی محبت کا عجیب

سلامتی کی خاطر گاؤں کے کسی آدمی نے بکرا نذر مانا ہوا تھا اور کسی نے بیل، ہر آدمی ہمارے ساتھ یوں محبت کر رہا تھا جیسے اپنے حقیقی والدین یا بہن بھائی محبت کیا کرتے ہیں اور اس محبت کو دیکھ کر ہمارے جذبات اور بڑھ گئے اور ہمیں یقین ہو گیا کہ مجاہدین سے محبت کرنے والی یہ قوم ضرور آزادی کا سورج دیکھی گی خواہ انڈیا کچھ بھی کر لے۔

شہید کا عجیب خواب:

اسی دوران ایک مرتبہ فارورڈ کہوٹہ گیا تو وہاں عجیب معاملہ دیکھا کہ کیمپ میں مقیم تمام ساتھی بوقت سحر اٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں اواس کے بعد نماز فجر تک ایک گھنٹہ اجتماعی طور پر ٹیپ میں ترجمہ والی قرآن پاک کی تلاوت سنتے ہیں میں نے بھائی خورشید سے اس انقلاب کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ایک شب میں سویا ہوا تھا تو اچانک ایک عجیب خواب دیکھا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حافظ بشیر شہید (یہ وہ شخص ہے جو بھائی حسن سواتی کے گروپ کا گائیڈ تھا اور اپنے اخلاق، اخلاص اور حسن کردار کے باعث مجاہدین میں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ستمبر میں بھائی حسن کے ساتھ ہی جام شہادت نوش کر گیا تھا) میرے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہیں بالکل اسی انداز میں سادے سے کپڑے پہنے ہوئے جیسے وہ اپنی زندگی میں رہا کرتے تھے اور مجھ سے کمرے کے اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں میں نے اجازت دی تو وہ کمرے کے اندر آ گئے اور حسب عادت دوزانو ہو کر میرے سامنے بیٹھ گئے اور سلام و دعا کے بعد کہنے لگے خورشید بھائی یہ طے ہوا تھا کہ حرکت والے سب ساتھی تمام سنتوں پر عمل کیا کریں گے لہٰذا آپ سنتوں کی پابندی کریں۔ بس اتنا کہہ کر حافظ بشیر شہید کمرے سے باہر نکل گئے اور میری آنکھ کھل گئی میں نے گھڑی پر نظر ڈالی تو یہ تہجد کا وقت تھا میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تہجد کا حکم دیا ہے چنانچہ اس کے بعد ہم نے یہ اجتماعی معمول بنا لیا ہے۔ ویسے ذاتی طور پر بھائی خورشید کے بارے میں مجھے پہلے بھی علم تھا کہ تہجد کی سختی سے

پابندی کرتے ہیں بھائی خورشید کے ساتھ رہے ہوئے ساتھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر وہ رات کو بارہ بجے بھی بارڈر سے تھکے ہوئے واپس آئیں تو پھر بھی رات کے پچھلے پہر وہ مصلے کی پشت پر نظر آتے تھے اسی کا نتیجہ تھا کہ بہت کم عمری میں اللہ رب العزت نے ان سے وہ وہ کام لئے کہ بڑوں بڑوں کی عقل ششدر رہ جاتی ہے۔

خواب میں شہادت کی بشارت:

بھائی خورشید نے بتایا کہ میں نے خواب میں پربت شہید کو دیکھا وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ نے اتنی دیر کیوں کردی ہے؟ جلدی کیوں نہیں آتے ہو؟ میں نے جواب دیا ''میں مجبور ہوں میری تشکیل نہیں ہورہی ہے تو کیسے آؤں؟'' پربت شہید نے جواباً کہا ''آپ کسی طرح منت سماجت کر کے مفتی صاحب سے تشکیل کروا کر بارڈر کراس کرلیں آگے گروپ وصول کرنے کے لئے میں خود آجاؤں گا یہ وہ خواب تھا جس کی وجہ سے بھائی خورشید کو یقین ہوگیا تھا کہ میں جو خواہش اور کسک دل ہی دل میں لے کر آج تک تڑپتا رہا ہوں اس کی تکمیل کا وقت آپہنچا ہے اور میں بہت جلد لیلائے شہادت سے ہم آغوش ہونے والا ہوں۔ چنانچہ بھائی خورشید کے آخری ایام کی سب حرکات وسکنات، باتیں، تحریریں اس بات کی واضح دلیل تھیں کہ یہ چلتا پھرتا جنتی شخص ہے اور اللہ رب العزت نے اپنے پاس بلانے سے پہلے اس کو پوری حقیقت سے آگاہ کردیا ہے اسی لئے یہ اپنے تمام معاملات کو بڑی صفائی سے کلیئر کرتا جارہا تھا۔

ماں نے شہید کو خواب میں گلابوں سے لدا ہوا دیکھا:

کمانڈر توصیف شہید نے چرار شریف میں 52 مجاہدین کے ساتھ ہزاروں بھارتی فوجیوں کا مقابلہ کیا۔

توصیف شہید اپنے بچپن میں کمزور دل اور ڈرپوک ...

ہی سے پانچ وقت نماز کا پابند تھا اور فجر کے بعد تلاوت قران پاک اس کا معمول تھا۔ معرکہ چرار شریف کے کمانڈر اور البدر کے ڈپٹی کمانڈر انچیف شہید توصیف احمد المعروف آغا فہیم کے والد نے نمائندے امت سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ وہ پڑھائی میں بہت زیادہ اچھا تھا اور ہمیشہ نمایاں نمبروں سے کامیابی حال کرتا تھا ایف ایس سی میں بھی اس نے فرسٹ ڈویژن لی اسی دوران اس نے این سی سی کی ٹریننگ حاصل کی اور پھر ایک دن اچانک میرے پاس آ کر کہنے لگا'' ابو! میں کشمیر جانا چاہتا ہوں اور جہاد کرنا چاہتا ہوں'' اس وقت کشمیر میں عسکری کاروائیاں شروع نہیں ہوئی تھیں لیکن پھر بھی کشمیر کا موضوع پاکستان میں زبان زد خاص و عام تھا۔ میں نے توصیف سے کہا کہ تم پڑھائی مکمل کر لو پھر اپنی یہ آرزو پور لینا ایف ایس سی کے امتحانات سی فارغ ہوتے ہی اس نے صرف اتنا کہا میں جہاد کے لئے تربیت حاصل کرنے جارہا ہوں اور آپ مجھے روکیں گے نہیں۔ 1999ء میں وہ پہلی مرتبہ گھر سے نکل کھڑا ہوا چار مہینے کے بعد اس کا خط آیا جس میں اس نے لکھا تھا کہ وہ افغانستان میں ہے اور بھاگتے ہوئے روسیوں کے ساتھ نبرد آزما ہے چرار شریف میں 52 مجاہدین میں سے 5 نے جام شہادت نوش کیا جبکہ دو ڈھائی سو بھارتی فوجی مرادار ہوئے جن میں ان کے آفیسرز بھی تھے آٹھ دس گاڑیوں کو تباہ کیا گیا۔ توصیف اور مجاہدین بالآخر 40ہزار سے زیادہ بھارتی افواج کا گھیرا توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ جنوری 2000ء میں البدر مجاہدین کی طرف سے ڈپٹی کمانڈر انچیف بنا کر بھیجا گیا، راجواڑ میں یہ اپنے ساتھی کے ساتھ ایک گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اطلاع ملی کہ بھارتی افواج نے گاؤں کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا ہے دونوں مجاہدین کسی خوف کے بغیر گھر سے باہر نکلے اور پوزیشن لے کر مقابلہ کرنے لگے دوسرے ساتھی جن کا نام ذوالفقار تھا کی ٹانگ پر گولی لگی تو توصیف نے ان سے کہا کہ میں آگے بڑھ کر گھیرا توڑتا ہوں اور آپ نکلنے کی کوشش کیجئے کا بزدل آرمی ان کے تابڑ توڑ حملوں سے تھک گئی تھی۔ یہ دونوں مختلف سمتوں میں نکلنے میں کامیاب ہو گئے لیکن توصیف بھارتی افواج کو یہی تأثر دیتا رہا کہ

دونوں ایک ساتھ ہی ہیں دوسرے دن ایک پن چکی کے قریب توصیف کی مڈ بھیڑ بھارتی افواج سے مڈبھیڑ ہوئی اور یہاں وہ پانچ یا چھ بھارتی فوجیوں کو مردار کر کے شہید ہوگئے۔ ذوالفقار سناتا ہے تو میری آنکھوں میں ڈرا سہا چھوٹا سا توصیف آجاتا ہے جس نے کشمیر میں داد شجاعت دی۔ توصیف کی شہادت کی اطلاع ابھی ہمارے گھر نہیں پہنچی تھی، اس کی ماں نے خواب میں دیکھا تھا کہ توصیف ایک ڈولی میں لیٹا ہوا ہے اور گلاب کے پھول اس کے اوپر پڑے ہوئے ہیں اور وہ مسکرا رہا ہے یہ ایک ماں کی اپنے بچے سے محبت کی انتہا تھی۔

بزرگ ہستی نے خطرے سے آگاہ کر دیا:

جگہ نہ بدلنے والا واحد مجاہد شہید ہوگیا، دوسرے محفوظ رہے۔

سوپور کے نوعمر مجاہد شکیل ارشد اللہ کی طرف سے خصوصی امداد کے ایک واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ ہم سولہ مجاہد بیس کیمپ کی طرف سفر کر رہے تھے، ہم میں سے تین کے پاس کلاشنکوفیں جبکہ باقی خالی ہاتھ تھے، وادی مولاب پہنچے تو معلوم ہوا کہ فی الحال خطہ متارکہ جنگ عبور کرنے کے لئے حالات سازگار نہیں۔ ہمارے لئے اس کے سوا کوئی دوسری راہ نہیں تھی کہ اسی جنگل میں پڑاؤ ڈال لیں، ہمارے ساتھ ایک مجاہد متین قریشی قریبی گاؤں کا تھا، ہم چودہ دن تک اپنی کمین گاہ میں رہے، متین قریشی دن کو چھپ چھپا کر گاؤں چلا جاتا اور کھانے پینے کے لئے کچھ نہ کچھ لے آتا۔ چودھویں روز سہ پہر 4 بجے کا وقت تھا۔ ہمارے میر کارواں غلام محمد نے مجھے ایک بالٹی میں نیچے نالے سے پانی لانے کے لئے کہا، میں نے بالٹی اٹھائی اور اکیلے ہی روانہ ہوگیا، نالے میں دور دور تک کسی آدم زاد کا اتا پتہ نہ تھا۔ میں نے بالٹی بھری اور واپس مڑنے لگا تو بڑے پتھر کی اوٹ سے اچانک ایک سفید ریش بزرگ برآمد ہوئے، میں انہیں دیکھ کر بھونچکا رہ گیا۔ ان کے چہرے سے نور کی کرنیں پھیل رہی تھیں قبل اس کے کہ میں ان سے کوئی سوال کرتا انہوں نے نہایت شفقت سے کشمیری زبان میں

ٹھکانہ بدل لو یہاں خطرہ ہے'' اور پھر آنافاناً غائب ہو گئے۔ ان کی بات میرے دل کو لگ گئی۔ خوف اور حیرت کے ملے جلے احساسات سے میں نے بالٹی اٹھائی اور اپنی کمین گاہ پہنچ گیا، وہاں جا کر میں نے غلام محمد صاحب کو یہ واقعہ سنایا، انہوں نے توجہ سے میری بات سنی لیکن اس کو میرا خواب قرار دیا، میرے اصرار کے باوجود انہوں نے ٹھکانہ بدلنے سے انکار کر دیا، تاہم جوں جوں وقت گزرتا گیا میری بے چینی اور اضطراب بڑھتا گیا اور میں ان سے پیہم اصرار کرنے لگا کہ کسی اور کمین گاہ میں چلتے ہیں مجھے یقین ہو گیا تھا کہ بزرگ کا کہنا غلط نہیں، میرے بار بار کہنے پر ساتھیوں نے نالے کی دوسر طرف کے پہاڑ پر رات گزارنے کا فیصلہ کر لیا، تاہم مقامی مجاہد متین قریشی پھر بھی راضی نہ ہوئے اور کہنے لگے میں رات یہاں ہی گزار لوں گا۔ ہم انہیں چھوڑ کر شدید بارش میں سامنے کی پہاڑی پر چلے گئے۔ رات جوں جوں کر کے گزاری، اگلے روز صبح غلام محمد صاحب نے مجھے تین ساتھیوں کے ساتھ پہلی والی کمین گاہ جا کر برتن وغیرہ لانے کے لئے کہا، ہم جب نالے کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ درجنوں فوجیوں نے نالے میں پوزیشن لی ہوئی ہے، اوپر ہماری پرانی کمین گاہ کے آس پاس بھی فوجیوں کے غول پھر رہے ہیں فوجیوں کی نظریں ہم پر نہیں پڑیں تھیں۔ ہم الٹے پاؤں واپس آ گئے اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے غیب سے ہماری مدد فرمائی ورنہ یقینی تھا کہ ہم سارے بے خبری میں مارے جاتے متین قریشی بھارتی فوج کے نرغے میں آ گیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔

منفرد اور مترنم آواز نے رہنما کی سازش سے بچالیا:

حزب المجاہدین کے ڈپٹی آپریشنل کمانڈر جناب مسعود .... نے جو 25 جولائی 2001ء کو پلوامہ میں شہید ہوئے اپنے جہادی دور کے ایک ابتدائی سفر کا واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ ہم مقبوضہ کشمیر سے بیس کیمپ جا رہے آ رہے تھے، ایک مقام پر رہنما نے ہمیں روکا، ایک جانب سے انگلی سے اشارہ کیا اور کہا کہ وہ سامنے پاکستان ہے تم اس رخ پر چلتے رہو پاکستان پہنچ جاؤ گے۔ قبل اس کے کہ ہم

اسے قائل کرتے کہ ہم اس کے بغیر منزل پر نہیں پہنچ سکتے، وہ تاریک رات میں گم ہو گیا ہم رات بھر چلتے رہے لیکن منزل کا سراغ نہ ملا۔ ایسا معلوم ہونے لگا کہ گائیڈ ایک سازش کے تحت اس ویران اور اجنبی علاقے میں چھوڑ گیا ہے تاکہ ہم بھارتی فوج کے ہتھے چڑھ جائیں صبح کے وقت اجالا پھیلنے لگا تو سب آزردہ اور پریشان ایک جگہ بیٹھ گئے، خطرہ تھا کہ بھارتی فوجیں ہمیں دیکھ کر گھیر لیں گے اچانک ایک سمت سے کسی پرندے کی مترنم آواز سماعتوں سے ٹکرائی، یہ بالکل منفرد آواز تھی جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی، اس ویرانے میں یہ خوبصورت آواز ہمارے لئے تائید غیبی ثابت ہوئی اور ہم نے فی الفور اس آواز کا تعاقب شروع کردیا، دیر تک یہ آواز فضا میں گونجتی رہی اس کے تعاقب میں چلتے رہے یہاں تک کہ ہم غلام سرزمین سے آزاد سرزمین داخل ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان کو شہادت کی بشارت دی:

نوجوان مجاہد ایک میجر سمیت 26 بھارتیوں کو ہلاک کر کے شہید ہو گیا۔

جہاد کشمیر کے دوران ایک نوجوان مجاہد نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ ایک گھوڑے پر سوار تشریف لائے وہ نوجوان فرط عقیدت سے والہانہ آپ کی جانب بڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیب عطا فرمایا نوجوان نے سیب کے دو ٹکڑے کیئے ایک ٹکڑے پر خود کی تصویر تھی اور دوسرے پر خون آلود بال نظر آرہے تھے نوجوان نے سرکار عالیؐ سے عرض کی اس کی وضاحت فرمادیجئے آپؐ نے فرمایا شہادت نصیب ہوگی۔ وہ نوجوان ایک ماہ تک شہادت کا انتظار کرتا رہا ہر معرکہ میں پیش پیش رہتا بالآخر ایک ماہ بعد اس کی یہ آرزو پوری ہوئی اور لولاب کے علاقے میں ہندوستانی فوج سے ایک بڑے معرکے میں ایک میجر اور 25 بھارتی فوجیوں کو ہلاک کرنے کے بعد وہ منزل شہادت پر پہنچ گیا۔

بارش مجاہدین کے لئے رحمت ثابت ہوئی:

مجاہدین کا ایمونیشن ختم ہو گیا تو بارش کی شکل میں اللہ کی مدد آ گئی۔

ایک کشمیری مجاہد سلیمان احمد نے نصرت الٰہی کا ایک واقعہ سنایا۔ ہارون میں مجاہدین فوج کے خلاف ایکشن کرنے کے بعد قریبی پہاڑوں پر چڑھ گئے، فوجیوں نے ان کا تعاقب کیا، مجاہدین نے فوج کی پیش قدمی روکنے کے لئے فائر کھول دیا فوج نے مزید کمک منگوالی اور ساری پہاڑی کو گھیرے میں لے لیا۔ مجاہدین کافی دیر تک ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے لیکن ان کا ایمونیشن ختم ہو گیا اور وہ بے بس ہو کر رہ گئے، کوئی امید باقی نہیں تھی گرفتاری دینے پر وہ آمادہ نہیں تھے، آخر کار رب نے اپنے کارساز اور مددگار کی طرف رجوع کیا۔ دعا ایسی قبول ہوئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے نیلگوں آسمان پر گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا زبردست آندھی درختوں کو اکھاڑنے لگی ساتھ ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ بارش اور اندھیرے کی وجہ سے ساتھ کھڑے شخص کو پہچاننا مشکل ہو گیا تھا مجاہدین کے لئے باران رحمت تھی اور دشمن کے لئے باعث زحمت۔ اس کا فائدہ اٹھتے ہوئے سارے مجاہد محاصرے سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے، ان مجاہدین نے بعد میں کہا کہ ہم نے قرآن پاک کا فرمان ''تم مانگو، میں قبول کروں گا'' اپنی آنکھوں کے سامنے سچ ہوتا دیکھا۔

کمانڈر فیاض خاں شہید کے ساتھ اللہ کی مدد:

افغانستان اور کشمیر میں پاکستانی نوجوانوں کے جہادی کردار کا جب بھی تذکرہ ہوگا، کمانڈر محمد فیاض خان کا نام بار بار لیا جائے گا۔

کمانڈر محمد فیاض خان کے دادا فتح خاں علاقہ خدو خیل کے خان اور سید احمد شہیدؒ کے قابل اعتماد رفقاء میں سے تھے۔ سید احمد شہید نے انہی کے علاقے کو اپنا مستقر بنایا تھا۔ جب کئی خوانین نے سید شہید سے بدعہدی اور سکھوں سے وفاداری

Marfat.com

اختیار کر لی تھی، اس وقت فتح خاں ہی وہ عظیم کردار تھے جو تن، من دھن ہر طرح سے سید احمد شہید کے ساتھی بنے رہے تھے۔

اگلی صبح فیاض خاں جہاد افغانستان کے لئے رخت سفر باندھ چکے تھے۔ جب وہ جانے سے قبل حضرت صاحب سے ملے تو گویا ہوئے ''حضرت صاحب افغانستان میں جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے''

قدرے توقف کے بعد پھر گویا ہوئے ''آئندہ جب بھی ہماری ملاقات ہوگی آپ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ مجھے دلائل سے سمجھائیں اور دلائل کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

اس وقت تک وہ کلین شیو نوجوان تھے جس پر پہلی نگاہ میں دنیاداری کا گمان ہوتا تھا لیکن جمعیت اور جہاد افغانستان نے ان کی زندگی اور پوری شخصیت میں انقلاب برپا کر دیا۔ جہاد افغانستان سے پہلی ہی بار واپس لوٹے تو وہ پہچانے نہیں جاتے تھے، اب وہ ایک کلین شیو کھلنڈرے نوجوان نہیں بلکہ جلیل القدر مجاہد اور عالم دین کے روپ میں تھے، ان کے ساتھ برس ہا برس تک کھیلنے والے بھی انہیں نہ پہچان سکے۔

مجاہد فیاض خاں جلد ہی کمانڈر اور انسٹرکٹر فیاض خاں بن گئے، وہ ہمیشہ صف اول میں رہے اور انہوں نے متعدد اہم کامیابیاں حاصل کیں۔ انہیں یہ اعزاز تھا کہ ان کے ہاتھوں سینکڑوں روسی اور کیمونسٹ فوجی جہنم واصل ہوئے اور درجنوں گاڑیاں اور ٹینک تباہ ہوئے۔ محاذ خوست پر تو انہوں نے اتنی بڑی کامیابی حاصل کی کہ خود مجاہدین بھی حیرت زدہ ہو گئے، وہ اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ ایک بڑے فوجی مرکز میں گئے اور کمانڈنگ آفیسر سے مخاطب ہوئے، تمہارا مرکز ہمارے گھیرے میں ہے اور ہم جنگ چھیڑنے سے قبل تمہیں آگاہ کرنے آئے ہیں [illegible] دو گھنٹے کے اندر اندر کسی مزاحمت کے بغیر اپنا مرکز ہمارے حوالے کر [illegible] نہیں کہیں گے، لیکن اگر ایسا نہیں کرو گے تو کوئی تمہاری لاش [illegible]

Marfat.com

کمانڈنگ آفیسر بوکھلا گیا اور اپنے ساتھیوں سے ہنگامی صلاح مشورہ کے بعد فوجی مرکز ان کے حوالے کر دیا البتہ کمانڈر فیاض خاں سے فی کس اس قدر سامان ساتھ لے جانے کی اجازت طلب کی جو ہر کوئی اٹھا سکے، اس کی یہ درخواست مان لی گئی، تھوڑی ہی دیر بعد کمانڈر محمد فیاض خاں اپنے جہادی سینٹر کو اس فوجی مرکز پر قبضے کی اطلاع دے رہے تھے، مجاہدین کو اس فوجی مرکز سے ایک لاکھ کلاشنکوفیں ہاتھ آئیں، مجاہدین نے کمانڈر محمد فیاض خاں کو بطور انعام بہت سی کلاشنکوفیں دیں لیکن کمانڈر محمد فیاض خاں نے یہ کہتے ہوئے اس پیشکش کو رد کر دیا کہ ''میں یہاں جہاد میں شرکت کے لئے آیا ہوں مال بنانے نہیں۔''

ایسا ہی ایک واقعہ محاذ کابل پر بھی پیش آیا۔ چہل ستون کے قریب وہ کمیونسٹوں سے برسرِ پیکار تھے۔ کمیونسٹ جنرل بابا جان نے ایک رات حملہ کر کے ان کے ایک مجاہد ساتھی نعمت اللہ کو شہید کر دیا جبکہ کچھ مجاہدین زخمی ہو گئے، کمانڈر محمد فیاض خاں نے اس حملے کا جواب دینے کا فیصلہ کیا اور اپنے حملے سے قبل بابا جان کو باقاعدہ اطلاع دی، چنانچہ انہوں نے جنرل بابا جان کے ایک فوجی مرکز پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 25 فوجی ہلاک ہو گئے اور کمیونسٹ اپنے فوجیوں کی لاشیں، زخمی فوجی اور بہت سا اسلحہ چھوڑ کر بھاگ گئے اس معرکے میں کمیونسٹ فوجی مجاہدین سے دگنی تعداد میں تھے۔

اب ان کی شجاعت اور حکمت جہاد کا ایک تیسرا واقعہ بھی پڑھ لیں۔ البدر کے ناظم برادر زاہد فاروق نے بتایا کہ جب ہم نے لوگر ولایت پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تو تمام مجاہدین گروپوں کے کمانڈرز نے مشترکہ طور پر البدر کے نائب کمانڈر برادر فیاض خاں کو اس حملے کی کمان سونپی۔ کمانڈر محمد فیاض خاں نے کمان سنبھالتے ہی ایک حیران کن جنگی چال اختیار کی۔ انہوں نے دشمن کی سائیڈ والی دفاعی پوسٹوں پر حملہ کرنے کی بجائے بے انتہا جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مجاہدین کے ساتھ ڈائریکٹ لوگر شہر کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ [illegible] موجودہ دشمن نے جب یہ دیکھا کہ مجاہدین بے خوف تیزی سے شہر

Marfat.com

کی طرف بڑھ رہے ہیں تو وہ بوکھلا گئے اور انہوں نے اپنے مورچے چھوڑ کر ... طرف دوڑ لگا دی۔ واضح رہے کہ یہی دفاعی پوسٹیں کئی سالوں سے مجاہدین کو ... داخل ہونے سے روکے ہوئے تھیں۔

مجاہد میدان جہاد میں ہو اور اس کے جسم پر خون کے تمغے نہ سجیں، یہ ... نہیں ہوا، کمانڈر محمد فیاض خاں بھی میدان جہاد میں متعدد بار زخمی ہوئے لیکن ... زخموں کی پروا کیے بغیر پھر شریک جہاد ہو جاتے تھے اور علاج معالجے کے لیے ... واپس آنا یا ارض پاک پر قائم کیے جانے والے ہسپتالوں میں جانا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ صرف ایک بار شدید زخمی ہو کر پشاور کے ہسپتال میں آئے تھے تب ان کے خاندان کی طرف سے بھرپور دباؤ ڈالا گیا کہ آئندہ افغانستان جانے سے توبہ کر لو، کمانڈر محمد فیاض خاں نے ان کی بات ماننے کی بجائے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ ابھی تک ان کا خاندان جہاد افغانستان کی غایت کو نہیں سمجھ سکا اور جہاد کی مخالفت کر رہا ہے۔ والدین اور اہل خانہ نہ مانے تو کمانڈر محمد فیاض خاں عبداللہ عزام کے الفاظ میں ان سے مخاطب ہوئے۔

میں اس شہر پرفتن کو چھوڑ دوں گا
جہاں میری حمیت مر رہی ہے
جہاں قلب پریشان رہ رہا ہے
جہاں میری زباں بند ہوئی ہے
سنا ہے صاحب الرائے وہی ہے
جو اپنے فیصلے بروقت کر لے
جسے روشن ہدایت مل گئی ہو
وہ اپنے دامنوں کو خوب بھر لے

کمانڈر محمد فیاض خاں کابل میں مجاہدین کے داخلے کے ... جانب متوجہ ہو گئے تھے چنانچہ کئی بار وادی ... کے اندر ... کر کے آئے۔ لیکن وہ یکسوئی سے ...

Marfat.com

حالات انہیں واپس لوٹنے پر مجبور کردیتے تھے، اس طرح ان کا آزادی کشمیر کے لئے لڑنے کا خواب مکمل نہ ہوسکا۔ حالانکہ 1992ء کے اوائل میں وہ کابل سے سری نگر گئے تھے تو اپنے اشعار کی صورت میں اس عزم وارادے کے ساتھ گئے تھے:

اے کابل! تجھے میرا آخری سلام، اب میں تجھ سے دور جارہا ہوں
تیرے سیاہ کالے پہاڑوں کو چھوڑنے کے لئے میں رخت سفر باندھ چکا ہوں
جو انقلاب تو دیکھ رہا ہے، اس کی ہم نے اپنے خون سے آبیاری کی ہے
ہم نے تیرے ایوانوں میں اذانیں دیں اور طاؤس ورباب کا توڑ پھینکا
تیرے ہر کونے اور ہر گوشے سے ہم نے کفر کا جنازہ نکال دیا
اور ''انقلاب ثور'' کو تیری گھاٹیوں میں دفن کردیا
اب میں کسی اور مظلوم کے غموں میں شریک ہو جاؤں گا
اے کابل! میری دعا ہے کہ تو سدا خوش رہے، اب میں اپنے نئے راستے پر جارہا ہوں
تو ہمیشہ عالم اسلام میں سربلند اور سرخرو رہے
خدا تجھے مزید آلام ومصائب سے محفوظ رکھے
تو شاد وآباد رہے، اے پیار ومحبت کی مشعل! تو صدا روشن رہے
میری تہہ دل سے دعا ہے کہ تو صدا آباد اور خوشحال رہے
اے کابل! تجھے آخری سلام، اب میں تجھ سے دور جارہا ہوں

یہ کمانڈر محمد فیاض خاں کی مشہور پشتو نظم کا اردو ترجمہ ہے، کمانڈر محمد فیاض خاں سری نگر کی فتح کا عزم لیکر کابل سے نکلے تھے لیکن کابل کی خانہ جنگی نے انہیں پھر بار بار واپس بلایا۔ کشمیری مجاہد لیڈر جب کمانڈر محمد فیاض کی شہادت کے بعد ان کے گھر آئے تو انہوں نے بتایا کمانڈر محمد فیاض خاں جہاد کشمیر کے ایک روشن جرأت مند کردار تھے، وہ وادی کے اندر جگہ جگہ تحریک مزاحمت کو منظم کرنے کا کام کررہے تھے کہ لیکن کابل نے ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرلی۔

کمانڈر محمد فیاض خاں نہیں جانتے تھے کہ جس کابل کو وہ آخری سلام کہہ

Marfat.com

چکے ہیں، اسی کو ان کا مقام شہادت بننا ہے، وہ کابل چھوڑ کر سری نگر، بارہ مولا اور سوپور سے ہندو سامراج کا قلع قمع کرنا چاہتے تھے لیکن وہ اس کابل سے دور نہ جا سکے جس کی آزادی کے لئے وہ برس ہا برس سے لڑتے چلے آ رہے تھے۔ 8 دسمبر 93ء کو وہ لمحہ آ پہنچا جب وہ پاکستانی اور عرب مجاہدین کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کمیونسٹ افواج کی بمباری کی زد میں آ گئے، یہ بمباری بڑی تباہ کن ثابت ہوئی، جس سے اسلامی جمعیت طلبہ کے دس نوجوان موقع پر جام شہادت نوش کر گئے، ان شہداء میں کمانڈر محمد فیاض خاں بھی تھے۔

ان کی شہادت سے متعلق ملنے والی تفصیلات کے مطابق 8 دسمبر 1993ء کی صبح وہ کابل کے نزدیک تغاب کے علاقے میں پاکستانی، عرب اور افغان مجاہدین کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے اچانک وہ دشمن کے ایک طیارے کی زد میں آ گئے، طیارے نے تین چکر لگائے اور تینوں بار زبردست بمباری کی، ہر حملے میں مجاہدین نقصان اٹھاتے رہے اور متعدد مجاہدین شہید ہو گئے، کمانڈر محمد فیاض خاں کے پیٹ میں بم کا ایک پارچہ لگا تھا۔ دل کے قریب لگنے والے اس پارچے نے انہیں دوہرا کر دیا لیکن وہ ہمت کر کے اٹھے اور دوزانو ہو کر بیٹھ گئے پھر اپنے ساتھی بھائیوں سے گویا ہوئے۔

"میں اب آپ لوگوں سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو رہا ہوں، میری بڑی خواہش تھی کہ افغانستان میں اسلامی انقلاب کی برکات دیکھ کر جاؤں لیکن لگتا ہے کہ یہ حسرت ناتمام ہی رہے گی۔"

کمانڈر محمد فیاض خاں جب یہ باتیں کر رہے تھے، وہ تشہد کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے، اور ان کے سینے سے بڑی تیزی سے خون نکل رہا تھا، انہوں نے شہادت کی انگلی اٹھائی گویا کلمہ شہادت ادا کر رہے ہوں۔

تھوڑی دیر بعد وہ بارگاہ رب العزت میں پہنچ گئے۔

یوں 18 مارچ 1969ء کو [illegible]

عظیم بیٹا کابل کے نواح میں ہمیشہ کی نیند سو گیا۔

یہ اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں:

ملک انعام اللہ نہایت جری اور بہادر نوجوان تھے، کئی بار ایسا ہوتا کہ خوراک نہ ملتی اور وہ کھجوروں یا قہوے کے ساتھ روٹی کے سوکھے ٹکڑے کھا کر دشمن کے مقابل آ جاتے اور پھر میزائلوں، راکٹوں اور گولیوں کی بارش میں آگے بڑھتے چلے جاتے۔ کابل سے 25 کلو میٹر کے فاصلے پر سروبی کے نزدیک انہوں نے متعدد بڑے معرکے لڑے، وہ پوزیشن بدل بدل کر دشمن پر حملہ آور ہوتے، اگرچہ اس میں خطرہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے، لیکن اس طرح وہ اپنے راکٹ لانچر سے دشمن کو مسلسل نقصان پہنچاتے رہتے ایسے ہی ایک معرکے کے حوالے سے وہ اپنے ایک مجاہد ساتھی عنایت اللہ ارشد کو لکھتے ہیں ''اگر ہمارے پاس راکٹ لانچر کے سیل زیادہ ہوتے تو پھر کے سامنے نظر آنے والے دشمن بنکر زبچ کر نہ جاتے۔ آپ کے چلے آنے کے بعد ہم نے ایک روز بہت نزدیک سے دشمن پر بمباری کی'' ان کے ایک ساتھی مجاہد بتاتے ہیں جدید ترین اسلحہ کا استعمال ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ بم بناتے اور راکٹ چلاتے ہوئے دوسرے مجاہدین فاصلے پر چلے جاتے لیکن ان کے دل میں رتی برابر خوف اور ڈر نہ ہوتا۔ وہ محاذ پر ہمیشہ سب سے آگے رہے، ایک اور ساتھی بتاتے ہیں کہ انعام شہید کو راکٹ لانچر کے استعمال کی خصوصی مہارت حاصل تھی، وہ اپنا اسلحہ ہر وقت تیار اور متعلقہ ہتھیار اور بندوقیں صاف ستھری رکھتے۔

ایک بار افغان صوبے.......... کی جاجی چھاؤنی میں انہوں نے تن تنہا پوری چھاؤنی کا مقابلہ کیا۔ اس وقت چھاؤنی میں ڈیڑھ سو سے زائد روسی فوجی مشیر بھی موجود تھے، ملک انعام اپنے ساتھیوں سے تھوڑی دیر میں آنے کا کہہ کر فرنٹ لائن پر موجود اپنے مورچے سے نکل گئے۔ ان کے پاس ساٹھ گولے تھے اور وہ ان گولوں کے ذریعے پوری جاجی چھاؤنی کو تباہ کرنے نکلے تھے۔ یہ ایک دیوانے کا

خواب تھا، لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ دیوانوں کے خواب ہی انقلابات کا ... جاتے ہیں۔

ملک انعام دوپہر سے شام تک دشمن سے چھپتے ہوئے چلتے رہے اور آخر اس مقام تک پہنچ گئے جہاں سے وہ چھاؤنی کی نقل و حرکت پر بخوبی نگاہ رکھ سکتے تھے۔ وہ ایک بہت بڑی چٹان کے عقب میں چھپ گئے یہیں انہوں نے سستانے کا کام بھی لیا۔ یہ بہت بڑی عمارت روسی فوجی مشیروں کی آرام گاہ بھی تھی۔ کچھ دیر بعد انہوں نے دیکھا کہ دس بارہ روسی عمارت سے باہر نکلے، ان کے ہاتھوں میں شراب اور موسیقی کے آلات بھی تھے، اس کے بعد آہستہ آہستہ ادھر ادھر سے بہت سی روسی اور کیمونسٹ نکل آئے اور پھر ایک کھلے میدان میں شراب و کباب کی محفل برپا ہوگئی۔ یہ کل تیں پینتیس افسران تھے جو شراب میں مست تھے۔ جب یہ پروگرام عروج پر پہنچا اور تاریکی نے چاروں طرف ڈیرے ڈال دیئے تو ملک انعام نے ان پر دھاوا بول دیا۔ ان کی دگوں نے اچانک پورے پروگرام کو الٹ دیا۔ ہر طرف بھگدڑ مچ گئی، ملک انعام آہستہ آہستہ پیچھے ہٹے اور جگہیں بدل بدل کر دشمن پر گولے پھینکتے رہے، جگہ بدلتے بدلتے وہ چھاؤنی کے چاروں طرف گھوم گئے چونکہ رات کی تاریکی تھی اور دشمن اچانک حملے کی زد میں آ گیا تھا، اس لئے اس نے سمجھا کہ وہ چاروں طرف سے مجاہدین کے گھیرے میں آ چکے ہیں روسیوں نے بھی جواب میں فائر کھول دیا، ان کی توپیں آگ اگلنے لگیں لیکن ملک انعام، اللہ رب العالمین کی نصرت خاص کے تحت آگ برساتی توپوں سے محفوظ رہے، انہوں نے جگہ بدل بدل کر حملہ کرنے کا سلسلہ جاری رکھا، یوں دشمن مسلسل تباہی کا سامنا کرتا رہا، اس کا اسلحہ خانہ بھی تباہی کی زد میں آ گیا، اور آخر وہ ہمت ہار گیا، پوری چھاؤنی کی ہمت ٹوٹ گئی اور تنہا ملک انعام جیت گیا۔ اللہ نے اپنے بندے کو ... کامیابی سے نواز دیا، یہ ایسی کامیابی تھی جو افغان سرزمین پر ... اپنی نوعیت کی واحد مثال تھی۔

کیمونسٹ اور روسی اپنے ...

Marfat.com

جانب فرار ہو گئے، جہاں کچھ دیر قبل شراب و کباب کی محفل جمی ہوئی تھی وہاں اب 24 روسیوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں، ملک انعام اپنی اس عظیم کامیابی پر جس قدر خوش تھے، اسی قدر حیران بھی تھے کہ جو فوج ماسکو سے افغانستان کو فتح کرنے نکلی تھی، وہ اس قدر بزدل نکلی کہ صرف ایک مجاہد سے پٹ گئی۔

روسیوں اور افغان کیمونسٹوں کے فرار کے بعد ملک انعام چھاؤنی کے اندر چلے گئے وہ ایک ایک مورچے میں گئے اور دیکھا کہ چھاؤنی کا ہر مورچہ گولا بارود اور خوراک کے ذخیرے سے بھرا ہوا ہے، دشمن نے اپنے لئے کئی ماہ کا ذخیرہ جمع کیا کر رکھا تھا، بھوک سے نڈھال ملک انعام نے ایک مورچے میں موجود خوراک سے اپنا حصہ وصول کیا اور تمام خطراب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وہیں لیٹ گئے، اس وقت سپیدہ سحر نمودار ہو رہا تھا۔ بہادر مجاہد نماز فجر ادا کر کے سویا تو ظہر کے وقت اٹھا اور پھر اللہ کی توفیق خاص سے حاصل ہونے والی اپنی کامیابی کی خبر دینے کے لئے مجاہدین کے پاس پہنچ گیا، ملک انعام کی عدم موجودگی میں مجاہدین بڑے مضطرب تھے اور وہ کمانڈر ڈی صلاح الدین کی سرکردگی میں انہیں آس پاس کے مورچوں میں تلاش کر رہے تھے لیکن انہیں کہیں سے ان کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ تلاش و جستجو کا یہ سلسلہ گزشتہ رات سے جاری تھا۔ ادھر چھاؤنی کے گرد و نواح میں گولوں کی خوفناک جنگ سے وہ سمجھ رہے تھے کہ شاید کسی اور محاذ سے مجاہدین کی فوج نے اس چھاؤنی پر حملہ کر دیا ہے، انہیں یہ گمان نہ تھا کہ یہ ان کا اپنا ایک تنہا ساتھی ہے جو اپنے سے کئی ہزار گنا طاقتور دشمن سے جا ٹکرایا ہے۔

مجاہدین کو ساری تفصیل ملک انعام اللہ خاں کے آنے پر معلوم ہوئی، چند لمحے بعد وہ ملک انعام کی رہنمائی میں چھاؤنی پر قبضے کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔ چھاؤنی سے انہیں جو کچھ ملا اس کا انہوں نے کبھی تصور بھی نہ کیا تھا۔ گولہ بارود، نقشے، وائرلیس سیٹ، مجاہدین نے سب کچھ قبضے میں لے لیا اور پھر ان کے مورچے کئی میل آگے چلے گئے۔

چند روز بعد انہیں ایک اور چھاؤنی کے اکھڑنے کا علم ہوا، اس چھاؤنی

Marfat.com

کے خاتمے کا علم انہیں وائرلیس پر ہوا۔یہ اطلاع مجاہدین کے لئے ایک بہت بڑی مہم کی خوشخبری تھی، چنانچہ ملک انعام اللہ خان اوران کے ساتھی مجاہدین نے دشمن پر راستے میں حملے کی تیاریاں شروع کردیں۔دشمن کا یہ قافلہ بھی گرویز روڈ پر رواں دواں تھا مجاہدین نے اسے راستے میں گھیر لیا، زبردست معرکہ ہوا جس میں تین درجن سے زائد کمیونسٹ ختم ہوئے، 7 بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوگئیں جبکہ 225 فوجی گرفتار کر لئے گئے، اسلحے اور خوراک کا بہت سا ذخیرہ بھی قبضے میں آ گیا۔

ایک بار وہ اکیلے ہی دشمن پر حملہ کرکے آ رہے تھے کہ راستہ بھول گئے۔ اس وقت برف باری ہو رہی تھی، وہ ایک پہاڑی کی کھوہ میں چھپ گئے اور دو روز تک وہاں چھپے رہے۔تیسرے دن جب کیمپ میں پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ ان کے ساتھی تو ان کی غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کر چکے ہیں۔مجاہدین نے ان سے کہا آپ تن تنہا دشمن کے جس علاقے میں گھس گئے تھے وہاں ہر تیسرے فٹ پر بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہیں آپ دو روز تک واپس نہ آئے تو ہمیں اندازہ ہو گیا آپ بارودی سرنگوں یا دشمن کے حملے کا شکار ہو گئے ہیں۔

ملک انعام بڑے کامیاب کمانڈر بھی تھے۔ان کی کمان میں کمیونسٹوں کے خلاف جنگ کرنے والے ایک نوجوان نے بتایا کہ روسیوں اور افغان کمیونسٹوں کے لوگوں اور میزائلوں کا مینہ ہمارے چاروں طرف برس رہا تھا اور موت ہماری آنکھوں کے سامنے رقص کناں تھی۔ایسے میں ملک انعام بھاگ بھاگ کر ہم سب کے حوصلے بڑھا رہے تھے، اسلحہ پہنچا رہے تھے اور ساتھ جنگی ہدایات دے رہے تھے، دندناتی ہوئی توپوں کے شور اور پھٹتے ہوئے گولوں کے ہولناک ہنگامے میں وہ سب کی امیدوں کا مرکز تھے۔

Marfat.com

اولیاء اللہ کی قبروں میں تر و تازہ نعشیں

مجاہدین کی قبروں میں زندہ ہونے کا ثبوت

کئی سال کی بات ہے کہ رائٹر نے روس سے آئی ہوئی یہ خبریں بڑی شد و مد کے ساتھ دنیا کو سنائی تھیں کہ وہاں کے سائنس دانوں نے مشرقی ایشیا کے کسی برفیلے مقام پر ڈھائی ہزار سال پہلے کی دفن شدہ لاشیں برآمد کی ہیں خبر میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ ان لاشوں میں مصری ممیوں کی طرح بہت سے مسالے لگے ہوئے تھے، وہیں اس پارٹی کو بہت سے سونے کے زیورات، زردوزی کپڑے اور تار کے باجے وغیرہ بھی دستیاب ہوئے تھے۔

پارٹی کو قلعہ کی گہری کھدائی میں ایک محفوظ عمارت بھی ملی جس میں چند گھڑے اور کونڈے رکھے ہوئے تھے اور ان میں مختلف قسم کا غلہ اور جڑی بوٹیاں قرینے سے بھری ہوئی تھیں ایک وسیع دالان میں چار ایسی میزوں کا ذکر کیا گیا تھا جن میں کھانا چنا تھا۔

رائٹر نے اس خبر کو بہت ہی اہم سمجھا اور اہل دنیا نے حیرت و استعجاب کے ساتھ سنا تھا لیکن جن لوگوں نے تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا ہے وہ ایسی خبروں کو بالکل اہمیت نہیں دے سکتے۔

یہاں تو یہ مقام بھی برفیلا تھا اور لاشیں بھی کیمیادی طریقہ سے محفوظ کر دی گئی تھیں۔ مگر وہاں کوئی کیا کہے گا۔ جہاں نہ تو یہ مسالے وغیرہ لگائے گئے ہوں اور نہ اجزائے ارضیہ میں لاشوں کو محفوظ رکھنے کی کوئی صلاحیت وغیرہ نظر آتی ہو، مثلاً سلطان صلاح الدین ایوبی کے زمانہ میں عیسائیوں کا وہ وحشیانہ منصوبہ جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ کے متعلق باندھا تھا۔ مگر اس کے نتائج کیا سامنے آئے اسے مورخ کی زبان ہی سے سنئے۔

Marfat.com

لاش مبارک کے پاؤں کی چھنگلیوں سے تازہ خون

سلطان صلاح الدین ایوبی کے زمانہ میں عیسائیوں کی ایک ٹولی نے تارک الدنیا درویش بن کر مدینہ منورہ کی آبادی سے باہر رہتے ہوئے روضہ اقدس کے ساتھ کچھ بے حرمتی کا ارادہ کیا تھا اور چاہا تھا کہ اس سرزمین مقدس میں سکونت پذیر اجسام مبارکہ کو کہیں اور اٹھا لے جائیں اور ادھر ادھر منتشر کر کے مسلمانوں کی مرکزیت کا قلع قمع کر دیں مختصر یہ کہ یہ بڑی بھاری سرنگ کھود کر تیار کی گئی اور قریب تھا کہ یہ انسان نما شیطان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں بذریعہ خواب بادشاہ وقت پر اس کا سارا حال منکشف ہو گیا۔

چنانچہ جب روضہ مقدس کے اندر گھس کر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ سرنگ نہ صرف ان مقدس قبروں تک پہنچ چکی ہے بلکہ ایک لاش مبارک کے پاؤں کی چھنگلیوں سے تازہ تازہ خون کا رنگین فوارہ بھی پھوٹا ہوا ہے۔

مورخین نے اسی وقت تحقیق کر کے یہ بات بھی صاف کر دی تھی کہ یہ قبر مبارک امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تھی۔

یہ ان ستودہ صفات بزرگ کی حیات برزخی کی یہ جھلک ہے جنہیں مسلمان اپنا مقتدای پیشوا سمجھتے ہیں اور تاریخ اسلام جنہیں خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتی ہے اور جن کے فیصلوں کو قیامت تک لوگ مسلم مانیں گے۔

کفن سے خوشبو

علامہ ابن الجوزی نے بصرہ کے واقعات قلم بند کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہاں ۲۷۷ھ میں اچانک ایک ٹیلہ پھٹ گیا جس میں سات پختہ قبریں بالکل برابر بنی ہوئی نمودار ہو گئیں یہ ساتوں لاشیں بالکل صحیح سالم تھیں۔ ان کے کفن بھی بالکل ویسے ہی تہہ زدہ نظر آ رہے تھے۔ ان ساتوں میں ایک ... آدمی کی بھی تھی۔ علاوہ اس کے کفن سے بہت ہی ... خوشبو

تھی اس کے سر پر بڑے بڑے بال تھے۔اور ہونٹ سے تری کا اثر اس قدر زائد نمایا تھا کہ جو دیکھتا تھا وہ یہ کہہ اٹھتا تھا کہ شاید یہ شخص ابھی ابھی پانی پی کر لیتا ہے۔

ان جنتی بزرگوں کی دونوں آنکھیں مکمل ہوئی تھیں۔اور آنکھوں میں سرمہ کی چمک سب کو اندھا کیے دیتی تھی۔اور پیٹ کے نیچے ضرب کا گہرا نشان بھی لگا ہوا تھا جس سے خون کی سرخی اور تری نمودار ہو رہی تھی۔بعض لوگوں نے تبرک کے طور پر اس کے بال اتارنے کا بھی قصد کیا تھا۔چنانچہ سر میں ہاتھ لگانے سے انہیں اندازہ ہوا کہ وہ ایسے ہی سخت ہیں۔جیسے کسی زندہ آدمی کے ہوتے ہیں۔

اسی طرح امیر المومنین حضرت عثمان غنی اور دوسرے بہت سے اکابرین کے متعلق واقعات بھی ہماری تاریخ میں درج ہیں۔

غزوہ احد کے شہیدوں کا تازہ خون

امام مالک نے اپنی حدیث کی مشہور کتاب موطا میں لکھا ہے کہ احد پہاڑ کے نیچے جو برساتی نالہ بہتا ہے ایک دفعہ اس نے شدت اختیار کی اور پانی تیزی کے ساتھ بہنے لگا تو غزوہ احد کے بعض شہیدوں کی لاشیں بھی باہر نکل آئیں اور ان لاشوں سے تازہ تازہ خون بہہ رہا تھا،اور بلکل ایسا معلوم ہوتا تھا۔جیسے ابھی ابھی انہیں دفن کیا گیا ہے اور غزوہ احد کو چھیالیس برس بابرس گزر چکے تھے۔

شہید کی لاش:

یہ تقریباً تین سال پہلے کا واقعہ ہے میرے ایک دوست محکمہ انہار میں سپرنٹنڈنٹ انجینئر تھے ان کا ایک بیٹا پاگل تھا جس کو وہ اکثر باندھ کر رکھتے تھے ورنہ وہ گھر کی اشیاء توڑ پھوڑ دیتا،ایک روز نوکر کی بے توجہی کی وجہ سے وہ لڑکا ڈرائنگ روم میں گھس گیا اور ہزاروں روپے کا نقصان کر ڈالا وہ دوست اس لڑکے کو پکڑ کر میرے پاس لائے اور تقریباً روتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب اس کا کچھ کریں اس نے ہمارا ناک میں دم کیا ہوا ہے ورنہ میں اس کا گلا گھونٹ دونگا میں نے انہیں

Marfat.com

سمجھاتے ہوئے کہا کہ میاں اللہ سے ڈرو، ایسی بات مت کرو ورنہ قیامت کے روز یہ ہمارے لئے سزا کا سبب بن جائے گا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ مرنے کے بعد (نعوذ باللہ) کس نے جینا ہے اور کون پوچھے گا۔ میں اسپر چپ رہا کہیں مزید کفریہ کلمات نہ کہہ ڈالیں چنانچہ بات ختم ہوگئی۔

چند دنوں کے بعد میرے وہ دوست ڈیرہ غازیخاں سے ایک نہر (جو تونسہ بیراج سے نکالی جارہی تھی اور اس کی کھدائی کا کام مکمل ہو چکا تھا) اس نہر کے معائنے کے لئے گئے۔ وہاں پہنچنے پر دیکھا کہ مزدور ایک جگہ جمع ہیں اور شور مچا ہوا ہے۔ انجینئر صاحب کو دیکھ کر مزدور ان کے پاس آئے اور بتایا کہ نہر کی تہہ میں ایک سوراخ سے انسانی جسم کا ایک حصہ نظر آرہا ہے۔ انجینئر صاحب نے خود جا کر دیکھا اور اوپر والی مٹی ہٹانے کو کہا جب مٹی ہٹائی گئی تو نیچے سے پوری انسانی نعش نظر آرہی تھی۔ اس نعش میں دو باتیں حیران کن تھیں ایک تو اسکے کپڑے خون میں آلود تھے جس سے اندازہ ہوا کہ یہ کسی شہید کی نعش ہے دوسرے اس کے منہ کے اوپر ایک پھل نما چیز رکھی ہوئی تھی۔ جس میں سے وقفہ وقفہ کے بعد کچھ قطرے نعش کے منہ میں گر رہے تھے نہر کی گہرائی قریباً بیس فٹ تھی اور یہ نعش اس سے بھی نیچے مٹی میں محفوظ تھی۔ جس سے یہ اندازہ ہوا کہ اس آدمی کو دنیا سے کوچ کئے صدیاں گزر چکی ہیں۔

اسی شام انجینئر صاحب میرے گھر آئے اور مجھے پورا واقعہ سنا کر کہنے لگے کہ قرآن پاک میں یہ جو کہا گیا ہے کہ شہیدوں کو مردہ مت کہو بلکہ یہ زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں میں اس آیت کی زندہ مثال دیکھ کر آیا ہوں اور مجھے مکمل یقین ہوگیا ہے کہ مرنے کے بعد بھی ایک زندگی ہے جس میں یوم حساب بھی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اس شہید کی لاش کو بھی کھا جاتی جو صدیوں سے زمین کے اندر محفوظ ہے۔ کہنے لگے ایسا لگتا تھا جیسے یہ مردہ اس وقت کے انتظار میں ہے جب اللہ تعالی دوبارہ اس میں روح پھونکیں گے اور یہ اٹھ کھڑا ہوگا۔

میں نے انجینئر صاحب سے عرض کیا کہ آپ کے اور ہمارے قیامت پر ایمان لانے میں فرق ہے ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر ایمان لے آئے اور آپ نے جب تک مشاہدہ نہیں کیا آپ کو یقین نہیں آیا۔

اس واقعہ کے بعد انجینئر صاحب اپنے لڑکے کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے بھی باز آ گئے اور آخرت کے بارے میں اپنی سابقہ آزاد خیالی سے بھی پکی توبہ کرلی۔

(تحریر ذاکر نور احمد)

دلائل الخیرات کے مرتب حضرت مولانا محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۸۰۰ھ میں سو برس کی عمر میں ہوا مگر (۷۰) ستر سال بعد ان کی میت کو مراکش لے جانے کے لئے جب قبر کو کھودا گیا تو بدن و کفن بلکل صحیح سالم تھا۔

(مکاتیب شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۳۱)

گجرات کے ایک ولی اللہ صالح خانجیو صدیقی کو گجرات کے ظالم حاکم نے پھانسی کا حکم دیا جونہی آپ کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالا گیا آپ نے کلمہ شہادت پڑھنا شروع کیا آپ کا بدن زمین سے اٹھایا گیا اور روح پرواز کر گئی مگر جب پھندا نرم ہونے کے بعد بدن زمین پر آ لگا تو آپ کے بدن میں روح کا اعادہ ہوا اور آپ نے کلمہ شہادت کا باقی حصہ بھی پڑھ لیا

قبر میں پڑے پھول کی خوشبو

چند برس پہلے کی بات ہے روجن پور کے قبرستان میں ایک مردہ کو دفن کرنے کے لئے ایک قبر تیار کی گئی۔ ابھی تو لوگ مردہ کو لے کر پہنچے بھی نہیں تھے کہ پورے قبرستان میں عجیب فرحت انگیز خوشبو مہک رہی تھی۔ لوگ حیران ہوئے کہ یہ خوشبو کہاں سے آ رہی ہے جب کہ قبرستان میں صرف دو جال کے درخت اور چند جنگلی پودے تھے جو کہ خوشبو نہیں دے سکتے تھے۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ خوشبو کا [illegible] قبر کی تہہ میں موجود ایک سوراخ ہے۔ لوگوں نے جب اس سوراخ

Marfat.com

کو بڑا کیا تو نیچے سے ایک اور قبر نکلی جس میں ایک سفید ریش بزرگ بیٹھے ہوئے پڑھ رہے تھے۔ قابل حیرت بات یہ تھی کہ ان کی نعش کے اوپر ایک بڑا پھول پڑا ہوا تھا اور خوشبو دے رہا تھا۔ تمام شہر کے لوگوں نے یہ منظر دیکھا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری لاہور میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ دفن کے بعد ان کی قبر سے خوشبو آنا شروع ہو گئی۔ عقیدت مندوں نے قبر کی مٹی جس سے خوشبو آ رہی تھی اٹھانا شروع کر دی، بتانے والے بتاتے ہیں کہ قبر کے ارد گرد گڑھے پڑنے شروع ہو گئے جن کو باہر سے مٹی لا کر بھر دیا جاتا اور اس مٹی سے پھر خوشبو آنا شروع ہو جاتی۔ یہ سلسلہ چالیس روز تک جاری رہا۔ میں ان دنوں سعودی عرب میں بطور فزیشن کام کر رہا تھا۔ وہاں پر مجھے حضرت لاہوری صاحب کے مرید نے قبر کی مٹی بھی دکھائی جس میں اس وقت تک خوشبو آ رہی تھی۔

نماز جنازہ میں شہید کی شرکت:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ان کا ایک بیٹا شہید ہو گیا تھا اور انہوں نے اسے کبھی خواب میں نہ دیکھا تھا، جس شب عمر بن عبدالعزیز کی وفات ہوئی اس بزرگ نے اپنے بیٹے کو دیکھا اور کہا "اے بیٹے کیا تم مرے نہ تھے" کہا نہیں میں شہید ہوا تھا، میں اللہ کے ہاں زندہ ہوں اور رزق پاتا ہوں۔ میں نے کہا تم کیوں آئے ہو؟ کہا آسمان والوں میں اعلان کر دیا گیا ہے کہ جس قدر نبی، صدیق اور شہید ہیں سب عمر ابن عبدالعزیز کے جنازہ کی نماز کے لئے جائیں کوئی باقی نہ رہے چنانچہ میں ان کے جنازہ میں حاضر ہوا تھا، آپ کے سلام کو بھی حاضر ہو گیا۔

شہید کا خون:

دیوبند میں ایک شخص تھے بیدار بخت، لوگ ان کو بیدار بخش کہتے چار بھائی تھے ان میں دو سید احمد شہیدؒ کے لشکر میں جہاد کے لئے گئے ہو گئے۔ ان میں ایک بیدار بخت تھے، ان کے والد کا بیان ہے کہ

Marfat.com

وقت اپنے مردانہ مکان میں تھا اتنے میں یہی بیدار بخت آئے اور کہا ''سید صاحب'' اور ایک جماعت ان کے ساتھ آ رہی ہے فرش بچھاؤ، فرش بچھا دیا گیا، جماعت آ گئی اور بیٹھ گئی ان کا بیان ہے کہ میں حیران تھا کہ یہ خواب ہے یا بیداری کی حالت۔ بیدار بخت کے سر پر رومال بندھا ہوا تھا جو ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر پر باندھ لیا گیا تھا میں نے پوچھا، سنا ہے کہ تم شہید ہو گئے ہو، اس نے کہا ہاں اس جگہ مجھے تلوار لگی تھی۔ پھر اس نے رومال کھولا اور نصف سر کو ہاتھ میں لے لیا اور کہا یہ زخم ہے باپ نے کہا جلدی سے باندھ لو مجھ سے دیکھا نہیں جاتا اس نے فوراً باندھ لیا لیکن خون کے چند قطرے فرش پر گر پڑے پھر وہ سب اٹھ کر چلے گئے، بیدار بخت کے باپ کا بیان ہے صبح ہوئی تو میں بے حد حیران ہوا کہ یہ خواب تھا یا بیداری مگر فرش جو دیکھا تو اس پر خون کے قطرے گرے ہوئے تھے مولانا مملوک علی صاحب نے یہ واقعہ سنا اور تحقیق کے لئے دیوبند تشریف لائے اور خود صاحب واقعہ سے سنا اور خون کے قطرے بھی دیکھے۔ (بحوالہ حکایت المجاہدین)

Marfat.com

جہاد فلپائن میں اللہ کی مدد و نصرت

دشمن اندھے ہو گئے

شمالی صوبہ لاناؤ میں داخلی امور کی انقلابی کمیٹی کے سربراہ کے نائب برادر محمد صواف بن علی نے ہمیں بتایا کہ:

ایک روز میں شہر کرمتان کے ایک کوچہ کرامت میں ایک شہری دوست کے ہاں صبح کی نماز پڑھ رہا تھا۔ اس وقت میرے دو باڈی گارڈ کمانڈر سادات اور کمانڈر سامی میرے ساتھ تھے اچانک ۴ دستوں پر مشتمل سرکاری فوج نے اس گھر کا محاصرہ کر لیا۔

نماز سے فارغ ہوئے تو ہم سورہ یسین کی پہلی چند آیتیں پڑھتے ہوئے گھر سے باہر آ گئے اور باہر آ کر میں نے فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ کو کئی بار دہرایا۔ اس کے بعد ہم فوجیوں کے درمیان سے چلتے ہوئے اپنے راستے لگ گئے۔ اس دوران میں ہمیں کسی نے بھی نہیں دیکھا اور اس طرح اللہ نے ہمیں اس مشکل حالت سے نکال لیا جس شخص نے اس گھر میں ہماری موجودگی کی مخبری کی تھی اسے فوج والوں نے ایکشن کی ناکامی کے بعد مار ڈالا۔

تیز بارش اور دشمنوں کی ناکامی:

بھائی محمد صواف بن علی نے بتایا کہ ایک دن میں اپنے دونوں باڈی گارڈوں کے ہمراہ کرامت کے قریب ایک کوچہ کوریو میں ایک چھوٹی سی ... پاس بیٹھا تھا کہ اچانک فلپائنی فوج کے ۸ دستے اس طرف آ گئے ہمار... فائرنگ کا تبادلہ ہوا لیکن جلد ہی سرکاری فوج ہمارا محاصرہ کرنے میں ... انہوں نے ۱۰ گھنٹے تک ہمارا محاصرہ کیے رکھا ...

Marfat.com

کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اب یہ جگہ چھوڑنا ضروری ہے کیونکہ ہماری گولیاں ختم ہو چکی ہیں پھر میں نے یہ دعا پڑھی:

سبحان اللہ لاالہ الا انت یا رب کل شئی ا و رازقہ
ورحمہ برحمتک یا ارحم الراحمین انت وارثہ

(اے رب تو پاک ہے۔ تیرے علاوہ کوئی الہٰ نہیں ہے
تو ہر چیز کا رب ہے ۔اے رب تو ہی ہر چیز کا وارث ہے تو ہی اس
کا رازق ہے تو ہی اس پر رحم کرنے والا ہے۔ اے سب سے زیادہ
رحم کرنے والے ہمیں تیری ہی رحمت کا آسرا ہے)

پھر میں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی:

وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم
سدا فاغشینا ھم فھم لایبصرون

(یسین : ۹)

(ہم نے بنادی ان کے سامنے ایک دیوار بنادی اور ان
کے پیچھے ایک دیوار بنادی (اس طرح) ہم نے انہیں ڈھانک
دیا۔ اب وہ دیکھ نہیں سکتے)۔

اس کے فوراً بعد موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور اس بارش میں بھیگتے ہوئے ہم سرکاری فوج کی نظروں میں آئے بغیر اس کے ایک دستے کے پاس سے ہوتے ہوئے محاصرہ سے نکل آئے۔ اور اس مصیبت سے نجات پا کر بخیریت اپنے گروپ میں آملے۔ بعد میں ہم نے سنا کہ اس معرکے میں ۹ فلپائنی مارے گئے۔

خوفناک کالا گھوڑا

فلپائنی فوجوں نے ۴ فوجی بواخر اور دو طیاروں کے ساتھ مجاہدین کی چھاؤنی ۴ پر حملہ کیا یہ معرکہ دو ماہ سے زیادہ عرصہ جاری رہا آخری دنوں میں دشمن نے دیکھا [illegible] پہاڑ پر کالے رنگ کے گھوڑے پر سوار ایک بڑا لشکر تیار کھڑا ہے

Marfat.com

اور اس سے خوفزدہ ہو کر پسپا ہو گیا۔ اس کے جاتے ہی مجاہدین نے ایک دوسرے دشمن کی پوزیشن پر قبضہ کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد فلپائنی جنگی طیارے اس جگہ پہنچ آپہنچے جہاں ان کا خیال تھا کہ مجاہدین ابھی تک موجود ہیں اور ان طیاروں نے ٹھیک اس جگہ بم گرا ہی دیے جس سے ۶۲ فلپائنی فوجی مارے گئے۔

صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں

جنوبی صوبہ لاناؤ کے ایک شہر کرستان کے مقام ابوعموبہ میں مجاہدین اور فلپائنی بحریہ میں تصادم ہوا۔ اس معرکے میں مجاہدین کا کمانڈر اچانک اٹھا اور اس نے بلند آواز میں کہا:

مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین (فاتحہ: ۳۔۴)

(اے آخرت کے دن کے مالک ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں)

اس وقت آسمان پر بجلیاں نمودار ہوئیں اور موسلا دھار بارش ہونے لگی دشمن دم دبا کر بھاگا اور خوف زدہ ہو کر منتشر ہو گیا۔

چیونٹیوں نے دشمن پر حملہ بول دیا

مجاہد برادر (حارث المو) نے مجھے بتایا کہ صوبہ سلطان قدرات کے فالیمپانگ کے مجاہدین اور فلپائنی فوجوں کے درمیان ایک جھڑپ میں مجاہدین کی تعداد انتہائی کم تھی لیکن دشمن کو زیادہ نظر آتی تھی دوسری مصیبت اس کے لیے یہ ہوئی کہ چیونٹیوں نے حملہ کر دیا اور یوں وہ میدان معرکہ سے پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ (یہ ۱۹۷۲ء کا واقعہ ہے)

دشمن پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا:

اسی بھائی نے مزید بتایا کہ قالیما پا نگ میں مجاہدین اور فلپائنی فوجوں کے درمیان خونریز معرکہ برپا تھا۔ یہ معرکہ آٹھ گھنٹے جاری رہا۔ پھر مجاہدین نے رب سبحانہ وتعالیٰ سے دشمن پر غلبہ پانے کی دعا کی اچانک موسلا دھار بارش ہونے لگی اور دشمن پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔

یا اللہ فرشتے کہاں ہیں:

کمانڈر عبدالغنی مانجولایون نے جو منطقہ داتا لیولیہ شہر جلمان صوبہ راجہ بر مایان کا کمانڈر رہے، اس نے بتایا کہ ۸ جون ۱۹۶۹ء کو جمعہ کی صبح دشمن کے ایک دستے نے مجاہدین کی چھاؤنی پر حملہ کر دیا۔ اس وقت وہاں صرف چار مجاہدین تھے۔ یعنی میں اور (میرے دوسرے تین ساتھی) ہمارے درمیان گولیوں کا تبادلہ تقریباً ۱۵ منٹ تک ہوتا رہا۔

اس کے بعد اچانت میرے ایک ساتھی کو گولی لگی تو میں سمجھا کہ وہ شہید ہو گیا اور میں نے گڑگڑا کر اپنے عظیم وکریم رب سے دعا کی:

''یا اللہ فرشتے کہاں ہیں؟ مدد کہاں ہے؟''

اچانک میں نے اپنے پیچھے سے گولیوں کی آوازیں سنیں۔ ان گولیوں کا رخ دشمن کی طرف تھا۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ بھی سنائی دی اور تیز ہوا کی آواز بھی آنے لگی۔ جس کے نتیجے میں جلد ہی دشمن پسپا ہو کر لوٹ گیا۔ اس معرکے میں دشمن کے نقصانات یہ رہے۔

۷ ہلاک، ۹ زخمی اس کے علاوہ ہمیں بہت سی گولیاں اور بندوقیں غنیمت میں حاصل ہوئیں۔

مگرمچھوں نے دشمن پر حملہ کر دیا

مجاہد برادر کمانڈر شعبان نے مجھے بتایا کہ ایک موقع پر مجاہدین اور سرکاری فوج کے درمیان خونی معرکہ برپا ہوا۔ یہ معرکہ صوبہ ماجی ندان کے شہر دیناج کی

Marfat.com

ایک نہر تا ہیران کے کنارے [illegible]
سرکاری فوج کے بعض سپاہیوں پر حملہ کر دیا۔ سپاہیوں [illegible]
گولیاں چلائیں۔ لیکن اتفاق نے کوئی گولی کسی کو بھی [illegible]
صفوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ انہوں نے خوفزدہ ہو کر میدان [illegible]
پکڑی۔

کتابیات		رسائل
تحقیق جہاد		الفاروق
حکایات المجاہدین		الدعوۃ
البدایہ والنہایہ		جہاد کشمیر
آیات الرحمٰن، جہاد افغان		اذان سحر ڈائجسٹ
دعوت و جہاد		صدائے مجاہد
نور الصدور فی شرح القبور		جیش محمدؐ
زاد مجاہد		محاذ کشمیر
حیاۃ الصحابہ		الارشاد
میدان پکارتے ہیں		بیدار ڈائجسٹ
یہ تیرے پُراسرار بندے		خواتین میگزین
فتوحاتِ مصر و فارس		ختم نبوت
الجہاد فی الاسلام		کشمیر ٹوڈے
		الحرار
		ماہانہ الحق
		الجمعہ

Marfat.com

ماہنامہ بیت المقدس		
شہادت		
سنڈے میگزین		
البیان		
ہمقدم		
البدر		
ایشیاء		
الاعتصام		
المسعود		
صدائے جہاد		
کشمیر ڈائجسٹ		
ہفت روزہ تکبیر		
فرائڈے اسپیشل		

Marfat.com

ERSITY LIBRARY
CAMPUS LAHORE

نام تحریرات	
کمانڈر امجد بلال کشمیری	اخبار مشرق
مولانا مسعود اظہر	ضرب مومن
مفتی رفیع عثمانی	جنگ اخبار
عبداللہ عزام شہیدؒ	اسلام
ملک احمد سرور	امت اخبار
ابوعبداللہ علوی	جسارت
مولانا ارسلان خان	افغان نیوز
مولانا جلال الدین حقانی	صدائے شریعت
مولانا عبدالصمد سیال	جہاد ٹائمز
کمانڈر بشیر شہید	ہفت روزہ الہلال
نور منور کاکی	
کمانڈر زبیر شہیدؒ	
حافظ مشتاق احمد عباسی صاحب	
کمانڈر محمد عمر	
مولانا شاہ احمد (افغانستان)	
کرنل عبدالواحد	
استاد سیاف	
کمانڈر رسید عمر	
حضرت مولانا نور محمد وانہ (وزیرستان)	
کمانڈر عبدالرشید شہید	
ابوعبیدہ	
خاند محمد کراچوی (حرکۃ المجاہدین)	
مولانا سعادت اللہ	

نوٹ: بندے نے ان رسائل اور کتابوں کے علاوہ بھی سینکڑوں رسائل اور کتابوں سے استفادہ کیا ہے

3 MAY 2008

Marfat.com